تحریکِ ختمِ نبوّت



ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و نہم (۴۹)

قادیانی مشن (۱۲)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل و نہم (۴۹)
	قادیانی مشن (۱۲)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۹۵
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

فاتحة الکتاب

الحمد لله و الصلوة و السلام علی سید الانبیاء۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی انچاسویں (اور قادیانی مشن کی بارھویں) جلد قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۴ نومبر ۱۹۳۲ء تا ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے دستیاب شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ پروفیسر ابومسعود قمر بنارسی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولوی مہر الدین میاں ونڈ، مولوی محمد علی تارکش جے پوری، مولوی داؤد ارشد گوجرانوالہ، مولوی اقتدار حسین آگرہ، مولانا عبدالغفار خیری دہلوی، منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری، منشی عبدالکریم ڈگشائی، حافظ عنایت اللہ وزیرآبادی، حکیم عبدالرحمٰن خلیق تیجہ کلاں، جناب غلام احمد میانوالی مہاراں، مولوی غلام رسول مجاہد گلہ مہاراں، مولوی ابوسعید عبدالرحمٰن فریدکوٹی، مولوی عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ، مولوی احمد علی رام پوری، مولوی مطیع الرحمٰن حسینا ضلع مونگیر، ماسٹر اللہ دیا بھیڑہ صندل سنگھ، مولوی عبداللہ ثانی، مولوی محمد شفیع قلعہ میہاں سنگھ، مولوی ابوسعید عبدالعزیز لدھانہ، کی نگارشات نقل کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں پنڈت آتمانند، شیخ غلام محمد احمدی لاہوری، اور مولوی فضل خان احمدی کی چند تحریریں بھی شامل اشاعت ہیں۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے، اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۵ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

والسلام　　　فقیر بارگاہ صمدی　　　**محمد بہاء الدین**

مرزا صاحب کا تصرف فی القرآن

مولوی غلام مصطفیٰ بدوملہوی کیلئے ہدیہ

جناب مولوی محمد مہرالدینؒ صاحب، میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ:

حضرت یحیؑ کے حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

لم نجعل له من قبل سمياً

یعنی یحی سے پہلے ہم نے کوئی اس کا مثیل دنیا میں نہیں بھیجا جس کو باعتبار ان صفات کے یحی کہا جائے گا۔

یہ آیت ہماری تصدیق کے بیان کے لئے اشارۃ النص ہے کیونکہ خداتعالی نے اس جگہ آیت موصوفہ میں قبل کی شرط لگائی بعد کی نہیں لگائی، تا معلوم ہو کہ بعد میں بنی اسرائیلی نبیوں کے آنے کا دروازہ کھلا ہے جن کا نام خدائے تعالی کے نزدیک وہی ہوگا جو ان نبیوں کا نام ہوگا جن کے وہ مثیل ہیں۔ یعنی جو مثیل موسی ہے اسکا نام موسی ہوگا اور جو مثیل عیسی ہے اس کا نام عیسی ہوگا۔ اور خدا تعالی نے اس آیت میں سمی کہا، مثیل نہیں کہا، تا معلوم ہو کہ اللہ کا منشاء یہ ہے کہ جو شخص کسی اسرائیلی نبی کا مثیل بن کر آئے گا وہ مثیل کے نام سے نہیں پکارا جائے گا بلکہ بوجہ انطباق کل اس نام سے پکارا جائے گا جس نبی کا وہ مثیل بن کر آئے گا۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۵۳۹)

مطلب اس کا یہ ہوا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کوئی مثیل عیسی نہ پکارے، بلکہ عیسی پکارے۔ کیونکہ خدا تعالی نے یحی کی نسبت فرمایا ہے کہ ان کا کوئی ہم نام نہیں یعنی مثیل۔ پوری آیت شریفہ یہ ہے:

يا زكريّا انّا نبشّرك بغلا م اسمه يحيى لم نجعل له من قبل سمياً

یعنی جب زکریا نے دعا کی کہ الٰہی مجھے ایک لڑکا عنایت فرما۔ تو ارشاد ہوا کہ اے زکریا ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں جس کا نام ہم نے یحیٰ رکھا۔ اس کے پہلے ہم نے کسی کا نام یحیٰ نہیں رکھا تھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس نام کا کوئی اور شخص پہلے نہیں گذرا۔ کیونکہ اسمہ کے بعد لفظ سمیا صاف کہہ رہا ہے کہ ان کا ہمنام کوئی پیشتر نہ تھا۔ اور اگر سمی کے معنی مثیل بھی لیں تو یہ مطلب ہوگا کہ ان کے پہلے ان کا مثیل نہ تھا۔

اور اگر مفہوم مخالف بھی لیا جائے تو اسی قدر معلوم ہوگا کہ ان کے بعد ان کا ہم نام یا مثیل ہوگا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس سے یہ نکالا کہ حضرت عیسی کا بھی مثیل ہوگا۔ لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ مفہوم مخالف سے اگر دروازہ کھلا تو یحیٰ کے مثیل کا کھلا، عیسی کا مثیل اس سے کیسے نکل آیا۔ پھر اس حالت میں حضرت یحیٰ کی نبوت کا ذکر ہی کب ہے جس سے خیال کیا جائے کہ ان کا سا کوئی نبی ان کے بعد ہوگا، بلکہ عیسی کا بھی مثیل ہوگا۔

دیکھئے یہاں تو اس قدر توسیع ہو رہی ہے کہ سمی کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لئے جائیں یعنی مثیل، اور حضرت یحیٰ کا مثیل پیشتر نہ ہونے سے مطلب یہ کہ آئندہ ضرور ہوگا۔ اور اس کا مطلب یہ کہ حضرت عیسی کا بھی مثیل ہوگا۔ اور مثیل ہی نہیں بلکہ سمی بھی ہوگا جس سے ثابت ہو گے کہ حضور (مرزا قادیانی) خود عیسی ہیں۔ یہ سب من قبل سمیا سے نکلا۔

یہ سلسلہ ایسا ہوا جیسا کہ ایک نقل مشہور ہے کہ ایک صاحب نے کسی سے پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا مجھے حاجی کہتے ہیں۔ کہا تم کتے ہو، اس لئے کہ حاجی اور چاچی کی ایک شکل ہے اور چاچی کمان ہوتی ہے اور پھر کمان اور گمان کی ایک شکل ہے اور گمان شک کے معنوں میں مستعمل ہے اور شک اور سگ کی ایک شکل ہے، سگ کتے کو کہتے ہیں۔ غرض کہ چند وسائط سے اپنا مطلب ثابت کر دیا۔

الغرض من قبل سمیا میں اس قدر توسیع کی، کئی واسطوں کے بعد مطلب نکل آیا۔ اور آیت شریفہ انّی متو فیك و را فعك میں اس وجہ سے کہ اپنا مقصود فوت ہوتا ہے، اس قدر تنگی اور تشدد کیا کہ گو توفی کے معنی حقیقی نیند کے ہوں جیسا کہ

آیت شریفہ و ھو الذی یتوفکم بالليل سے ظاہر ہے مگر مشہور معنی موت ہی لئے جائیں اور ترتیب لفظی جو وفات اور رفع میں ہے فوت نہ ہونے پائے ۔ گوقرآن سے ثابت ہے کہ واؤ ترتیب کے واسطے نہیں ۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر خود غرضی سے کام لیا جا رہا ہے۔

اب ہم امت مرزا سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت شریفہ میں کیا فرمایئے گا:

و ما كنت تتلوا من قبله من كتابٍ و لا تخطّه بيمينك

(اے پیغمبر قرآن سے پہلے نہ تم کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے)

یہاں بھی اللہ تعالیٰ قبل کی شرط لگائی بعد کی نہیں لگائی ۔ کیا یہاں بھی یہی فرمایا جائے گا کہ حضرت ﷺ نزول قرآن سے پہلے پڑھتے نہ تھے اور بعد میں پڑھنے لگے اور پہلے داہنے ہاتھ سے لکھتے نہ تھے بعد اس سے بھی لکھنے لگے ۔ اگر اس کا یہی مطلب سمجھا جائے تو قرآن سے ثابت ہو جائے گا کہ حضرت (نزول قرآن سے) پیشتر لکھنا ضرور جانتے تھے لیکن بائیں ہاتھ سے ۔

اور فرمائیں کہ اس آیت سے یہ معنی نہیں نکلتے تو من قبل سميا سے وہ معنی کیوں کر نکلیں گے:

ستم کم کن کہ فردا روز محشر
ز روئے عاشقاں شرمندہ باشی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۴ رجب ۱۳۵۱ھ جلد ۳۰ نمبر ا ص ۸۔۹)

جدید رسول کی دعوت

گاندھی جی اور عیسائیوں کے بشپوں کو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ امت مرزائیہ میں سے ایک شخص مولوی فضل از چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی نے نبوت ورسالت کا دعوی کیا ہے ۔ آج سے پہلے بھی ہم ناظرین

کو آپ سے روشناس کرا چکے ہیں، آج ان کے ایک نئے اعلان کا ذکر کرتے ہیں۔

حال ہی میں آپ نے ایک چورقہ ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں مسٹر گاندھی اور بشپ آف روما کو دعوت مقابلہ دی ہے مگر ٹریکٹ اردو میں ہے جو شاید دونوں مخاطب نہ پڑھ سکیں نہ سمجھ سکیں۔ آپ نے لکھا ہے:

اس اعلان کے لئے اللہ نے مجھے دو ارشاد فرمائے ہیں:

۱۔ مادہ پرست کا علاج۔

۲۔ مردہ پرستوں (عیسائیوں) کا علاج۔

مادہ پرست سے مراد مسٹر گاندھی اور مردہ پرستوں سے مراد عیسی پرست عیسائی ہیں۔،

پھر لکھا ہے:

۴۴ سال سے اس ذرہ خاک (مجھ) کو خدا تعالی سے شرف مکالمہ حاصل ہے اس عرصہ میں وہ جو کچھ مجھے بتاتا وہ پورا کر کے دکھاتا رہا۔،

پھر لکھا ہے:

ہماری صداقت کا پہلا نشان یہ ہے کہ جو ہماری خواہش کے مطابق اور گاندھی اور جملہ مذاہب باطلہ کے برخلاف ہے اگر کسی میں روحانیت کا اثر اور آسمان پر دسترس میں ہے تو خدا سے منوائے اور اس فیصلہ کو اس سے ردّ کرائے جو آسمان پر لکھا جا چکا ہے..

(وہ لکھا یہ ہے) کہ بیس سال کے عرصہ میں ایسے عذاب آنا چاہتے ہیں وہ صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی۔،

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ناظرین خوش ہوں گے کہ ہم مسلمان ہیں اسلئے اس عذاب سے بچ رہینگے۔نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اس جدید ملہم کی اصطلاح میں اسلام سے مراد قادیانی اسلام ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

پھر فرمایا

خدا تعالی اس اسلام کی طرف دعوت کرتا ہے جس پر مسیح قادیانی قدم زن تھا جو اس سے باہر رہتا ہے خدا تعالی اس سے انکار کر دے گا کہ مجھے ایسے اسلام

کی ضرورت نہیں۔

پھر فرمایا

میں اس اسلام پر قائم کرنا چاہتا ہوں جس پر مسیح قادیانی قائم تھا۔،

اس کے علاوہ جملہ ممالک غربیہ کے عیسائیوں کو نظم میں نوٹس دیا ہے:

میں نہیں لکھتا از خود دوستو! یہ اشتہار
خود خدا نے یہ لکھایا بولا مجھ کو سات بار
اے ممالک غربیہ اک با ت سن لو غور سے
آسماں کی ہے خبر یہ بات سن لو غور سے
فروری ۱۹۳۱ء کی سولھویں کو بولا مجھ سے یوں خدا
میرا یہ پیغام ہے اب کھول کر دے تو سنا
آسمان اب ٹوٹنے کو ہے تمہارے ملک پر
آ گیا غضب الٰہی اب تمہارے ملک پر
پھٹ جائے گی یہ زمین ہر ملک ہر جگہ میں
رہنا مشکل ہو جائے گھر باہر اور ہر جگہ میں
پہاڑ آ کر گریں گے بستیوں اور راہوں پر
چلنا پھرنا مشکل ہوگا عام اور سب شاہوں پر
زلز لے آئیں گے آخر ہر طرف سے بار بار
یہ کلام ہے اس خدا کا جو ہے سب کا کردگار
اسلام میں آجاؤ جلدی تو بچ جاؤ گے سارے
منکر رہو تو غرق ہو جاؤ گے دیکھ لینا تم سارے

اس پسندیدہ نظم کے دو اور شعر ملا لو، جو یہ ہیں:

میدان دعا میں اتر پڑا ہوں آ جاؤ کر لو کشتی
ساری دنیا مل کر کرے مجھ سے دعا میں کشتی
جو نہ آئیں میدان دعا میں اب مقابل میرے
دعوی فتوی ان کے ہیچ ہیں اب مقابل میرے

مولانا امرتسری بتاتے ہیں کہ ایام طالب علمی میں سنتے تھے کہ ایک صاحب بڑے متقی اسمی مولوی میر باز خان واعظ مسجد سہارن پور تھے۔ آپکو حقہ سے بڑی نفرت تھی۔ آپ نے ایک رسالہ حقہ کی حرمت پر لکھا۔ اس میں کچھ نظم بھی تھا۔ ایک شعر اسکا یوں تھا:

وہ جو ہیں مولوی عبد الحی لکھنوی جو نام
لکھا رسالہ عربی میں حقہ حرام ہے

اس شعر میں جو لطف تھا آج تخمیناً چالیس سال اس جدید نبی کی نظم سے حاصل ہوا۔ امید ہے نظم کی قدر مولوی ظفر علی خان خوب کریں گے جن کو مخاطب کر کے نبی صاحب نے لکھا ہے:

مولوی ظفر علی مالک اخبار زمین دار، مولوی ثناء اللہ، سید محمد شریف گھڑیالوی کو چیلنج بموجب حوالہ انجیل شریف اور قرآن کریم وغیرہ مایوس العلاج بیماروں کو خدا کی ہدایت کے موجب دعا کے ذریعہ مقابلہ میں رکھ کر آدھے دس دن کے اندر چنگا کرنا، اور آدھے دوسرے فریق کے سپرد ہوں گے۔

ناظرین! یہ ہے خلاصہ جدید نبی کے دعوی کا۔ ہمارے دوساتھی تو خدا جانیں کیا جواب دیں ہم اپنی ذات خاص سے جواب دیتے ہیں کہ آپ امرتسر آیئے سول ہسپتال میں چل کر بیماروں پر دعا آزمائی کریں گے اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اپنے اثبات دعوی میں کون کامیاب ہے اور کون فیل؟

تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۲۵ رجب ۱۳۵۱ھ جلد ۳۰ نمبر ۴ ص ۴-۵)

قادیانی تبلیغ: قابل توجہ جماعت اہلحدیث

مولانا پروفیسر ابومسعود خاں قمر بنارسیؒ، چندوسی سے لکھتے ہیں:

یہاں مسلمانوں میں بریلوی خیال کے مسلمان کثرت سے ہیں، قادیانی خیال کے صرف ایک۔

مرزا محمود احمد قادیانی کے حکم سے یوم تبلیغ مرزا میں قادیانی صاحب تبلیغ کے لئے اٹھے۔ عام مسلمانوں کے خوف سے جلسہ تو نہ کر سکے، اپنے ملاقاتیوں میں گھر گھر مرزائیت کی تبلیغ کرنے گئے کسی نے سنا، کسی نہ سنا۔

قریب دس بجے دن میرے غریب خانہ پر بھی تشریف لائے اور مرزائیت کی تبلیغ کی اور مجھے مشورہ دیا کہ بعد نماز عشا میں خدا سے راہ راست پانے کی دعا کروں ۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ میں تحصیل حاصل کا کام نہیں کرتا۔ مجھے پہلے ہی سے راہ راست حاصل ہے۔

میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں مرزا صاحب قادیانی کو ان کے نبوت و مسیحیت کے دعووں میں جھوٹا یقین کرتا ہوں ۔ اس پر قریب تین بجے دن تک بحث ہوتی رہی ۔ بہت سے مسلمان جمع ہو گئے میں نے قرآن شریف کی آیتوں اور حدیث شریف پیش کر کے آخری فیصلہ پیش کیا۔

ان باتوں کا قادیانی کچھ جواب نہ دے سکے اور اپنا سامنہ لے کر چلے گئے تمام حاضرین اس بحث سے خوش ہو گئے۔ قادیانی صاحب اس خیال سے آئے تھے کہ میں ان کے مذہب سے واقف نہ ہو کر خاموش ہو جاؤنگا مگر خدا کے فضل سے وہ خود لاجواب و خاموش ہو کر گئے۔

اس سے ہماری جماعت اہل حدیث کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور ان کی مستعدی و ہمت کو دیکھنا چاہیے کہ تمام شہر میں تنہاء ہے مگر اپنے امیر کا حکم ماننے اور اپنے خیال کی تبلیغ کرنے میں بہت تیز۔ کسی بات کا خوف نہیں ۔

کاش ہماری جماعت مذہب حقہ اہل حدیث کی تبلیغ میں ایسی ہی ہو جاتی تو تمام تنزل و جمود جاتا رہتا ۔ میرا مقصود اس واقعہ کے بیان کرنے سے یہی ہے کہ جماعت اہل حدیث اس سے سبق لے اور اس کے تمام افرارد اپنی کمر ہمت چست کریں اور مذہب اہل حدیث کی تبلیغ کریں ۔ پھر دیکھیں کہ کس قدر ترقی ہوتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۲۵ رجب ۱۳۵۱ھ جلد ۳۰ نمبر ۴ ص ۵۔۶)

مباحثہ مونگ کا چیلنج

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مولوی اللہ دتہ نے مثل دیگر علماء احمدیہ کے بطور فخر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے باطل شکن انکشاف کیا ہے کہ توفی کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح۔ اس وقت سوائے موت کے دوسرے معنی نہیں ہوسکتے۔ دوسرے معنی دکھانے پر ایک ہزار روپیہ انعام رکھا مگر کسی مخالف نے نہ دکھایا،

(الفضل قادیان ۱۳ نومبر ۱۹۳۲ء)...

ہم مولوی اللہ دتہ کو یاد دلاتے ہیں کہ مباحثہ مونگ گجرات میں آپ، مولوی محمد یار، اور مولوی غلام رسول اور بہت سے علماء مرزائیہ موجود تھے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ مولوی محمد یار نے بھی ایک ہزاری انعام کا ذکر کر کے کہا تھا کہ علاوہ ایک ہزار مقررہ کے ایک سو روپیہ میں (محمد یار) بھی دونگا۔

جس کے جواب میں خاکسار (ثناء اللہ) نے مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ علماء اہل سنت کی موجودگی میں کہا تھا کہ میں اس خدمت کو حاضر ہوں۔

آپ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک ہزار اور اپنا ایک سو، جملہ گیارہ سو روپیہ کسی امین کے پاس امانت رکھیں اور فیصلہ کیلئے منصف مقرر کریں، ہم اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ اخیر مباحثہ تک ایسا سوئے کہ: گوئی مردہ اند۔

آج (یعنی دسمبر ۱۹۳۲ء میں) اس واقعہ کو قریباً دو سال گذرے ہوں گے لیکن صدائے برنخواست

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو زندہ نہیں، جن سے تقاضا کیا جائے۔ البتہ مولوی اللہ دتہ یا کوئی اور جو اس دعوی کا حامی ہو ہمارے سامنے آئے اور فیصلہ کے لئے لاہور کے .... پروفیسر کو منصف مان لیں ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تقاضا کو پورا کردیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۳۲ء جلد ۳۰ نمبر ۵ ص ..)

صداقت مرزا پر مناظرہ

صداقت مرزا قادیانی پر حافظ گوہر دین مبلغ کانفرنس و مولوی محمد الدین مرزائی کے درمیان ایک گھنٹہ تک مناظرہ ہوتا رہا۔ حافظ گوہر دین صاحب نے محمدی بیگم والی پیش گوئی کی بابت مدلل بیان کیا مگر مرزائی مناظر اس کی تردید نہ کر سکا۔

راقم: نتھے خان راجپوت از شکار ماچھیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۳۲ء جلد ۳۰ نمبر ۵ ص ۱۴)

مرزا قادیانی، میاں صاحب دہلوی، مولوی ثناءاللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آج ہم ایک ایسے مضمون کا ذکر ناظرین کو سناتے ہیں جس سے ہم کو بے حد مسرت ہوئی۔ ایسی کہ ساری عمر میں نہ ہوئی ہوگی۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو آسمانی نکاح کی کامیابی پر جو خوشی ہوتی، وہ میری اس خوشی کے برابر نہ ہوتی تو بجا ہے، کیونکہ مجیب نے لکھا ہے:

مولوی ثناءاللہ، مولوی سید نذیر حسین دہلوی کا بروز ہے، اس لئے زندہ رہا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ بن کعب کو فرمایا:

خدا نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ سے قرآن سنوں۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ مارے خوشی کے کہنے لگا

اسما نی ر بی (کیا خدا نے میرا نام لیا ہے؟)

فرمایا: ہاں۔

مارے خوشی کے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

یہ خاکسار نا کارہ بھی اس وقت اس دلی مسرت کی حالت میں آبدیدہ ہو کر یہ سطور لکھ رہا ہے اور زبان پر جاری ہے

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

خیر یہ تو ایک وجدانی کیفیت تھی جسے راقم مضمون نہیں سمجھ سکتا۔اس لئے ہم اسے یہیں چھوڑ کر اس کی تفصیل بتاتے ہیں، جو سننے کے قابل ہے۔

مرزائی راقم مضمون نے ایک تمہید لکھی ہے کہ جس طرح پہلے نیک لوگوں کے بروز (مثل) پچھلوں میں بعض لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح برے لوگوں کے بروز بھی ہوتے ہیں۔ میں عرصہ تک اس تلاش میں رہا کہ ثناء اللہ گزشتہ لوگوں میں سے کس برے آدمی کا بروز ہے، تو خدا نے مجھے بطفیل اپنے حبیب (مرزا غلام احمد قادیانی) کے بتایا کہ ثناء اللہ، نذیر حسین دہلوی کا بروز ہے۔

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ یہاں تک تو میرے لئے مقام مسرت ہے۔اس سے آگے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے۔

اس بات کو تقریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔تب ان کے ہر ایک پہلو سے گریز دیکھ کر اور ان کی بدزبانی اور دشنام دہی کو مشاہدہ کر کے آخری فیصلہ یہی ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ اپنے اعتقاد کے حق ہونے کی قسم کھا لے، لیکن وہ بھاگ گیا۔اسی بھاگنے کی برکت سے اب تک اس کو عمر دی گئی۔

(قادیانی اربعین نمبر۴ ص۱۳ حاشیہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ تحریر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کی ہے۔اس سے نو برس پہلے ۱۸۹۱ء ہوتا ہے جب مرزا صاحب (دعوی مسیحیت کے بعد) پہلی مرتبہ دہلی گئے ہیں اور جا کر چند اشتہار دیئے۔اس کے بعد بھی جتنے اشتہار نکلے وہ سب قادیان کی کتاب، تبلیغ رسالت، اور ہماری کتاب، تاریخ مرزا، میں جمع ہیں۔ان میں کوئی اشتہار اس مضمون کا نہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کی نسبت دعوی کیا ہے۔یہ محض جھوٹ افتراء اور بہتان بعد الوقوع ہے۔

اچھا اس کے آگے وجہ مشابہت بھی سنیئے۔راقم مضمون لکھتا ہے:

اب اس مندرجہ بالا حوالہ کے مطالعہ اور ملاحظہ کے بعد کوئی ہے جو اس بات سے انکار کر سکے کہ اشتہار آخری فیصلہ کے بعد مکذب امرتسری کا زندہ رہنا بعینہ وہی وجہ نہیں رکھتا جو وجہ مکذب دہلوی کے ساتھ آخری فیصلہ ٹھہرائے جانے کے بعد اس کی زندگی کا موجب ہوئی۔ کیا کوئی ہے جو ثابت کر سکے کہ مکذب امرتسری اشتہار آخری فیصلہ کے شائع ہونے پر بعینہ اسی طرح نہیں ڈرا، بعینہ اسی طرح نہیں بھاگا، بعینہ اسی طرح اس کو قبول کرنے سے اس نے انکار نہیں کیا، جس طرح دہلی والے آخری فیصلہ کے قائم ہونے پر مکذب دہلوی ڈرا بھاگا اور اس کو قبول کرنے سے اس نے انکار نہیں کیا۔

(الفضل قادیان ۶ دسمبر ۱۹۳۲ء ص ۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیسا سفسطہ ہے (بفرض محال) حضرت میاں نذیر حسین صاحب مرحوم نے اپنے عقائد پر قسم کھانے سے پہلو تہی کی، تو میرے معاملہ کی ان سے مشابہت کیسے ہو گئی۔ یہاں تو ایک فریق نے قسم کھا لی۔ وہ فریق بھی معمولی نہیں بلکہ ملہم، مجدد، مہدی، مسیح موعود، نبی اور رسول۔ اس کی قسم کے الفاظ بھی مصدقہ الٰہی ہیں جو یہ ہیں:

یسئلو نك ا حقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ۔

جانتے ہو یہ الفاظ کہاں کے ہیں؟ یہ آیت قرآن کی ہے، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس کو آخری فیصلہ والے اشتہار کے سر پر لکھا ہے۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ میں نے نیچے جو مضمون لکھا ہے کہ،

ثناء اللہ مجھ سے پہلے نہ مرے، تو میں جھوٹا۔

یہ خدا کی بتائی ہوئی قسم کے ساتھ کہتا ہوں۔

یعنی اس حلفیہ بیان میں دو زور ہیں۔ ایک تو حلف، دوسرے خدائی تعلیم۔ بتائیے اب یہ واقعہ اس واقعہ (مکذوبہ) کے مشابہ کیونکر ہوا جس میں کسی فریق نے قسم نہ کھائی ہو۔

ہاں ایک طرح سے یہ واقعہ اس واقعہ سے مشابہ ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے مولوی نذیر حسین دہلوی کو کہا تھا کہ اپنے اعتقاد کے حق

ہونے کی قسم کھالے۔ اگر وہ قسم کھالیتا تو ایک سال تک میری زندگی میں مرجاتا (قادیانی اربعین نمبر۴۔ص ۱۱)۔ معلوم ہوا کہ بالمقابل قسم کھانے والا اگر جھوٹی قسم کھائے تو سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔ بتاؤ پھر کیا ہوا؟

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو کون مرا۔ اور یہ سطور اس وقت کون لکھ رہا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۵۱ھ ص ۴۔۵)

درخواست بخدمت میاں محمود اور مولوی محمد علی

(مطبوعہ اشتہار)

صاحبان! آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت جناب مرزا صاحب متوفی کی وجہ سے مسلمانوں میں کس قدر اختلاف ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ فسخ نکاح کے مقدمات پیش ہیں۔

ادھر آپ دونوں صاحبان مع اپنی جماعتوں کے مرزا صاحب کی مسیحیت منوانے میں رات دن ساعی ہیں۔ اس لئے آپ دونوں صاحبوں کا مع اپنی جماعتوں کے فرض ہے کہ جو کوئی جس طرح مرزا صاحب کا دعوی سمجھنا چاہے اسے سمجھائیں۔ جیسے بھی شکوک پیش کرے ان کو رفع کریں۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے جمہور مسلمانوں کو مرزا صاحب کے اس اعلان سے سخت روکاوٹ ہو رہی ہے جس کا نام ہے آخری فیصلہ۔

جس میں موصوف نے دعا کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے، وہ سچے سے پہلے مرجائے۔ چونکہ مرزا صاحب فوت ہو گئے اس لئے جمہور مسلمان اس بددعاء مرزا صاحب کو فیصلہ الہی جان کر احمدیت سے مستفیض نہیں ہوتے۔

یہی ایک پتھر ہے جو احمدیت کے راستے میں گرا ہوا ہے۔ اس لئے آپ صاحبوں کا فرض ہے کہ اس پتھر کو راستے سے اٹھانے کی کوشش کریں۔ جس کی احسن صورت یہ ہے کہ اپنے دونوں جلسوں سے فارغ ہو کر امرتسر یا

لاہور میں ایک خاص مجلس کریں جس میں شرفاء قوم شریک ہوں اور ہم فریقین کا بیان سن کر صحیح رائے قائم کرسکیں۔

نوٹ نمبر ا۔ بیان تحریر ہوتا جائے گا بعد دستخط فریقین وصدر مجلس شائع ہوگا بلکہ اگر آپ کسی ذی علم صاحب دیانت کو منصف تجویز کریں گے تو اس کا فیصلہ بھی ساتھ ہی شائع ہوگا۔ امید ہے آپ صاحبان اس کام کو ضروری دینی اہم کام تصور فرما کر متوجہ ہوں گے۔

نوٹ نمبر۲۔ میرے خیال میں اس کام کے لئے تاریخ ۲۹، ۳۰ دسمبر موزوں ہیں کیونکہ بعد ازاں رمضان المبارک شروع ہو جائے گا۔ امرتسر میں مجلس کریں گے تو جماعت اہل حدیث امرتسر انتظام میں آپ کے شریک انتظام ہوں۔ لاہور میں کریں گے تو وہاں بھی جماعت اہلحدیث شریک کار ہوگی۔

المکلف خادم دین ابوالوفاء ثناء اللہ امرت سری، کفاہ اللہ

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۵۱ھ ص ۵)

قادیانی رجعت قہقری

چند روز قبل تک قادیانی مبلغین ہر موقع پر مباحثہ کیلئے پیش ہوتے تھے۔ چاہے مباحثہ کا انجام کتنا ہی ان کے حق میں برا کیوں نہ ہو، مگر وہ ٹلتے نہ تھے۔ لیکن چند دنوں سے وہ کچھ تھک گئے ہیں۔ جلسہ اہل حدیث بٹالہ سے یہ تھکاوٹ معلوم ہوئی ہے کہ باوجود قرب قادیان کے جلسہ میں مناظرہ کو نہ آئے اور فضول حجتیں بتاتے رہے۔ اسی طرح شہر جھنگ کے جلسہ اہل حدیث میں (۱۱۔۱۲ مارچ کو) مباحثہ کے لئے نہ آئے حالانکہ تین وقت ان کو تقریرات پر سوال و جواب کرنے کو دیئے گئے، مگر نہ آئے، پر نہ آئے۔ جس کا افسوس ہے۔ ہم سے کوئی پوچھے تو ہم صاف کہتے ہیں کہ حرکت احمدیہ کا عدم ہم نہیں چاہتے، کیونکہ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ بغرض تفہیم ان کی مثال بالکل مچھر اور پسو کی ہے جو گہری نیند میں سوئے ہوئے نمازی کو اٹھا دیتا ہے۔ مگر آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حرکت جس کا انجام قریب ہے

کمزور ہو رہی ہے، شاید دل جلوں کی دعا قبول ہونے والی ہے:

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں ہے شیشے میں مئے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے تیرا سبو بھی نہیں رہے گا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۳۳ء ص ۴)

(یہ مضمون کا آخری حصہ ہے جو شائد اخبار کے صفحہ ۳ یا ۴ سے شروع ہوا ہے جو موجود نہیں ہیں۔ بہاء)

توہین انبیاء کس نے کی

حافظ فضل الرحمٰنؒ صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث کی ۳ مارچ ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں بعنوان صدر میرا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں بحوالہ قرآنی آیات میں نے ثابت کیا تھا کہ رسولوں کے مقابلہ میں کافر کبھی کامیاب نہیں ہوئے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ آخر الامر، اللہ اور اس کے رسولوں کو فتح نصیب ہوتی ہے۔ جس کے ثبوت میں قصہ لوط، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔

اس کے بعد لکھا تھا کہ یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰؑ کو صلیب پر مارنا (بقول مرزا صاحب قادیانی لٹکایا جانا) عیسیٰ کی نبوت کے منافی ہے بلکہ یہ عقیدہ خدا تعالیٰ کے اعلان و مکروا و مکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین کو ٹھکراتا ہے۔

برادران! بات سیدھی اور صاف تھی، لیکن ہمارے لاہوری مرزائیوں کے کیمپ میں اس مضمون سے ایک ہلچل پیدا ہوگئی ہے۔ چنانچہ ان کا نمائندہ پیغام صلح لاہور کی ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں صفحہ ۶ پر نہایت خفگی سے لکھتا ہے:

> ایک اور وہابی راولپنڈی سے بولے ہیں کہ مسیح ابن مریم کو چونکہ وجیھاً فی الدنیا کہا گیا ہے، اس لئے اس کا لوگوں سے تازیانے کھانا، گالیاں سننا، طمانچے کھانا اور صلیب پر چڑھائے جانا، توہین انبیاء میں داخل ہے۔ قربان جایئے چودھویں صدی کے وہابی کی عقل کے، رحمۃ للعالمین نے تیرہ سال مکہ میں مخالفین سے بد سے بدتر مصائب اٹھائے، پھر وہابی عقاید کے

مطابق ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کو مخالف آگ میں ڈال دیں تو یہ اہانت انبیاء میں داخل نہیں۔،

قربان جائیں ایسے انوکھے منطقیانہ استدلال پر واقعی خوش عقیدت ایک لاعلاج مرض ہے جو انسان کے عقل و دماغ اور ذہنیت پر بہت برا اثر کر دیتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغامی دوستوں نے اصل مضمون کو نہیں پڑھا۔ صرف عنوان دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے، اور اپنے ہم خیالوں سے خراج تحسین کے لئے فوراً مضمون پر حرف گیری کر دی۔

اجی جناب! میرے مضمون کا لب لباب یہ تھا کہ یہودیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ جس کو پھانسی پر لٹکایا جائے، وہ ملعون ہوتا ہے۔ لیجئے ہم آپ کی تسلی کے لئے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دستخط بھی کرائے دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب ازالہ اوہام تقطیع کلاں صفحہ ۱۵۵ پر فرماتے ہیں:

> یہودیوں کے خیال کی بنا توریت کے اس قول پر تھی جو لکھا ہے کہ جو پھانسی دیا جائے وہ ملعون ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت اور قرب الٰہی سے دور مہجور ہے۔ اور یہودیوں کے اس قول کا مدعا یہ تھا کہ اگر عیسیٰ بن مریم سچا رسول ہوتا، تو ہم اس کو پھانسی دینے پر ہرگز قادر نہ ہو سکتے کیونکہ توریت بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ مصلوب لعنتی ہوتا ہے۔

بنا بریں مرزا صاحب قادیانی کے قول کے مطابق اگر مانا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھانسی پر لٹکائے گئے بلکہ ان کو یہودیوں نے جلدی سے دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا (حوالہ ازالہ اوہام ص ۱۵۸)، تو یہ عیسیٰ کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

اجی صاحب! آپ کا مندرجہ بالا استدلال درست اور قابل تسلیم تب ہوتا اگر آپ یہ ثابت کرتے کہ یہودیوں کی طرح مشرکین مکہ اور مخالفین ابراہیم نے اپنے عقیدے کے مطابق نبوت کی پڑتال اور امتیاز کے لئے جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور ابراہیم کی مخالفت کی ہو اور آخر میں ان کو کامیابی ہوئی ہو۔ یعنی اگر یہ ثابت کریں کہ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کا اس کی پیدائشی جگہ سے ہجرت کر جانا نبوت کے منافی ہوتا ہے، تو بے شک آپ کا اعتراض بجا تھا۔ مگر جناب نے نہ اسلامی تعلیم پر غور کیا اور

نہ قرآن مجید پر تدبر کیا۔ اجی مشرکین مکہ اور مخالفین ابراہیم نے تو بقول

ولقد استھزی برسل من قبلک فحاق بالّذین سخروا منھم ما کانوا بہ یستھزؤن (الانعام: ۱۰)

بمقتضائے بشریت مخالفت کی نہ یہودیوں کی طرح ایک اصول کے ماتحت۔

پیغامیوں کا آرگن اس کے آگے لکھتا ہے:

اگر یہ وہابی صاحب، مولوی ثناء اللہ سے دریافت کر لیتے وہ انہیں سابقہ اہل حدیث کا حوالہ دیتے کہ مسیح یسوعی اور ہے اور عیسی ابن مریم اور ہے۔

سبحان اللہ کیا ہی کہنا ہے۔ یہ بھلا ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں عیسی بن مریم کی وفات ثابت کی ہے یا مسیح یسوعی کی؟

پیغامی دوستو! آپ اس بات سے تو انکار نہیں کر سکتے کہ قرآن مجید کی آیات

و قولھم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ

(النساء: ۱۵۷)

و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ

میں عیسی بن مریم کا ذکر ہے نہ کسی اور مسیح کا، تو آپ کا کیا حق ہے کہ جب مرزا صاحب قادیانی مذکورۃ الصدر آیات کی تشریح کرتے ہوئے ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴ تا ۱۶۱، جیسا کہ میں نے اہل حدیث کی ۳ مارچ کی اشاعت میں لکھا ہے فرمایا ہے کہ مسیح اس کے حوالے کیا گیا، اس کو تازیانے لگائے گئے وغیرہ، تو یہاں قرآن کے مفہوم کے مخالف محض اپنی بریت کے لئے تحریف سے کام لیتے ہوئے یہ لکھیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا یہاں مطلب ہی اور مسیح سے ہے، نہ کہ عیسی بن مریم سے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۳۳ء مطابق ۲۶ ذی قعد ۱۳۵۱ھ ص ۵۔۶)

امرتسر میں کامیاب مناظرہ

۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو بوقت شب ۸ بجے تا ۱۱ بجے ڈھاب تیلی بھناں کٹڑہ کرم سنگھ میں اہل حدیث و مرزائی جماعت کے مابین صدق و کذب مرزا پر مناظرہ ہوا اہل حدیث کی طرف سے منشی محمد عبداللہ معمار مناظر تھے۔ منشی صاحب نے قادیانی مولوی صاحب کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ ان سے کوئی جواب بن نہ

پڑا۔ سامعین جو ۵۰۰ کے قریب تھے پر مرزا صاحب قادیانی کے مشن کی واضح طور پر قلعی کھل گئی ۔ اور اہل حدیث کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

راقم: منظور حسین قریشی بازار ٹوکریاں امرتسر یکے از شرکاء مناظرہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۳۳ء جلد ۳۱ نمبر ۱ ص ۱۳)

بنارس میں تبلیغ قادیانیت

مولانا ابوالقاسم ؒ سیف محمدی بنارسی لکھتے ہیں:

اس عنوان کے تحت الفضل قادیان ۳۱ اگست ۱۹۳۳ میں مضمون نظر سے گذرا ۔افسوس کہ مضمون نگار نے تلبیس وافتراء سے کام لیا ہے ۔اس لئے میں پورے واقعہ کو نہائت سچائی سے لکھتا ہوں۔

بنارس میونسپلٹی میں دو شخص قادیانی عقیدہ کے اچھے عہدہ پر ملازم ہیں۔ جب تک میونسپلٹی قومی تھی ان کا مطلق کوئی اثر نہ تھا۔ جب سے میونسپلٹی سرکاری ہوگئی اور قومی کارکن علیحدہ ہو گئے فتنہ قادیانیت نے اپنا سر نکالا اور انہوں نے اپنے مبلغین قادیان سے بلائے۔ مولوی عبدالمجید احمدی بنارس آئے اور لوگوں سے میرا نام سن کر سب سے پہلے میرے پاس آئے ۔ میں مدرسہ میں اس وقت درس دے رہا تھا۔ ایک شخص نے جو قادیانی تھا غیر قادیانی بن کر مجھ سے درخواست کی کہ یہ صاحب مولوی عبدالمجید احمدی ہیں ، مجھے بھی احمدی بنانا چاہتے ہیں ۔ میں جاہل ہوں ان کا جواب نہیں دے سکتا ۔آپ کے پاس لایا ہوں تاکہ آپ میری طرف سے ان کو جواب دے کر میری تسلی کریں۔ میں نے کہا یہ میرے درس کا وقت ہے، طلبا کا حرج ہوگا ۔ آپ لوگ کسی دوسرے وقت تشریف لائیں۔

احمدی۔ چند منٹ کا کام ہے چند شبہات ہیں ان کو رفع کر دیں ۔

محمدی۔ میں نے کہا مبلغ صاحب ! آپ احمدی ہیں مرزا صاحب کی نبوت ثابت کریں

احمدی ۔نہیں جناب میں حیات و وفات عیسی پر گفتگو کروں گا۔

محمدی۔ ان کی حیات یا وفات کو مرزا صاحب قادیانی کی نبوت سے کیا تعلق ہے۔

احمدی۔ تعلق یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کی موت ثابت ہو جائے گی تو ان احادیث کی رو سے جن میں مسیح و مہدی کی آمد کی خبر ہے وہ مسیح و مہدی مرزا صاحب کو ماننا پڑے گا۔

محمدی۔ تو کیا جو لوگ وفات عیسی کے قائل ہیں جیسے سرسید احمد خان اور ان کے اتباع، انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مان لیا ہے؟

احمدی۔ وہ لوگ چونکہ ان احادیث کے بھی منکر ہیں جو مسیح و مہدی سے متعلق ہیں اس لئے انہوں نے نہیں مانا۔ اور آپ لوگ تو ان احادیث کے منکر نہیں، لہذا ان کا مصداق تو کسی ماننا ہی پڑے گا اور وہ مرزا صاحب قادیانی ہیں۔

محمدی۔ جو وفات مسیح کا قائل ہو اور ان احادیث کو بھی مانتا ہو وہ اس شخص کو مسیح و مہدی مانے گا جس میں وہ تمام اوصاف و علامات موجود ہوں جو ان احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی میں ان میں سے ایک وصف و علامت بھی موجود نہیں۔ پھر مرزا صاحب قادیانی ان احادیث کے مصداق کیسے ہو سکتے ہیں؟

احمدی۔ تو کیا آپ وفات مسیح کے قائل ہیں؟ اگر ہیں تو لکھ دیجئے۔ پھر میں تمام اوصاف حدیثیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں ثابت کر دوں گا۔

محمدی۔ میں حیات مسیح کا قائل ہوں۔ اور اس کو علی وجہ البصیرت کتاب و سنت کے دلائل قاطعہ سے ثابت کر سکتا ہوں۔ لیکن اس کا اثر مرزا صاحب کی صداقت پر کچھ نہیں پڑتا۔ اس لئے حیات و وفات مسیح پر گفتگو بالکل فضول ہے۔ آپ کتاب و سنت سے معیار نبوت ثابت کریں اور اس پر مرزا صاحب قادیانی کو نبی و مسیح ثابت کریں۔

احمدی۔ آپ حیات و نزول مسیح کے قائل ہیں اور حدیث مسلم میں جس میں حضرت عیسی کی آمد مذکور ہے، چار دفعہ ان کی شان میں نبی اللہ آیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ نے حدیث لا نبی بعدہ کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ مجمع البحار میں ہے۔ لہذا خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ اور چونکہ موت عیسی بدلائل ثابت ہے لہذا وہ آنے والا نبی اللہ اور مسیح حکم و عدل جناب مرزا صاحب علیہ السلام ہیں۔ (مختصراً)۔

محمدی۔ آنے والے مسیح کو نئی نبوت نہیں ملے گی بلکہ پہلے جو نبوت حضرت مسیح کو مل چکی ہے اسی وصف کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ اور شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے۔

حدیث مسلم میں ان کے لئے لفظ نبی اللہ کا اطلاق من باب تسمیة الشیء بوصفه السابق ہے۔ جیسے کسی پنشنر داروغہ کو ہم کہتے ہیں آیئے داروغہ صاحب۔

مرزا صاحب کو نبوت آنحضرت ﷺ سے پہلے تو نہیں ملی تھی، انہوں نے ۱۹۰۱ء میں دعوی نبوت کیا ہے جو آئت قرآنیہ خاتم النبیین اور حدیث صحیحین میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور حدیث ترمذی

ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی

اور حدیث مسلم

لا نبوة بعدی

کے صریح خلاف ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کا انکار لا نبی بعده سے محض بے سند ہے۔ سچے ہو تو حضرت عائشہؓ تک اس کی سند متصل بیان کرو۔ حضرت عیسیٰؑ کی موت کسی دلیل سے ثابت نہیں بلکہ فرمان رسول ان عیسی لم یمت (تفسیر ابن کثیر) کے صریح خلاف ہے۔ پس وہ آنے والا مسیح مریم بنت عمران کا بیٹا ہے نہ مرزا صاحب قادیانی جن کے الہام اور پیش گوئیاں غلط ہوا کرتی تھیں۔

احمدی۔ مولانا محمد قاسم دیوبندی اور حضرت مجدد صاحب سرہندی نے امکان نبوت تسلیم کیا ہے۔ اور تفسیر ابن کثیر میں یہ حدیث بھی تو ہے لو کان موسی و عیسی حیین۔ جس سے وفات عیسی صاف ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ آنے والا مسیح حضرت مرزا صاحب قادیانی ہیں جن کا کوئی الہام اور پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہوئی۔

محمدی۔ مجدد صاحب اور مولانا قاسم کی کتاب اس وقت میرے سامنے نہیں۔ اس لئے معلوم نہیں انہوں نے کیا لکھا ہے۔ اور بالفرض انہوں نے وہی لکھا جو آپ کہتے ہیں تو ان کا قول اجماع امت کے خلاف حجت نہیں۔ خاص کر ہم اہل حدیث کے لئے۔ ابن کثیر کی روایت لو کان موسی و عیسی محض بے سند ہے۔ ابن کثیر نے بھی اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ آپ میرے مطالبہ کو پورا کریں اور مسئلہ حیات و وفاۃ مسیح میں وقت ضائع نہ کریں۔ اس مسئلہ پر کسی اور وقت میں جلسہ عام میں بحث کی جائے گی۔ آپ معیار نبوت کو بیان کریں اور مرزا صاحب قادیانی کو اس کا مصداق ثابت کریں۔ پھر ہم مرزا صاحب قادیانی کے الہام اور پیش گوئیوں کا غلط ہونا ثابت کریں گے۔

احمدی۔ میں جانتا ہوں کہ آپ محمدی بیگم اور مولوی ثناء اللہ والا واقعہ بیان کریں گے۔ لیجئے معیار نبوت قرآن سے سنئے فقد لبثت فیکم عمراً من قبله۔ مرزا صاحب قادیانی کی عمر سابقہ، پبلک کے سامنے ہے۔ جو ان کی صداقت کی دلیل ہے۔

محمدی۔ جہاں پانی مرتا ہے اسے تو آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ میں محمدی بیگم اور مولانا ثناء اللہ صاحب والا آخری فیصلہ نہ پیش کرونگا۔ میں مرزا صاحب کے دوسرے الہامات اور پیش گوئیاں سناؤں گا جو جھوٹی نکلیں۔ میں نے معیار نبوت کا مطالبہ کیا تھا جس پر از آدم تا ایندم تمام انبیاء اور مدعیان نبوت پر کھے جائیں۔ آپ نے عمراً من قبله والی آیت جو پیش کی ہے یہ معیار نبوت نہیں۔ بلکہ کفار کے مطالبہ (تبدیل قرآن) کے جوابات میں سے آخری جواب ہے۔ کیا تمام انبیاء نے اسی طرح اپنی سابقہ عمر کو منکرین کے سامنے پیش کیا ہے؟ اگر نہیں تو یہ معیار کیوں کر بن گئی؟

احمدی۔ ہاں تمام انبیاء نے اپنی گذشتہ عمر بطور معیار پیش کی ہے۔

محمدی۔ لیجئے یہ قرآن مجید اور نکالئے۔

احمدی۔ (کامل بیس منٹ تک ورق گردانی کے بعد)۔ اس وقت مجھے یاد نہیں آتی۔ اچھا آپ بتلائیں کہ پھر معیار نبوت کیا ہے؟

محمدی۔ سنئے اللہ تعالی فرماتا ہے

و ما ارسلنا قبلك الّا رجالًا نوحى اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ۔ و ما جعلناهم جسداً لا يأكلون الطعام و ما كانوا خالدين۔ ثم صدقناهم الوعد فانجيناهم و من نشاء و اهلكنا المسرفين۔ (الانبیاء: ۷-۹)

ان آیات نے یہ معیار بتلایا کہ انبیاء کرام اللہ تعالی سے الہام پا کر جو خبر دیتے ہیں یا پیش گوئی کرتے ہیں وہ سچی ہوتی ہے۔ ایک بھی غلط اور جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ آیئے اس معیار پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جانچیں۔

احمدی۔ یہ معیار صحیح نہیں کیونکہ حضرت یونسؑ نے خدا تعالی سے الہام پا کر اپنی قوم پر عذاب آنے کی جو پیش گوئی کی تھی وہ صحیح ثابت نہیں ہوئی۔

محمدی ۔ لیجئے یہ قرآن مجید سامنے ہے ۔ اس میں سے وہ آیت نکالئے جس میں حضرت یونسؑ کا وعدہ قوم پر عذاب آنے کا ہو ۔

احمدی ۔ (۱۵ منٹ ورق گردانی کے بعد) ۔ میں حافظ نہیں ہوں مجھے وہ آیت یاد نہیں ۔ اور اس وقت ملتی بھی نہیں ۔

محمدی ۔ قرآن مجید میں ایسی ایک آیت بھی نہیں جس میں حضرت یونسؑ کا وعدہ عذاب آنے کا مذکور ہو ۔ اگر وعدہ الٰہی ہوتا تو ضرور ان کی قوم ہلاک ہو جاتی ۔ و الله لا يخلف الميعاد ۔ پس میرا پیش کردہ معیار در اصل معیار نبوت ہے اور مرزا صاحب قادیانی اس معیار پر پورے نہیں اترتے لہذا وہ نبی اور مسیح موعود نہیں ہیں ۔

احمدی ۔ میں جانتا ہوں آپ محمدی بیگم اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا قصہ پیش کریں گے ۔ اچھا پیش کیجئے ۔ میں ان دونوں امروں میں مرزا صاحب قادیانی ، مسیح موعود کی صداقت ثابت کردونگا ۔

محمدی ۔ الہام مرزا زوجنا کھا اور یردھا الیك کو مدنظر رکھتے ہوئے بس اتنا بتا دیجئے کہ کیا محترمہ محمدی بیگم مرزا صاحب کی زوجیت میں آگئیں اور کیا مرزا صاحب قادیانی ، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی زندگی میں مر نہیں گئے ؟

احمدی ۔ (حسب عادت ایک لمبی چوڑی فضول بکواس کے بعد) ۔ یہ ایک انذاری پیش گوئی تھی جو احمد بیگ کے مرجانے اور سلطان محمد کے ڈر جانے اور توبہ کر لینے سے پوری ہوگئی ۔ اور مرزا صاحب کی دعا مولوی ثناء اللہ صاحب نے تسلیم نہیں کی ، بلکہ یہ لکھ دیا کہ حرام زادہ کی رسی دراز ہوتی ہے (یہ لفظ دکھاؤ تو لدھیانہ کے تین سو میں سے ایک سو انعام لو ۔ ثناء اللہ) لہذا ان کی عمر دراز ہوگئی اور مرزا صاحب قادیانی نے وفات پائی ۔

محمدی ۔ مرزا صاحب کی اس معجون مرکب پیش گوئی کا اصل مقصد کیا تھا ؟ صرف احمد بیگ کا مرجانا ؟ سلطان محمد کا ڈر کر توبہ کر لینا ؟ یا ان تمام موانع کا دور ہو کر محمدی بیگم کا ان کی زوجیت میں آنا ؟ الہامات لا تبدیل لکلمات الله اور یردھا الیك اور زوجنا کھا کے کیا معنی ہیں ؟

احمد بیگ پہلے مانع تھا لیکن وہ مرتا ہے تو محمدی بیگم کو سلطان محمد سے بیاہ دینے کے بعد ۔ پہلے مرجاتا تو مانع دور ہو جاتا ۔ پھر سلطان محمد بوجہ محمدی بیگم کے شوہر ہونے

کے بڑا مانع تھا، جو اب تک موجود ہے۔ جنگ عظیم میں باوجود گولی لگنے کے بھی نہیں مرا۔ وہ خواہ ڈر گیا یا قادیانی بن گیا لیکن مانع تو بہر حال باقی رہا۔ اور محمدی بیگم مرزا صاحب کی زوجیت میں نہ آئی جو الہام کا اصل مقصد تھا۔ بلکہ مرزا صاحب نے اسی حسرت میں جان تک دے دی۔ پس ان کا الہام مذکور اور پیش گوئی صاف جھوٹی ثابت ہوئی مولانا ثناء اللہ صاحب نے ہرگز ہرگز کہیں بھی نہیں لکھا کہ حرام زدہ کی رسی دراز ہوتی ہے۔ سچے ہو تو ان کی تحریر دکھلاؤ۔

احمدی۔ (بہت سی بہکی بہکی باتیں کرنے کے بعد)۔ آپ لوگ حیات و وفاۃ مسیح پر بحث کرنے سے کیوں بھاگتے ہیں۔

محمدی۔ اس لئے تاکہ مرزا صاحب قادیانی کو ہم جھوٹا ثابت کریں۔ اور مسئلہ مذکورہ پر بحث کرنے سے بھاگتے نہیں ہیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کی میں اس مسئلہ پر علی وجہ البصیرت بحث کرسکتا ہوں لیکن اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے کوئی جلسہ مناظرہ مقرر کریں اس میں تحریری یا تقریری جس طرح چاہیں بحث کرلیں۔ اب نماز ظہر کا وقت آگیا ہے

احمدی۔ اچھا تو اس وقت ہم جاتے ہیں، یہاں شہر کے اور مولویوں کے نام و پتہ آپ بتلاسکتے ہیں۔

محمدی۔ ہاں فلاں فلاں مولویصاحب ہیں، آپ ان کے پاس جاسکتے ہیں۔

احمدی۔ اچھا رخصت۔ معاف کیجئے ہم نے آپ کا بہت وقت ضائع کیا لیکن آپ سے مل کر ہم بہت خوش ہوئے۔

محمدی۔ آپ کی عنائت ہے۔ وقت میرا نہیں طلبا کا ضائع ہوا۔ میرا تو یہی کام ہے۔

ناظرین یہ ہے الفضل کی اس تحریر کی حقیقت کہ وفات مسیح اور ختم نبوت پر گفتگو سے انکار کردیا۔ آخر صداقت مرزا پر گفتگو ہوئی تو لاجواب ہوگئے۔ کہنے لگے میرے پاس وقت نہیں آپ فلاں مولوی کے پاس جائیں

جھوٹ تو ان کی نبوت میں داخل ہے۔

بعد کے واقعات

مرزائیوں کو چیلنج دے دیا کہ آؤ بحث کرلو۔ بحث تحریری ہوگی۔ جواب آیا کہ بغیر مرکز کی

اجازت کے ہم تحریری بحث نہ کریں گے۔ کہا گیا کہ اجازت منگا لو۔ دو ہفتہ کے بعد خبر لائے کہ اجازت مل گئی۔ ہمارے علماء ۵ ستمبر تک آ جائیں گے شرط لکھ کر بھیجو۔

شرطیں بھیجیں گئیں تو جواب ملا کہ شرطیں ہمارے علماء آ کر طے کریں گے۔ ادھر سے تقاضا پر تقاضا۔ ادھر سے وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔ آخر ان کے مناظر ۵ ستمبر کی بجائے ۱۵ ستمبر کو آئے اور شرط یہ کی کہ ثالث غیر مسلم ایسا ہوگا جو قرآن حدیث تفاسیر و علوم عربیہ و لغت و تصنیفات مرزا پر عبور تام رکھتا ہو۔ اور فیصلہ دیتے ہوئے قسم مئوکد بعذاب کھائے۔ اور فریقین کے مناظر تنہا کمرے میں بیٹھ کر پرچے لکھیں۔ آخری دن کو پبلک کو جمع کر کے ساری تحریریں سنادی جائیں گی۔

ادھر سے عربی میں ایک مبسوط رقعہ لکھا گیا کہ کہ ایسا غیر مسلم شیخ الاسلام آپ ہی بتائیں کون ہے۔

ہمارے خط کو پولیس کے حوالے کر کے پولیس کی دست اندازی سے مناظرہ سے جان چھڑائی۔

ہم برابر ان کی تردید میں ہر ہفتہ عظیم الشان جلسے مختلف محلوں میں کرتے رہے۔ نیز ہر ہفتہ ایک ٹریکٹ بھی طبع کرا کے شائع کرتے رہے جن میں سے حسب ذیل شائع کر چکے ہیں۔

مرزا صاحب کے بعض دعاوی اور الہامات۔

اظہار حقیقت (حیات عیسی میں)۔

نزول مسیح اور ختم نبوت۔

ثنائے رحمانی بر قضائے قادیانی (آخری فیصلہ)۔

غلام احمد مبلغ قادیانی کا جواب۔

دعوت ان الحق کا جواب۔

امام مہدی اور مرزا۔

ظہور امام کا جواب۔

شہر کے مرزائیوں پر ہمارا اضعافاً مضاعفا بڑھتا ہی جا رہا ہے اور بقول قادیانی نامہ الفضل جو ہل چل مچی ہوئی تھی اس کا محل قادیانی کیمپ بنارس چھاؤنی ہو گیا۔

نہ تم یوں چھیڑتے ہم کو نہ ہم میدان میں آتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۴ رجب ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱ ص ۵۔۸)

صداء ایمان بجواب ندائے ایمان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لوگ کہتے ہیں کہ وکیلوں اور بیرسٹروں کے حوصلے بڑے ہوتے ہیں۔یہ لوگ بڑے دل گردہ کے مالک ہوتے ہیں۔ایک عدالت میں مقدمہ ہار جائیں تو دوسری میں کمر بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس عدالت میں دوسرے مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

واقعات بتاتے ہیں کہ مرزائیوں کے مقابلے میں وکیلوں کا حوصلہ قابل ذکر ہی نہیں۔ یہ لوگ ایسی ہمت کے مالک ہیں اور ایسے دل گردے کے مالک ہیں کہ کیا مجال کہ آج کی ناکامی کل ان کو مایوس یا کمر شکستہ کرے۔ بلکہ ہر ناکامی پر مزید چست نظر آتے ہیں۔مخالف پڑے کہیں فا صنع ما شئت، مگر ہم تو ان کی ہمت کے قائل ہیں۔

۲۲۔اکتوبر کو جہاں ایک بھی مرزائی تھا، غالبًا اس نے بھی تبلیغ کی۔ مجنونوارانہ تبلیغ کی ہو گی۔ چاہے کسی نے اس کی سنی یا نہ سنی، برا بھلا سنایا۔ ذلیل ہوا۔ بہرحال اس نے اپنا فرض ادا کیا۔

خلیفہ قادیان ان سب سے بڑھ کر ہیں۔وہ تو اپنے جنون عشق آبادی میں ایسے مست ہیں کہ ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ میری تجویز میرے مخالف ہے یا موافق۔

۲۲۔اکتوبر کو خلیفہ کی طرف سے اشتہار ہوا جس کا نام ہے، نداء ایمان۔ خلیفہ جی نے اس میں زمانہ حال کا برا حال بتایا ہے اور اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ ایسی بدحالی کی حالت میں مصلح کا آنا ضروری تھا، چنانچہ مرزا صاحب مصلح بن کر آ گئے۔مگر وہ اس بے خودی میں یہ بھول گئے کہ یہ مسلمانوں کی حالت، مرزا صاحب قادیانی کے

آنے کے بعد بہتر ہوگئی یا بد سے بدتر ہوگئی۔، جواب یہی ہوگا کہ واقعات کی شہادت یہی ہے کہ بدتر ہوگئی۔ پھر اس مصلح نے آ کر کیا کیا۔ خلیفہ صاحب کے اپنے الفاظ سنئیے۔ بعد ضروری تمہید کے لکھتے ہیں:

پس اے بھائیو! رسول کریم ﷺ کی بات یاد رکھو کہ آپ سے بڑھ کر آپ لوگوں کا خیر خواہ کوئی نہیں ہوسکتا، اوران دوست نما دشمنوں سے بچو جو تم کو بیمار دیکھ کر علاج کا مشورہ دینے کی بجائے الٹا غافل کرنا چاہتے ہیں، اور آپ سے بھی دشمنی کرتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی بھی تکذیب کرتے ہیں مسلمانوں کی خراب حالت اظہر من الشّمس ہے ان کی حکومتیں جاتی رہیں۔ ان کی تجارتیں برباد ہوگئیں۔ ان کے دلوں سے علم اٹھ گیا۔ تقوی مٹ گیا۔ ان کے قلوب سے خدا تعالی کی یاد جاتی رہی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے اتباع کا جوش سرد ہوگیا ہے۔ ہمدردی عام کا خیال جاتا رہا ہے۔ قربانی اور ایثار کی روح مردہ ہوگئی ہے۔ غرض بقول ا صدق الناس صرف رسم اسلام باقی رہ گئی ہے، روح اسلام مٹ چکی ہے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالی اگر مسلمانوں کی خبر نہ لیتا اور حسب وعدہ فارسی الاصل انسان یعنی مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کو مبعوث نہ فرماتا تو یقیناً اس پر وعدہ خلافی کا الزام آتا۔ مگر اللہ تعالی سے زیادہ وعدوں کا پورا کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔ اس نے وقت پر اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور مرض کے پیدا ہوتے ہی طبیب بھی بھیج دیا۔ اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ رسول کریم ﷺ کے تجویز کردہ اور اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے طبیب سے علاج کرائیں اور اس کی اتباع میں داخل ہوکر اسلام کی شوکت بڑھائیں یا ان لوگوں سے علاج کرائیں کہ جن کو رسول کریم ﷺ نے آسمان کے نیچے سب سے بدتر وجود قرار دیا ہے اور آپ لوگوں کے ایمان کا دشمن۔ مگر یاد رکھیں کہ دوست سے بھاگ کر دشمن کی پناہ میں جانے والا کبھی فلاح نہیں پاتا اور اللہ تعالی کے تجویز کردہ نسخہ کو رد کر کے بندوں کے ٹوٹکوں پر نگاہ رکھنے والا کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔

وقت نازک ہے اور مصیبت بہت بڑی۔پس اللہ تعالیٰ کی نصیحت کی قدر کرو اور اس کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہ اس نے عین مرض کے وقت طبیب روحانی بھیج دیا ہے، اس کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعووں پر ایمان لاتے ہوئے احمدیت کو قبول کرو تاکہ

۱۔ یہ مصیبت کے دن ٹل جائیں، اوا اسلام ایک دفعہ پھر فتح و کامرانی کے دن دیکھے۔

۲۔محمد رسول اللہ ﷺ کا باغ خشک ہو رہا ہے۔

اگر وفادار ہو تو دیر نہ لگاؤ ، اٹھو اور اپنے خونوں سے اس باغ کے درخت سیراب کرو۔

آسمانی باغ کنوؤں کے پانیوں سے نہیں، بلکہ مومنوں کے خون سے سینچے جاتے ہیں۔اس دن کا انتظار نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے تم کو غداروں کی فہرست میں شامل کر کے ابدی موت کے گھاٹ اتار دیں۔بلکہ آگے بڑھ کر خود اپنے لئے قربانی کی موت قبول کرو، تاکہ ابدی زندگی پاؤ۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان)(ندائے ایمان نمبر۴)

خلیفہ جی کی جس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے تشریف لانے کے بعد بلکہ ساری عمر اصلاحی خدمت کرنے کے آج ۲۵ سال بعد تک بھی اسلام کا باغ خشک ہے اور روز بروز خشک ہو رہا ہے۔

ہاں تمنا کی گئی ہے کہ مصیبت کے دن جلدی کٹ جائیں گے۔پس معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی وہ مصلح موعود نہ تھے جو آکر دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کریں گے، اس لئے ان کی تشریف آوری اور تشریف بری پر یہ شعر موزوں ہے:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۲۱ رجب ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۲ ص ۵۔۶)

گورداسپور میں یوم تبلیغ مرزا

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو مرزائیوں کے ساتھ حیات و وفاۃ مسیح اور صداقت مرزا پر مسلمانوں کا مناظرہ ہوا۔ مرزائیوں کی طرف سے مرزا عبدالحق وکیل مناظر تھے اور اہل اسلام کی طرف سے حافظ گوہر دین مبلغ اہل حدیث کانفرنس مناظر تھے۔ حافظ صاحب نے ہر اعتراض کا مدلل جواب دیا۔ جس سے سامعین جلسہ پر بہت اچھا اثر پڑا۔

راقم: عبدالحکیم صراف از گورداسپور (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء ص ۱۴)

آریہ سماج اور جماعت احمدیہ کی کامیابی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سوامی دیانند کی وفات کو ۵۰ سال ہو گئے۔ آریوں نے ان کی وفات کی ۵۰ سالہ جوبلی (یادگار) اجمیر میں منائی۔ آریہ اخبارات کا بیان ہے کہ لاکھ سے زیادہ آریہ جمع تھے۔ جلوس دو تین میل تک تھا۔ بڑی رونق تھی بڑی شان تھی۔ بڑے جلسے ہوئے بہت سے ریزولیوشن پاس ہوئے۔ غرض بہت کچھ بڑا میلہ ہوا۔ یہاں تک تو ہم بھی تصدیق کرنے میں تامل نہیں کرتے لیکن جب ہم سنتے ہیں کہ آریہ سماج اپنے مقصد میں بڑے کامیاب ہوئے تو ہمیں تامل ہوتا ہے اور منہ سے نکل جاتا ہے:

آنچہ من شنوم بہ بیداری است یارب بخواب

حقیقت میں آریوں اور ان کے ہمنواؤں کو دھوکہ لگتا ہے یا دانستہ وہ پبلک کو مغالطے میں رکھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آریہ سماج کی بنیاد اسلئے قائم ہوئی کہ ہندوستان میں ازسرنو ویدک دھرم کا مکمل رواج ہو جائے۔ یہ ہے آریہ تحریک کا نصب العین اور یہ ہے اصل مقصود۔

ویدک دھرم کی سب سے بڑی نقیض بت پرستی ہے، مرسوں کے شرادھ ہیں، گوشت خوری اور دیگر رسومات ہندوانہ ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے بت خانے سابق سے زیادہ آباد ہیں۔ بلکہ بت خانوں کی حمایت پر آریہ سماجی بھی کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ بنارس میں لنگ پوجا کی وہ کثرت ہے کہ ہندو کالج میں بھی لنگ رکھا

ہوا ہے، بازاروں میں سرعام فروخت ہوتے ہیں۔ ہمارے شہر امرتسر میں جب سے سکھوں نے اپنے دربار صاحب میں ہندؤوں کو بت پرستی سے روکا ہے، انہوں نے بیرون دروازہ لوہ گڑھ۔ درگیانہ تالاب پر ایک بڑا شاندار مندر بنالیا ہے جس میں اعلی درجہ کی مورتی رکھی گئی ہے۔ مختصر یہ کہ آریہ تحریک کا مقصد پورے طور پر تو کیا حاصل ہوتا اگر یہ کہیں کہ ادھورا بھی حاصل نہیں ہوا، تو ایسا کہنا بے جا نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ آریہ لوگ اپنے مقدس مقصد کی توہین کیوں کرتے ہیں کہ معمولی رونق کا کوئی انگریزی سکول دیکھ کر بس کامیابی کا ڈھول پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی یہ مثال ہمارے نزدیک بہت صحیح ہے کہ ایک لڑکا سکول میں اس غرض سے بیٹھا ہے کہ بی اے پاس کرے۔ ابھی پرائمری ہی میں تعلیم پاتا ہے کہ اس کی شادی ہوگئی۔ شادی بڑی شان وشوکت سے ہوئی تو اس کا باپ کہے یا وہ خود کہے کہ میں اپنی تعلیم میں کامیاب ہوگیا۔ کیا خوب! اسی کو کہتے ہیں

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

ہاں اگر ہم دیکھتے کہ ہندوستان سے بت پرستی مٹ گئی، اور اوہام پرستی دور ہوگئی، ہندو قوم سب یا اکثر آریہ اصول کی پابند ہوگئی، بت پرستی کو چھوڑ بیٹھی، بت خانے سنسان پڑے ہیں، وغیرہ سننے میں آتا تو ہم بھی اس مژدہ کو سن کر جی میں خوش ہوتے، مگر یہ سب کچھ ہنوز موہوم ہی موہوم ہے۔

اسی طرح تحریک احمدیہ کا حال ہے۔ مرزا صاحب آئے تھے کہ دنیا کو شرک وکفر سے پاک کر دیں۔ خدا کی توحید اور رسول کی رسالت کا سب لوگوں کو قائل کریں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ نہ کوئی کرشن کو پوجے، نہ مسیح کو خدا جانے، بت خانے سب فنا ہو جائیں، دین اسلام کا چارسوڈنکا بجے۔ غرض دنیا کا نقشہ ایسا ہوجائے کہ سب لوگ اللہ کے بندے اور رسول کی امت بن جائیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کفر وشرک بدستور جاری ہے۔ بت خانے برابر موجود ہیں۔ گرجے دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ مگر قادیانی اخبار سالانہ جلسہ پر مصنوعی، پندرہ ہزار، کا شمار لکھ کر اپنی کامیابی کا ڈھنڈورہ پیٹتے اور خوشی مناتے ہیں۔ سچ

ہے یعلمو ن ظا ھراً من الحیوۃ الد نیا

چنانچہ اسی پر یہ مثال صادق آتی ہے:

شیر قالین دگراست وشیر نیستاں دگراست

ہاں سچی کامیابی کی مثال سنیئے جو سب دنیا نے دیکھ لی۔عرب کی یہ حالت تھی: بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا

پھر کیا ہوا:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئ اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوتی بستی جگا دی
پڑا غل یہ ہر طرف پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۳ ص ۳)

قرآن وحدیث اور پنجابی نبی

مولوی محمد داؤد ارشد متعلم مدرسہ مرکزیہ گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

حضرات! اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد نبی کریم ﷺ ہزار ہزار درود ہوں جنہوں نے ہم کو حیوانیت کے دائرہ سے نکال کر انسانیت کے حصن اعلی پر پہنچایا۔یہی وجہ ہے کہ ہم کو وہ فخر حاصل ہے جو کسی اول وآخر قوم کو نہیں۔

لیکن ہماری اپنی خانہ جنگیاں ہونے کی وجہ سے آج اسلام پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں۔چنانچہ اگر دنیا کی طرف نظر ڈالی جائے تو ہزار ہا قسم کے فتنے برپا نظر آئیں گے۔باقی فتنوں کو چھوڑ کر اگر وہ فتنے لئے جائیں جو نبی ﷺ کی فوتیدگی کے بعد ظہور پذیر ہوئے ہیں، تو ان کے لکھنے کے لئے قلم قاصر ہے۔لیکن مشت نمونہ از خروارے۔

پہلا وہ حملہ ہے جو آنجناب سرور کائنات ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت میں زکوۃ کے منسوخ ہونے کے متعلق رونما ہوا تھا جو محض اسلام کو ضعف پہنچانے کی سازش تھی۔

اس کے بعد دوسرا حملہ فتنہ مسیلمہ کذاب ہے جس نے اپنے آپ کو مرزا غلام احمد صاحب کی طرح امتی نبی کے نام سے شہرہ آفاق کیا تھا۔ یہ بھی اسلام کو از حد نقصان دہ ثابت ہوا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ صدیق کا تدبر اور سیف اللہؓ کے بازوؤں نے دفعتاً ان کا قلع قمع کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کا کوئی نام لیوا دنیا میں نظر نہیں آتا۔

لیکن آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد ایک فتنہ قادیانی جو کہ پہلے دونوں حملوں سے کسی پہلو میں کم نہیں اور جس نے اپنے آپ کو امتی ظلی یا بروزی نبی کہلا کر مشہور کیا ہے، برپا ہوا ہے۔ اس کے پرکھنے کا احسن طریق یہ ہے کہ اس کا قرآن یا نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ یا بزرگان دین کے ساتھ مقابلہ کیا جائے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کس حد تک ان کے ساتھ موافقت ہے تو ڈھول کے پول ظاہر ہوں گے۔

پہلا یہ کہ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے کئی جگہ بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے عیسی بن مریم کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے لیکن برعکس اسکے مرزا صاحب قادیانی کشتی نوح صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں کہ:

> یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں۔ یعنی سب مریم اور یوسف نجار کی اولاد تھیں۔

یہ تو مرزا صاحب قادیانی کی قرآن کے ساتھ موافقت ہے۔ اس کے بعد اگر احادیث نبویہ کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو عین حقیقت ظاہر ہوگی، چنانچہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

افشوا السلا م و اطعموا الطعا م و صلوا الا ر حا م صلوا باللیل و الناس نیا م (مشکوۃ مجتبائی۔ص ۱۶۸)

(یعنی اسلام پھیلاؤ بھائیوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر ایک کے ساتھ صلہ رحمی کرو)۔

لیکن اس کے برعکس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وہ نصائح جو انہوں

نے اپنی امت کو کئے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

جو شخص غیر احمدیوں کو رشتہ دیتا ہے وہ مسیح موعود کو نہیں سمجھتا، اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں سے ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے؟ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو لڑکی دیتے ہو۔ (ملائکۃ اللہ۔ص ۴۶)

یہ ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبی اکرم ﷺ اور قرآن کے ساتھ موافقت یا منافقت۔ یہی نہیں بلکہ بزرگان دین پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے چنانچہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۹ پر رقم طراز ہیں:

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد ملتی رہتی ہے مگر حسین کے متعلق دشت کربلا کو یاد کرلو اب تک روتے کیوں ہو۔

اور پھر حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

حضرت عیسی کنجریوں کے ساتھ میلان رکھتے تھے۔

حضرات! غور کا مقام ہے کہ جس شخص کا کلام اللہ یا نبی آخر الزمان ﷺ یا بزرگان دین کے ساتھ ایسا اعتقاد ہو، اس کو ظلی یا بروزی نبی کہنا بطالت اور کذب ہے۔ اور پھر (مرزا غلام احمد یعنی احمد کے غلام) کہتے ہیں کہ:

آسمان سے کئی تخت اترے۔ میرا تخت سب سے اونچا رکھا گیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۷۸)

تو کیا یہ الفاظ نکالتے وقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے آقائے نامدار ﷺ کو بھول گئے تھے؟

بھول نہیں گئے تھے بلکہ محض دنیا کو دھوکہ دے کر اپنا کام سیدھا کرنا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جس شخص کا قرآن پاک اور احادیث نبویہ یا بزرگان دین کے ساتھ ایسا اعتقاد ہو، وہ ظلی بروزی نبی تو درکنار صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں کہلا سکتا۔

آخر میں تمام مرزائی حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس دن سے

ڈریں کہ جب کہ خدا تعالی کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ اگر اسی طرح ایک دکاندار کے پیچھے پڑے رہے تو نجات کا ملنا مشکل ہے۔

آؤ! ہماری طرف سے دعوت ہے کہ اگر نجات لے کر مستحق بالجنۃ ہونا ہے تو آغوش اسلام میں آجاؤ۔ خدا وحدہ لاشریک ہر ایک بشر کو اسلام میں داخل ہونے اور سید الکونین کے امتی بننے کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین۔ کہیں ایسا نہ کہنا پڑے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ ص ۴)

قادیان کے ایک سوال کا جواب اور ہمارا سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام ہے کہ
بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

آج تک تو یہ الہام معرض التواء میں رہا ہے۔ ۲۵ سال سے زیادہ گذرے کہ مرزا صاحب قادیانی کا انتقال بھی ہو گیا۔ مگر قادیانی امت نے مرزا صاحب کے کپڑے اسی امید پر ابھی محفوظ رکھے ہوئے ہیں کہ شائد کبھی کوئی بادشاہ یا راجہ، نواب ہی ایسا پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے یہ الہام پورا ہو سکے۔ خدا معلوم کیا ضرورت پیش آئی کہ اخبار الفضل نے ایک لمبے مضمون کے ضمن میں یہ سرخی لکھی ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب سے ایک سوال

ہم چونک اٹھے کہ یا اللہ! ایسا مشکل مرحلہ کیا پیش آیا ہے کہ قادیانی اخبار ہم سے سوال کرتا ہے۔ آخر دیکھا تو یہ کہ

مولوی ثناء اللہ بتائیں کہ اس الہام کے متعلق انکا کیا خیال ہے کہ یہ الہام ان کے نزدیک پورا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیا دنیا میں ایسے حکمران ہو سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں یا ان کا

وجود کبھی نہیں پایا گیا۔ (الفضل قادیان ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء ص ۴)۔

مولانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر امکان کا سوال ہے تو جواب صاف ہے کہ ایسے بادشاہ ہونے بہت ممکن ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بتوں پر پھول چڑھانے والے بھی ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر خود خدا بننے والے بھی ممکن ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی بھنگڑوں سے فلاح ملک مانگنے والے بھی ہیں اور ہوں گے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے

هل افسد الناس الا الملوك۔ دنیا کو بادشاہوں نے خراب کیا۔

اپنا جواب سنکر اب ہمارا بھی ایک سوال بھی حل کر دیجئے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ

خدا نے مجھے بتایا تیرا تخت سب تختوں سے بالاتر بچھایا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کا یہ تخت کہاں بچھا تھا۔ کس کس کے تخت ان کے نیچے تھے۔ اس تخت کے ماتحت کوئی ملک بھی تھا یا بے ملک ہی تخت تھا؟ مہربانی کر کے مفصل جواب دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۴ ص ۳-۴)

مرزا صاحب کے قرآنی معارف

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کو جن معارف پر ناز تھا ان میں سورہ انا انزلنا کی تفسیر بھی ہے جس کو ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۰ میں کئی ورق لکھ کر لکھتے ہیں کہ:

یہ معارف کیا کسی اور تفسیر میں مل سکتے ہیں۔

چونکہ وہ نہایت طولانی تقریر ہے جس کو پوری نقل کرنا تضیع اوقات اور تطویل بلا طائل ہے اس لئے چند عبارتیں ملخصاً تحریر کی جاتی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

سورہ انا انزلنا کے معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورت میں صاف اور صریح فرما دیا ہے کہ جس وقت کوئی آسمانی مصلح

زمین پر آتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے آسمان سے اتر کر مستعد لوگوں کو حق کی طرف کھینچتے ہیں...

ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن ان سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی اس لیلۃ القدر کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے...

اس لیلۃ القدر کی شان میں فیھا یفرق کل امر حکیم ہے یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانے میں جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک حکمت اور معرفت اور علوم اور صنعتیں ظاہر ہو جائیں گی لیکن یہ سب کچھ دنوں میں پر زور تحریکوں سے ہوتا رہے گا کہ جب کوئی نائب حضرت کا دنیا میں پیدا ہوگا....

جس کی تکمیل کے لئے خدا نے اس عاجز کو بھیجا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انت اشدّ مناسبة بعیسی

ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر سورہ الزلزال کی تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئے گا جس سے زمین کے اندر کی چیزیں باہر آجائیں گی اور انسان یعنی کافر لوگ زمین کو پوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا تب اس روز زمین باتیں کرے گی اور اپنا حال بتائے گی، یہ سراسر غلط تفسیر ہے کہ جو قرآن کے سیاق وسباق کے مخالف ہے۔

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب قادیانی کی تقریر کو اس واقعہ کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہے؟ اس سورۃ سے مقصود تو آنحضرت ﷺ کی تسلی تھی مگر مرزا صاحب قادیانی کو اصلی واقعات سے کیا تعلق وغرض۔ ان کو اپنی عیسویت کے دھن میں کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا۔ کہاں ہزار مہینے سے لیلۃ القدر کا افضل ہونا، اور کہاں مرزا صاحب قادیانی کی نیابت اور کلوں کی ایجاد، کسی چیز سے دلچسپی اور تعشق بھی بری بلا ہے آدمی کو سوائے اپنی محبوبہ کے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

نقل مشہور کہ کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ خلافت کس کا حق تھا۔ اس نے جواب دیا لیلی کا۔

اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی کہا ہے انا انزلنا کو کسی

سے کچھ تعلق نہیں وہ میری عیسویت کے واسطے اتری ہے۔ یاللعجب!

مرزا صاحب قادیانی نے انا انزلناہ کی ضمیر مصلح کی طرف پھیری (بدیں غرض کہ آپ بھی اس میں داخل ہو جائیں) جس کا کہیں ذکر تک نہیں اور تمام مفسروں نے وہ ضمیر قرآن کی طرف پھیری جو بروایت صحیحہ ثابت ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے اپنی نیابت کی جو یہ دلیل قرار دی ہے کہ علوم اور صنعتیں اس زمانہ میں ظاہر ہو رہی ہیں، دیکھنا چاہیے کہ اگر یہ کوئی کمال کی بات ہوتی تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں صنعتوں کا ظہور زیادہ ہوتا، حالانکہ وہ زمانہ نہایت سادہ اور فطرتی طور پر تھا۔ البتہ دین کی ترقی اس زمانہ میں روز افزوں تھی۔

بخلاف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے زمانہ نیابت کے، کہ دنیا کی ترقی روز افزوں ہے اور دین کا انحطاط دیکھ لیجئے۔ مرزا صاحب قادیانی کے اوائل زمانے میں کروڑ ہا مسلمان تھے جن کا مشرک اور بیدین ہونا محال تھا، جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب براہین احمدیہ میں لکھ چکے ہیں۔ بعد ازاں شائد دس پندرہ سال بھی نہ گذرے ہوں گے کہ ان کروڑ ھا مسلمانوں کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہودی اور مشرک اور بیدین بنا دیا۔ اب ناظرین دیکھ لیں کہ یہ نیابت آنحضرت ﷺ کی ہوئی یا کسی اور کی۔

اور یہ جو لکھا ہے کہ حضرت ﷺ کی لیلۃ القدر کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس کا مطلب ظاہر ہے کہ حضرت کی لیلۃ القدر ایک تھی اور مرزا صاحب کی لیلۃ القدر دوسری۔ یہ بھی خلاف احادیث صحیحہ ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی لیلۃ القدر ہر سال ہوا کرتی تھی اور قیامت ہر سال ہوا کرے گی مسند احمد، سنن ترمذی اور سنن نسائی وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے کہ:

عن عائشة قالت قلت یا رسول الله ﷺ ان واقفت لیلة القدر فما اقول۔ قال قولی اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی (یعنی حضرت عائشہؓ نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر لیلۃ القدر پاؤں تو کیا دعا کروں ۔حضرت ﷺ نے ان کو یہ دعا تعلیم کی اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی ..)

اس کے سوائے لیلۃ القدر کے ہر سال ہونے کی احادیث بکثرت مذکور ہیں

جن کوتمام اہل علم جانتے ہیں اب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی خودغرضی دیکھئے کہ اپنی ایک لیلۃ القدر کے لئے صد ہا لیالی قدر کا خون کیا۔

حق تعالی نے لیلۃ القدر کو ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا۔ نہ اس میں امتداد کا ذکر ہے، نہ اس کے دامن دار ہونے کا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس کو دامن دار اور شاخدار بنا رہے ہیں۔ ان کے قول پر اگر الشاۃ خیر من فیل کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہاتھی سے بکری زیادہ اونچی ہے جس کا قائل کوئی عاقل نہیں ہوسکتا

مرزا غلام احمد صاحب نے چند قادیانی بننے والوں کو دیکھا کہ اپنا مذہب اور دین چھوڑ کر دوسرے مذہب کی تفتیش کر رہے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اس کیلئے اندرونی تحریک کی ضرورت ہے اس پر یہ قیاس جمایا کہ روح القدس اس کا محرک ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

> انسانوں کے قوی میں خود بخود مذہب کی تفتیش کی طرف حرکت شروع ہو جائے تو اس بات کی علامت ہوگی کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا ہوگیا ہے کیونکہ بغیر روح القدس کے نزول کے وہ حرکت پیدا نہیں ہوتی اور روح کا اترنا لیلۃ القدر میں ثابت ہے۔

اس سے یہ بات نکالی کہ جتنے اس قسم کے ایام ہیں سب لیلۃ القدر ہیں۔ رات کو دن بنا دینا ہر کسی کا کام نہیں، یہ بھی مرزا صاحب قادیانی کی ہمت کا خاصہ تھا۔

یہاں ایک امر غور طلب ہے کہ اہل اسلام کو تفتیش مذہب کے لئے اندرونی تحریک کرنا کیا روح القدس کا کام ہوگا یا شیطان لعین کا۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمانوں سے دین اسلام ترک کرانے کے لئے روح القدس آسمان سے اترتے ہیں۔ پھر دوسرا اندھیر یہ ہے کہ حق تعالی نزول ملائکہ کے لئے طلوع فجر سے پہلے کا زمانہ معین فرماتا ہے جیسا کہ حتّٰی مطلع الفجر سے ظاہر ہے۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ فرشتے صبح صادق تک کام میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی دن رات اسی کام میں رہتے ہیں کہ مسلمانوں سے ان کا مذہب وملت چھڑا دیں۔

اس کے بعد سورۃ اذا زلزلت میں یومئذ کا لفظ دیکھ کر مرزا غلام احمد صاحب نے لیلۃ القدر کی جوڑ ملا دی اور لیلۃ القدر جس کی نسبت حق تعالی نے خیر

من الف شهر فرمایا ہے، اس کو ضلالت اور ظلمت کی رات قرار دی جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ہزار مہینہ سے بدتر ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس بات پر راضی ہوگا کہ جس رات کی تعریف خدا تعالی نے کی ہے اور صحیح روایتوں سے اس کی فضیلت ثابت ہے اس کو ضلالت کی رات سمجھے۔

پھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اذا زلزلت کی تفسیر کی۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالی جو فرماتا ہے کہ زمین کو زلزلہ ہوگا، محض غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آدمی کی قوتیں حرکت کریں گی۔

اور خدا تعالی جو فرماتا ہے کہ اس کے خزانے وغیرہ اثقال جو اس میں مدفون ہیں، نکل پڑیں گے وہ کہتے ہیں کہ غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ علوم وفنون ظاہر ہوں گے۔

اور خدا تعالی جو فرماتا ہے کہ زمین اس روز باتیں کرے گی، وہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے، استعداد انسانی بزبان حال باتیں کرے گی۔

مرزا صاحب قادیانی نے جو لکھا ہے کہ ہمارے علماء نے جو تفسیر کی ہے کہ زمین کو زلزلہ آئے گا اور اندر کی چیزیں باہر آجائیں گی اور زمین باتیں کرے، یہ سراسر غلط ہے، اس میں مرزا صاحب کی سراسر زیادتی ہے۔ ہمارے علماء نے سوائے قرآن پر ایمان لانے کے اور کچھ نہیں کیا۔ کوئی بات اپنی طرف سے نہیں لکھی۔ بلکہ جس طرح مرزا صاحب قادیانی اکثر کہا کرتے تھے کہ النصوص یحمل علی الظواھر ظاہر آیات کی تصدیق کی، البتہ مرزا صاحب کو ان کی عقل نے ایمان سے روک دیا۔ انہوں نے دیکھا بات دو انگل کی زبان سے ہوا کرتی ہے، اس لئے ان کی عقل نے صاف حکم دیا کہ کلام الہی غلط ہے (نعوذ باللہ) اگر خدا بھی چاہے کہ زمین سے بات کرائے تو وہ ممکن نہیں اس لئے کہ اس کو زبان نہیں۔ اگر مرزا صاحب قادیانی نے یہ سمجھا کہ گوشت کا لوتھڑا ضروری ہے، تو یہ لازم آئے گا کہ خدا تعالی بات کرانے میں لوتھڑے کا محتاج ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ گنگوں اور چرندوں پرندوں کی بھی زبان ہوتی ہے مگر بات نہیں کر سکتے اور رسول اللہ ﷺ کی فرقت میں حنانہ کا رونا، اور حضور کے ہاتھ میں کنکریوں کا بات کرنا بھی اظہر من الشمس ہے۔ آنجہانی اگر یہ سمجھتے کہ خدا تعالی نے اپنی حکمت بالغہ سے جیسے اس لوتھڑے کو قوت کلام بخشی، ہر چیز کو یہ قوت بخش سکتا

ہے تو پھر زمین کے بات کرنے میں کیا کلام اور اس میں خدا تعالی کی تکذیب کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔

اب اہل انصاف غور کریں کہ جب مرزا صاحب قادیانی کی عقل اس درجہ کی قوت پر تھی کہ خدا تعالی کے مقابلے میں کھڑی ہو جاتی تھی تو کیا کسی دوسرے کے مقابلے میں ان کا اکڑ نا غیر ممکن تھا۔ اور اگر کسی نے مقابلہ بھی کیا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس کو کب تسلیم کرتے تھے۔ اگر اہل اسلام کو اپنا ایمان بچانا منظور ہے تو مرزا صاحب قادیانی کے عقل کے دام سے بچیں اور یاد رکھیں کہ اگر ذرا بھر بھی ان کی طرف مائل ہو گئے تو دلوں میں کج روی کا مادی پیدا ہو جائے گا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے:

فلما زا غوا ازاغ الله قلو بهم، و الله لا يهدى القو م الفا سقين

۔ (سورہ صف:۵) ۔

و ما عينا الا البلا غ ۔

الحاصل مرزا صاحب قادیانی کے معارف کا یہ حال تھا کہ جو آپ نے دیکھ لیا کہ نہ قرآن سے کام تھا، نہ حدیث سے، نہ عقل سے۔ کیونکہ اگر عقل سے کام لیا جاتا تو لیلۃ القدر کی تعریف کر کے اس کی مذمت نہ کرتے، اور زمین کے بات کرنے کا انکار خدا کی قدرت پر ایمان لانے کے بعد نہ کرتے ۔ الغرض بے تکی باتیں ملانے کا نام انہوں نے معارف رکھ دیا اور اسی کو اپنی عیسویت کی دلیل قرار دے دیا

تمیز بائد و تدبیر و عقل وانگہ ملک
کہ ملک و دولت ناداں سلاح جنگ خدا است
عالم اندر میانہء جہال
مثلے گفتہ اند صدیقاں
شاہدے درمیاں کورانست
مصحفے در کنشت زندیقاں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۴ ص ۴۔۶)

امت مرزائیہ جدید نبی کے سامنے کیوں خاموش ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر میں کئی بار لکھا گیا ہے کہ امت مرزائیہ نے بتعلیم مرزا صاحب قادیانی چونکہ باب نبوت کھول دیا ہے اس لئے ان میں ایک صاحب جدید نبی ایم ایم فضل خان بمقام چنگا بنگیاں ضلع راولپنڈی مبعوث ہوئے ہیں۔ ان حضرت کے کئی ایک اعلانات کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر میں ہوتا رہا ہے۔ ہمارا جواب تو ان حضرات بلکہ ایسے حضرات کے لئے وہی ہے جو بڑے حضرت کے لئے تھا۔ ہاں بڑے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنی امت کو اطلاع دی ہوئی ہے کہ آئندہ میرے اتباع میں صاحب الہام و وحی پیدا ہوں گے۔ ہم حیران ہیں کہ مولوی فضل خان صاحب للکار للکار کر اپنی نبوت کا اظہار کر رہے ہیں مگر امت مرزائیہ بہر دو صنف ایسی خاموش ہے کہ گوئی مردہ اند۔ آخر کار ان نبی صاحب نے دونوں گروہوں کو ایک علمی چیلنج دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

قرآن کریم کی قدیمہ وجدیدہ تفاسیر کے متعلق

خدا تعالی کا اعلان واجب الاذعان

میں مندرجہ ذیل باتیں خدا تعالی کے امر سے محض خدا تعالی کی رضا مندی کے حصول کے لئے شائع کرتا ہوں، خواہ کوئی مجھ سے راضی ہو یا ناراض،

پروا ہے ندارم۔

عبد و عابد کا کام ہے کہ معبود کا حکم مانے۔

یہ باتیں میری ذات کے لئے نہیں بلکہ کہ ہر انسان کے لئے ہیں کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہو کر دوسرے کو آگاہ کرے خدا تعالی کے حضور میں میں نے ۶۸ تفاسیر قدیمہ وجدیدہ کے نام لکھ کر پیش کئے تھے کہ ان میں سے جو قابل اعتبار و صحیح ہوں ان کے نام مجھے بتائیں گے ان میں ہمارے قادیانی تراجم و تفاسیر اور مولوی محمد علی ایم اے پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی

تفسیر بیان القرآن بھی شامل ہے۔

جوابات مندرجہ ذیل ہیں جو ارشاد فرمائے گئے واللہ باللہ یہ سب خدا کی باتیں ہیں۔

۱۔حق مت چھپاؤ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔

۲۔ قل ای و ربی انه لحق ان السمع و البصر و الفوا د کل اولئك كا ن عنه مسئو لا ۔

۳۔ان تفاسیر میں کوئی بھی قابل اعتبار نہیں۔

۴۔ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔

۵۔ یہ جاہلوں کے مجموعہ خیالات ہیں۔

۶۔ان کو حکم نہیں تھا کہ تفاسیر لکھیں۔

۷۔ ان کثیراً من الا حبار و الر هبا ن لیا کلو ن اموا ل الناس با لبا طل

ہمارے قادیانی جدید انگریزی ترجمہ القرآن زیر طبع کے بارے میں خدا کا کلام:

۸۔ یہ تفسیر القرآن ہرگز نہیں ہے۔

۹۔کوئی تفسیر القرآن لکھنے کے لئے مستعد نہ ہو جائے۔

۱۰۔ وہ تیرے تئیں اپنے آپ کو سپرد کر دیں۔

۱۱۔ تیرہ سو سال میں جو ترجمے لکھے گئے ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں

نوٹ: میرے احباب جماعت احمدیہ غور کریں کیا اب بھی مصلح موعود کی ضرورت نہیں۔ خدا فرماتا ہے، ضرورت ہے اور آپ کہے جاتے ہو کہ نہیں ۔توبہ کرو وقت ہے۔ خدا سے پوچھو حلفاً بولو۔

(رسالہ مصلح موعود فضل العمر آ گیا۔ ۸۔اکتوبر ۱۹۳۳ء ص ۶)

واللہ! ایسی صاف بیانی قابل داد ہے۔ خاص کر صاحب الہام جب حلفیہ کہتے ہیں تو قابل توجہ ضرور ہے۔ پس دونوں جماعتوں کا فرض ہے کہ حسب اصول خود بڑے حضرت متوفی یا ان جدید نبی کی زندگی میں کوئی عیب نکالیں یا ان کے دعوی کو تسلیم

کریں۔ ورنہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ جن دلائل قاہرہ سے قادیانی جماعت مسلمانوں کو کافر کہتی ہے (کہ مسلمان ایک نبی، مرزا، کے منکر ہیں) اس دلیل سے یہ جدید نبی ان کو کافر کہیں گے جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا:

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

(ہفت روزہ اہل حدیث یکم دسمبر۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۵ ص ۵)

تصانیف ثنائیہ پر ایک جلیل القدر شہادت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جماعت مرزائیہ (بہر دو صنف) کہا کرتی ہے کہ تصانیف ثنائیہ میں سخت کلامی، دل آزاری، بلکہ دشنام دہی ہوتی ہے۔ خدا نے ان کو جواب دینے کے لئے ایک جلیل القدر بزرگ کے دل میں ڈالا۔ یہ جلیل القدر بزرگ ایسے ہیں کہ احمدیہ اخبار ان کی تعریف اور مدح سے لبریز ہوتے ہیں اس لئے یہ بزرگ ایک مسلمہ گواہ ہیں۔ ہماری مراد اس بزرگ سے جناب نواب محمد جہانگیر صاحب والی ریاست مانگرول ہیں۔

ممدوح ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں جو خاکسار ناکردہ گناہ کی طرف سے جواب کے علاوہ موجب فخر و مسرت بھی ہے۔ ہزہائی نس فرماتے ہیں:

مکرمی جناب مولانا ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف

آپ کا مرسلہ رسالہ: بہاء اللہ اور مرزا، پہنچا تھا۔ جسے میں نے پورا پڑھا۔ آپ کی تحریرات کے بارے میں جیسا کہ میں کئی بار لکھ چکا ہوں جو بات بھی تحریر ہوتی ہے وہ نہائت مدلل مفصل مشرع اور ثبوت کے ساتھ کچھ ایسے اچھے پیرایہ سے لکھی جاتی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کا دل فوراً اس بات کو قبول کر لیتا ہے اور ان سب صفات سے بالاتر یہ بھی صفات ہوتی ہیں کہ ہر بات کا حوالہ معہ نام کتاب صفحہ سطر اور تاریخ و سنہ طباعت بلکہ مطبع تک کا حوالہ بھی موجود ہوتا ہے۔ دوسرے آپ کی تمام تحریروں میں سے ایک تحریر میں ایک لفظ بھی ایسا نظر نہیں آتا جو معیار شرافت سے ذرہ برابر بھی گرا ہوا ہو

۔ بہ نسبت دیگر مصنفین کے کہ وہ جب کسی کے مخالف تحریر لکھیں گے تو ہرگز رکیک الفاظ سے اپنی تحریرات کو نہیں بچا سکتے ۔

مختصر یہ کہ علم مناظرہ کے آپ حاکم ہیں اور اس بارہ میں جس قدر تعریف بھی آپ کی کی جائے وہ کم ہے ۔ بہرحال آپ کی عنائت ومحبت کا شکر گذار ہوں کہ وقتاً فوقتاً اپنی نو تصنیفات مجھے بھیجتے رہتے ہیں ۔ فقط والسلام ۔

راقم خیر اندیش محمد جہانگیر از مانگرول علاقہ کاٹھیاواڑ ۔ ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۵ ص ۵۔۶)

بقول مرزا داخلہ بہشت کے اسباب

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

ایک شخص ایمان اور عمل کی ادنی حالت میں فوت ہوتا ہے، تو تھوڑی سی سوراخ بہشت کی طرف اس کے لئے نکالی جاتی ہے۔ پھر لوگوں کی دعاؤں وغیرہ سے وہ سوراخ بڑھ کر ایک وسیع دروازہ بن جاتا ہے جس سے وہ بہشت میں چلا جاتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہشت میں داخل ہونے کے لئے ایسے زبردست اسباب موجود ہیں کہ قریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اس میں پورے طور پر داخل ہو جائیں گے اور یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہ کرے گا۔ ملخصاً

یہ امر پوشیدہ نہیں کہ روح ایسی لطیف شئے ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے سوراخ سے بھی وہ نکل جاتی ہے۔ چنانچہ رحم کا منہ اگرچہ نہایت سختی سے بند ہو جاتا ہے جس کی تصریح کتب طبت میں کی گئی ہے مگر روح اس سے بھی نکل کر جنین میں داخل ہو ہی جاتی ہے۔ پھر اس سوراخ سے نکل جانا جو قبر سے بہشت کی طرف اسی کے لئے نکالا جاتا ہے کیا مشکل؟ اس کے نکلنے کے لئے نہ بڑے دروازے کی ضرورت ہے، نہ اس

قدر مہلت درکار ہے کہ سوم دہم چہلم سہ ماہی برسی وغیرہ میں جو دعائیں اور کار خیر ہوتے ہیں بتدریج اس سوراخ کو بڑھا بڑھا کر وسیع کر دیں جس سے وہ نکل کر جنت میں داخل ہو سکے۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب قادیانی روح تو مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتی ہے چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۴ میں فرماتے ہیں:

ہر ایک مومن جو فوت ہوتا ہے اس کی روح خدا تعالی کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور بہشت میں داخل کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرمایا یا

ایّتھا النفس المطمئنۃ .

بظاہر مرزا صاحب کے ان دونوں کلاموں میں تعارض سا معلوم ہوتا ہے کہ روح مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتی ہے، اور لوگوں کی دعاؤں سے سوراخ کشادہ ہونے کے بعد ایماندار جنت میں چلا جاتا ہے۔ مگر اس کے جواب کی طرف انہوں نے اشارہ کر دیا کہ روح تو مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی اور ہمیشہ رہنے کے لئے جنت میں داخل ہونا جو احیائے جسم پر موقوف ہے جیسا کہ قولہ تعالی

قال من یحی العظام و ھی رمیم ۔قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ۔ و ھو بکل شیء علیم ۔ (یس :۷۸۔۷۹)

سے ثابت ہے۔ سواسکے لئے مہلت درکار ہے جس میں دروازہ اتنا وسیع ہو کہ لاش اس سے نکل جائے۔ چنانچہ مرتے ہی داخل ہونے کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ، روح داخل ہوتی ہے،

اور مہلت اور وسعت باب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ،

وہ شخص ایماندار داخل ہوتا ہے،

اس تقریر سے تعارض تو دفع ہو گیا لیکن اس پر ایک نیا شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ شخص جنت میں داخل ہونے کو جاتا ہے اور جنت آسمان پر ہے جیسے کہ مرزا غلام احمد صاحب ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۴ میں تحریر فرماتے ہیں:

عیسی فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور ہر مومن کی بھی اٹھائی جاتی ہے اور بہشت میں داخل کی جاتی ہے،

اور نیز جنتوں کا آسمان پر ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ضرور تھا کہ

مردے آسمانوں پر جاتے ہوئے دکھائی دیتے کیونکہ یہ دخول اس وجہ سے جسمانی ہے کہ روح تو مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کے دخول کیلئے دعاؤں وغیرہ کا انتظار رہتا ہے جس سے سوراخ اس قابل ہو کہ لاش اس سے نکل جائے اس صورت میں ضروری تھا کہ مردے قبروں سے نکلتے ہوئے نظر آتے۔ شاید اسکا جواب یہ دیا جائے کہ وہ اس طرف سے نہیں جاتے بلکہ زمین کے اندر ہی اندر سوراخ کر کے دوسری طرف نکل جاتے ہیں تو اسکے ماننے میں بھی تامل ہے کیونکہ ایسا سوراخ جس سے مردہ جا سکے کسی قبر میں دیکھا یا سنا نہیں گیا اگر چہ یہ ممکن ہے کہ مردہ نکلتے ہی وہ سوراخ پاٹ دیا جاتا ہو۔ لیکن اس کے ماننے کے بعد بھی ایک اور دشواری درپیش ہے کہ جغرافیہ سے ثابت ہے کہ اگر ہندوستان کی زمین میں سوراخ آر پار کر دیا جائے تو وہ امریکہ کے کسی حصہ میں نکلے گا۔ پھر اگر ہندوستان کے مردے اس سوراخ کی راہ سے اس طرف زمین پر نکل کر آسمان کی طرف جائیں تو امریکہ والوں کی شکایت ضرور گورنمنٹ کے پیش ہوتی کہ ہندوستان کے صدہا بلکہ ہزارہا مردے ہر روز چلے آتے ہیں۔ کوئی کفن پہنا ہوا ہوتا ہے کوئی برہنہ ہیبت ناک، کسی کے گھر میں نکلتے ہیں، کسی کی زراعت وغیرہ میں۔ غرض علاوہ خوف و دہشت کے مالی نقصان بھی ہوتا ہے۔ حالانکہ اب تک کوئی اس قسم کی شکایت کسی اخبار میں دیکھی یا سنی نہیں گئی۔ یہ حکم اپنی طرف سے نہیں کہتے مرزا صاحب ہی کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳ میں لکھا ہے کہ عیسی اپنے وطن گلیل میں مر گئے اور رسالہ الہدی میں لکھتے ہیں کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے اور اس کو اپنے کشف اور گواہوں سے ثابت کیا ہے اگر سوراخ کی راہ سے مردے دوسری طرف نہ نکلتے تو عیسی گلیل میں بیت المقدس کے پاس مر کر کشمیر میں کیوں آتے۔ یا للعجب۔

اگر مرزا صاحب قادیانی کو ذرا بھی خوف خدا اور قیامت کے دن کا خیال ہوتا تو قرآن اور حدیث کے معنی اپنے دل سے تراش کر لکھنے پر ان کے ہاتھ یاری نہ دیتے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثمّ یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً فویل لھم مما کتبت ایدیھم و

ویل لھم مما یکسبو ن ۔ (البقرہ: ۷۹)

دوستو! سنو

نشائد بنی آدم خاک زاد
کہ در سر کند کبر و تندی و باد
ترا با چنیں تندی و سر کشی
نہ پندارم از خاکی از آ تشی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۵ ص ۶ و ۱۳)

مناظرہ کاہنووان ۱۹۳۳ء

ہمارے قصبہ میں ۱۷۔۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو مرزائیوں کا جلسہ ہوا۔ بانیان جلسہ نے اہل اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا جسے قبول کرلیا گیا۔ چنانچہ مرزائیوں کی طرف سے مولوی عبدالغفور اور اہل اسلام کی طرف سے مولوی محمد یعقوب بھامبڑی مناظر مقرر ہوئے۔ مناظرہ صداقت مرزا پر تھا۔ آخر الذکر نے مرزائی مناظر کے پیش کردہ دلائل کا ایسا مسکت و مدلل جواب دیا جس کی وہ تردید نہ کرسکا۔ اور اہل اسلام پر حق کی صداقت واضح ہوگئی۔ راقم: مرزا محمد حسین از قصبہ کاہنووان ضلع گورداسپور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء ص ۱۴)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا جلسہ امرتسر میں

پہلے جو کشمیر کمیٹی تھی وہ مرزائی اثر میں تھی، مگر اب وہ اس اثر سے آزاد ہے۔

اس آزادی کے بعد یہ دوسرا جلسہ ۲۶ نومبر کو امرتسر میں ہوا اس میں چند تجاویز پاس ہوئیں جو یہ ہیں؛

۱۔ مرحوم شاہ کابل کے لئے دعائے مغفرت۔

۲۔ فلسطین میں برٹش پالیسی پر اظہار نفرت۔

۳۔ پرنس بل کی مخالفت (پرنس بل کا خلاصہ یہ ہے انگریزی علاقہ میں والیان ریاست کی بدگوئی کرنے پر سزا ہوگی۔ چونکہ اس سے والیان ریاست مظالم کرنے میں پہلے سے زیادہ دلیر ہوجائیں گے اس لئے اس بل کی مخالفت ہو رہی ہے)۔

۴۔ کشمیر میں منظور شدہ ریفارم سکیم کو جلدی اجراء کرنے پر ریاست کشمیر کو متوجہ کرنا۔
۵۔ سب سے بڑا ریزولیوشن یہ تھا کہ مرزائیوں نے جو کشمیر کمیٹی کے پردہ میں کشمیر میں اپنا دام بچھایا ہے اس پر اظہار نفرت۔

اس ریزولیوشن کے اثنا میں حاضرین نے مرزائیوں کی کاروائی پر کئی مرتبہ لعنت لعنت کے نعرے لگائے۔ خصوصاً جس وقت مولانا ثناء اللہ نے بتایا کہ ان لوگوں کو مسلمانوں سے یہاں تک علیحدگی ہے کہ فتح بغداد شریف کے موقع پر انہوں نے اظہار مسرت کرتے ہوئے ترکوں کو سور اور بندر بتایا تھا۔ اس پر حاضرین میں خاص جوش ہوا۔ آخر بڑے زور شور کے ساتھ یہ ریزولیوشن بھی پاس ہوا۔

ڈاکٹر سر اقبال نے بھی بعض اہم امور کا انکشاف کیا جس سے مرزائیوں کی کارستانیوں کا حال خوب معلوم ہوا۔ (مینیجر اہل حدیث شریک جلسہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۵ ص ۱۵)

امرتسر میں مرزائیوں کا سیرتی جلسہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم یہ کہنے سے رک نہیں سکتے کہ اہل قادیان اپنے تبلیغی فن میں بڑے پرفنون ہیں۔ سال میں کسی مقررہ تاریخ میں ایک جلسہ سیرت النبی کا کیا کرتے ہیں ۔ بلکہ قادیانی اخبار الفضل کا ایک نمبر خاتم النبیین بھی نکالا کرتے ہیں۔ مگر وہ خاص نمبر اور جلسہ مذکور سارا اس غرض سے ہوا کرتا ہے کہ ایک بت کی پوجا کرائی جائے۔ یعنی ایک جھوٹے مدعی کی نبوت تسلیم کرائی جائے مسلمان ان کی جلسہ سازیوں کی حقیقت جانتے ہیں اس لئے بہت کم شریک ہوتے ہیں۔

۲۶ نومبر کو ان کا جلسہ سیرت، قریب جلسہ گاہ کشمیر کمیٹی ہونا قرار پایا تھا۔ دس بجے دن کا وقت تھا۔ مگر عربی مدارس کے بعض طلبا شوقتہ پہلے چلے گئے ۔ بے خبری میں خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

ہمارے رپورٹروں کا بیان ہے کہ امرتسر کی انجمن احمدیہ کے ایک ذمہ دار

عہدہ دار نے ان طلبا اور دیگر لوگوں کو کرسیاں خالی کرنے کے لئے کہا۔ کئی ایک نے تو خالی کر دیں، ایک لڑکے نے کرسی چھوڑنے سے انکار کیا، تو اسی ذمہ دار عہدہ دار نے غصہ میں اس کو حرامزادہ کہا اور ایک طمانچہ بھی رسید کر دیا، اور اپنے والنٹیر وں کو حکم دیا ،وہ حکم پاتے ہی زدو کوب کرنے لگ گئے۔

رپورٹروں کا بیان ہے کہ پھر تو معلوم نہ ہو سکا کہ کون کس کو مارتا ہے۔ بعض لوگ زخمی بھی ہوئے۔ بعض بھاگ گئے اتنے میں پولیس آ گئی جس نے موجودہ اشخاص بلکہ راہ رووں کو جس کی طرف ذمہ دار عہدہ دار نے اشارہ بھی کیا کہ، یہ بھی تھا، پکڑ لیا۔ گرفتار شدگان اکثر عربی طلباء ہیں۔

چنانچہ ملاپ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مسلمانوں کے ۱۶۔ اشخاص کو زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا گیا۔ اور زیر حراست رکھنے کے بعد ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانتوں پر رہا کیا گیا۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۵ ص ۱۵)

انبیاء احمدیہ علیہم الآلام

جناب پنڈت آتمانند صاحب لکھتے ہیں:

آج کل قادیان شریف احمدی نبیوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ چنانچہ منجملہ متعدد انبیاء کے احمد نور کابلی اور فضل احمد صاحبان بھی قادیان شریف کے ٹکسالی نبی ہیں مگر مجھے باوثوق طور پر خبر ملی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فی الحال ان انبیاء جدید پر ایمان لا کر مومن نہیں بنے کیونکہ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی:

جو تو سط کا انکار کرتا ہے کہ (نبوت) کا ایسا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ وہ کافر ہے۔ (اخبار الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء)

بلکہ ان جدید انبیاء کی مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ دکانداری پھیکی پڑ جانے کا خوف ہے اور پیری کی بجائے مریدی کا طوق پہننا پڑتا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے نبی بننے کے شوق میں نبوت کا بند دروازہ وا تو کر دیا لیکن رقیب پیدا ہو گئے تو غلطی

محسوس ہوئی۔مگراس الہامی غلطی کا تدارک اور اصلاح کرنا مرزا صاحب قادیانی کے لئے زندگی اور موت کا سوال تھا۔

چنانچہ امت مرزائیہ میں سے ایک باغی منشی چراغ دین نامی نے بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے غلط دعوی کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے نبوت کا بند دروازہ توڑ ڈالا ہے۔ نبی اولوالعزم رسول ہونے کا اعلان کر مارا۔اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی بیعت کرنے کی دعوت بھیجی۔

پہلے تو مرزا صاحب قادیانی نے اس جدید نبی کی بھی بڑی تعریف لکھی اور اس کے مضامین کو خوب شائع کروایا مگر دوسروں کو اخبارغیب سنانے والا مرزا قادیانی اپنے رقیب کی رقابت کو بذریعہ وحی نہ جان پایا۔ بالآخر اصل کام میں گھاٹا پڑنے کا خیال آیا،تو خواب سے ہوش میں آئے جیسا کہ دافع البلاء میں لکھتے ہیں:

> اب جورات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔

چاہیے تو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے فرزند ارجمند کأنّ الله نزل من السماء ایسے نبیوں کی پیٹھ ٹھونکتے کہ انہوں نے نبوت کا دعوی کرکے مرزائی خیالات کی لاج رکھ لی، اور ثابت کردیا کہ واقعی درِ نبوت مرزا صاحب کی سعی بلیغ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ہے ۔ اور ختم المرسلین کے قائل مسلمانوں پر حجت قائم کردی ہے۔الٹا بے چاروں کو پانی پانی پی پی کرکوسا جارہا ہے۔آخر یہ کیوں؟ کیا باپ بیٹے کے ایسے افعال سے خود اس احمدی عقیدہ نبوت کی تردید نہیں پائی جاتی؟ یا کیا کسی قسم کی دکانداری کا خیال تو ان کو انبیاء ماننے سے مانع نہیں؟ بالیقین یہی بات ہے کہ کہیں جدید نبیوں کی بیعت کرکے شکار جال سے نکل نہ جاویں ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ چراغ دین وغیرہ احمدی انبیاء علیهم السلام کا دعوی نبوت کیونکر، بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے؟

بھلا مرزا صاحب قادیانی کا اپنا دعوی نبوت کب اسلام کے لئے مفید ثابت

ہوا، جوان غریبوں کا دعوی نبوت مضر ہے؟

اسلام کے لئے تو نہیں لیکن، احمدیت، کے لئے بے شک وشبہ نہ صرف مضر بلکہ مہلک ہے، کیونکہ احمدیوں کے نزدیک احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور مسلمانوں کا اسلام کفر ہے۔

چنانچہ اس موضوع پر کانّ اللہ نزل من السماء، نے ایک کتاب بھی، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، کے نام سے سیاہ فرمائی ہے۔

اگر نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم نہیں تو مرزا صاحب پر کیوں کر ختم ہو سکتی ہے؟ جو اور کوئی نبی نہیں مانا جاتا ورنہ کوئی ایسا معیار بتلانا ہوگا جس سے کہ سچے اور جھوٹے نبیوں میں پہچان کی جائے۔

اگر کہو الہام اور پیش گوئیاں تو مرزا صاحب قادیانی کی تقریباً تمام غلط ثابت ہوئیں ۔ یہ امر دیگر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی موت والی پیش گوئی سے مراد صحت، اور صحت سے موت بالکل برعکس مراد لے کر اپنی نبوت ثابت کریں اور کسی ایک ہی امر کے متعلق دو متضاد پیش گوئیاں شائع کر کے نبوت کے نیک نام کو بدنام کرنے کا موجب بنیں۔ شائد کوئی احمدی یہ کہہ بیٹھے کہ مرزا صاحب نے ایسا کب کیا تو میں ذیل میں مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیش گوئیاں اور نبوت کی حقیقت دکھلاتا ہوں۔

ا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پادری عبداللہ آتھم صاحب کی موت پندرہ ماہ تک کے متعلق پیش گوئی کی لیکن جب پادری صاحب موصوف ۱۵ ماہ کے عرصہ تک فوت نہ ہوئے تو یہ بہانہ بنایا کہ

عبداللہ آتھم سے خدا تعالی نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھرام سے جلالی صفت کو۔ وہ قادر ہے، کم بھی کر سکتا ہے زیادہ بھی (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۸۶)

کیا قادر کو بھی آگا پیچھا دیکھنا پڑتا ہے۔

قادر کی یہ قادیانی تعریف بھی عجیب ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۶ ص ۶۔۷)

مولوی ثناء اللہ صاحب کو آریوں کا چیلنج

جناب اقتدار حسین صاحب آگرہ سے لکھتے ہیں:

۲۱ نومبر ۱۹۳۳ء کے الفضل قادیان میں مذکورہ بالا عنوان سے لکھا ہے:

آگرہ کے ایک آریہ کی طرف ایک اعلان دو تین ماہ سے شائع ہو رہا ہے جس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اس بات کے لئے کھلا چیلنج دیا گیا ہے کہ وہ میدان میں آئیں اور قرآن مجید سے روح و مادہ کو حادثات ثابت کریں تا کہ مذہب اسلام اور صداقت آریہ دھرم کا پتہ لگ جاوے ...

مولوی ثناء اللہ کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا ہے لیکن اس وقت تک مولوی صاحب نے اپنے اخبار میں اس چیلنج کے متعلق کچھ نہیں لکھا حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ جلد سے جلد اس طرف متوجہ ہوتے اب انہیں چاہیے کہ اس چیلنج کا ضرور جواب دیں تا کہ آریوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ ان کے مقابلہ میں اس شخص کو جو اپنے آپ کو اسلام کا سب سے بڑا نمائندہ قرار دیتا ہے بولنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اس کا مناسب جواب تو خود مولانا (ثناء اللہ امرتسری) صاحب ہی دے سکتے ہیں (یہ چیلنج اب تک میرے پاس نہیں پہنچا۔ ثناء اللہ امرتسری)) لیکن میں بھی اس کا مختصر سا جواب عرض کرتا ہوں۔

آگرہ سے آریہ سماج کا چیلنج کوئی نئی چیز نہیں۔ مولانا (ثناء اللہ) نے آریہ سماج سے بہت سے مناظرے کئے ہیں۔ اب اگر مناسب معلوم ہوا اور کوئی معقول مناظر بالمقابل ہوا تو غالباً مولانا (ثناء اللہ امرتسری) کو مباحثہ سے کوئی عذر نہ ہوگا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ الفضل نے جو مولانا (ثناء اللہ امرتسری) کو بالمقابل نکلنے کے لئے کہا ہے اس سے اس کی کیا غرض ہے؟

کیا وہ اپنے میاں (محمود احمد) کے مریدوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ مولانا (ثناء اللہ امرتسری) صاحب آریہ سماج کے بالمقابل کس طرح کمزور ہیں۔ یا پہلو تہی کرنے

والے ہیں ۔ اگر یہی اس نوٹ کا مقصد ہے جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے تو چاہیے کہ الفضل پہلے اپنے میاں کو مولانا (ثناء اللہ) صاحب کے بالمقابل نکالے ۔ کیونکہ جب خلیفہ قادیان نے تمام دنیا کے علماء کو اپنے مقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔تو مولانا (ثناء اللہ امرتسری) صاحب نے اس چیلنج کو خلیفہ صاحب کی تمام پیش کردہ شرائط کے مطابق قبول کر کے بار بار الفضل کے میاں کو للکارا۔مگر خلیفہ صاحب کو اتنی بھی جرأت نہ ہوئی کہ پھر اس مقابلہ کا کسی طرح نام ہی لے لیں ۔

آگرہ تو امرتسر سے چار سو میل کے قریب فاصلہ پر ہے ۔ اگر وہاں ایک معمولی مناظرہ کے لئے مولانا (ثناء اللہ) نہ جائیں ،تو یہ امر کچھ قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔لیکن قادیان کے بالکل قریب بٹالہ میں جب خلیفہ قادیان کو قرآن دانی کے جوہر دکھانے کے لئے بلایا گیا اور ان کی حسب خواہش مولانا (ثناء اللہ) نے یہاں تک اجازت دے دی کہ خلیفہ صاحب جو جو تفسیر اور کتاب چاہیں مقابلہ کے وقت ساتھ رکھیں اور اس طرح اپنی کمی کو پورا کر لیں ۔تو بھی خلیفہ صاحب کو مقابل آنا تو ایک طرف رہا اس مقابلہ کا نام لینا بھی محال ہو گیا۔

چنانچہ آج پورے چار سال کے قریب گذر گئے مگر الفضل کا میاں (محمود احمد) خاموش ہے ۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میاں کے بعض مریدوں کو غیرت آئی اور انہوں نے میاں کو ابھارا مگر میاں نے اپنی عزت کو خاموشی کے پردہ میں چھپایا لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ کیا الفضل ہمارے اس جواب کو شائع کر کے اپنے ناظرین کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا موقع دے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۶ ص ۷۔۸)

امرتسری جلسہ مرزائیہ میں مار پیٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو جلسہ مرزائیہ میں لڑائی ہوئی جس کا ذکر سابقہ پرچہ میں ہو چکا ہے۔اس کے بعد دو اخباروں میں اس لڑائی کا ذکر دیکھا جو بہت ہی مختلف ہے۔

قادیانی اخبار نے جولکھا وہ باوجود غلط ہونے کے کچھ تعجب خیز نہیں، کیونکہ قادیانی اخبارات نے ذمہ لیا ہوا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے ظالم بھائی کو بھی مظلوم ہی دکھایا جائے جس کی واضح مثالیں بٹالہ کا قتل اور قادیان میں لڑائی وغیرہ ہیں۔مگر دوسرے اخبارات کو بھی غلط رپورٹ دی گئی اس لئے اس میں وہ معذور ہیں۔اس لئے ہم دونوں مختلف مضامین نقل کر کے اصل حقیقت پر اطلاع دیں گے۔قادیان کا اخبار الفضل لکھتا ہے:

> امرتسر میں اس دن علماء هم شرمن تحت ادیم السماء کے مصداق لوگوں نے پہلے اس معزز ہندو کو مجبور کرنا چاہا جس نے سیرت النبی کے جلسہ کے لئے اپنا احاطہ دیا تھا کہ وہ جلسہ کیلئے جگہ نہ دے۔لیکن جب اس میں ناکامی ہوئی تو عین اس وقت جب کہ چندایک احمدی جلسہ گاہ کا انتظام کررہے تھے بے خبری کی حالت میں ان پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا اور جب لاٹھیاں ٹوٹ گئیں تو اینٹیں مارنی شروع کر دیں۔اور اس وقت تک یہ نہایت ہی شرمناک مظاہرہ کرتے رہے جب تک پولیس نہ آ گئی۔پولیس کو دیکھ کر بہت سے لوگ تو بھاگ گئے اور بعض کو گرفتار کر لیا گیا۔کئی ایک احمدیوں کو زخمی کیا گیا جن میں سے دو کی حالت بہت نازک ہے یہ سفاکانہ حملہ اس وقت کیا گیا جب کہ رسول کریم ﷺ کی شان مبارک کے اظہار کے لئے جلسہ منعقد ہونے والا تھا اور ان لوگوں پر حملہ کیا گیا جو اس جلسہ کے انعقاد کا انتظام کر رہے تھے۔(الفضل قادیان ۳۰ نومبر ۱۹۳۳ء ص ۱)

اس کے مقابلہ میں لاہور کے آزاد اخبار میں اس جنگ کی رپورٹ یوں چھپی ہے:

> امرتسر ۲۶ نومبر: یوم النبی منانے کے لئے مقامی مرزائیوں نے ہال دروازہ کے اندر آج صبح پبلک جلسہ شروع کیا۔حاضری ایک سو کے قریب ہوگی۔ان میں چند مسلمان نوجوان بھی تھے جنہوں نے اس جلسہ میں گورنمنٹ تقریروں کو برا منایا اور پروٹسٹ کیا اس پر چند احمدیوں نے ان کو برا بھلا کہا اور جلسہ میں گڑ بڑ پیدا ہوگئی اور چند اشخاص میں ہاتھا پائی ہونے لگی احمدیوں

نے پولیس کو بلا لیا پولیس نے آتے ہی چند مسلمانوں کو حراست میں لے لیا اور مجمع کو منتشر کر دیا۔ کنسٹیبل تعینات کر دیئے گئے اور مرزائیوں کا جلسہ پھر شروع ہو گیا۔ (اخبار آزاد۔ ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء)

چونکہ ہمارے شہر کا واقعہ ہے اس لئے ہم علی وجہ الیقین کہتے ہیں کہ دونوں رپورٹیں غلط ہیں۔ اصل واقعہ صرف اتنا ہے کہ جلسہ دس بجے شروع ہونے کا اعلان کیا گیا تھا، مگر بعض شائقین دس بجے سے پہلے ہی پہنچ گئے اور جلسہ گاہ میں کرسیاں بچھی تھیں۔ چونکہ تخصیص کے لئے کوئی نشان نہ تھا، اس لئے وہ لوگ ان پر بیٹھ گئے۔

اسی اثنا میں بابو معراج الدین (داروغہ صفائی) امیر جماعت احمدیہ امرتسر آن پہنچے اور آتے ہی لوگوں کو اٹھانا شروع کر دیا۔ ایک لڑکا بوجہ ناواقفی کے نہ اٹھا۔ اس پر داروغہ صاحب نے اسے حرامزادہ کہا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا، اور سیٹی بجا کر مرزائی والنٹیروں کو بلا لیا اور حکم دیا کہ ان حرامزادوں کو نکال دو۔

اس پر لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ ہے اصل بنائے فساد اور یہ ہے اصل ہنگامہ آرائی کا اصل باعث۔ ورنہ اس وقت نہ ہی کوئی جلسہ تھا، نہ تقریر، نہ تقریر کا عنوان، نہ موضوع۔

ہم ایک غیر جانبدار مسیحی کی شہادت درج کرتے ہیں جس نے ہمیں لکھ کر دی ہے وہ یہ ہے:

میں ۲۶ نومبر کو بوقت ساڑھے نو بجے جلسہ سیرۃ النبی مرزائیہ گیا تھا جلسہ بجائے ۱۰ بجے کے ساڑھے دس بجے شروع ہوا جس میں چند نظمیں اور خطبہ صدارت پڑھا گیا جس میں گورنمنٹ کی تعریف یا توہین کچھ نہیں تھی۔
طفیل مسیح ماسٹر ایم بی پرائمری سکول کٹڑہ کرم سنگھ امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۶ ص ۱۵)

جلسہ جمعیۃ اہل حدیث کلکتہ پر تبصرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ جلسہ بتواریخ ۱۵ تا ۱۷ دسمبر ہوتا رہا۔ اوسطاً حاضری ہزاروں تک ہوتی تھی

۔ ہر طبقہ کے اصحاب شریک جلسہ ہوتے رہے۔ علمائے کرام نے اپنے اپنے مضامین اچھی طرح ادا کیئے۔ کلکتہ میں چند پنجابی مرزا صاحب قادیانی سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے انہوں نے جلسہ کا ذکر سن کر اپنا لاؤ لشکر جمع کر لیا تھا۔ اپنے مرکز سے دو مناظر بھی طلب کر لئے تھے جو بر وقت پہنچ گئے تھے۔ چھیڑ چھاڑ اشتہار بازی شروع کر رکھی تھی اس لئے جلسہ کے پروگرام میں دو مضمونوں پر ان کو ایک ایک گھنٹہ تبادلہ خیالات کے لئے دیا گیا تھا۔ ایک مضمون تھا قرآن اور مرزا قادیان۔ یہ مضمون میرے نام تھا۔ دوسرا مضمون تھا معیار نبوت تھا، یہ مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی کے نام تھا۔

میرا نام دیکھتے ہی قادیانیوں نے حق قدامت ادا کرنے کو بھجوائے، تم چھیڑ و گے، ایک دو ورقہ اشتہار شائع کر دیا جس میں لکھا کہ مولوی ثناءاللہ ہر جگہ آخری فیصلہ کا ذکر کیا کرتے ہیں اس لئے اس کا جواب یہ ہے، لیکن جواب میں وہی طریق اختیار کیا جو لا تقربوا الصلوۃ کے قائل نے و انتم سکاری خذف کر کے کیا تھا۔

میرا ارادہ کچھ اور بیان کرنے کا تھا لیکن مرزائی اشتہار نے میری اس طرف رہنمائی کی کہ میں آخری فیصلہ ہی ذکر کروں

ناظرین کرام! آخری فیصلہ کی تمہید میں بطور تمثیل میں نے بیان کیا:

برادران! کسی پڑوسی سے ایک مکان کے متعلق میرا مقدمہ تھا۔ ماتحت عدالتوں میں نیچے اوپر ہوتے ہوئے ہائی کورٹ میں پہنچے۔

پڑوسی مذکور وہاں بھی کامیاب نہ ہوا تو اس نے آخری عدالت (پریوی کونسل) میں اپیل دائر کر دی۔

چالاکی یہ کی کہ وہاں کے جج صاحب سے مل کر زبانی عرض معروض کر دی جس پر جج صاحب نے انصاف کا وعدہ فرمایا۔ میں ایک غریب آدمی، نہ میں کسی جج سے مل سکا، نہ کسی اہل کار کو نذر دے سکا۔ اس لئے میں خدا پر اور اپنی سچائی پر بھروسہ رکھ کر خاموش رہا۔

خدا کی شان جج صاحب نے جو وعدہ کیا تھا پورا کیا یعنی مقدمے کا فیصلہ از راہ انصاف میرے حق میں دیا۔

اسی اثنا میں پڑوسی مذکور مر گیا۔ اس کے وارثوں نے بھی مکان مذکور مجھے نہ

دیا بلکہ یہ عذر تراشا کہ پریوی کونسل کا فیصلہ تم نے غلط سمجھا آؤ پنچائت سے فیصلہ کراؤ۔ پنچایت اگر وہی فیصلہ تمہارے حق میں دے دے گی تو ہم مان جائیں گے۔ اس فیصلہ کے تاوان میں مبلغ تین سو روپیہ دینے کا اقرار کیا۔

میں نے ہر چند کہا کہ بعد فیصلہ پریوی کونسل پنچایت کی کچھ وقعت نہیں رہی، مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ پنچایتی فیصلے پر ہی اصرار کرتے رہے۔ آخر میں نے یہ تجویز بھی مان لی۔

پنچایت نے فریقین کے بیانات سن کر میرے حق میں فیصلہ دیا لیکن وہ لوگ ابھی تک مکان مجھے نہیں دیتے بلکہ لڑتے ہیں۔

یہ تمثیل سنا کر میں نے آخری فیصلہ والا اشتہار پڑھا جس کا مختصر مضمون یہ ہے کہ: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعا کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں سے جو خدا کے ہاں جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئے اور میں (یعنی ثناء اللہ امرتسری) تادم تحریر ہذا زندہ ہوں۔

اس کے بعد اعلان کیا کہ حسب تحریر پروگرام ایک گھنٹہ تبادلہ خیالات کے لئے ہے جو احمدی چاہے اس مضمون پر ایک گھنٹہ تک بحث کرسکتا ہے۔ مگر کوئی نہ اٹھا چند منٹ انتظار کیا گیا، للکارا گیا، ہزار ہا سامعین کے سامنے پکارا گیا تاہم کوئی بولا۔

دوسری تقریر مولوی ابوالقاسم صاحب بنارسی کی معیار نبوت پر ہوئی جس کا ملخص یہ ہے کہ انبیاء کرام جن امور کے واقع ہونے کی خبر بحکم خدا دیتے ہیں وہ باتیں ضرور پوری ہوتی ہیں ثم صدقنا هم الوعد ۔ الآیه، اس پر دلیل لائے اور مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کو خصوصاً نکاح آسمانی کی پیش گوئی کو غلط ثابت کیا۔ بعد تقریر کے احمدیہ جماعت کو گفتگو کے لئے ایک گھنٹہ وقت دیا گیا۔ مگر کوئی نہ بولا حالانکہ صدارت کی طرف سے عام اعلان تھا کہ احمدی آئیں تو ان کو عزت سے بٹھانا اور چائے پیش کرنا ان کے اردگرد اپنے والنٹیئر بغرض حفاظت کھڑے کر دینا۔

لیکن افسوس کہ دونوں وقتوں میں کوئی نہ آیا حالانکہ اشتہارات میں مباحثہ کا بڑا شوق ظاہر کرتے تھے۔

لطیفہ: ۱۶ دسمبر کو احمدیہ اور اہل حدیث نمائندے بغرض تصفیہ شرائط یکجا بیٹھے۔ سب سے پہلے مبحث (مضمون بحث) مقرر کرنے کی تجویز پیش ہوئی۔ وفد اہل حدیث نے کہا، ابطال مسیحیت مرزا، کے ہم مدعی ہوں گے۔ احمدیہ وفد نے کہا جب تک ہم دعوی مع دلیل پیش نہ کرلیں آپ اس کا ابطال کیسے کر سکتے ہیں۔

بظاہر یہ جواب خوبصورت ہے لیکن اہل حدیث کا جواب اس سے بھی خوب تر ہے۔ اہل حدیث وفد نے کہا ہم اسی طرح ابطال مسیحیت کے مدعی ہو گے جس طرح آپ کے مسیح مہدی اور رسول عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ امرتسر میں ابطال الوہیت مسیح کے مدعی بنے تھے اور اول وآخر اپنی تقریر کا حق لیا تھا یعنی وہاں مضمون الوہیت مسیح کا تھا یہاں مسیحیت مرزا ہے۔

اس کے جواب میں بولے اصل کتاب میں پیش کرو، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جنگ مقدس کلکتہ کے اہل حدیثوں بلکہ کسی کے پاس بھی نہیں بلکہ آج کل قادیان سے بھی نہیں ملتی۔

ہر چند ادھر سے کہا گیا آپ مہربانی کر کے کتاب جنگ مقدس لائیں ہم دکھائیں گے۔ مگر احمدیت اور صداقت؟ ضدان مفترقان اےّ تفرق۔ نہ دکھانی تھی نہ دکھائی۔

کاش یہ گفتگو امرتسر میں ہوتی پھر دیکھتے کہ اس حوالہ سے انکار کرنا کیسے ہوتا

(ہمارے احباب مناظرین کو چاہیے کہ جنگ مقدس کے حوالے سے تکذیب مرزا کے خود مدعی بنا کریں جیسے مرزا صاحب تکذیب الوہیت مسیح کے مدعی بنے تھے مرزائی نہ مانیں تو ان سے لکھا لیا کرو کہ ہم مرزا صاحب کے فعل کا اتباع نہیں کرتے۔ ثناء اللہ امرتسری)

لطیفہ دوم: جس روز (۱۷ دسمبر) کو بوقت شب ۱۲ بجے جلسہ ختم کر کے تھکے ماندے ہم لوگ ڈیرے پر آئے، میں بمعہ اپنے ملازم کے مکان پر تھا۔ کپڑے اتار کر سونے لگے تھے چند احمدی نوجوان تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ہمارے چنیوٹی برادر کہتے ہیں دس بیس آدمی ہمارے اور دس بیس آپ کے یک جا بیٹھ کر مباحثہ کریں تاکہ حق واضح ہو سکے۔ میں نے کہا بہت اچھا، کل صبح اسی مکان میں جمع ہو جائیں۔ ٦ بجے سے ٨ بجے تک گفتگو ہوگی۔ مضمون بحث آخری فیصلہ ہوگا۔ بولے کہ چھ بجے تک تو لوگ بستروں سے

بھی نہیں اٹھتے۔ میں نے کہا اچھا حافظ محمد امین صاحب سکرٹری جمیعت اہل حدیث سے مل کر وقت کا فیصلہ کرلو۔ اس وقت میں تھکا ماندہ ہوں اس سے زیادہ نہیں بول سکتا۔ اس وقت تو وہ چلے گئے صبح مناظرہ کے لئے نہ آئے۔

مختصر یہ کہ کلکتہ کے جلسہ میں اس دفعہ جماعت مرزائیہ نے بذریعہ اشتہارات بہت اچھی طرح شور مچایا، مگر سامنے آنے کی جرأت کیوں کی؟ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں (جلسے کے دیگر مقررین میں عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ابوالکلام آزاد تھے)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۱ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۸ ص ۳۔۵)

(مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ثناءاللہ امرتسری نے لکھا ہے:

آزاد نے کہا تھا: جن علماء نے یورپ کے اعتراضات سے دب کر قرآنی مسائل میں تبدیلی کی ہے ان کی بھی غلطی ہے جیسے سرسید مرحوم نے مسئلہ تعدداز واج اور مسئلہ طلاق میں اپنی روش اختیار کی؛

مولانا ثناءاللہ امرتسری نے لکھا ہے:

ایک گروہ وہ ہے جس نے اسلام اور ہادی اسلام (ﷺ) پر مورخانہ حیثیت سے اعتراضات کئے ہیں جیسے سرولیم میور نے سوانح محمد (ﷺ) لکھی جس کے جواب میں سرسید مرحوم نے خطبات احمدیہ اردو اور انگریزی میں لکھ کر ہادی اسلام کی سوانح کو پاک اور بےلوث ثابت کیا۔ کیا اتنے بڑے کا ناقدرشناسی کے قابل ہیں؟ نہیں بلکہ جزاھم اللہ کہنے کے مستحق ہیں۔

ہاں مولانا آزاد نے طلاق اور تعدد ازواج کے سلسلے میں سرسید کا ایسے پیرائے میں ذکر کیا جس سے سمجھا جاتا تھا کہ سرسید مرحوم مسئلہ تعدد ازواج اور طلاق میں یورپ کے حملے کی تاب نہ لاکر دوزانو ہو گئے، حالانکہ ایسا نہیں۔ سرسید احمد نے ان دونوں مسئلوں میں وہی روش اختیار کی ہے جو قرآن کی اور عام اہل اسلام کی ہے۔

سلسلہ کلام میں مولانا آزاد نے اپنے استاد مکرم مولانا شبلی مرحوم پر بھی چھینٹا ڈالا کیونکہ دولت کو یک جا محفوظ رکھنے والوں کی مذمت کی۔ بلکہ ان کے حق میں، برخود غلط، کا جملہ بھی کہا تھا حالانکہ اس کے محرک مولانا شبلی مرحوم تھے جنھوں نے ملک کے رؤساء کی اولاد کو دیکھا کہ ان کی حالت وہی ہوری ہے جو مولانا حالی مرحوم نے بتائی تھی

جو کی حضرت عشق نے رہنمائی ۔تو کر دی بھرے گھر کی دم بھر میں صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے ۔یوں ہی مٹ گئے یاں ہزاروں گھرانے

اس مشاہدہ پر مولانا شبلی مرحوم کو قلق پیدا ہوا تو آپ نے کوشش کی کہ وقف علی الاولاد کا قانون بن جائے۔ چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے قانون بن گیا جس کی رو سے موروثی جائداد محفوظ رہتی ہے، فوائد اور منافع سب کو حصہ رسدی پہنچتے ہیں۔ ہمارے خیال میں مولانا شبلی مرحوم کا یہ فعل ساری ہندی مسلم قوم پر بڑا احسان ہے۔ شکر الله سعیه (اہل حدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۳۳ء ص ۴،۵)

قادیانی تبلیغ

مولانا محمد عبدالغفار الخیریؒ قرول باغ دہلی سے لکھتے ہیں:

مثل ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ یہ مثل قادیانی تبلیغ پر بالکل صادق آتی ہے۔ غالباً ۵۰ برس کا زمانہ گذرا کہ بارش نے کہرام مچا دیا۔ دہلی والے آج تک اس بارش کو ڈھائی ڈھوئی کا مہینہ کہتے ہیں۔ کچے مکانوں کا تو کہنا ہی کیا بڑے بڑے پکے مکان پھٹ گئے اور گر گئے اور عرصہ تک یہ کیفیت جاری رہی۔ حکومت نے ایک انجنیر مقرر کیا کہ جس مکان کی حالت نہایت مخدوش ہو، اس کو فوراً گرا دیا جائے تاکہ جان و مال اور متصل مکانوں کی حفاظت ہو سکے۔ یہ صاحب ڈھاؤ صاحب کے نام سے زبان زد عام ہوئے۔

معلوم نہیں کہ یہ نمونہ طوفان نوح اس زمانہ میں کس نبی و رسول کے نہ ماننے کی سزا تھا جو آج ہم یہ سمجھ لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و رسالت کے انکار کی وجہ سے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو چھوڑ، رہتک و جالندھر، سب کی طرف سے پکڑے گئے۔ درانحالیکہ امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب سیالکوٹ میں مولوی ابراہیم صاحب، لاہور میں مولوی ظفر علی خان صاحب، دہلی میں مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرھم نہ صرف خود منکر رسالت و نبوت قادیانی ہیں بلکہ منکران مرزائی نبوت و رسالت کی تعداد بڑھانے میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ ان پرانے فدا شدہ شہروں کو چھوڑ کر نزلہ برعضو ضعیف، کیوں ہوا اور رہتک و جالندھر کے قادیانی مبلغ وفدا کا راس پریشانی میں کیوں مبتلا کئے گئے۔ اگر کہا جائے کہ وہ ہلاکت سے بچ گئے تو میں کہوں گا کہ الحمدللہ بکثرت مسلمان اور ہندو بھی بچ گئے طوفان نوح میں تو سوائے ایمان داروں کے اور کوئی نہ بچا۔

عذاب سے اللہ تعالیٰ جن کو بچانا چاہتا ہے ان کو عذاب آنے سے پہلے تدابیر سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ جس طرح حضرت نوحؑ کو کشتی کی تدبیر بتا دی یا اور انبیاء

وصلحاء کوموقع عذاب سے پہلے ہی نکال دیا گیا نزول عذاب کے وقت تو کبھی کوئی بچا نہیں اور نہ اللہ تبارک وتعالی کی یہ سنت ہے کہ نبی یا رسول کے اس دنیا فانی سے جانے کے بعد عذاب نازل فرمائے کہ ہمارے رسول کو جب وہ تم میں تھا کیوں نہیں مانا۔ عذاب نبی یا رسول کی حیات ہی میں آئے ہیں۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شان رحیمی اور بارگاہ الہی میں عزت وتوقیر تو ملاحظہ فرمائیے کہ فرمان ہوتا ہے

و ما کا ن اللّٰه لیعذّ بهم و انت فیهم۔

(اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر عذاب کرے اور تم ان میں موجود ہو)۔

آج جناب رسول اللہ ﷺ بذات مبارک ہم میں موجود نہیں لیکن آپ کی صحیح تعلیم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہم میں موجود ہیں اور جو لوگ صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے ان کی تعلیم کو مانتے اور اس پر عامل ہیں یقیناً اللہ تعالی ان کو عذاب سے بچائے گا یہ عذاب تو ن لوگوں کی وجہ سے ہیں جنہوں نے اپنے مولویوں مشائخ اور پیروں کو بلا دلیل اقوال کو شرع بنالیا اور حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نئے نئے نبی اور رسول نکال کھڑے کیئے کیونکہ رہتک میں ابھی پچھلے سال سے قادیانی اشاعت کی جدو جہد شروع ہوئی ہے اور یہ اللہ تعالی کی طرف سے تنبیہ تھی ان لوگوں کے لئے جو دین کی تکمیل اور لا نبی بعدی کے بعد نئے نبی و رسول کی ضرورت کو ثابت کرتے اور دامن محمدی ﷺ کو چھوڑتے ہیں۔

آنکھوں دیکھو اور اخبارات میں پڑھو جوں جوں قادیانی مذہب کی اشاعت بڑھتی جاتی ہے دنیا میں فتنہ فساد قتل و غارت الحاد بے دینی بھی پھیلتی جاتی ہے اور قہر الہی کے نمونے بھی دیکھے جارہے ہیں۔ یہ صفت صرف تعلیم محمدی ﷺ ہی کی ہے کہ جتنی پھیلے اتنا ہی امن ہو۔ مصائب تکالیف اور عذاب سے نجات ہو۔ پڑھو سورۃ محمد کی دوسری آیت۔(ذلك با نّ الّذین کفروا اتّبعوا البا طل و انّ الّذین آ منوا اتّبعوا الحقّ من ر بّهم ۔کذ لك یضر ب اللّٰه للنّاس امثا لهم۔ محمد : ۲)

آج بھی ہو جو براہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قادیانی تبلیغ کا یہی خاصہ ہے کہ دنیا میں کچھ بھی وہ اسے کھینچ تان کر اپنی طرف لے جاتے ہیں سورہ منافقون میں اللہ تعالی نے فرمایا:

یحسبو ن کل صیحة علیهم هم العدوّ فا حذر هم قا تلهم الله انّی یؤفکو ن (المنا فقون :٤) (ترجمہ) سمجھتے ہیں کہ ہر بات انہی پر ہے پس ان سے بچو اللہ ان کو قتل کرے کس طرح دھکے کھاتے ہیں۔

دیکھو یہ کلام کس پر صادق آتا ہے کون ہے جو ہر بات کو اپنے اوپر لے جاتا ہے ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ اللہ فرماتا ہے مانو یا نہ مانو تم جانو۔ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کے کا انتقال ہوتا ہے اسی دن سورج گرہن پڑتا ہے لوگ اس کو انتقال کی وجہ سے سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی نشانی ہے اس کو کسی کی موت سے تعلق نہیں۔ قادیانی اصحاب ذرا ذرا سی بات کو مرزا غلام احمد صاحب کی وجہ سے بتاتے ہیں صادق اور کاذب کے فرق کو دیکھو اور دھوکوں سے بچو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۱ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۸ ص ۶)

<u>الفضل قادیان غور سے سنے</u>

امرتسر میں ۲۶ نومبر کو جو جماعت مرزائیہ اور امت مسلمہ کے افراد میں لڑائی ہوئی اس کی اہل حدیث مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۳ء میں صحیح روئداد لکھی گئی۔ مگر قادیان کا سرکاری اخبار الفضل (۲۴ دسمبر ۱۹۳۳ء) اہل حدیث کو بھی اپنی طرح کا غلط نویس جان کر اہل حدیث کی تردید میں ایک مبسوط مضمون لکھتا ہے اس پرچے کے آنے پر اہل حدیث تیار ہو چکا تھا اس لئے ہم ایک تجویز بغرض تصفیہ پیش کرتے ہیں۔
ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ فیصلہ کرایا جائے کہ لڑائی کیونکر ہوئی۔ اس کمیشن سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اہل حدیث کی رپورٹ صحیح ہے یا الفضل کی؟ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۳۳ء ص ۱۵)

<u>لاہور میں مباحثہ</u>

لاہور میں بتاریخ یکم جنوری بانتظام انجمن اہل حدیث قادیانیوں سے دو مضامین پر مباحثہ ہوا۔
۱۔ توہین انبیاء ۲۔ آخری فیصلہ مرزا صاحب۔ پہلے مضمون میں مناظر اہل حدیث منشی عبداللہ معمار تھے دوسرے میں فاتح قادیان خود پیش ہوئے حاضری اندازاً ۱۵۔۱۶ ہزار تھی حق کا اثر بہت نمایاں ہوا۔ مفصل آئندہ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۹ ص ۲)

جماعت احمدیہ سے استفسار

جناب مولوی محمد علی صاحبؒ تارکش جے پور سے لکھتے ہیں:

حضرات احمدی صاحبان! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے رسالہ ضرورۃ الامام میں یوں ارقام فرماتے ہیں:

مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا۔

(ضرورۃ الامام۔ص۴۔۵)

احمدی بھائیو! یہ جو مرزا صاحب قادیانی نے بیان کیا ہے، یہ احادیث نبویہ میں کہاں لکھا ہے؟ براہ کرم صحیح پتہ ان کتب احادیث کا دیجئے جن میں یہ لکھا ہے۔

کیا نابالغ بچوں سے مراد احمد نور کابلی، فضل احمد ساکن چنگا بنگیال و ظہیر الدین اروپی وعبداللہ تیماپوری صاحبان ہیں؟ کیونکہ ان حضرات کو نبوت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پرتو نورانیت سے ملی ہے، اور عوام الناس کا روح القدس سے بولنا شاید ٹیلی فون مراد ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۹ ص ۸)

آخری فیصلہ اور تثلیث

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عام رائے میں مسئلہ تثلیث عیسائیوں بہت بڑا بوجھ ہے۔ حتی المقدور مسیحی اس پر بحث کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی تو تثلیث اور الوہیت مسیح پر بحث کرنے کو میدان میں اتر آتے ہیں، مگر مرزائی، آخری فیصلہ، پر بحث کرنے کو تیار نہیں ہوتے جس کا ثبوت سال ہا سال سے ہم کو ملتا ہے کہ ہر سال قادیان اور لاہور کے جلسوں کے موقع پر ہم درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مضمون، آخری فیصلہ، پر بحث کر کے معاملہ یک سو کریں۔ قادیان سے تو جواب نہیں آتا، ہاں لاہور سے آتا ہے، جو نہ آنے کے برابر ہے۔

کہتے ہیں پہلے وفات مسیح، دجال کی حقیقت، مجدد کی تعیین وغیرہ پر بحث ہو کر فیصلہ ہو جائے، پھر اس مسئلے پر بحث ہونی چاہیے۔ یہ جواب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے ملتا ہے۔ حیرانی ہوتی ہے کہ یہ لوگ کس لیاقت اور دیانت سے دنیا کو مناظرات کی دعوت دیتے ہیں۔ کیا کوئی مخالف اسلام ان سے کہے کہ اسلام کی تعلیم متعلقہ حج کی فلاسفی ہم کو سمجھا دو۔ اس سے یہ کہیں گے کہ پہلے استنجا، وضو، نماز کے مسائل طے کرلو پھر حج پر چلو۔

بھلے لوگو! تمہارا ہیرو، تمہارا مجدد، تمہارا مہدی، تمہارا مسیح موعود، وغیرہ موت کاذب کے تقدم کو فیصلہ کن قرار دیتا ہے مگر آپ مرید ہو کر اس کے ساتھ دوسری باتوں کو بھی ملاتے ہو۔ ایں چه بو العجبی است۔ اسی کو کہتے ہیں:

نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔

اس دفعہ لاہور کی مرزائی جماعت نے دریا دلی سے کام لے کر دو مضمونوں پر آدھ آدھ گھنٹہ مناظرہ کا وقت رکھا۔

اول، کیا مرزا صاحب نے دعوی نبوت کیا ہے؟

دوم، کیا توہین انبیاء کی۔

ہم نے یہ دریا دلی دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو اشتہار اور خط رجسٹری بھیجا کہ ہم آپ کے پرانے تعلق دار اور درخواست کنندہ ہیں اس لئے ہمیں بھی وقت ملنا چاہیے۔

جواب آیا پہلے ان مسائل مذکورہ پر گفتگو ہو کر فیصلہ ہونا چاہیے۔ ان کے بعد آخری فیصلہ کی باری ہوگی۔

سبحان اللہ! یہ ہیں آج کل کے جدید علم کلام کے موجد:

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

آخر انجمن اہل حدیث لاہور کو غیرت آئی تو اس نے دو مضمونوں پر مناظرہ کا انتظام کیا جسکا اشتہار درج ذیل ہے:

اعلان مناظرہ:

آج کل لاہور وقادیان میں مرزائی جماعتوں کے جلسے ہو رہے ہیں جس میں مرزا صاحب کو سچا ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ اس بنا پر ضروری سمجھا گیا کہ ان ہر دو جماعتوں کو مناظرہ کی کھلی دعوت دی جائے اور انہیں موقع دیا جائے کہ وہ مرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت ثابت کریں۔

چنانچہ یکم جنوری ۱۹۳۴ء بروز پیر ایک بجے دوپہر بیرون باغ موچی دروازہ کے ایک زبردست جلسہ عام ہوگا پروگرام یہ ہے۔

پہلا اجلاس ایک بجے سے تین بجے تک صدارت مولانا عبدالحنان۔

مقرر جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری (فاضل مرزائیات)

موضوع۔ مرزا صاحب اور توہین انبیاء۔ ایک گھنٹہ تقریر، ایک گھنٹہ مناظرہ

دوسرا اجلاس۔ ساڑھے تین سے ساڑھے پانچ بجے تک۔

بصدارت مولانا سید محمد داؤد غزنوی۔

مقرر۔ حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان۔

موضوع، مرزا صاحب کا آخری فیصلہ۔ ایک گھنٹہ تقریر۔ ایک گھنٹہ بحث

نوٹ: ہر دو جماعتیں اپنے اپنے نمائندوں کے متعلق ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء تک دفتر انجمن اہل حدیث میں اطلاع دیں۔

المشتہر: سکرٹری انجمن اہل حدیث لاہور

(اس جلسہ کی روداد آئندہ پرچہ میں درج ہوگی۔ انشاء اللہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۲ ص ۸۔۹)

حدیث ابراہیمی پر اعتراض

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں حضرت ابراہیمؑ کی بابت ایک حقیقت کا اظہار آیا ہے۔ اس پر بہت سے منکرین حدیث بلکہ بعض قائلین حدیث بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جماعت مرزائیہ نے تو آج کل اس حدیث کو اپنا سہارا بنا رکھا ہے۔ اس لئے آج ہم اس مشکل کو اپنے ناقص علم کے مطابق حل کرتے ہیں۔ انشاء اللہ

حدیث شریف مذکورہ کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لم یکذب ابراھیم الّا ثلاث کذبات (حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین جھوٹ)۔ (بخاری۔ص ۴۷۴)

معترضین اس حدیث پر دو طرح اعتراض کرتے ہیں۔ ایک اس طرح کہ نبی کی شان نہیں کہ جھوٹ بولے۔ دوسرا اس طرح کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کو صدیق کہا گیا ہے اور حدیث شریف میں ان کے تین جھوٹ بیان ہوئے ہیں اس لئے یہ حدیث قرآن کے مخالف اور ناقابل قبول ہے۔

مرزائی اس حدیث سے یہ فائدہ بھی لینا چاہتے ہیں کہ ایک دو تین جھوٹوں کے باوجود حضرت ابراہیمؑ نبی صدیق رہے، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اگر چند جھوٹ ثابت ہو جائیں تو ان کی نبوۃ میں کیا خرابی لازم آتی ہے؟

پس ان اعتراضوں کے جوابات غور سے سنیئے۔ اصل اصول ایسے امور سمجھنے کا وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

انّما الاعمال باالنّیّات۔ (یعنی اعمال شرعی کا وجود نیتوں سے ہے)

جیسی نیت ویسا پھل۔ مناسب ہے کہ اصل مقصد سے پہلے ایک حدیث بطور مثال پیش کردیں۔ اس مثالی حدیث میں غلط گوئی کی اجازت لے کر صحابہ کی ایک جماعت ایک کار خاص کو جاتی ہے اور کامیاب ہوکر دربار رسالت میں رپورٹ کرتی ہے۔ وہ

حدیث یہ ہے:

قال رسول الله ﷺ من لكعب بن الا شرف ، فانه قد آذى الله ورسوله۔ فقام محمد بن مسلمة فقال :يا رسول الله أتحبّ ان اقتله۔ قال: نعم۔ قال فأذن لى ان اقول شيئاً ۔ قال: قل ۔ فاتاه محمد بن مسلمه فقال :انّ هذا الرجل (محمداً) قد سألنا صدقة، و انّه قد عنّانا و انى قد اتيتك استسلفك۔ قال و ايضاً و الله لتملنّه۔ قال انّا قد اتبعناه فلا تحبّ ان ندعه حتّى ننظر الى شئى يصير شأنه۔ و قد اردنا ان تسلفنا وسقاً او وسقين۔ فقال: ارى فيه ؛ وسقاً او وسقين ۔ فقال نعم ، ارهنونى .. (الى).... فقال اتأذن لى ان اشمّ رأسك ۔قال نعم۔ فشمّه ثم أشمّ اصحابه۔ ثم قال اتأذن لى ۔ قال نعم ۔ فلما استمكن منه قال دونكم، فقتلوه، ثم اتوا النبى ﷺ فاخبروه۔ (بخاری ۔ حدیث نمبر ۴۰۳۷) (ترجمہ: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو کعب بن اشرف سے بدلہ لے اس نے اللہ اور رسول کو ایذا دی ہے یعنی بغاوت پھیلا رکھی ہے ۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں ۔ فرمایا ہاں ، اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے حق میں کچھ نا مناسب الفاظ اس کے سامنے کہہ دوں ۔ فرمایا کہہ دینا ۔ پس محمد بن مسلمہ نے کعب کے پاس آ کر کہا کہ اس شخص (محمد ﷺ) نے ہم سے بار بار صدقہ مانگ کر ہم کو تنگ کر رکھا ہے میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھ کو کچھ قرض دیں ۔ اس نے کہا آئندہ اتنا مانگے گا کہ تم اس سے زیادہ تنگ ہو جاؤ گے ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا اب تو ہم اس کے پیچھے ہو لئے کہ دیکھیں اس کا کیا انجام ہوتا ہے؟ اس گفتگو کے بعد محمد بن مسلمہ نے کعب کو کہا کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ آپ کے سر کے بالوں سے خوش بو سونگھوں ۔ اس نے کہا ہاں پس اس نے اس کے سر کو سونگھا اور اپنے ساتھ والوں کو سونگھایا ۔ پھر کہا ایک دفعہ اور اجازت دیجئے جب اس نے اجازت دے دی تو اچھی طرح سے اس کے سر کو پکڑ لیا اور ساتھیوں کو آواز دی کہ پکڑ لو ۔ پس انہوں نے اس کو قتل کر کے دربار رسالت میں

اطلاع دی)۔

ناظرین! اس حدیث میں صحابہ نے کعب کے سامنے بحق رسالت جو کچھ کہا وہ قطعاً نا درست ہے بلکہ ایمان کے سراسر خلاف ہے مگر کیا کوئی کہے گا کہ واقعی انہوں نے ایمان کے خلاف کام کیا۔ نہیں تو کیوں نہیں؟ اس لئے کہ دینی مقصد کیلئے اجازت لے کر یہ کام کیا۔ اس واقعہ کو یاد رکھ کر سنئیے:

۱۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب بت توڑ دیئے تو ان کو ماخوذ کر کے پنچوں کے سامنے لایا گیا اور سوال ہوا کہ تو نے یہ کام کیا ہے؟

یہ سوال جواب قرآن میں یوں مذکور ہے

قالوا ءأنت فعلت هذا بآلهتنا يا ابراهيم ۔ قال بل فعله كبير هم هذا فاسئلوهم ان كانوا ينطقون (الانبیاء:۶۲-۶۳) (میں نے نہیں بلکہ ان کے اس بڑے بت نے ایسا کیا ہے۔ اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو)

اس کلام میں فعل کا فاعل بڑے بت کو بنایا ہے جو مگر حقیقت یہ نہیں نہ بڑے بت نے دوسرے بتوں کو توڑا، نہ مشورہ یا حکم دیا۔

۲۔ چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو بت خانہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے بطور معذرت کہا انّی سقیم (میں بیمار ہوں)۔

بقرینہ مقام بیماری سے مراد وہ بیماری ہونی چاہیے جو چلنے پھرنے سے مانع ہو، چونکہ آپ کی حالت ایسی نہ تھی لہذا کلام غلط ہے

۳۔ تیسری بات حدیث میں یہ آئی ہے کہ ایک ظالم حاکم کے سامنے بغرض حفاظت اپنی منکوحہ (بیوی) کو اخت (بہن) کہہ کر بچا لیا۔

یہ ہیں وہ تین جملے جن میں سے دو تو قرآن مجید میں مذکور ہیں، ایک حدیث میں ہے۔

ان سارے واقعات کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کا کلام حدیث میں یوں منقول ہے:

انّی كذبت ثلاث كذبات ۔ (میں نے تین دفعہ جھوٹ کیا)

مگر رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں بطور بریت فرمایا:

ما منها كذبة الا ما حل بها عن دين الله (متفق علیہ)

یعنی یہ تینوں جھوٹ ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے حضرت ابراہیم دینی مواخذہ سے نکل گئے۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ دینی کام میں جو ان پر تکلیف آئی تھی ایسا کرنے سے اس تکلیف سے آپ بچ گئے۔ اس لفظ میں پیغمبر اسلام نے حضرت ابراہیمؑ کو اسی طرح جھوٹ کے مواخذہ سے بری ظاہر فرمایا جس طرح کہ محمدؓ بن مسلمہ، قاتل کعب بن اشرف کو باوجود آلودہ بالکذب ہونے کے بچالیا۔ پس جس طرح محمدؓ بن مسلمہ کا کذب باوجود وقوع پذیر کے ہونے اہل معرفت کے مقولہ، سب صحابی ثقہ، کے خلاف نہیں اسی طرح حضرت ابراہیمؑ باوجود ان تین واقعات کے صدیقاً نبیاً ہیں۔

ہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کذبات ایسے نہیں وہ تو اپنے دعوی کے اثبات کے لئے بطور دلیل کے لاتے ہیں جو وقوع پذیر نہیں ہوتے تو منکرین کو دعوت اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے پھر اس سے اس کو کیا نسبت سوائے اس کے کہ کہا جائے:

شیر قالیں دگر است وشیر نیستاں دگر است

نتیجہ: اسی لئے مرزا صاحب قادیانی نے اس حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو بہت مکروہ الفاظ سے یاد کیا ہے (آئینہ کمالات اسلام) (باقی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق مطابق ۲۵ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۰ ص ۳۔۴)

لاہور میں مناظرہ مرزائیہ

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

جیسا کہ ناظرین گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں لاہور میں قادیانیوں سے ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس کے دو حصے تھے۔

ایک حصہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے انبیاء کرام خصوصاً حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کی ہے۔ یہ حصہ خاکسار معمار کے سپرد تھا۔

دوسرا حصہ، مرزا صاحب کا مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ تھا، یہ حصہ شیر پنجاب مولانا فاتح قادیان کے سپرد تھا۔

حاضری اندازاً ۱۵۔۱۶ ہزار نفوس کی ہوگی۔ بیرون موچی دروازہ کھلے میدان میں جلسہ منعقد ہوا۔ میرے وقت میں صدر مولانا عبدالحنان مقیم لاہور تھے۔ دوسرے وقت کے صدر مولانا داؤد صاحب غزنوی تھے جو جلسہ کا افتتاح کر کے بوجہ علالت واپس چلے گئے، اس لئے دوسرے وقت بھی مولانا عبدالحنان نے صدارت فرمائی۔

میرے دلائل کا خلاصہ یہ تھا:

میں (عبداللہ معمار) نے اپنی تقریر میں دس بارہ کے قریب مرزا صاحب کی تحریرات پیش کیں جن میں صاف اور واضح الفاظ میں حضرت مسیح کی توہین کی گئی تھی بطور مثال ایک دو تحریرات درج ذیل ہیں۔ مرزا صاحب چشمہ مسیحی میں لکھتے ہیں:

حضرت عیسی نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا (ص ۵)

اسی طرح نسیم دعوت و کشتی نوح میں لکھا:

حضرت عیسی شراب پیا کرتے تھے۔ (ص ۶۵، ۶۷)

اس کے جواب میں مولوی سلیم نے یہ عذر کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی توہین نہیں کی بلکہ، یسوع کی ہے جو عیسائیوں کا فرضی خدا ہے اور شراب کے متعلق بھی مرزا صاحب نے محض عیسائیوں کا مسلمہ عقیدہ لکھا ہے نہ کہ خود اپنا۔

جواب الجواب میں خاکسار نے کتب مرزا صاحب سے دکھا دیا کہ یہاں کسی فرضی یسوع کا ذکر نہیں بلکہ، حضرت عیسی علیہ السلام، کا نام مسطور ہے اور شراب کے متعلق بھی مرزا صاحب کی تحریر سے دکھا دیا کہ مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں کہ:

میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز کرنے والا نہ تھا۔ (ریویو۔ ج ا ص ۱۲۴)۔

اس کے بعد مرزائی مولوی صاحب سے کچھ جواب نہ بن سکا۔ فللہ الحمد

ساڑھے تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک فاتح قادیان کا وقت تھا۔ حاضرین ہزاروں کی تعداد میں پرے باندھ کر ہمہ تن گوش ٹکٹکی لگائے متوجہ تھے۔ مولانا داؤد غزنوی نے افتتاحی تقریر نہایت مختصر لفظوں میں ادا کرتے ہوئے ٹھیک فرمایا کہ مرزائی مضمون مولانا ثناء اللہ کی زبان سے خاص لطف دیتا ہے کیونکہ ممدوح کو اس فن میں خاص کمال ہے اور مرزا صاحب قادیانی سے خاص تعلق ہے۔

لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر بڑا بھاری اجتماع ہوتا ہے مگر مولانا فاتح قادیان کے دوران تقریر میں اس سے بھی زیادہ اجتماع تھا۔

مولانا ثناء اللہ صاحب نے شروع تقریر میں بیان کیا کہ میں نے مرزا صاحب کے متعلق بڑی محنت کی، دعائیں کیں، استخارے کیے، کتب بینی کی، آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزائی مباحث لفظی نہیں بلکہ عرفانی ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعوی عالمانہ نہیں بلکہ عارفانہ ہے۔ وہ کھلے الفاظ میں اپنے مدارج علیا کا اظہار کرتے ہیں:

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

بلکہ یہ بھی کہتے ہیں:

آدم نیز احمد مختار   در برم جامہء ہمہ ابرار

اس لئے میں نے ابتداء ہی سے مرزا صاحب کے کمالات عالیہ پر توجہ کی چنانچہ سب سے پہلی کتاب میں نے الہامات مرزا لکھی۔ پھر کئی ایک رسائل اسی موضوع پر لکھے۔ آخر مجھے خیال آیا کہ اس بات کا سراغ چلاؤں کہ مرزا صاحب نے یہ دعاوی کہاں سے اخذ کئے ہیں تو بحکم جوئندہ یابندہ آخر میں نے سراغ لگا لیا کہ یہ سب کچھ بہاء اللہ ایرانی (مدعی رسالت) سے اخذ کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے متعلق میری آخری کتاب، بہاء اللہ اور میرزا، شائع شدہ ہے جس میں میں نے حوالہ جات صحیحہ سے اپنا دعوی ثابت کر دیا ہے۔

چونکہ میری طرف سے مرزا صاحب پر سختی سے تعاقبات ہوتے تھے اس لئے انہوں نے تنگ آ کر مجھے مباحثہ مناظرہ کے لئے دعوت نہیں دی بلکہ اپنے روحانی بلند پایہ کے لحاظ سے میرے اور خود بدولت کے مابین بذریعہ موت، خدا سے فیصلہ چاہا چنانچہ آپ کا اشتہار مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء یوں ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

یستنبئونك احق ھو ۔ قل ای و ربی انہ لحق ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے ۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر ۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے ۔ آمین یا رب العالمین ۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے ۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا ۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے ۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا ۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا

چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں

اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔۔الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

بعد ازاں فرمایا۔ قرآن شریف میں حضرت یوسفؑ کے مقدمہ کی مثل مرقوم ہے جس میں فریق مخالف (زلیخا) کے اہل میں سے ایک گواہ کی گواہی پر حضرت یوسف بری ہو گئے تھے۔ میں قرآنی تعلیم کے ماتحت مرزا صاحب کے اہل میں سے ایک نہیں چار گواہ پیش کرتا ہوں جن کے بیانات میری تائید کرتے ہیں کہ اس دعا کا نتیجہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلاف نکلا۔

آپ نے فرمایا: میں مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی راست گوئی کا اعتراف کرتا ہوں کہ وہ کمال راست بازی سے میرے حق میں شہادت دے چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کیا مولوی محمد علی صاحب ان دنوں قادیانی رسالہ ریویو کے اڈیٹر تھے مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جو سب سے پہلا رسالہ نکلا جس میں مرزا صاحب قادیانی کے انتقال ہی کے مضامین ہیں، اس رسالہ میں آپ کی شہادت صادقہ یوں درج ہے:

ثناء اللہ اور عبدالحکیم:

ان دونوں کا کچھ الگ ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی زندگی ہی میں ان دونوں کا ہلاک ہونا ضروری تھا یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مثال سے صدق اور کذب نہیں پرکھا جاتا بلکہ ہمیشہ کثرت کو دیکھنا چاہیے جنہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا) کے خلاف مباہلے کئے یا بد دعائیں کیں یا جن کے خلاف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بد دعا کی ان میں سے کتنے اب نظر آتے ہیں جہاں بیسیوں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ معاندین خدا کے برگزیدہ کا مقابلہ کر کے ہلاک ہوئے

وہاں ایک دو مثالیں بچ رہنے والوں کی النادر کالمعدوم سمجھنی چاہییں۔ (ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء)

آپ (مولانا ثناء اللہ امرتسری) نے بطور نتیجہ فرمایا کہ اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بموجب اعلان مرزا صاحب، ان سے پہلے مجھے مرنا چاہیے تھا مولوی محمد علی صاحب مانتے ہیں کہ میں حسب اعلان نہیں مرا۔

اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ شاذونادر ہے جو کالعدم ہے اس لئے بزعم ان کے مرزا صاحب قادیانی کی صداقت میں حارج نہیں ہوسکتا۔

آپ نے فرمایا کہ میرے حق میں اتنا بیان کافی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے تسلیم کرلیا کہ حسب اعلان مرزا صاحب، ثناء اللہ کو ان سے پہلے مرنا چاہیے تھا۔ باقی رہا یہ کہ یہ واقعہ شاذونادر ہے اور دشمنان مرزا کثرت سے پہلے مررہے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دعوی کے ثبوت میں ایک تمسک پیش کرے جس میں اصل رقم کا لفظ مشکوک ہو تو کیا وہ مدعی حاکم کو کہہ سکتا ہے کہ حضور میرے تمسک میں بیس سطریں ہیں ہر سطر میں بیس بیس لفظ ہیں جو سب کے سب صحیح ہیں اگر رقم کا ایک ہندسہ صحیح نہیں تو کیا ہوا باقی اکثر تو صحیح ہیں۔ کیا ایسا مدعی بریلی کے پاگل خانے میں نہ بھیجا جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے دوسرا گواہ مولوی محمد احسن امروہی کو پیش کیا وہ بھی مرزا صاحب قادیانی کے اس اعلان کو دعا قرار دیتے ہیں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

ایسی دعائیں تو حضرت سید المرسلین کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان، مذکور۔ص ۲۳۸)

یہ حوالہ پیش کر کے فرمایا چونکہ یہ دونوں بیان حکیم نورالدین خلیفہ اول کے سامنے شائع ہوئے تھے اس لئے بحکم نبی الامر المدینہ حکیم صاحب بھی ان بیانوں کے مصدق ہیں۔ چونکہ مناظرہ میں مخاطب قادیانی مبلغ تھے اس لئے فرمایا یہ مت کہنا کہ محمد علی ہماری جماعت کا آدمی نہیں، غیر مبائع ہے اس لئے اس کا قول ہم پر حجت نہیں، کیونکہ یہ شہادت اس وقت کی ہے جب محمد علی کی مدح میں قادیان میں قصیدے لکھے جاتے تھے تمام جماعت ان کی فضیلت پر متفق تھی ساری جماعت میں وہ مایہ ناز تھے۔

چوتھا گواہ آپ نے موجودہ خلیفہ قادیان (محمود احمد) کو پیش کیا جنہوں نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اقرار کیا ہوا ہے کہ یہ اعلان ایک انذاری پیش گوئی ہے۔

فرمایا پیش گوئی جملہ خبر یہ ہوتی ہے جس کا صدق ضرور ہوتا ہے۔ ان چار گواہوں کے بیانات حاضرین کو خوب ذہن نشین کرائے گئے۔

فریق ثانی کی طرف سے ملک عبدالرحمٰن بی اے گجراتی پیش ہوئے۔ ان چاروں شہادتوں کی نسبت تو یہ ایک حرف بھی نہ کہا۔ کہا تو یہ کہا کہ:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اعلان آخری فیصلہ، دعائے مباہلہ تھی۔ آپ (ثناءاللہ امرتسری) نے چونکہ مباہلہ سے انکار کر دیا تھا اس لئے مباہلہ منعقد نہیں ہوا لہذا یہ اعلان حجت نہ ہوا۔

مولانا ثناءاللہ نے فرمایا کہ مرزا صاحب نے اعجاز احمدی مطبوعہ ۱۹۰۲ء اور حقیقۃ الوحی میں ۱۹۰۶ء میں اعلان کیا تھا کہ میں آئندہ کسی کو مباہلہ کا چیلنج نہ دونگا۔ پھر یہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والہ اشتہار آخری فیصلہ چیلنج مباہلہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟

اس کے جواب میں فریق ثانی کو بڑی دقت پیش آئی اور اس نے پہلو بدل کر کہا کہ یہ اعلان مرزا صاحب کا نہیں بلکہ آپ (ثناءاللہ) نے جو ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث میں مباہلہ کا چیلنج دیا تھا یہ اعلان اس کی منظوری ہے۔

مولانا ثناءاللہ نے فرمایا میں نے جو ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو چیلنج دیا تھا اس کا جواب مرزا صاحب کی طرف سے اخبار الحکم ۳۱ مارچ اور بدر ۴۔ اپریل میں چھپا تھا کہ ہم اس چیلنج کے مطابق مباہلہ اس وقت کریں گے جب ہماری کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہو جائے گی۔ وہ کتاب ہم آپ کو بھیج کر معلوم کریں گے کہ آپ نے اس کو پڑھ لیا ہے۔ پھر مباہلہ کریں گے۔ کتاب ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی مگر مجھے نہ ملی تو جون ۱۹۰۷ء میں میں نے تقاضا کیا تھا۔ حسب تحریر مرزا صاحب کتاب مجھے مل جاتی۔ میں اسے پڑھ لیتا۔ اور مرزا صاحب میرا امتحان لے لیتے تو اس کے بعد مباہلہ ہونا چاہیے تھا۔ اب انصاف سے بتاؤ کہ ۱۵ اپریل ۱۸۰۷ء کا اشتہار آخری فیصلہ اعلان مباہلہ کیسے ہوا؟ کیا کوئی حاکم کسی مقدمہ کی تاریخ ۱۵ فروری مقرر کر کے یکم جنوری کو فیصلہ سنا دے تو یہ حاکم منصف ہے یا ظالم۔

تقریر بڑی بسیط اور لطیف تھی جس کو حاضرین نے بڑی توجہ سے سنا اور فائدہ اٹھایا لاہور میں یہ مناظرہ بے مثل رہا اور رہے گا۔ انشاء اللہ

خدا کا شکر ہے کہ دلائل کی رو سے حاضرین پر واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب ایک طرف تو توہین مسیح کے مرتکب ہوئے ہیں اور دوسری طرف اپنے اعلان کی رو سے پہلے مرکر خدا کے ہاں کاذب ٹھہرے ہیں۔ الحمد لله علی ذلك

ناظرین کرام! مولوی محمد علی صاحب لاہوری جو مولانا ثناء اللہ کی دعوت مناظرہ پر، ہاں، نہیں کرتے اس کی وجہ یہی ہے کہ مولوی صاحب موصوف جانتے ہیں کہ میرا لکھا ہوا پیش کیا جائیگا اقرأ کتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۲۵ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۰ ص ۴۔۶)

آخری فیصلہ کا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! حق تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ مرزا قادیانی نے امت مرزائیہ کو جس قدر پریشان کر رکھا ہے کسی اور امر نے ان کو اتنا پریشان نہیں۔ لاہوری جماعت نے تو وہی جواب دیا جو گذشتہ سال دیا کہ پہلے وفات مسیح پر، پھر دجال، پھر مجددین وغیرہ پر بحث ہو، ان مباحث کے فیصلے کے بعد مرزا صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ پر بحث ہو گی۔ ان امور کے تصفیہ کے لئے بھی عجیب طریق اختیار کیا ہے جس کے جواب کے لئے خدا نے یہ سبب بنا دیا کہ لاہور ہی میں جلسہ عام میں مباحثہ ہوا جس میں قریباً ۱۵۔۱۶ ہزار آدمی ہوں گے۔ سب نے حقیقت حال بھانپ لی۔ لیکن قادیان سے جو جواب آیا وہ قادیان ہی کے لائق تھا کیونکہ جس طرح قادیان ایک بے نظیر بستی ہے اس کے رہنے والے خصوصاً خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) بھی بے نظیر ہیں۔ ہمارے اشتہار کا جواب خلیفہ قادیان نے حسب ذیل دیا ہے:

ہمیں اس اشتہار کی کیا پرواہ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت روز بروز زیادہ ہو رہی ہے مولوی ثناء اللہ اگر ہماری ترقی میں روک ہوتے تو یہ

ترقی نہ ہوتی دیکھئے اس سال بیس ہزار آدمی شریک جلسہ ہوئے ہیں سات سو نئے اشخاص داخل بیعت ہوئے ہیں۔

بہت خوب! نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جس قوم کی ترقی ہو، مخالف کی بات نہ سنے، نہ اس سے گفتگو کرے، پھر امت مرزائیہ عیسائیوں اور آریوں سے کیوں آئے دن سر جوڑا کرتی ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ عیسائی کس قدر ترقی کر رہے ہیں۔ علاوہ اس کے مرزائیوں کی ترقی کا یہ حال ہے کہ مرزا صاحب متوفی اپنی امت کا شمار چار لاکھ بتاتے رہے مگر جدید مردم شماری میں پنجاب کی ساری جماعت (قادیانی، لاہوری) ۵۶ ہزار ہی نکلی۔ ان کے علاوہ پانچ دس ہزار دیگر بلاد کے احمدی ہوں گے جو بقول خلیفہ محمود احمد بہت ہی کم ہیں، سارے مل ملا کر ۶۶ ہزار ہوں گے۔ کیا یہ ترقی اصلی ہے یا ترقی معکوس؟ برخلاف اس کے آریوں کا شمار نئی مردم شماری میں دس لاکھ تک پہنچا ہے اور عیسائیوں کا قریباً پچاس لاکھ تک۔

خلیفہ قادیان کہتے ہیں کہ آخری فیصلے کو ہم اپنی راہ میں رکاوٹ نہیں جانتے۔ ہاں صاحب! روک کا آپ کو پتہ لگ جاتا اگر آپ یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو بمقام لاہور ملک عبدالرحمٰن قادیانی سے ہمارا مناظرہ سنتے۔ یقین ہے کہ آپ یا تو ہم سے متفق ہو جاتے یا اپنے مبلغوں کو بحلف تاکید کرتے کہ خبردار اس مبحث پر کبھی مناظرہ نہ کرنا۔

خلیفہ قادیان نے یہ بھی کہا ہے۔ مولوی ثناء اللہ اپنے ہی قول سے مسیلمہ کی زندگی میں ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جب آپ کے پاس (میرے خلاف) ایسی زبردست دلیل ہے تو پھر آپ اس امر (آخری فیصلہ) پر فیصلہ کن مناظرہ کرنے سے کیوں جان چراتے ہیں۔ ذرہ سامنے تو آئیں پھر دیکھیں کہ خدا کی مدد کس کے شامل حال ہوتی ہے۔

خلیفہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ اپنی جماعت میں اتنا ذلیل ہو گیا ہے کہ اس کی سرداری کی بجائے انہوں نے ایک ریٹائرڈ پٹواری کو امیر بنا لیا ہے۔ جناب کو معلوم نہیں کہ آپ کے مقابلے میں لاہور میں حضرت، ایدہ اللہ، امیر بنائے گئے تو آپ کو کتنی ذلت پہنچی ہو گی۔

ناظرین! یہ سب باتیں دراصل مناظرہ سے جان بچانے کے حیلے بہانے

ہیں۔ پس وہ یاد رکھیں

بہانہ کرتا ہے سا قیا کیا نہیں ہے شیشے میں مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے تیرا سبو بھی نہیں رہے گا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۲ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۱ ص ۵)

مرزا صاحب کی عمر

جناب مولوی محمد علی صاحبؒ تارکش، جے پور سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، حضرت نعمت اللہ شاہ ولی مرحوم کے ایک شعر کی شرح میں اپنے رسالہ نشان آسمانی میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

تا چہل سال اے برادر من
دور آں شہسوار مے بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی بسر کرے گا اب واضح رہے کہ یہ عاجز (مرزا قادیانی) اپنی عمر کے چالیس برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسّی (۸۰) تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوئی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے، دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ و اللہ علی کل شیء قدیر۔

(نشان آسمانی۔ ص ۱۵)

اس سے قبل اسی رسالہ نشان آسمانی کے صفحہ ۷۔۸ پر لکھتے ہیں:

انہیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث ہونے وقت سے چالیس برس تک عمر پائے گا.... براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں سال میں مبعوث ہوا جس کو گیارہ برس کے قریب گذر گئے۔

ان ہر دو مقاموں پر مرزا غلام احمد صاحب نے اپنا چالیس سال کی عمر میں

مبعوث ہونا اور بعد مبعوث ہونے کے چالیس برس تک زندہ رہنا بیان کیا ہے۔نعمت اللہ صاحب ولی کے شعر سے ہی نہیں بلکہ اپنے الہام سے بھی۔

رسالہ نشان آسمانی، مرزا صاحب قادیانی نے مئی ۱۸۹۲ء میں لکھا۔اس وقت اپنی عمر پچاس سال کی لکھ رہے ہیں۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال فرمایا۔اس حساب سے ٹھیک سولہ برس بعد رسالہ نشان آسمانی لکھنے کے آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ مبعوث ہونے یا ملہم ہونے کے بعد آپ ۲۶ سال زندہ رہے۔ جینا چاہیے تھا آپ کو چالیس سال تک۔گویا ۱۴ سال قبل ہی بعمر ۶۶ سال انتقال فرمایا۔

دیکھو نشان شدہ مقام۔افسوس ہے جو نشان مرزا غلام احمد صاحب اپنی صداقت میں پیش کیا کرتے ہیں اسی سے ان کی تکذیب ثابت ہو جاتی ہے:

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۲ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۱ ص ۵،۶)

خلیفہ قادیان کی ایک نئی چال

آخر باپ کے بیٹے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا مرزائی مباحث میں سب مسائل گویا ماتحت عدالتوں کے احکام ہیں۔ہائی کورٹ کا فیصلہ ان میں ہے تو آخری فیصلہ ہے جس کو مرزا صاحب متوفی نے خود آخری فیصلہ کے عنوان سے شائع کیا تھا جس کا مضمون صرف اتنا تھا کہ:

اے خدا ہم دونوں (مرزا قادیانی و ثناءاللہ) میں سے جھوٹے کو پہلے موت دے

آخری فیصلہ پر بہت دفعہ گفتگو ہوئی۔مسلمہ منصف نے فیصلہ دیا۔ہم نے تین سو روپیہ انعام بھی لیا۔ان سب واقعات نے قادیان اور لاہور کا قافیہ ایسا تنگ کیا ہے کہ بات بنائے نہیں بنتی۔سوجھائے نہیں سوجھتی۔آخر سوچ بچار کے بعد خلیفہ قادیان نے اس دفعہ ایام جلسہ (قادیان) میں خطبے میں ایک لمبی تقریر فرمائی جس میں آخری فیصلہ کا مفصل ذکر کیا۔پرانی باتوں کے علاوہ نئی بات اس میں یہ اضافہ کی

ہے کہ مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا ہے۔آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

اگر وہ (ثناءاللہ) اپنی باتوں پر مصر ہیں تو اب بھی ان کے لئے موقع ہے اور اگر ان میں ذرہ بھی تخم دیانت کا باقی ہے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ اپنے اخبار میں شائع کر دیں کہ میں مرزا صاحب کو مفتری، کذاب اور دجال خیال کرتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کا شائع کیا ہوا طریق مقابلہ تسلیم کرلیا تھا۔اور اس کو صداقت کے پرکھنے کا معیار اس وقت بھی سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں۔اور یقین رکھتا ہوں کہ مرزا صاحب میرے مقابلے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔اے خدا! اگر میں اس دعوی میں جھوٹا اور کاذب ہوں تو مجھے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے۔اس دعا کے شائع کرنے کے بعد اگر قریب ترین عرصہ میں وہ اللہ تعالی کی لعنت میں گرفتار نہ ہو جائیں اور خدا تعالی کی قہری تجلیات کا نشانہ نہ بن جائیں تو بے شک وہ اپنے آپ کو سچا سمجھیں۔

(الفضل قادیان ۴ جنوری ۱۹۳۴ء)۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ کہتے ہیں کہ ہم حیران ہیں اور ہماری حیرانی فرقہ ہذا کے شروع ہی سے یہ ہے کہ یہ لوگ دعوی تو کرتے ہیں کہ ہم شریعت اسلام (قرآن و حدیث) کے پابند ہیں مگر ان کی جوابی گفتگو نہ قرآن سے مبرہن ہوتی ہے نہ حدیث سے مدلل۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی نبوت کا ہے۔میں اس کا منکر (کافر) ہوں۔کوئی آئت یا حدیث اس دعوی پر شاہد نہیں ہے کہ کافر اپنے کفر پر قسم کھائے۔کیونکہ کافر کو خدا کے نزدیک مورد الزام اور مستوجب عذاب کرنے کے لئے اس کا کفر کافی ہے۔اس میں حلف کی ضرورت نہیں۔قرآن مجید ناطق ہے کہ کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا۔ہاں اس کے جواب میں نبی رسول قسم کھاتے تھے۔غور سے پڑھئے

و یقول الذین کفروا لست مر سلاً ۔ قل کفی با للہ شھیداً بینی و بینکم و من عندہ علم الکتا ب۔(الرعد:۴۳) یعنی کافر لوگ کہتے ہیں تو رسول نہیں ہے۔تو کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے)۔

اس آیت مبارکہ سے ہمارے دونوں دعوے ثابت ہوتے ہیں کہ

۱: منکر نبوت کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اور

۲: یہ کہ مدعیان نبوت (انبیاء کرام) قسم کھاتے تھے۔

کافروں کو کسی نبی نے نہیں کہا کہ تمہارا محض انکار (کفر) کافی نہیں حلف اٹھا کرانکار کرو۔

یہ تو ہے مسئلہ کی شرعی صورت۔ کہ امت مرزائیہ کا کوئی حق نہیں کہ مجھ سے یا کسی اور منکر سے مطالبہ حلف کریں۔ اگر ایسا کرنا چاہیں تو پہلے شرعی دلیل پیش کریں۔

علاوہ اس کے حلف کا نتیجہ بتانے میں آپ (محمود احمد) نے اپنے والد کو بھی مات کر دیا۔ کیا خوب لکھتے ہیں:

قریب ترین عرصہ میں اللہ کی لعنت میں گرفتار ہوں گے۔

سنو۔ جنوری ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے جب میں نے حسب چیلنج مرزا صاحب قادیان میں پہنچ کر مرزا صاحب کو میدان میں نکلنے کی تکلیف دی تھی۔

پہلے جواب ملا کہ ہم (مرزا صاحب) تین گھنٹے تقریر کر کے تمہیں سمجھائیں گے۔ مگر تم زبان سے ایک حرف تک نہ بولنا بلکہ صم بکم ہو کر خاموشی سے سنتے جانا۔

میں نے جواب میں لکھا تھا کہ تین گھنٹوں کے جواب کے لئے مجھے ۵ منٹ ہی عنائت ہوں۔

جواب آیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہی ٹھیک ہے تم لعنت لے کر قادیان سے جاؤ گے۔ بس چلے جاؤ۔

اس فرمان شاہی کے ماتحت ایک لعنت (قادیان سے کامیاب واپسی) تو ایک عرصہ دراز سے مجھ پر وارد ہے (جو دراصل رحمت الہیہ ہے)۔ معلوم نہیں یہ دوسری لعنت بھی اسی قسم کی ہوگی یا کسی اور نوع کی۔

بھلے آدمی عقل وفہم تو مراقی خاندان میں مفقود ہوتا ہے شرم وحیا تو ایسی چیز نہیں کہ کوئی شریف آدمی اس کا خیال نہ رکھے۔ بغور سنئے

مرزا صاحب قادیانی کے متعلق ہمارا بلکہ کل دنیائے اسلام کا انکار ان کے دعوی کے متعلق ہے کہ وہ اپنے دعوی الہام میں جھوٹے تھے۔ اس امر پر باوجود غیر

ضروری ہونے کے میں خود قادیان کے بھرے جلسے میں قسم کھا چکا ہوں ۔جس کے الفاظ قادیانی اخبار الفضل نے خود نقل کئے تھے

میں (ثناء اللہ) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت عیسی آسمان پر زندہ ہیں ۔ (الفضل قادیان ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء)

کیا سچے اور صادق نبی کے حق میں حلفیہ یہ کہنا کہ وہ جھوٹا ہے خدا کے ہاں موجب عذاب اور باعث مئواخذہ نہیں ہے؟ پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا ؟ دنیا نے دیکھ لیا اور دیکھ رہی ہے کہ جھوٹے کو عدم آباد رخصت ہوئے عرصہ ہو گیا اور سچا آج بھی یہ سطور لکھ رہا ہے ۔

پھر اس کے بعد تم لوگوں نے قسم کی رٹ لگائی تو ۲ اپریل ۱۹۲۶ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں حلفیہ مضمون لکھا جسے حسب ضرورت اشتہار کی صورت میں بھی دور دراز ممالک میں پہنچایا گیا۔ سارا مضمون آج پھر درج کیا جاتا ہے ۔توجہ سے پڑھئے ۔

خدا کی قسم میں مرزا صاحب قادیانی کو الہامی دعوے میں سچا نہیں جانتا

قادیانی مذہب کے بانی نے جو رنگ نکالے اور اختیار کئے وہ باخبر ناظرین سے مخفی نہ ہوں گے ۔ پہلے مجدد بنے ، پھر مثیل مسیح ہوئے، پھر مسیح موعود ہوئے ۔ مہدی بنے ۔کرشن جی ہوئے ۔ان دعاوی پر پہلے نقلی دلائل سے بحث کرتے رہے پھر روحانیت سے کام لینے لگے ۔ یہاں تک کہ آخری حربہ ان کا دعا ہے ۔جس کو بصورت اشتہار شائع کیا جس کا نام ہے: آخری فیصلہ ۔

اس آخری فیصلہ میں انہوں نے دعا کی کہ ہم (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے ۔

اس کے بعد جو واقعہ ہوا وہ ہر ایک مسلم اور غیر مسلم کو معلوم ہے ۔مرزا صاحب آنجہانی ہو گئے ۔اور ثناء اللہ آج تک بحکم الہی ایں جہانی ہے ۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مرزا صاحب کی امت اس آخری فیصلہ کی وہی قدر

کرتی جو اس کا حق تھا مگر امت مرزائیہ نے اس میں نئی نئی پخیں نکالیں۔ سب سے پہلے اس مضمون پر مباحثہ کا ارادہ کیا۔ نہ صرف ارادہ کیا بلکہ اپنی طرف سے تین سو روپئہ انعام بھی رکھا۔

چنانچہ اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لدھیانہ مباحثہ ہوا۔ جس میں حسب فیصلہ سر پنچ صاحب مبلغ تین سو روپئہ بھی میں نے وصول کیا۔

اس کے بعد قادیانی امت نے یہ پخ نکالی کہ مولوی ثناء اللہ مئوکد بعذاب میعادی ایک سال قسم کھائے۔ جس میں ذکر ہو کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ایک سال تک مجھ پر اور میری عیال پر عذاب نازل ہو۔ اور اس قسم پر انعام کا وعدہ بھی کیا گیا۔

میں نے اس کے جواب میں کہا کہ انعام پر قسم کھاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ طمع زر میں قسم کھائی ہے۔ اس لئے میں بغیر زر وصول کئے قسم کھاتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے دعوی الہام میں جھوٹے تھے۔

یہ قسم کسی خاص مخفی جگہ میں نہیں کھائی بلکہ قادیان کے اسلامی جلسہ عام میں کھائی جس میں قادیانی جماعت کے بھی چند آدمی شریک تھے۔ اور اپنے کانوں سے سن اور آنکھوں سے کیفیت جلسہ دیکھ رہے تھے

(چوہدری ظفر اللہ صاحب قادیانی نے اس جلسے کا حال لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

۱۹۲۱ء میں حنفی اور اہل حدیث مسلک کے علمائے کرام نے مشترکہ اعلان کیا کہ وہ قادیانیت کو مغلوب کرنے اور قادیان کو فتح کرنے کے لئے قادیان میں ایک زبردست مشترکہ جلسہ کریں گے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے علمائے کرام کا ایک عظیم اجتماع قادیان میں ہوا۔ دیگر اعلانات کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ہم مرزا صاحب کی قبر کھود کر دیکھیں گے۔ اگر ان کے جسم کو قبر میں کوئی گزند نہ پہنچا ہو تو ہم ان کے دعوی کی صداقت کو تسلیم کر لیں گے۔ ورنہ ثابت ہو جائے گا کہ ان کا دعوی.. جھوٹا ہے۔ ایسے اعلانات کی وجہ سے حفظ امن اور شعائر اللہ کی حفاظت کے متعلق جماعت پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوگئی۔ ..

جلسہ سے ایک روز پہلے خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود) کا ارشاد موصول ہوا کہ احمدیہ ہوسٹل (لاہور) کے طلباء کو ساتھ لے کر فوراً قادیان پہنچ جاؤ...

فجر کی اذان ہو رہی تھی کہ ہم مسجد مبارک کے چوک میں (قادیان) پہنچ گئے ۔۔نماز کے فوراً بعد سب کی ڈیوٹی لگا دی گئی ۔

مجھے ارشاد ہوا کہ (مسلمان) علمائے کرام کے جلسے میں حاضر رہوں اور اگر کوئی اشتعال انگیز بات کی جائے تو مجسٹریٹ صاحب کو توجہ دلاؤں ...

ہر چوکی پر ڈیوٹی دینے والے مستعد تھے۔سب سے زیادہ خطرے اور اعزاز کی ڈیوٹی حضرت مسیح موعود کے مزار پر پہرہ کی ڈیوٹی تھی ۔ حفاظت کی سہولت کی خاطر حضور (مرزا غلام احمد)کے مزار اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور دین) کے مزار کے گرد جلدی میں ایک کچی دیوار چاروں طرف کھڑی کر کے اس پر چھت ڈال دی گئی تھی ۔دیوار کے گرد اور چھت پر پہرہ تھا۔احمد یہ ہوسٹل (لاہور) کے طلبا میں سے بعض کی ڈیوٹی اس مقام پر تھی ۔...

علمائے کرام کے جلسے میں بفضل اللہ کوئی ناگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔

فالحمد للہ تقریریں تو بے شک سلسلے کی مخالفت میں تھیں جلسے کی غرض ہی یہی تھی لیکن کوئی بات عملا فساد اشتعال انگیزی یا شر انگیزی کی نیت سے کہی گئی معلوم نہیں ہوتی تھی ۔ (تحدیث نعمت۔ص ۲۱۲۔۲۱۵)۔

چنانچہ میری اس قسم کا ذکر قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۴ اپریل ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۹ پر مرقوم ہے ۔

اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں میں حیدر آباد دکن گیا تو وہاں کے مرزائیوں نے حلف طلبی کا اشتہار دیا اور دس ہزار روپئے دینے کا وعدہ کیا۔مضمون یہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ حلف اٹھائیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ایک سال تک مجھ پر عذاب الٰہی نازل ہو۔

جس کے جواب میں میں نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ میں اس قسم کی حلف یہاں بھی اٹھانے کو تیار ہوں مگر ایسے طریق سے جو فیصلہ ہو وہ اس طرح کہ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد اقرار نامہ لکھ دیں کہ مولوی ثناء اللہ میعاد مقررہ میں مبتلائے عذاب نہ ہوا تو میں اپنے باپ کا مذہب چھوڑ دونگا ، دس ہزار روپئہ وہ اپنے پاس ہی رکھیں ۔

اس اقرار کی وجہ یہ ہے کہ حسب تجویز فریق ثانی سال کے اندر اندر مبتلائے

عذاب ہونے کی صورت میں جب میں جھوٹا ہوا تو سال کامل بخیریت رہنے سے یقیناً سچا ہونگا ۔ چونکہ یہ انہی کی تجویز ہے لہذا ان کو اسے تسلیم کرنا چاہیے ۔ یہ جواب میں نے ہزاروں حاضرین کے بھرے جلسہ میں دیا۔ اور اشتہار بھی اس مضمون کا شائع کیا گیا۔مگر مرزائی اور خاموشی؟ ناممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حقانیت کے مقام میں خاموش ہو جانا ایک بڑا وصف روحانی ہے جس کا نام ایمان اور حیا ہے خدا جسے نصیب کرے وہی بہرہ ور ہوسکتا ہے۔ ورنہ خالی خولی دعووں سے کچھ نہیں بنتا۔

اس کے بعد فروری ۱۹۲۶ء میں میں پشاور گیا تو وہاں کی جماعت مرزائیہ نے حلف طلبی کا اشتہار دیا۔ان کو بھی وہی جواب دیا گیا کہ آئے دن کی حلف خوری بے کار ہے ۔اس طرح تو ہر مقامی جماعت مرزائیہ مجھ سے حلف طلب کرتی رہے گی۔خلیفہ قادیان میرے سامنے آئیں ۔تو میں نئے سرے سے حلف اٹھا سکتا ہوں۔ اس کے بعد ۲۷ ۔ ۲۸ فروری ۱۹۲۶ء کو گوجرانوالہ کے جلسہ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہی پشاوری اشتہار گوجرانوالہ کی قادیانی جماعت نے اپنے نام سے شائع کر کے حلف کا مطالبہ کیا۔

اس کے جواب میں میں نے علاوہ سابقہ جواب کے بھرے جلسہ میں کذب مرزا پر حلف اٹھالی۔

مگر اس پر بھی بس نہیں ہوئی۔ قصبہ سرہند ریاست پٹیالہ سے چند مرزائیوں کا لکھا ہوا خط مورخہ ۹ مارچ ۱۹۲۶ء پہنچا کہ حضرت عیسی کی زندگی پر حلف مئوکد بموت میعادی ایک سال اٹھاؤ۔

لیکن ان عقلمندوں نے اتنا بھی نہیں لکھا کہ سال کے بعد وہ کیا کریں گے ۔ یعنی بعد حلف اگر میں سال کے اندر مر گیا تو بقول تمہارے جھوٹا ہونگا۔ لیکن سال تک زندہ رہا تو پھر تم مرزا صاحب کو جھوٹا اور مجھے سچا مان لو گے؟ اس کا کوئی ذکر نہیں۔

حیرت ہے ان لوگوں کے دل و دماغ پر غضب الہی نے کیسا قبضہ کر رکھا ہے کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جس شخص کے ساتھ ہمارے نبی رسول مہدی اور

کرشن (مرزا غلام احمد) نے خدا سے آخری فیصلہ کی دعا کی اور اس دعا کی قبولیت کا الہامی اعلان بھی کر دیا (ملاحظہ ہو اخبار بدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء) ہم امتی ہو کر اسی شخص کو قسموں پر قسمیں دینے کی درخواست کرتے ہیں اور اس قسم کا نتیجہ بھی نہیں بتاتے ۔ تو کیا دیکھنے والے ہمارے حق میں یہ نہ کہیں گے

فما لهئو لاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا

(یہ کیسی قوم ہے کہ سچی بات سمجھنے کی طرف نہیں آتی)

خادم دین ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری ۔

دیکھئے یہ کیسا صاف اور حلفیہ مضمون ہے ۔ باوجود اس کے حلف کا تقاضا ہے ۔ کیا خدا کو یاد نہیں رہا؟ کیا اس کے علم میں میرے حلف کا واقعہ درج نہیں ہوا؟ کیا وہ ساری مسل گم ہو گئی ہے؟ اللہ اکبر ۔ کیسی لغو اور کمزور حرکت ہے ۔ اس نبی کے خلیفہ کی طرف سے جس کا دعوی تھا

الا انني اسد و انك ثعلب
الا انني في كل حرب غالب

(سن اے مخالف میں شیر ہوں تو لومڑی ہے ۔ میں ہر جنگ میں غالب رہتا ہوں)

رہا یہ حصہ کہ میں مرزا صاحب کے آخری فیصلہ کو اس وقت حق اور فیصلہ کن جانتا تھا اور ایسا ہی اب بھی جانتا ہوں ۔ یہ بھی مغالطہ اور فریب دہی ہے ۔ سنو میں تمہارے نبی کا منکر بلکہ بقول ان کے ابوجہل ہوں (حقیقۃ الوحی) کبھی ایسا نہیں ہوا اور نہ ایسا ہونا شرعا وعقلا جائز ہے کہ سچے رسول کی دعا یا پیش گوئی کی تصدیق ابوجہل سے کرائی جائے ۔ تم سوچو تو سہی کہ کیا کہتے ہو ۔ ایسا کہنے میں تم اپنے نبی کی ہتک تو نہیں کرتے؟ سنو ۔ ہم لوگ اس دعا کو پیش کرتے ہیں تو اسی طرح پیش کرتے ہیں ۔ جس طرح تمام منکرین الوہیت مسیح، مسیح کا قول مندرجہ انجیل

اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ۔

نیز یہ فقرہ کہ:

اس نے چلا کر جان دی ۔

مسیح کی الوہیت باطل ثابت کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں ۔ ورنہ نہ ہم نہ آپ نہ کوئی اور مسلمان اس مقولہ کو صحیح جان سکتا ہے کیونکہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت مسیح سولی پر مرے تھے ۔ لیکن مناظرہ میں بطور الزام عیسائیوں کے سامنے پیش کر کے بزور جواب کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور اس مطالبے میں تم لوگ بھی سب مناظرین کے ساتھ ہم نوا رہتے ہو ۔ پس آئندہ کو ایسا لکھتے اور کہتے ہوئے اپنی اور ہماری حیثیت ملاحظہ کر لیا کریں ۔ ایسا نہ ہو کہ آواز آئے ۔

بک رہا ہے مراق میں کیا کیا
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۲ ص ۳۔۵)

جلسہ قادیان میں حاضرین کی تعداد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

امت مرزائیہ کی تعداد کا شمار تو جتنا ہے وہ معلوم ہے مگر ان لوگوں کے اقوال اتنے مختلف ہیں کہ اس پر ارشاد خداوندی انکم لفی قول مختلف (تم آپس میں سخت مختلف القول ہو) بالکل صحیح ہے ۔ آج عام شمار کا ذکر نہیں خاص شرکاء جلسہ کا ذکر ہے ۔ خلیفہ قادیان حاضری بیس ہزار بتاتے ہیں، مگر ان کے سگے برادر خورد جو کہتے ہیں وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے :

جلسہ قادیان کے مہمانوں کی تعداد بھی ایک عجیب وغریب معمہ ہے جو سمجھ میں آنے کا نام ہی نہیں لیتا ۔ ۱۹۳۲ء کے جلسہ کے مہمانوں کی تعداد الفضل نے ۲۰ ہزار سات سو باون بیان کی تھی اور جلسہ گاہ کا رقبہ ۱۲۰ ضرب ۱۳۰ فٹ بتلایا تھا، اور اس کے ساتھ ہی یہ تحریر کیا تھا کہ :

جلسہ گاہ کی گنجائش کو دیکھتے ہوئے مہمانوں کی تعداد کا اندازہ بیس ہزار سے زیادہ کا ہے (الفضل قادیان یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

ہمارے معاصر کو یاد ہوگا کہ اس محولہ بالا اعداد وشمار کے متعلق ہم نے انہی

ایام میں مندرجہ ذیل گذارش کی تھی۔

اگر ریاضی کے ان قواعد کے ذریعہ جو دنیا میں رائج ہیں اور جن سے ہر سلیم العقل انسان کام لیتا ہے حساب کیا جائے تو مذکورہ جلسہ گاہ میں سات ہزار سے زائد آدمی نہیں بیٹھ سکتے اس لئے جلسہ گاہ کی وسعت کے ذریعہ قائم شدہ حسن ظن بالکل غلط اور بے حقیقت ہے (پیغام صلح ۷ جنوری ۱۹۳۳ء)

لیکن الفضل نے ۱۹۳۳ء کے جلسہ کے جو اعداد وشمار شائع کئے ہیں ان سے اس معمہ کی پیچیدگیاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں اب ہمارے معاصر کے بیان کے مطابق جلسہ گاہ کا رقبہ ۱۳۰ ضرب ۱۳۰ فٹ تھا اور مہمانوں کی تعداد ۱۹ ہزار ایک سو ۴۳ تھی۔ گویا اس کے بیانات کے مطابق ۱۲۰ ضرب ۱۳۰ فٹ میں تو بیس ہزار سے بھی زیادہ آدمی سما سکتے ہیں اور ۱۳۰ ضرب ۱۳۰ کی رقبہ کی جلسہ گاہ میں صرف ۱۹۱۴۳، آدمیوں کے لئے جگہ نکل سکتی ہے وہ بھی اس مشکل سے، باوجودیکہ جلسہ گاہ میں وسعت پیدا کی گئی تھی پھر بھی ہجوم کا یہ عالم تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالی کی تقریروں کے وقت تنگی محسوس کی گئی اور احباب کے سمٹ کر بیٹھنے کے باوجود بہت لوگ کھڑے رہنے پر مجبور ہوئے۔ (الفضل قادیان ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء)

مدیر الفضل تو ہمیں حسب عادت گالیاں ہی دیں گے لیکن کوئی قادیانی ریاضی دان ہیں جو اس عجیب وغریب معمہ کو شریفانہ طریق پر حل کرسکیں۔ ہمارے حساب تو جلسہ گاہ کے رقبہ میں مذکورہ اضافہ سے صرف چند سو سامعین کیلئے مزید گنجائش نکل سکتی ہے۔۱۹۳۲ء کی جلسہ گاہ میں زیادہ سے زیادہ سات ہزار آدمی سما سکتے تھے، اب کے ساڑھے سات ہزار، حد پونے آٹھ ہزار سمجھ لیجئے۔ انیس یا بیس ہزار کی تعداد کے بیان کو شاعرانہ مبالغہ یا حیرت انگیز دیدہ دلیری کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اصل بات یہ ہے کہ قادیان کے جلسہ کے منتظمین مہمانوں کی تعداد کا اندازہ کھانے کی پرچیوں سے لگاتے ہیں۔ وہاں کھانا اول تو بے احتیاطی سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے قرب وجوار سے غیر قادیانی دیہاتی اس

دعوت عام سے فائدہ اٹھانے کے لئے کثیر تعداد میں قادیان پہنچ جاتے ہیں اور صرف کھانا کھا کر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ مہمانوں کی اصل تعداد وہی چھ سات ہزار ہوتی ہے۔ اس بات کی تصدیق الفضل کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوسکتی ہے:

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کا اس وقت تک یہی طریق ہے کہ کھانے کی پرچیوں سے شمار کیا جاتا ہے اس کے مطابق ۲۷ دسمبر کی شام کو مہمانوں کی تعداد ۱۸۷۱۱ تھی اور ۲۸ دسمبر کی شام کو ۱۹۱۴۳ تھی۔ یہ تعداد گذشتہ سال کی نسبت کسی قدر کم ہے۔ لیکن اس کی وجہ مہمانوں کی کمی نہیں بلکہ یہ ہے کہ اب پرچیوں کے چیک کرنے کا انتظام خاص طور پر کیا گیا اور کوشش کی گئی کی ضرورت سے زائد کھانا نہ دیا جائے۔ ورنہ خدا تعالی کے فضل سے مہمانوں کی تعداد گذشتہ سال کی نسبت زیادہ تھی۔

(الفضل قادیان ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء)

ان سطور میں الفضل نے تسلیم کیا ہے:

۱۔ گذشتہ سال کی نسبت اب کے مہمانوں کی تعداد زیادہ تھی

۲۔ مہمانوں کی تعداد میں اضافہ کے باوجود کھانے کی پرچیوں کا شمار کم تھا

۳۔ یہ پرچیوں کو چیک کرنے کا نتیجہ ہے

۴۔ گذشتہ سال مہمانوں کی جو تعداد پرچیوں کے شمار سے بتائی تھی وہ بالکل غلط تھی۔

اس اعتراف کے بعد ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ممکن ہے پرچیوں کا چیک گذشتہ سال کی نسبت بہتر ہو لیکن ابھی تک اس میں مزید گنجائش کی ضرورت ہے کیونکہ اس سال بھی بہت سا کھانا ضائع گیا ہے ورنہ مہمانوں کے لئے جن کی تعداد چھ سات ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی موجودہ مقدار سے تہائی کھانا کافی ہوسکتا تھا قادیانی انجمن کی ناگفتہ بہ مالی حالت جلسہ سالانہ پر خود جناب میاں صاحب بیان فرما چکے ہیں اس کی موجودگی میں اس قدر اسراف ہرگز نہیں ہونا چاہیے امید ہے کہ جناب میاں صاحب اور منتظمین

جلسہ اس طرف پوری توجہ فرمائیں گے۔

(پیغام صلح لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۳۴ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ابھی ہمارا حق باقی ہے کہ ہم یہ بتائیں کہ جلسہ قادیان میں قریب نصف کے مسلمان (منکرین مرزا) تماش بین بھی شریک تھے جو وہیں مخول ٹھٹھا کرتے پھرتے تھے ۔ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ کن باتوں کو معیار صداقت بناتے ہیں اور جو اصل معیار صدق ہے اس سے کس طرح چشم پوشی کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ارشاد ہے: و ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۲ ص ۵، ۶)

امیر المومنین سید احمد رائے بریلویؒ

مولانا اسماعیل شہید دہلویؒ

اور مرزا صاحب قادیانی

آج جو ہندوستان میں توحید وسنت کا نام سنا جاتا ہے، چاہے وہ تحریک اہل حدیث کی صورت میں ہو، یا دیو بندی تحریک کی صورت میں، ان سب حرکتوں کا مرکز مولانا شہید دہلویؒ ہیں جن کی شان میں مولانا حالی مرحوم کا ایک بند تھوڑے سے تصرف سے بالکل صادق آتا ہے:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
زمین ہند کی جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوئی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

مولانا اسماعیل شہید کو خدا تعالی نے جس کام کے لئے پیدا کیا تھا اس کو آپ نے اچھی طرح سرانجام دیا۔ پہلے اصلاحی تعلیم بصورت وعظ و تذکیر شروع کی۔ پھر تصنیف پر متوجہ ہوئے۔ آخر اس کام میں لگے جس کی بابت ارشاد ہے:

ذروة سنا مه الجهاد (اسلام کی سربلندی جہاد سے ہے)

مرحوم نے حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کو بحکم الآئمة من القريش اپنا امیر بنایا۔ امیر صاحب بھی بڑے صاحب ارشاد اور تیغ زن تھے کیونکہ عرصہ تک فوج میں سپاہی اور افسر رہ چکے تھے۔ دونوں بزرگوں نے اس زمانہ کی ظالم حکومت (سکھ قوم) کا مقابلہ کر کے پشاور وغیرہ بلاد ان سے چھین لئے۔ مگر آخر کار اس ملک کی مسلمان رعایا کی غداری اور کچھ اپنے افسروں کی ناتجربہ کاری سے فتح مبدل بہ شکست اور کامیابی مبدل بہ ناکامی ہوگئی۔ جس کا مسلمانان دنیا کو سخت رنج ہے۔ انا لله ۔

عرصہ دراز کے بعد معلوم ہوا کہ اس مذہبی اور قومی نقصان میں مرزا صاحب قادیانی کا اثر نحوست تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:

حضرت سید احمد شہید اور مولوی محمد اسماعیل شہید کا ذکر درمیان میں آیا (تو مرزا صاحب قادیانی نے) فرمایا،

ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ملک میں نماز اور اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو سکھوں نے کر رکھی تھی دور ہو جائے۔ خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا اور اس کی قبولیت کو سکھوں کے دفعیہ اور انگریزوں کو اس ملک میں لانے سے کیا۔ یہ ان کی دانائی تھی کہ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ سکھوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ مگر چونکہ وہ زمانہ قریب تھا کہ مہدی موعود (مرزا) کے آنے سے جہاد بالکل بند ہو جائے گا اس واسطے جہاد میں ان کو کامیابی نہ ہوئی ہاں بسبب نیک ہونے کے ان کی خواہش اذانوں اور نمازوں کے متعلق اس طرح پوری ہو گئی کہ اس ملک میں انگریز آ گئے (واہ رے جھوٹی خوش آمد۔ ثناء اللہ امرتسری)

(ملفوظات احمدیہ۔ جلد اول صفحہ ۱۷۷)

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی کی برکت (نحوست) اتنی طویل الذیل

تھی کہ تشریف آوری سے قریباً سو سال پہلے ہی ایسا اثر کرتی تھی کہ مسلمان فاتح سے مفتوح ہو جاتے اور تشریف آوری کے بعد اسلامی حکومتوں پر جو زوال آیا وہ ایسا ہے کہ عیاں راچہ بیان

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وجود مسلمانوں کے حق میں کہاں تک موجب برکت تھا یا کہاں تک باعث نحوست تھا، اس کا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو مرزا صاحب قادیانی کا اول و آخر دونوں یکساں مضر اسلام ہیں۔ بالکل سچ ہے:

مرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۳ ص ۳)

قادیانی غوثیت اور قطبیت پر خلیفہ قادیان سے سوال

جناب منشی محمد عبدالکریمؒ، ڈگشائی سے لکھتے ہیں:

الفضل مجریہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۳ کے سرورق پر بحوالہ الحکم۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء آپ کے پدر بزرگوار مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل الفاظ منقول ہیں:

یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر غوثیت اور قطبیت ملتی۔

براہ کرم اپنے سلسلہ قادیان کے ان حضرات کی فہرست شائع فرمائیں جن کو غوثیت اور قطبیت کے مدارج عطا ہوئے۔ نیز یہ کہ غوث اور قطب کس کو کہتے ہیں۔ یعنی انکے مدارج کی تفصیل اور تعریف بحوالہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مطلوب ہے

اگر آپ کو حوالے میسر نہ آئیں تو خامہ فرسائی کی تکلیف نہ کریں۔ پبلک خود اس نتیجہ پر پہنچ جائے گی کہ کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور۔

(آپ کے سلسلہ کا دیرینہ خیر خواہ۔ محمد عبدالکریم از ڈگشائی)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قابل نامہ نگار تکلیف کر کے خود ہی اصطلاحات قادیانیہ کی کتاب دیکھ لیں

جس میں لکھا ہے کہ دمشق کے معنی قادیان، مرزا غلام احمد کا نام قرآن میں مسیح ابن مریم ہے۔ وغیرہ:

سرمستاں منطق الطیر است جامی لب بہ بند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۳ ص ۳، ۴)

مومنین پر مرزا صاحب کا حملہ

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ ساکن میاں ونڈ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو باوجودیکہ نبوت کا دعوی تھا مگر معجزات کے متعلق ان کی عجیب تقریریں ہیں۔ ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۶ میں حضرت عیسیٰؑ کے معجزات بیان کر کے لکھتے ہیں:

ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسے ہی متشابہات ہیں اور یہ معنی کرنا کہ گویا خدا نے اپنے ارادے اور اذن سے عیسی کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے اگر خدا اپنے اذن و ارادے سے اپنی خدائی کی صفتیں بندوں کو دے سکتا ہے تو وہ بلا شبہ اپنی ساری صفتیں خدائی کی ایک بندے کو دے کر پورا خدا بنا سکتا ہے پس اس صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذاہب سچے ٹھہر جائیں گے۔

یہ حملہ ان لوگوں پر ہے جن کا ایمان اس آیہ شریفہ پر ہے

و ر سو لاً الی بنی اسرا ئیل انّی قد جئتکم بآ یةٍ من ر بکم انّی ا خلق لکم من الطّین کهیئة الطّیر فا نفخ فیه فیکو ن طیراً باذن اللّٰه و ابریء الا کمه و الا بر ص و احی الموتی باذن الله و انبّئکم بما تأ کلو ن و ما تدّ خرو ن فی بیو تکم انّ فی ذلك لآیة لکم ان کنتم مو منین (آل عمران:۴۹)

(ترجمہ) (وہ یعنی عیسی بن مریم ہمارے پیغمبر ہونگے جن کو ہم بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے اور وہ ان سے کہیں گے کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانیاں یعنی معجزے لے کر آیا

ہوں کہ میں پرندے کی شکل کا سا بناؤں پھر اس میں پھونک ماروں اور وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے اور خدا کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا اور مردوں کو زندہ کردوں اور جو کچھ تم کھایا کرو اور جو کچھ تم نے گھروں میں ذخیرہ کر رکھا ہے تم کو بتادوں۔ بیشک اس بیان میں نشان ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو)۔

یہ خبر حق تعالی نے مریم کو عیسی کے پیدا ہونے سے پہلے دی تھی جس کا حال بیان کر کے حق تعالی فرماتا ہے کہ یہ نشانی انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو ایمان والے ہیں۔اور یہ ظاہر بھی ہے کہ جن کو خدا کی خبروں پر ایمان نہ ہو ان کو یہ بیان کیا مفید ہوگا مرزا صاحب جیسے شخص نے اس کو نہ مانا اور کفار کیونکر تصدیق کریں گے مگر الحمد للہ اہل اسلام کو اس کا پورا پورا یقین ہے اور مرزا صاحب کے تشکیک سے وہ زائل نہیں ہوسکتا۔

مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے:

لیکن قرآن شریف کا کسی امر کے بارے میں خبر دینا دلیل قطعی ہے وجہ یہ ہے کہ وہ دلائل کاملہ سے اپنا من جانب اللہ اور مخبر صادق ہونا ثابت کر چکا ہے۔

شائد مرزا صاحب قادیانی نے یہ بات آریہ وغیرہ کے مقابلے میں مصلحتاً کہی تھی ورنہ وہ تو قرآن کی خبروں کو دلیل قطعی تو کہاں دلیل ظنی بھی نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس پر ایمان لانے کو شرک والحاد سمجھتے تھے۔انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ خدا تعالی کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ بے ایمان اسکی تصدیق نہ کریں گے حیرت ہے کہ جس طرح جبریل نے دھوکہ کھایا تھا کہ آدم کو سجدہ کرنا شرک ہے کیونکہ مسجودیت خاص صفت باری تعالی کی ہے۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی اسی دھوکے میں پڑ گئے کہ ایسی قدرت،عیسی میں خیال کرنا شرک ہے۔مرزا صاحب مسلمانوں پر جو شرک کا الزام لگا رہے ہیں در پردہ وہ خدا تعالی پر لاعلمی کا الزام لگا رہے ہیں دیکھئے براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۰ میں وہ لکھتے ہیں:

مسلمانوں کو پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدا تعالی نے اس بارے میں پیش گوئی کر کے فرما دیا ہے:

ما یبدیء الباطل و ما یعید

ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ جو مسلمانوں نے اختیار کیا ہے شرک ہے تو خدا تعالی کی یہ پیش گوئی جس کی تصدیق مرزا صاحب کر چکے ہیں نعوذ باللہ بقول مرزا صاحب جھوٹی ہوئی جاتی ہے۔ مگر انہوں نے اپنی ذاتی غرض کے لحاظ سے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور صحابہ تک کے کل مسلمانوں پر شرک کا الزام لگا دیا۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۵ میں وہ لکھتے ہیں:

کہ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے تھے معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں رکھتے جیسا کہ انسان کو ہاتھ ہلانے کی قدرت ہے۔

اور نیز ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲۰ میں یہ بھی لکھا ہے:

اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعے سے ہرگز نہیں۔ اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کو چنگا کرنے یا پرندوں کے بتانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعے سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا چنانچہ جس نے کبھی غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بے یقین تمام تصدیق کرے گا اور قرآن شریف کی آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالی نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودّع ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانے میں ہو رہا ہے مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم اور مفلوج و مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہ تھا۔

دعا کا ذکر نہ ہونے سے مرزا صاحب جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ عجائبات جس کا ذکر حق تعالی بطور اعجاز بیان فرماتا ہے وہ معجزات نہ تھے تو اس لحاظ سے فطرتی

قوت بھی ثابت نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ اس کا ذکر بھی اس آیت شریفہ میں نہیں پھر اپنی رائے سے ایک غیر مذکور چیز کو ثابت کرنا اور خدا تعالی کی خبر کو نہ ماننا کس قسم کی بات ہے اگر معجزے کے لئے یہ شرط ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر وقت خاص میں دعا کی جائے اور اس کی قبولیت کے لئے حضار مجلس آمین آمین اس وقت تک کہتے رہیں کہ آثار اجابت ظاہر ہو جائیں تو اس آیت شریفہ میں دعا کرنا بھی باقتضاء النص مقدر سمجھا جا سکتا ہے۔

پھر اگر وہ کام فطرتی طور پر ہوتے تھے تو ان پر ایمان لانے کی کیا ضرورت۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ نجار صندوق میں قفل نصب کرتا ہے یا کسی کے ذریعہ سے فلاں کام کرتا ہے تو کیا اس قسم کی خبر کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ تم اس پر ایمان لاؤ۔ ہرگز نہیں۔ حالانکہ یہاں حق تعالی صاف فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری باتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ اس کو آیت یعنی نشانی قدرت کی سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو خدا تعالی کی کلام پر ایمان لانا منظور نہیں تھا جب ہی تو حیلے اور بہانے ہوا کرتے تھے ورنہ وہ خود براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۵ میں لکھتے ہیں:

> واصل کو مجمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر رو بخدا بھی ہوا اور پھر کامل طور پر رو بخلق بھی پس وہ ان دونوں قوسوں (الوہیت اور انسانیت) میں ایک وتر کی طرح واقع ہے جو دونوں سے تعلق کامل رکھتا ہے۔ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے ساتھ تحقیق ہو جائے اور اپنی ہستی ناچیز سے بالکل ناپدید ہو کر اور غرق دریائے بیچوں وبچگون ہو کر ایک جدید ہستی پیدا کرے جس میں بے گانگی اور دوئی اور جہل اور نادانی نہیں اور صبغۃ کے پاک رنگ سے کامل رنگی ہوئی میسر آئے۔

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب خود اپنے ذاتی تجربے کی خبر دیتے ہیں کہ اولیاء اللہ وقت واحد میں رو بخلق اور رو بخدا ہوتے ہیں اور یہ باتفاق جمیع اہل اسلام مسلّم ہے کہ انبیاء کا رتبہ بہ نسبت اولیاء اللہ کے بدر جہاء بڑھا ہوا ہے تو اسی نسبت سے ان کی حضوری بھی اولیاء کی حضوری سے بڑھی ہوئی ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس حضوری میں درخواست واجابت فوراً ہو سکتی ہے پھر جب حق تعالی ان معجزات کی خبر دیتا ہے تو اتنا تو

حسن ظن کر لیتے ہیں کہ جس طرح ہم نے کسی مقام میں لکھا ہے کہ وہ وقت واحد میں ہم رو بحق اور رو بخلق رہتے ہیں اسی طرح عیسیٰ بھی ہوں گے مگر اس تحریر کے وقت وہ بات مرزا صاحب قادیانی کے حافظے سے نکل گئی ہو گی اگر واقع میں ان کی ایسی حالت ہوتی تو بھول نہ جاتے۔

اب غور کیا جائے کہ آپ تو انبیاء کے ساتھ بھی حسن ظن نہیں رکھتے تھے اور شکائت یہ تھی کہ اپنی نبوت کا حسن ظن نہیں کیا جاتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی، حضرت عیسیٰ کو تقرب الٰہی میں اپنے برابر بھی نہیں سمجھتے تھے۔

مرزا صاحب کی تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ عیسیٰ کا دعا کرنا ثابت نہیں باوجود اس کے یہ عجائبات صادر ہوتے تھے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بغیر دعا کے خلاف عقل معجزات ان سے کیونکر صادر ہو گئے اسلئے بہتر یہ ہے کہ وہ معجزات انہیں کے اقتداری افعال ٹھہرائے جائیں اور مرزا صاحب اس پر اس قدر اڑے کہ کتنی ہی حدیثیں جو اس باب میں وارد ہیں سنائی گئیں ایک نہ سنی۔ دیکھ لیجئے کہ تمام تفاسیر و کتب احادیث پر ان کی پوری نظر تھی اور وہ بآواز بلند سنا رہی ہیں کہ وہ معجزات خدا کے اذن اور حکم اور اجازت سے تھے اور ان کی ذاتی قدرت کو اس میں دخل نہ تھا مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا نہ انہوں نے کسی کی سنی نہ سمجھے کہ جب حق تعالیٰ نے ان کے معجزوں کی خبر دی ہے تو ضرور اس کا وقوع ایسے طور پر ہوا ہے کہ اس پر ایمان لانے میں کوئی شریک نہیں مثلاً یوں سمجھا جائے کہ حق تعالیٰ کو ان کی نبوت دلوں میں متمکن کرنا اور جو نہ مانیں ان پر حجت قائم کرنا منظور تھا اس لئے ان کے دعوے کے وقت خود حق تعالیٰ ان چیزوں کو وجود بخش دیتا تھا تو کسی قسم کا شرک لازم نہیں آتا۔ اب دیکھئے کہ باوجودیکہ آیت قرآنیہ کے معنی پورے طور پر بن جاتے ہیں مگر صرف اس غرض سے کہ عیسیٰ کے معجزے ثابت ہوں تو اپنی مساوات فوت ہو جاتی ہے آنجہانی نے قرآن کے معنی بگاڑ دیئے جس سے حق تعالیٰ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایسی بات قرآن میں بیان کی جس سے لوگ مشرک ہو گئے۔ نعوذ باللہ من ذلک

مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی ہٹ دھرمیوں سے بہت احتراز کیا کریں کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب

السعیر۔ یعنی فرشتوں کے سوال کے جواب میں دوزخی کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو اہل دوزخ سے نہ ہوتے۔ فقنا عذاب النار

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی عبارت مذکورہ بالا میں لکھتے ہیں کہ

قرآن شریف کی آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی

ہم بھی تو اسی آواز کو سن کر ایمان لائے ہیں کہ احیائے موتی اور ابراء اکمہ وابرص وغیرہ عجائب اس قوت سے کرتے تھے جو ان کو حق تعالی نے بخشی تھی۔ یہ کس نے کہا کہ وہ اپنی ذاتی اور فطرتی قوت سے جو ہر فرد بشر میں رکھی ہے یہ کام کرتے تھے صرف مرزا صاحب ہی نے کہا ہے کہ وہ عام فطرتی طاقت سے کام لیتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ اگر یہی بات تھی تو مرزا صاحب میں بھی وہ فطرتی طاقت جو ہر فرد بشر میں مودّع ہے موجود تھی میدان میں نکل کر دعوی و ابری الاکمه والابرص و احی الموتی باذن الله کرتے اور جس طرح حق تعالی کے اخبار سے ہمیں اس کی تصدیق ہوگئی ہے اسی طرح اپنے دعوی کی تصدیق بھی کراتے مگر یہ ان کے حد امکان سے خارج تھا یہ کاغذ کے سفید چہرے کو سیاہی سے زینت دینا نہیں تھا کہ قلم اٹھایا اور چند صفحے لکھ ڈالے یہاں نہ قلم کی ضرورت ہے نہ زبان آوری کی حاجت ادھر کن باذن الله منہ سے نکلا ادھر جو چاہا فوراً ہو گیا

براہین احمدیہ صفحہ ۴۳۵ میں مرزا صاحب نے انجیل یوحنا سے نقل کیا ہے کہ:

یروشلم میں ایک حوض ہے اس کے پانچ اسباب ہیں۔ ان میں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اس حوض میں اتر کر پانی کو ہلاتا تھا پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا۔

نیز براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۵۴ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

بلا ریب اس حوض عجیب الصفات کے وجود پر خیال کرنے سے مسیح کی حالت پر بہت سے اعتراضات عائد ہوتے ہیں جو کسی طرح اٹھ نہیں سکتے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲۲ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب یعنی مسمریزم تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم سے تھا اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔

فتدبر فانه نكتة جليلة ما يلقها الا ذو حظ عظيم

مرزا صاحب خود ہی براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۳۰ میں لکھتے ہیں:

انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے بلکہ الٰہی شان تو ایک طرف رہی معمولی راستی اور صداقت کہ جو ایک مصنف اور دانشمند متکلم کے کلام میں ہونی چاہیے انجیل کو نصیب نہیں ۔کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلماتی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا اسی مصنوعی انجیل نے، ایک دنیا کا کس نے خون کیا، انہیں تالیفات اربعہ نے۔عئسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی

اب دیکھئے کہ جن کتابوں کو محرف مبدل ظلماتی خیال اور باعث گمراہی خود ہی بتاتے ہیں انہی کتابوں سے ایک قصہ نقل کر کے قرآن میں شبہات پیدا کر رہے ہیں کہ قرآن میں جو عیسی کے معجزات مذکور ہیں ان کا مدار اس حوض پر تھا جس کا ذکر اناجیل محرفہ میں ہے اور ان کی نبوت کا ذکر جو قرآن میں ہے اور جو منشائے معجزات ہے وہ ایک فطرتی قوت تھی جو ہر فرد بشر میں ہوا کرتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنے مساوی کر دینے میں خوب ہی زور لگایا مگر یاد رکھیں کہ

چو حق معائنہ دانی کہ مے بباید داد
بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی

خراج گر نگذارد کسے بطیّب نفس
بقہر از و بستانند و مزد سرہتگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۳ ص ۴۔۶)

زلزلہ بہار سے قادیانی قلعہ گر پڑا

(خدا شرے برانگیزد کہ درآں خیر باشد)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء میں لکھا تھا کہ زلزلہ بہار پر قادیان سے آواز نہیں اٹھی۔ ہماری غرض یہ تھی کہ قادیانی پریس بولے، تو ہم بھی کچھ اظہار کریں۔ چنانچہ ہماری غرض پوری ہوگئی کیونکہ قادیانی اخبار الفضل نے تفصیل سے زلزلہ بہار پر مضمون لکھا۔

آج ہم اس کے اصل الفاظ نقل کر کے نتیجہ بتا دیں گے کہ قادیانی پریس نے اس زلزلہ کو قادیانی قلعہ پر وارد کر کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا سارا کارخانہ درہم برہم کر دیا۔

ناظرین ہمارے مخالفانہ بیان کو مبالغہ سے پر نہ جانیں، بلکہ ذرا صبر سے ہمارے دعوی کی دلیل سنیں۔

بے انصافی ہوگی اگر ہم الفضل کا مضمون اپنے لفظوں میں بتائیں اس لئے اسی کے الفاظ میں سناتے ہیں پس بغور سنیں اور بتوجہ سنیں۔ الفضل لکھتا ہے۔

مسیح موعود کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے خدا کے بڑے زور دار حملے

تباہ کن سیلابوں اور ہلاکت آفرین عذابوں کا عالمگیر عذاب

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ذریعہ خدا تعالی نے غفلت اور عصیان میں مبتلا، اور معبود حقیقی کو فراموش کر دینے والی دنیا کو اپنے آستانہ پر جھکانے اور صراط مستقیم کا پتہ بتانے کے لئے جو انذاری خبریں دیں، ان میں زلازل

کا خاص طور پر ذکر پایا جاتا ہے۔
اور یہ ایک حقیقت ہے۔ایسی حقیقت جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ زلازل کے متعلق حضرت مسیح (مرزا) کی پیش گوئیوں کے بعد دنیا میں اس کثرت اور ایسے ہیبت ناک رنگ میں زلازل آئے ،اور ان سے اس قدر جانی و مالی نقصانات ہوئے کہ جس کی نظیر ازمنہ ماضیہ میں نہیں مل سکتی۔
ان ہولناک مصائب اور ہیبت ناک زلازل سے اہل ہند کو آگاہ کرتے ہوئے اور ان سے بچنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے (مرزا غلام احمد قادیانی) تحریر فرماتے ہیں:
توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں، ان پر رحم کیا جائے گا۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو ۔ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔
بالآخر (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے ہیں:
میں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔،
دوسری پیش گوئی جس کا ہم اس موقع پر ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۶۴ میں بایں الفاظ درج ہے:
میرے پر خدا تعالی نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔،
اگرچہ اس پیش گوئی کے پہلے حصہ کے متعلق سخت بارشیں ہونے اور تباہ کن سیلاب آنے پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے تحریر فرمایا کہ:
کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے اور وہ پیش گوئی پوری ہوگئی،

لیکن اس کے ساتھ ہی لکھا ہے:

مگر دوسرا حصہ اس کا یعنی سخت زلزلے۔ ابھی ان کی انتظار ہے۔ سو منتظر رہنا چاہیے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ویران کن بارشوں اور سیلابوں کے بعد ہولناک زلزلوں کا آنا مقدر تھا اور جب ایسا ہوگا اس وقت پیش گوئی مکمل طور پر پوری ہوگی۔

۱۵ جنوری کا زلزلہ

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مذکورہ بالا دونوں پیش گوئیوں کے پیش کردہ الفاظ سامنے رکھ کر جب ہندوستان میں آنے والے ۱۵ ماہ حال کے ہیبت ناک اور تباہ کن زلزلہ کی تباہی و بربادی کی ان خبروں کو پڑھا جائے جو اس وقت تک اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جن آفات ومصائب سے اہل ہند کو آگاہ کیا تھا ان میں سے ایک بہت بڑی آفت اور مصیبت یہ زلزلہ بھی ہے۔

ان تباہ کن سیلابوں اور ہلاکت آفریں زلزلوں کی تفصیلات تو رہیں ایک طرف، ان کا نہایت مختصر ذکر جو اخبارات میں شائع ہوا، اور پھر اس کا بھی خلاصہ جو ہم نے پیش کیا ہے، اسی سے نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے خدا تعالی سے اطلاع پا کر سیلابوں اور زلزلوں کے ذریعہ دنیا پر عالم گیر عذاب آنے کی جو خبریں کئی سال قبل دی تھیں وہ حرف بحرف پوری ہو کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق خدا تعالی کے اس کلام کی تصدیق کر رہی ہیں کہ،

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

کیا ان زور آور حملوں کے متعلق اب بھی کسی سعید الفطرت انسان کو کسی قسم کا شک و شبہ ہو سکتا ہے جب کہ یورپ اور ایشیاء میں زلزلے آئے اور، قیامت کا نمونہ، پیش کرنے والے زلزلے آئے۔ ان کی وجہ سے اس قدر

موتیں ہوئیں کہ، خون کی نہریں، چلیں، اکثر، مقامات زیروزبر، ہو گئے۔ اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوئیں۔ شہر گر گئے اور، آبادیاں ویران، ہوگئیں۔ اور یہ حقیقت ظاہر ہوگئی کہ، اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی۔

حتی کہ ہندوستان میں بھی وہ وقت آ پہنچا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بایں الفاظ خبر دی تھی کہ،

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی وقریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔

چنانچہ چند ہی ماہ ہوئے جب کہ اہل ہند نے اور خاص کر اہل پنجاب نے نوح کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس کا اعتراف کرلیا۔

اگر اس سے عبرت حاصل کرتے اور خدا تعالی کے اس اٹل قانون کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وما کنّا معذّ بین حتّی نبعث رسو لا اس کے رسول مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو مان کر خدا کی امان کے نیچے آجاتے تو یقیناً انہیں لوط کی زمین کا واقعہ بچشم خود نہ دیکھنا پڑتا۔

(الفضل قادیان ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کرام! فریق ثانی کی مطلب خیز عبارت ہم نے ساری نقل کردی تا کہ ان کا مطلب اور ہمارا جواب سمجھنے میں آپ کو تکلیف نہ ہو۔ پس سنئیے!

ہم کمال دیانتداری سے مانتے ہیں کہ واقعی مرزا صاحب قادیانی نے قیامت خیز زلزلہ کے آنے کی خبر دی تھی مگر کس زمانے میں؟

اس سوال کا جواب دینا اہل حدیث کا کام ہے جو مرزا صاحب قادیانی کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ واقف ہے۔

وہ زمانہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ میں ۱۹۰۸ء سے قبل کا ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں:

وہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ص ۱۹۲)

بلکہ اس کا موسم اور وقت بھی بتایا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

پھر بہار آئی خدا کی بات پوری ہوئی ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعود کے وقت بہار (ماہ چیت یا مارچ) کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا اسکے قریب۔ (ایضاً ص ۹۷)

احمدی ممبرو! اس سوال کا جواب دینا تو بہت آسان ہے۔ امید ہے کہ تم جواب دینے میں تامل نہ کرو گے۔ وہ سوال یہ ہے کہ

کیا یہ زلزلہ بہار مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں آیا؟

یقیناً نہیں کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو چکے ہیں جسے آج ۲۵ سال ہو گئے۔

اچھا! تو کیا یہ بہار کے موسم میں آیا؟

ہرگز نہیں۔

لطیفہ: جو لوگ نزول مسیح کے متعلق حدیثی لفظ دمشق سے قادیان مراد لے لیتے ہیں ان سے تعجب نہیں کہ وہ موسم بہار سے مراد صوبہ بہار (بکسر الباء) کہہ دیں اس لئے ان سے تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ زلزلہ صبح کے وقت آیا؟ ہرگز نہیں بلکہ دن کے دو تین بجے کے درمیان آیا۔

باانصاف احمدیو! اگر ان سب سوالوں کے صحیح جواب یہی ہیں کہ نہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں آیا، نہ موسم بہار میں آیا، نہ صبح کے وقت آیا، تو بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے؟

ہم نے یہ سوال اس لئے نہیں کیا کہ تم گھبرا کر مرزا صاحب کا دامن چھوڑ دو ۔نہیں ہم تو بتاکید عرض کرتے ہیں کہ جلدی نہ کرنا بلکہ اس بارے میں مرزا صاحب جو ہدایت فرمائیں اسی پر عمل کرنا، تاکہ تم کسی طریق سے بھی مرزا صاحب قادیانی کے حلقہ اطاعت سے باہر نہ ہو جاؤ۔ اس سے تو تمہیں بھی اتفاق ہوگا کہ جس طرح بھی ہو سکے ہم مرزا صاحب کے زیر ہدایت رہیں پس سنو! مرزا صاحب فرماتے ہیں:

آئندہ زلزلہ کوئی معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا، تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۹۲۔۹۳)

ناظرین کرام! کیا کوئی احمدی مرزا صاحب کی اس تعلیم پر (کہ زلزلہ موعودہ میری زندگی میں نہ آیا، تو مجھے خدا کی طرف سے نہ سمجھنا) اعتقاد نہ رکھ کر سچا احمدی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس سچا احمدی یا بالفاظ دیگر سچا مومن وہی ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان پر ایمان لائے اور کھلے لفظوں میں اعلان کرے؛

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے بطالت ہے شرارت

نوٹ: یہ مضمون اس قدر مفید اور باطل شکن ہے کہ ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے بصورت اشتہار اشاعت فنڈ سے بھی چھپے گا اس لئے جہاں اس کی ضرورت ہو جلدی طلب کرائیں اور بکثرت تقسیم کرائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۴ ص ۳۔۴)

کلام ربانی اور مرزا قادیانی

جناب منشی محمد عبدالکریمؒ، ڈگشائی سے لکھتے ہیں:

ہر مسلمان جس کے دل میں ذرہ ایمان باقی ہے بلکہ ہر انسان جسے کچھ بھی عقل وشعور ہے اس امر کے تسلیم کرنے میں ایک لمحہ تامل نہ کرے گا کہ سوائے ذات باری عز اسمہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے

انّما الغیب للّٰہ۔ (پ۱۱۔ع۷)

(پس کہہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ غیب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے)

سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

علی ہذا ارباب بصیرت پر یہ بھی اظہر من الشّمس ہے کہ اس (علم غیب) پر سوائے اس علیم بذات الصدور خداوند عالم کے کسی کا قبضہ نہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ وہ مالک الملک اپنے برگزیدہ رسولوں میں سے جس کو جن اور جس قدر چاہے اپنے غیب

سے کچھ بتا دے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

و عنده مفا تح الغیب لا یعلمها الا هو۔ (الانعام:۵۹)

(اور نزدیک اس کے ہیں کنجیاں غیب کی۔ نہیں جانتا اس کو مگر وہ)۔

و ما کا ن اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب و لکنّ اللّٰہ یجتبی من رسله من یّشا ء (آل عمران: ۱۷۹)(اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے ولیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے)

عا لم الغیب فلا یظهر علی غیبه ا حداً ۔ الاّ من ار تضی من رسو ل ۔(الجن: ۲۶۔۲۷)(وہ ہے جاننے والا غیب کا پس نہیں خبردار کرتا اوپر غیب اپنے کے مگر جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبر سے)

اس مضمون پر ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء میں چند آیات کلام ربانی احادیث صحیحہ اور دیگر واقعات مسلمہ درج کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ضرورۃ الامام صفحہ ۱۳ و ۲۴ نقل کئے تھے جن میں وہ جلی قلم سے نہایت تعلّی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ امام الزمان میں ہوں۔ نیز یہ کہ امام الزمان ...غیب کو ہر پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے۔

فی الحال ہمیں اس سے غرض نہیں کہ مرزا جی کو علم غیب تھا بھی یا نہیں اور اس شیخی و دعوی ہمہ دانی کی بدلت انہیں کیا کچھ دیکھنا پڑا۔ اس وقت ہمیں محض یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا جی کا مقولہ مندرجہ ضرورۃ الامام کلام ربانی قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے جس سے ان کی جہالت یا خودغرضی کی بو آتی ہے و هو المقصو د

مضمون ہذا شائع ہونے کے دو مہینے بعد تک کسی مرزائی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس طرف رخ کر کے اپنے گرو جی کی پوزیشن صاف کرتا۔ بالآخر کسی نامعلوم قادیانی کے زور دینے یا دھمکانے پر الفضل قادیان کے فاضل اڈیٹر اپنی دستار فضیلت سنبھال کر حق نمک ادا کرنے کے لئے اپنے اخبار مجریہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۳ء میں اس طرح گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ:

مرزا صاحب کو دوسرے انبیاء کی طرح علم غیب پر قبضہ دیا گیا تھا،(ملخصاً)

ثبوت میں حضرت یعقوبؑ کے الفاظ

انّی لا جد ر یح یو سف لو لا ان تفنّدو ن

(تحقیق میں پا تا ہوں بو یوسف کی اگر نہ بہکا ہوا کہو مجھ کو)

اور: الم اقل لکم انّی اعلم من اللّٰہ مالا تعلمو ن

(تحقیق میں جا نتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جا نتے)

پیش کر تے ہیں۔

نیز یہ کہ حضرت نو حؑ نے اپنے دشمنوں کے طوفان میں غرق ہو نے کی خبر قبل از وقت دے دی تھی۔

نا ظرین! خود ہی انصاف کریں۔ کیا ان ہر دو بز رگوں کو علم غیب پر ایسا ہی قبضہ تھا جیسا کہ چا بک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔

اگر انہیں علم غیب پر ایسا ہی قبضہ ہوتا تو حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹوں کو پہلے ہی فر ما دیتے کہ

شر یرو! تم نے یوسف کو فلاں کنویں میں ڈال دیا ہے

اور نو ح بھی لاعلمی میں اپنے نا فر مان بیٹے کے لئے سفارش نہ کر تے۔

ان واقعات سے گر کچھ ثا بت ہوتا ہے تو یہ اور محض یہ کہ انہیں علم غیب پر قطعی قبضہ نہ تھا۔ حضرت نو ح نے تو صاف صاف کہہ دیا تھا

و لا اقول لکم عندی خزا ئن اللّٰہ و لا اعلم الغیب۔ (پ۱۲ع۳)

(اور نہیں کہتا ہوں میں تم سے کہ نز دیک میرے خزانے خدا کے ہیں اور نہیں جا نتا میں غیب کو)

ہاں یہ صحیح اور قطعاً درست ہے کہ عالم الغیب خدا وند عز وجل نے جب چا ہا علم غیب سے انہیں مطلع فر ما دیا۔ دگر ہیچ

روئے زمین کے مرزا ئیوں کو چا ہیے کہ اپنے پیر مر شد کی پیشانی سے یہ بدنما داغ مٹانے کی کوشش کریں۔

ہم اپنے تجر بہ کی بنا پر علی الاعلان کہتے ہیں کہ لا ہوری اور قا دیانی وغیرہ سب مل کر بھی اس میں کا میاب نہیں ہو سکتے:

یہ داغ بدنمائی مٹا یا نہ جائے گا

نو ٹ: اسی عنوان کے تحت مرزا جی کے دیگر اقوال جو کلام ر بانی قر آن کریم کے

خلاف ہیں ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے وقتاً فوقتاً پیش کیا کریں گے۔ انشاءاللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۴ ص ۵)

قادیانی اور رادھا سوامی

رادھا سوامی پینتھ کے گرو جب امرتسر میں آئے چونکہ بڑے تپاک سے معانقہ کر کے مجھ سے ملے تھے۔اس لئے روا داری کے طور پر میں نے ان کو چائے نوشی کی دعوت دی جو انہوں نے قبول بھی کر لی، اور کتب خانہ ثنائیہ میں آ کر ایک مشترکہ ہندو مسلم مجلس میں مع اپنے ساتھیوں کے نوش کی۔

اس پر قادیانی اخبار نے بہت کچھ اظہار رنج کرتے ہوئے لکھا کہ:

کس قدر ماتم کا مقام ہے کہ وہ (ثناءاللہ) ان لوگوں کے پاؤں تلے آنکھیں بچھاتے پھرتے ہس جو اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہیں انہوں نے رادھا سوامیوں کے گرو کو ہزار منتوں اور سماجتوں سے اپنے ہاں مدعو کیا اور پر تکلف دعوی دی۔ (الفضل قادیان ۲۴ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(بصد منت والی بات محض جھوٹ ہے صرف ایک دفعہ کہا اور سوامی نے مان لیا اور مسلمانوں کے ساتھ چائے نوشی کی۔ پر تکلف والی بات بھی درست نہیں کیونکہ صرف چائے بسکٹ انگور اور کیلے وغیرہ پیش کئے گئے تھے)

مسلمان خصوصاً اہلحدیث اپنے ہر کام میں نمونہ نبویہ کو سامنے رکھتے ہیں ہم کو اس کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غیر مسلموں کو دعوت کھلائی اور ان کے ہاں بھی کھائی۔مگر آپ جو ہمارے اتنے سے کام پر معترض اور سیخ پا ہو رہے ہیں یاد ہے جب پادری عبدالحق خلیفہ قادیان کو قادیان میں ملاتو خلیفہ صاحب نے اس کی دعوت کی۔اس نے کہا میں اکیلا نہیں ہوں میرے ایک ساتھ بھنگی مسیحی بھی ہے تو خلیفہ صاحب نے دونوں کو دعوت دی جس پر اخبار نور افشاں نے ایک نوٹ لکھا تھا۔ یاد ہے اس کی سرخی کیا تھی؟ بھول گئے ہو تو سنو: خلیفہ قادیان کے دسترخوان پر دو خنزیر (کیونکہ پادریوں کو تمہارے مسیح موعود خنزیر کہا کرتے تھے۔ثناءاللہ امرتسری)

پھر دوسری مرتبہ پادری مذکور اس زمانہ میں قادیان گیا جب امرتسر میں

مرزائیوں اور عیسائیوں کا مباحثہ مقرر ہوا تھا اور پادری مذکور قادیان پہنچا۔ خلیفہ صاحب لاہور گئے ہوئے تھے تو قادیان کے دفتر میں ان کو چائے پلائی گئی حالانکہ پادری لوگ اسلام کے صریح دشمن ہے جن کے قتل کرنے مسیح موعود تشریف لائے تھے۔ اور رادھا سوامی بے چاروں میں اگر کچھ نقص ہے تو ذاتی عقاید کا ہے اسلام کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ تصدیق کرتے ہیں چنانچہ ان کو صاف اقرار ہے کہ:

رادھا سوامی کی مذہب کی تعلیم کا رد نہیں کرتا بلکہ موید ہے۔

(پریم پرچارک ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء ص ۷)

پس قادیانی ممبرو:

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۳۴ء مطابق یکم ذی قعد ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۵ ص ۶)

ضروری باتیں

مولانا محمد ابوالقاسم بنارسیؒ سعید منزل دارانگر بنارس سے لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا محمد حسینؒ صاحب بٹالوی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پڑوسی اور ملاقاتی تھے۔ جتنا وہ مرزا صاحب کو جانتے تھے دوسرے نہیں اور جس قدر انہوں نے مرزا قادیانی کی تردید کی اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس کیا کوئی صاحب مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی یادگار کے طور سے ہی ان کے ان تمام مضامین کو جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق اشاعۃ السنہ وغیرہ میں شائع ہوئے ایک کتابی صورت میں جمع کر کے شائع کر دیں گے؟

یہ احسان تمام مسلمانوں پر ہوگا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پورے حالات مع تردید کے ایک جگہ مل سکیں گے۔

نیز اس کتاب کے بکثرت فروخت ہونے کی امید ہے۔ امید ہے کہ مرحوم کے صاحبزادوں میں سے کوئی صاحب اس کی طرف توجہ کریں گے۔

۲۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے شہادۃ القرآن میں لکھا ہے کہ نزول عیسی سے

متعلق رسالہ لکھا ہوا تیار رکھا ہے۔ یہ وعدہ غالباً ۱۹۰۴ء سے ہے جس کو اب تیس سال ہونے کو آئے لیکن رسالہ مذکور اب تک طبع نہیں ہوا۔

کوئی صاحب مولانا موصوف سے رسالہ مذکور لے کر چھاپ دیں تو ان کا بھی احسان تمام مسلمانوں پر ہوگا اور اشاعت بھی اس کی خوب ہوگی۔

۳۔ مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم کی فتح رحمانی، نیز عصائے موسیٰ وکلمہ فضل رحمانی و بجلی آسمانی کی سخت ضرورت ہے۔ان کا پتہ مطلوب ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۳۴ء مطابق یکم ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۵ ص ۶)

حدیث ابراہیمی پر مکرر جرح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی پر بحث کی گئی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ساری عمر میں تین جھوٹ بولے۔ اس حدیث کی تشریح کر کے معترضین کو جواب دیا گیا تھا۔خیال تھا کہ اب معترضین اس کو بنظر غائر دیکھیں گے تو تسلی پائیں گے مگر:

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

معترضین نے برنگ دیگر یہ سوال دہرایا لیکن ہم اس مکرر سوال کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے کیونکہ جواب کی تکمیل معترض ہی کے کلام میں ملتی ہے۔ پہلے نمبر (۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء اہل حدیث امرتسر) میں ہمارا روئے سخن دراصل جماعت مرزائیہ کی طرف تھا جو احادیث مرویہ کو مانتی ہے۔آج کا روئے سخن اہل قرآن (منکرین حدیث) کی طرف ہے۔ جو احادیث نبویہ کو حجت نہیں مانتے۔اور یہ مکرر جرح بھی امرتسری جماعت اہل قرآن کی طرف سے ہوئی ہے۔

تمہید جواب: اصطلاحات فصحاء بلغاء میں بعض کلام مجازی شکل میں صحیح ہوتے ہیں مگر حقیقت شرعیہ میں صداقت نہیں رکھتے کیونکہ حقیقت شرعیہ بہت بلند مرتبہ ہے۔بطور مثال اس موقع پر مشہور استاد داغ دہلوی مرحوم کا ایک شعر پیش کرتا ہوں جو

اپنے مرادی مجازی معنی میں بالکل صحیح ہے مگر دربار رسالت میں غالباً جھوٹ ہے۔ وہ شعر یہ ہے

مجھے کھٹکا تھا جب بناء کعبہ پڑتی تھی
کہ یہ جھگڑے میں ڈالے گا بہت گبرو مسلمان کو

بناء کعبہ کے وقت قائل موجود نہ تھا۔ جب نہ تھا تو کھٹکا کیسا۔ گبرو مسلمان میں کعبہ نے کیا جھگڑا ڈالا۔ جھگڑا ڈالنا تو ذی شعور لوگوں کا کام ہے۔ تین جھوٹ شاعر نے بولے ہیں۔ مگر اہل مذاق، بنظر فن کلام جانتے ہیں کہ یہ سب تخیلات شاعری اور مجازات ہیں۔ لیکن ایک سادہ دل پرہیزگار ان کو جھوٹ سے تعبیر کر سکتا ہے۔

دوسری مثال۔ شاعر معشوق کے قد کو سرو سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اور اس کی تھوڑی کو سیب سے۔ قد کو سرو اور تھوڑی کو سیب ملحوظ رکھ کر سعدی مرحوم فرماتے ہیں

عجب در زنخدان آں دل فریب
کہ ہر گز نبودہ ست بر سرو سیب

شیخ موصوف نے استعارہ کو کمال کی حد تک پہنچا کر ثابت کر دیا کہ واقعی سرو پر سیب کا پھل لگا ہوا ہے۔ یہ شعر اپنے مجازی اور شاعرانہ تخیل میں اعلیٰ درجہ کا ہے مگر دربار شریعت میں حقیقت سے دور۔

تیسری مثال۔ کسی اردو شاعر نے معشوق کو ایک شعر میں پورا پورا سورج بنا دیا۔ چنانچہ کہتا ہے

وہ نہ آئیں شب وعدہ تو تعجب کیا ہے
رات کو کس نے ہے خورشید درخشاں دیکھا

یعنی میرا معشوق تو سورج ہے۔ سورج بھلا رات کو کیسے نظر آئے۔ فن شاعری میں شعر خوب ہے، مگر حقیقت سے خالی۔

ان تین مثالوں سے ہماری غرض یہ ہے کہ مجاز وہی ہوتا ہے جس میں حقیقت نہ ہو بلحاظ عدم حقیقت اس کو غلط یا مبالغہ کہہ سکتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹ یہ ہیں۔

بتوں کو ان کے بڑے نے توڑا ہے۔،

میں بیمار ہوں۔ ،

بیوی کے حق میں کہا، میری بہن ہے۔

خدا جزائے خیر دے معترضین کو کہ اس نے پہلے خود کذب کی تاویل کر کے مطلع صاف کر دیا ہے لکھتا ہے:

بڑا بت چھوٹے بتوں کو تڑوانے کا باعث ہوا۔

(رسالہ بلاغ امرتسر فروری ۱۹۳۴ء ص ۱۳)

یقیناً یہی معنی ہیں۔ اسی طرح دوسرا فقرہ ، میں بیمار ہوں، یعنی تمہارے شرکیہ افعال سے کبیدہ خاطر ہوں۔ اسی طرح تیسرا فقرہ کہ یہ میری بیوی نہیں ہے یعنی بحکم انما المئو منون اخوۃ دینی بہن ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو معنی معترض نے کئے ہیں کیا حقیقت لفظیہ یہی ہے۔ آیت موصوفہ کے الفاظ سامنے رکھے دیتا ہوں

بل فعلہ کبیرھم کیا ان الفاظ کا ترجمہ یہ نہیں ہے،

بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا۔

جیسے اس لفظی ترجمہ کو معترض بھی غلط جانتا ہے دربار رسالت بھی اس کو جھوٹ یا بالفاظ دیگر غلط قرار دیتا ہے۔ پھر حدیث کا انکار کیوں؟ سچ ہے

منکر مے بودن و ہمرنگ مستاں زیستن

پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے صدیق تھے کہ مجازی اور استعارہ آمیز کلام بھی ہرگز نہیں بولا کرتے تھے۔ بولے تو صرف تین دفعہ جو مجازی رنگ میں صحیح ہوسکتی ہے وہ بھی محض رضاء الٰہی کے لئے، نہ کہ ذاتی غرض کے لئے۔ باوجود اس کے منکرین حدیث اعتراض کریں تو ہم ان کو ایک شعر پر توجہ دلائیں گے

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہء دلبرا خطا ایں جا است

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۸ ذی قعد ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۶ ص ۳-۴)

آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے ایک مہمل الہام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا شائع ہوا تھا جس کو امیر نادر خان مرحوم کی شہادت کے موقع پر نکال کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کا ثبوت دیا گیا۔

امت مرزائیہ کے دونوں اخباروں نے اس پر خوب حاشیئے چڑھائے۔ اخبار اہل حدیث امرتسر آج تک خاموش رہا، اسلئے کہ دوسرے ضروری مضامین پر توجہ رہی۔ دوم، اس پیش گوئی کو ہم نے ایسا مہمل سمجھا کہ کوئی عقل منداس پر توجہ ہی نہ کرے گا کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے حضرت مسیح کی ایسی بلکہ اس سے بھی واضح تر پیش گوئیوں کی ہنسی اڑائی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ زلزلے آئیں گے۔ اس پر لکھتے ہیں یہ بھی کوئی پیش گوئی ہے کہ زلزلے آئیں گے کیا دنیا میں زلزلے آیا نہیں کرتے (ضمیمہ انجام آتھم ص۴) حالانکہ حضرت مسیح کے کلام میں فقرہ تامہ مفید ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہام میں کوئی فقرہ مفیدہ بھی نہیں۔

باوجود اس کے قادیانی پریس نے اپنی عادت کے مطابق اس کو بہت پھیلایا۔ یہاں تک کہ خلیفہ قادیان نے نادر شاہ والے الہام پر بڑا بسیط مضمون لکھا جس کو ٹریکٹ کی صورت میں بھی شائع کیا گیا اور قادیانی الفضل (۱۵ فروی ۱۹۳۴ء) میں ہماری خاموشی کو صداقت پر مہر سمجھا اس لئے ہمیں اس پر توجہ کرنی پڑی۔

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اس الہام کو پہلے بچہ سقہ کے واقعہ پر لگایا پھر نادر خان مرحوم کے انتقال پر چسپاں کیا۔ یہ تو کیا جو کچھ کیا مگر غضب تو یہ کیا کہ بچہ سقہ ڈاکو اور اس کے تین سو ساتھیوں کو محض امان اللہ خان امیر کابل کی عداوت میں اصحاب بدر کی مانند قرار دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

کابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ۔ خدا نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اطلاع

دے رکھی تھی اس کے مطابق بچہ سقہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی یعنی کل تین سو سپاہی تھے امان اللہ خان کے مقابلے کے لئے کھڑا کر دیا اور پھر دو بارہ بدر کی جنگ میں نظارہ دنیا نے دیکھا یعنی تین سو ناتجربہ کار اور بے سامان سپاہیوں نے ایک حکومت کا جو قلعوں میں محفوظ تھی تختہ الٹ دیا۔ (رسالہ: ایک تازہ نشان کا ظہور ص ۸۔۹)

مسلمانوں کے لئے کس قدر دل شکن تحریر ہے۔ آہ! کس قدر خودغرضی پر مبنی اور جاہلانہ تقریر ہے کہ ڈاکوؤں اور سفاکوں کی ٹولی کو اصحاب بدر سے تشبیہ دی جائے اور ان کے ظالمانہ غلبہ کو فتح نبویہ کے ساتھ مشابہت دی جائے۔ لطف یہ ہے کہ یہ نہ سوچا کہ ان اصحاب بدر کو جس (نادر خان) نے قتل کر کے فنا کیا وہ کون ہوا، مومن یا کافر؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی امت کو مسلمانوں کے خیر و شر سے کوئی واسطہ ہی نہیں بلکہ محض اپنے قدح کی خیر منانے سے مطلب ہے۔ اسی لئے بغداد کے سقوط پر جس وقت دنیا کے کل مسلمان رو رہے تھے ان کے دل میں سخت رنج ہو رہا تھا قادیان سے بڑی مسرت کا مضمون نکلا تھا جس میں انگریزی فتح پر اظہار مسرت کرنے کے علاوہ ترکوں کو بندر اور سور قرار دیا تھا۔ (الفضل قادیان ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

اس سے آگے مطلب کو دیکھئے کہ اسی الہام (نادر شاہ) کو پہلے اس موقع پر لگایا گیا تھا جب بچہ سقہ کو فنا کر کے نادر خان مرحوم نے کابل پر تصرف کیا تھا چنانچہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب لکھتے ہیں:

آہ! نادر شاہ۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ اس سے پہلے واقعہ (بچہ سقہ) کے بعد نادر شاہ بادشاہ افغانستان کا ہوگا۔ (ایضاً ص ۱۰)

بہت اچھا۔ معلوم ہوا کہ بچہ سقہ کے زمانے میں افغانستان کی حکومت کے لئے اہل کابل پکار رہے تھے۔ آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟ یعنی وہ آئے اور بادشاہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ نادر خان بادشاہ ہو گئے پیش گوئی پوری ہوگئی۔ مگر اتنے پر کفایت کرتے تو، مرزائی، کیسے کہلاتے اور نادر خان مرحوم کی شہادت کے موقع پر کیونکر بولتے؟ اس لئے انہوں نے بچہ سقہ پر چسپاں کرنے کے علاوہ مذکورہ الہام وسیع کر کے آگے بڑھایا یہاں تک کہ شہادت نادر خان تک پہنچ کر لکھا:

بادشاہ بننے کے بعد ایک آفت ناگہانی کے ذریعہ سے اس کی موت واقع ہو گئی حتی کہ سب ملک (کابل کا ملک مراد ہے۔ یہ لفظ یاد رہے۔ ثناء اللہ) چلا اٹھا کہ آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟ (ایضاً۔ ص ۱۱)

ایک اردو شاعر نے اپنے معشوق کو مشورہ دیا ہے کہ تم وصل سے انکار نہ کیا کرو بلکہ یوں کیا کرو:

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

یہی مشورہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہام کنندہ نے ان کو دیا ہوا ہے کہ جو بات کرو ایسی کیا کرو کہ حسب موقع اس کے کئی معنی نکالے جاسکیں چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام (آہ! نادر شاہ) اسی مشورے کے ماتحت ہر ایک پہلو پر چسپاں کیا جاتا ہے۔

ناظرین کرام! آپ مرزا صاحب قادیانی کے اس گول مول الہام سے متعجب نہ ہوں ان کی مشین میں اسی قسم کے الہام ڈھلا کرتے تھے اس کی مثال میں اس سے بھی عجیب تر الہام: ،غزنوی، ہے۔ (اخبار بدر قادیان ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

کیسا فصیح اور کیسا بلیغ اور کیسا بامعنی الہام ہے۔ غزنوی، مبتدا۔ خبر، مرگیا، صحیح ہے۔ غزنوی، مبتدا، خبر، پیدا ہوا، صحیح۔ غزنوی، مبتدا، خبر بنگال میں وزیر ہوا، بالکل صحیح۔ غزنوی مبتداء، خبر، ہندوستان میں حملہ کرنے آیا، ۔کتب تاریخ گواہ ہیں ۔غزنوی، مبتدا، امرتسر میں ایک خاندان ہے، بالکل ٹھیک ہے۔ یہاں تک کہ غزنوی کی خبر پر مقدمہ ہوگا، بھی درست ہے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل غزنوی پر بمبئی میں مقدمہ چل رہا ہے جس کی پیشی ۳۰ مارچ کو ہے۔ غرض دنیا میں جتنے واقعات ایسے ہوں جن کو کسی غزنوی سے تعلق ہو ان سب پر یہ الہام چسپاں کر دیا جائے گا۔

ایک لطیف تردید: ہمارے لڑکپن کا ایک واقعہ ہے پنجاب میں ایک مکار واعظ پھرا کرتا تھا اس کو بغدادی مولوی کہتے تھے وعظ میں کہا کرتا تھا، لفظ وہابی، اصل میں، واہ بی، ہے اس کا قصہ یوں بیان کرتا کہ عبدالوہاب نجدی کی لڑکی کو ناجائز حمل ہو گیا تھا محلے کی عورتوں نے اس کو دیکھ کر کہا۔ واہ بی، واہ بی۔ یہ لوگ اس کی اولاد ہیں۔

جہلا تو خوب ہنستے مگر ہم ان سے پوچھا کرتے کہ مولوی صاحب نجد میں اردو زبان ہے یا عربی۔ یقیناً عربی ہے تو پھر نجد کی عورتوں نے واہ بی کیوں کہا۔ معلوم ہوا کہ یہ آپ کا من گھڑت افتراء ہے۔ ٹھیک اسی طرح نادر شاہ کی بے وقت شہادت پر سب سے پہلے دردناک آواز اہل کابل کی زبان سے نکلی ہوگی اور وہ یقیناً فارسی ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام (آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟) اردو فقرہ ہے جو اہل کابل کا نہیں ہوسکتا ۔ مرزا صاحب قادیانی کو فارسی میں بھی الہام ہوئے اور ہوسکتے تھے۔ پس اگر نادر خان (شاہ کابل) اس الہام سے مراد ہوتے تو الہام کے اصل الفاظ فارسی ہوتے تاکہ اہل کابل آواز کی پوری ترجمانی کرسکتے (کیونکہ خلیفہ صاحب نے خود لکھا ہے کہ سب ملک چلا اٹھا)۔ ہم حیران ہیں کہ سب سے پہلے تکلیف تو پہنچے اہل کابل کو مرزا صاحب قادیانی کا الہام کنندہ اس کی حکایت کرے اور زبان فارسی بھی جانتا ہو لیکن الہام کرے اردو میں؟ چہ خوش۔ یا یہ بات ہے:

شوخ من ترکی و من ترکی نمے دانم

اس سے صاف ثابت ہے کہ اس الہام کو شاہ کابل کی وفات سے کوئی تعلق نہیں

اصول مرزا: احمدی ممبرو تم خلیفہ کا منہ دیکھتے ہو یہ تمہاری غلطی ہے۔ ہم بڑے میاں مرزا صاحب متوفی کو ماننے والے ہیں پس سنو! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

> پیش گوئی سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے کام آسکے لیکن جب ایک پیش گوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی۔ پیش گوئی میں تو وہ امور صریحاً پیش کرنے چاہییں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۲۱۔۱۲۳)

سچ بتاؤ، آہ نادر شاہ، والی پیش گوئی اس معیار پر پوری اتر سکتی ہے۔ یاد رکھو جب تک اہل حدیث کے ہاتھ میں قلم ہے انشاء اللہ تم دنیا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

مختصر یہ کہ مرزا صاحب نے جو الفاظ یسوع مسیح کی مجمل پیش گوئیوں کے حق میں لکھے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

> اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے

قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ص۴ حاشیہ)

ہمارا حق ہے کہ ہم اسی عبارت کو ہو بہو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر چسپاں کرنے کو یوں کہیں:

اس درماندہ انسان (ذیابیطس، ہسٹیریا اور مراق کے دماغی بیمار مرزا) کی پیش گوئیاں کیا تھیں یہی کہ ،غزنوی ، اور، آہ نادرشاہ کہاں گیا ، ۔ پس ان دلوں پر... ہو جنہوں نے ایسی پیش گوئیاں اس کی صداقت کی دلیل بنائیں اور بقول خود سچے کے سامنے جھوٹا ہو کر مرنے والے کو نبی بنالیا۔

کیا کوئی قادیانی یا لاہوری ہے جو ہماری اس تحریر کا جواب دے سکے یادرکھو:

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۸ ذی قعد ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۶ ص ۴۔۵)

زلزلہ بہار کا اثر قادیان میں

و فی کل شیء له آیة ۔ تدلّ علی انّه کا ذب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان ہے دنیا میں خواہ کوئی واقعہ ظہور پذیر ہو، خوشی کا ہو، یا رنج کا، اس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کو صدمہ ضرور پہنچتا ہے۔ صوبہ بہار کا زلزلہ کیسا تکلیف دہ ہے، مگر اس میں بھی خدائی مصلحت یہ ہے کہ قادیانی طلسم ٹوٹ کر دنیا کے سامنے اس کا ذرہ ذرہ ہوا میں اڑ جائے۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۹ فروری

۱۹۳۴ء میں ایک مضمون چھپا تھا جس کا عنوان تھا، زلزلہ بہار سے قادیانی قلعہ گر پڑا۔

اس میں ہم نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریرات کا حوالہ دیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہوا ہے کہ زلزلہ عظیمہ میری زندگی میں آئے گا، نیز موسم بہار میں آئے گا نیز صبح کے وقت آئے گا۔

یہ تین شرطیں ہم نے مرزائی کتب کے حوالہ سے ثابت کر دی تھیں اور نتیجہ نکالا تھا کہ زلزلہ عظیمہ بہار چونکہ نہ موسم بہار میں آیا، نہ صبح کے وقت آیا، نہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں آیا، لہذا مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی غلط اور نبوت باطل۔ قادیان سے اس کا جو جواب نکلا اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے زلزلہ کی بابت دعا کی تھی خداوندا اس کو پیچھے ہٹا دے خدا نے پیچھے ہٹا دیا۔

۲۔ ۱۵ جنوری کو موسم بہار کا شروع تھا

۳۔ صبح کے وقت کا جواب نہیں دیا۔

مجیب کے اپنے الفاظ یہ ہیں

زندگی میں زلزلہ نہ آنے کا تو اللہ تعالیٰ حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۱۰۰ پر بذریعہ الہام فیصلہ فرما چکا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

ربّ اخّر وقت هذا اخّره الله الى وقت مسمى

یعنی اے خدائے بزرگ زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر ڈال دے۔

خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں تاخیر ڈال دے گا۔

اس کے نیچے حاشیہ میں حضرت (مرزا قادیانی) نے لکھ دیا ہے:

میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

ربّ اخر وقت هذا اخره الله الى وقت مسمى

یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے۔ (ص ۱۰۰)

باقی رہا یہ امر کہ موسم بہار میں زلزلہ آنے کی پیش گوئی ہے اور یہ موسم بہار کا

نہیں ۔ کاش اگر ثناء اللہ اس اعتراض کو لکھنے سے قبل کسی باغ میں چلا جاتا اور دیکھتا کہ ابتدائے بہار ہے یا نہیں ،تب شائد اس کو اس کی مسخ شدہ ضمیر بھی اس اعتراض کو اٹھانے سے روک کر مزید ذلت وخواری سے بچا لیتی ۔ ورنہ اگر اسی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۹۲۔۹۳ پر جہاں سے اس نے یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ، وہ زلزلہ میری زندگی میں ہوگا ، انہی کو بتمام وکمال پڑھ لیتا تو اس کو ابتدائے بہار اور وقت زلزلہ بھی معلوم ہو جاتا ۔ بہر حال جائے استاد خالی است کے مطابق خدا کو یہ بھی منظور تھا کہ ایک طرف ثناء اللہ کا دعوی انا خیر ٹوٹے اور دوسری طرف اس کو تکذیب کی ذلت وخواری نصیب ہو۔لو میں وقت اور ابتدائے بہار صفحہ ۹۳ براہین پنجم سے پڑھ کر سناتا ہوں :

خدا فرماتا ہے کہ میں اس وقت آؤنگا جب کہ دل سخت ہو جائیں گے اور زلزلہ کے آنے کے خیال سے لوگ اطمینان حاصل کرلیں گے اور خدا فرماتا ہے کہ میں مخفی طور پر آؤنگا کہ کسی کو بھی اطلاع نہیں ہوگی یعنی لوگ اپنے دنیا کے کاروبار میں سرگرمی اور اطمینان سے مشغول ہوں گے اور اس سے پہلے لوگ تسلی کر بیٹھے ہوں گے کہ زلزلہ نہیں آئے گا اور اپنے تئیں بے خطر اور امن میں سمجھ لیا ہوگا ۔تب یک دفعہ یہ آفت ان کے سروں پر آئے گی مگر خدا فرماتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہوں گے آفتاب بہار کی صبح میں نمودار ہوگا اور خزان کی شام میں غروب کرے گا تب کئی گھروں میں ماتم پڑے گا۔

(اخبار فاروق قادیان ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء ص ۱۱)

۱۔ ۱۵ جنوری کو موسم بہار کہنا ان لوگوں کا کام ہے جو ہندوستان میں نہ رہتے ہوں ، ورنہ ہندوستان میں رہنے والے جانتے ہیں کہ ماہ جنوری سخت سردی کا زمانہ ہے اس لئے شملہ وغیرہ پہاڑی مقامات پر موسم سرما کی تعطیلات ہوتی ہیں ۔ ہندی حساب سے ماگھ کا مہینہ سردیوں کا ہے اور ماہ پھاگن سے موسم بدلتا ہے اس لئے ۱۵ جنوری کو موسم بہار کہنا انہی لوگوں کا کام ہے جو دمشق سے مراد قادیان لینے میں بھی نہیں جھجکتے اور کوئی عقل مند تو اس کو قبول نہیں کرے گا۔

۲۔ ہم نے مجیب کا حوالہ خوب پڑھا۔ ہمارا یقین ہے کہ مجیب نے محض حمایت مرزا میں

ہم کو الزام دیا ہے ورنہ حوالہ مذکور کو مجیب بغور پڑھتا تو شرمندہ ہو کر خود ہی خاموش ہو رہتا مگر شرم وحیا جس جوہر کی فرع ہے وہ کم یاب ہے۔ مقام مذکور کی عبارت ہمارے سامنے ہے ہم وہ ساری نقل کر کے قادیان کے ارکان اور دیگر اعیان اسلام سے انصاف چاہتے ہیں۔ پس وہ غور سے سنیں مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے اور تیس برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالی نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر ۸۰ برس کی ہو گی یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالی نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آ جائے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ۔ ج ۵ ص ۹۷)

ناظرین کرام ! اس عبارت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آج کل کے مجیبوں کو جواب دیا ہے کہ:

باوجود تاخیر کے بھی زلزلہ میری زندگی ہی میں آئے گا۔

اب بتایئے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو ہر حال میں زلزلہ کا وقوع اپنی زندگی میں قرار دیں ان کے مریدان کی وفات سے ۲۵ سال بعد (جنوری ۱۹۳۴ء) تک اس کو کریں تو یہ مثال صادق نہ آئے گی

من چہ سرائم وتنبورہء من چہ سرائد

احمدی ممبرو! یاد رکھو مرزا غلام احمد صاحب کی پیش گوئیوں خصوصاً اس پیش گوئی پر جتنا زیادہ بولو گے بحکم: چو بشوئی پلید تر گردد، اتنے ہی زیادہ ٹانکے کھلواؤ گے اس سے ہم تم کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ خاموشی اختیار کرو تو بہتر ہے، ورنہ:

در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۱۵ ذی قعد ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۷ ص ۴۔۵)

زلزلہ درقادیان

غلغلہ غضب خدا شد بلند زلزلہ درگور غلام احمد فگند

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کا دن کیسا منحوس تھا کہ ادھر صوبہ بہار کو اس نے جسمانی صورت میں تباہ کیا، ادھر معنوی طور پر قادیان کو برباد کیا، جس کی شان میں یہ شعر پڑھا جاتا تھا

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

عرصہ ہوا، اس شعر کا جواب دیا گیا تھا

چہ گوئم باتو گر آئی چہادر قادیان بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دارالزیاں بینی

مگر اب تو اس شعر کی بجائے یوں ہونا چاہیے

چہ گوئم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی
بلا بینی خزاں بینی زلازل رانشاں بینی

اس دعویٰ کے متعلق ہم نے سابق میں دو مضمون لکھے ہیں۔ ایک ۹ فروری ۱۹۳۴ء کو اور دوسرا، ۲ مارچ ۱۹۳۴ء کو۔ اس اثناء میں قادیانی اخباروں میں دھوم تھی کہ میاں بشیر احمد (پسر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) زلزلہ پر بسیط مضمون لکھ رہے ہیں۔ ہم نے سمجھا کہ خوب لکھیں گے اور ہماری طرف سے جو مضامین اس بارے میں نکل چکے ہیں ان کا جواب بھی کافی دیں گے۔ اس خیال سے ہم اس کے دیکھنے کو چشم براہ تھے۔ آخر وہ مضمون اخبار الفضل مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں آیا اور ٹریکٹ کی صورت میں بھی پہنچ گیا۔ مضمون دیکھنے سے اتنا تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والا نہ صرف اصلی معنی میں باپ کا بیٹا ہے بلکہ اتباع میں پورا متبع ہے۔ یعنی جس طرح مرزا صاحب قادیانی متوفی کی تصنیفات میں الفاظ کی بھرمار اور عبارت کی طوالت، استاد غالب کے اس شعر کی

تصدیق کرتی تھی ؎

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے

یہی حال مرزا بشیر احمد قادیانی کا ہے

ہمارے دونوں گزشتہ مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ زلزلہ آنے کی پیشگوئی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کی تھی، مگر اس کا وقوع اپنی زندگی سے مخصوص کیا تھا۔ یہاں تک کہا تھا کہ میری زندگی میں نہ آئے، تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

ہم منتظر تھے کہ صاحبزادہ (مرزا بشیر احمد قادیانی) صاحب اس اعتراض کو اٹھائیں گے، لیکن دیکھنے سے یقین ہو گیا کہ شیر کے پنجے سے چھوٹنا ممکن ہے، مگر 'اہل حدیث' کی گرفت سے نکلنا کارے دارد۔

صاحبزادہ (مرزا بشیر احمد قادیانی) نے کمال کیا کہ طوالت دینے کے لیے اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کی بحث چلائی، اس لیے یہ بھی ان کا فرض تھا کہ اس زمانہ کا اہل حدیث سامنے رکھ کر آگے چلتے۔ (مولانا امرتسری یہاں اپنی ۱۹۰۵ء والی پرانی تحریر نقل کر کے لکھتے ہیں کہ) خیر یہ بات تو رفت گذشت ہوئی۔ اب جو صوبہ بہار میں زلزلہ عظیمہ آیا تو قادیانی پریس کے وارے نیارے ہو گئے۔ لاہوری اور قادیانی بالاتفاق اس کو اپنے حق میں نعمت غیر مترقبہ جان کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن اہل حدیث کی 'ہوں' کے بعد لاہوری تو کھسک گئے مگر قادیانی جو اصل گدی کے مالک ہیں، کیسے کھسک سکتے ہیں۔ اس لیے وہ مقابلہ پر آئے۔ سب سے پہلے میاں محمود کی ڈیوڑھی کا...... آگے آیا۔ جس کو اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲ مارچ (۱۹۳۴ء) میں دھتکار دی گئی۔ اس کے بعد صاحبزادہ بشیر احمد آگے بڑھے۔ پس اب ہمارا خطاب انہی صاحبزادہ سے ہے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ میاں بشیر احمد قادیانی نے بہت تطویل سے کام لیا ہے۔ مگر ہم ان کی عبارت طویلہ سے اصل روح نکال کر ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

'الغرض حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی کے بعد آپ کی زندگی میں دنیا کے مختلف حصوں میں بڑے سخت زلزلے آئے اور بعض آپ کی

وفات کے بعد آئے (جیسا کہ اٹلی جاپان چین وغیرہ کے تباہ کن زلزلے) اور بعض آئندہ آئیں گے اور یہ خدا ہی کو علم ہے کہ وہ کب کب اور کہاں کہاں آئیں گے اور ان کے نتیجہ میں کیا کیا تباہی مقدر ہے؟ مگر وہ تباہ کن زلزلہ جو حال ہی میں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو ہندوستان کے شمال مشرق میں آیا ہے جس نے صوبہ بہار اور ریاست نیپال اور بنگال کے بعض حصوں میں ایک قیامت برپا کر رکھی ہے وہ ایک ایسا زلزلہ ہے کہ اس میں ۱۹۰۵ء کے شمال مغربی ہندوستان والے زلزلہ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات و کشوف میں تصریح اور تعیین پائی جاتی ہے اور یوں نظر آتا ہے کہ گویا خدائی ہاتھ معین طور پر اشارہ کر رہا ہے کہ یہ زلزلہ ان خاص زلزلوں میں سے ایک ایسا زلزلہ ہے جس کے متعلق تعین اور صراحت کے ساتھ خبر دی گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات اور کشوف سے پتہ لگتا ہے کہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء والے زلزلے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل علامات مقرر تھیں۔ یعنی منجملہ بعض اور علامات کے ذیل کی پانچ علامات اس کے لیے بطور خاص مقرر کی گئی تھیں۔

اول : اس زلزلہ میں خطرناک تباہی آئے گی' اور اس کے ساتھ پانی کا سیلاب بھی ہوگا۔

دوم : یہ زلزلہ نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے قتل کے بعد اس کے قریب کے زمانہ میں ہوگا۔ سوم : یہ زلزلہ موسم بہار میں آئے گا۔

چہارم: یہ زلزلہ ہندوستان کے شمال مشرقی علاقہ میں آئے گا۔

پنجم : یہ زلزلہ مرزا بشیر احمد کی زندگی میں آئے گا اور وہی ابتداً اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلانے والا ہوگا۔

یہ وہ پانچ علامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آج سے قریباً ۲۸ سال پہلے اس زلزلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود پر ظاہر فرمائیں۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ باتیں کس طرح من وعن پوری ہوئیں۔ (الفضل ۴ مارچ ۱۹۳۴ء۔ ٹریکٹ ص ۱۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا بشیر احمد کی تقریر کا خلاصہ اور روح صرف اتنی ہی ہے کہ اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد جس شدید زلزلہ کے آنے کی خبر مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے دی تھی وہ وہی ہے جو ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں آیا۔

ہم اس پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔ تاکہ مسافت جلدی طے ہو۔ آپ کے بڑے بھائی خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) بھی یہی کہتے ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں:

'۴ اپریل ۱۹۰۵ کے زلزلہ عظیمہ کے بعد جو ضلع کانگڑہ میں شروع ہوا تھا حضرت مسیح موعود کو اور زلزلہ کے متعلق الہام ہوا جو اپنی شدت میں پہلے زلزلہ سے بڑھ کر ہونا تھا۔ تو اس وقت کے احمدیوں کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ عام خیال یہ پیدا ہوگیا تھا کہ وہ دوسرا آنے والا زلزلہ بھی اسی علاقہ میں آئے گا۔ مگر اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے ایک رؤیا دیکھی جس میں انہوں نے میاں بشیر احمد صاحب کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ زلزلہ اب شمال مشرق کی طرف چلا گیا ہے۔ سابقہ زلزلہ ہندوستان کے شمال مغرب یعنی پنجاب کے علاقہ میں تھا۔ اور اس رؤیا کے مطابق اب یہ موجودہ زلزلہ جو ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو واقعہ ہوا علاقہ منگھیر دربھنگہ اور نیپال وغیرہ میں واقعہ ہوا ہے جو ہندوستان کا شمال مشرقی حصہ ہے۔' (الفضل۔۴۔فروری ۱۹۳۴ء۔ص ۲)

(مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ) اہل حدیث اب دونوں بھائیوں (مرزا محمود اور مرزا بشیر) کے بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ واقعی ۱۹۰۵ء کے بعد نمونہ قیامت زلزلہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو آیا۔ بس اب مطلع صاف ہے کہ ۱۹۰۵ء کے بعد جو نمونہ قیامت زلزلہ آنے والا تھا اس کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اپنے الفاظ کیا ہیں، وہ غور سے سنئے اور دل کی لوح پر نوٹ کر لیجئے۔ مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

'ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا

ظہور ہوگا' (ضمیمہ براہین حصہ پنجم۔ص۹۲۔۹۳)

(مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ) ناظرین! للہ غور فرمائیں کہ منطقی صورت میں ہمارے قیاس کے دو جزء ہیں۔

۱۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء والہ زلزلہ بالا تفاق نمونہ قیامت ہے۔

۲۔ نمونہ قیامت زلزلہ کو مرزا صاحب نے اپنی زندگی سے وابستہ کیا تھا۔

اور نتیجہ صاف ہے کہ چونکہ نمونہ قیامت، موعودہ زلزلہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں نہیں آیا اس لئے ہم مرزا صاحب قادیانی کے ارشاد کے ماتحت مجبور ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے حق میں یہ اعتقاد رکھیں کہ مرزا غلام احمد صاحب، خدا کی طرف سے نہ تھے۔ خدا کی طرف سے نہ تھے، تو پھر کیا تھے؟

چند باتیں میاں بشیر احمد قادیانی کی باقی رہ گئیں۔

۱۔ زلزلہ سے خطرناک تباہی آئے گی اور پانی کا سیلاب بھی ہوگا۔

(اس کا جواب یہ ہے کہ) تباہی آئے گی اور سیلاب بھی ضرور ہوگا، مگر مرزا صاحب کی زندگی میں۔

۲۔ یہ زلزلہ نادر شاہ، بادشاہ افغانستان کے قتل کے بعد، اس کے قریب کے زمانہ میں آئے گا۔

(اس کا جواب یہ ہے کہ) کنگ نادر شاہ کے قتل کے بعد اس کا ثبوت مرزا صاحب قادیانی کے کلام میں نہیں، محض آپ کا شاعرانہ تخیل اور نکتہ بعد الوقوع ہے۔

۳۔ زلزلہ موسم بہار میں آئے گا

(جواب یہ ہے کہ) ہم مانتے ہیں۔ لیکن ۱۵ جنوری کو موسم بہار نہیں ہوتا، بلکہ بعد ختم جنوری ہوتا ہے۔

۴۔ شمالی علاقہ میں آئے گا۔

(مرزا بشیر احمد کا یہ جواب) ہمارے مخالف نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کے مخالف ہے جو کہتے ہیں بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی (زلزلہ والی) میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی' (ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۹۷) کون نہیں جانتا کہ مرزا صاحب کا ملک پنجاب ہے، صوبہ بہار نہیں۔

۵۔ میاں بشیر کی زندگی میں آئے گا۔

(کا جواب یہ ہے) ان کی زندگی میں آئے۔ہمیں کیا؟ مگر ان کے ساتھ ان کے والد ماجد کا ہونا بھی ضروری ہے جو ان کی عبارت میں منصوص ہے۔

(مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں) ناظرین کرام یہ تو ہے خاندان نبوت قادیان کے بیانات کی تفصیل اوراس پر بحث۔اب ذرا نمک خوروں کی بھی سن لیجئے کہ وہ اپنے مالک کی بات بنانے کی کیا کوشش کررہے ہیں۔الفضل کا ایڈیٹر لکھتا ہے:

'مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس سے تو انکار نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایک قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی اور وہ زلزلہ آ بھی گیا اوراس کے متعلق جو خبر دی گئی وہ پوری ہوگئی۔ لیکن ان (ثناء اللہ) کے نزدیک اس زمانہ میں نہیں آیا جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔اگر مولوی صاحب کے دل میں کچھ بھی خوف خدا ہوتا تو وہ اتنی عظیم الشان خبر کے پورا ہونے پر اس سے انکار کی بنا اپنے قیاس پر نہ رکھتے۔ جو زمانہ کی تعیین کے متعلق انہوں نے کیا۔اور علیم وخبیر خدا کے مقابلہ میں اپنے فہم و قیاس کو ناقص قرار دے کر سمجھ لیتے کہ اس کے پورا ہونے کا وہی زمانہ تھا جبکہ خدا نے اسے پورا کیا'

(الفضل ۲۲ فروری ۱۹۳۴ء ص ۳)

(مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ) ناظرین حیران ہوں گے کہ یہ کیا جواب ہے۔ہم تو مدعی (مرزا صاحب قادیانی) کا اپنا بیان پیش کرتے ہیں کہ میری (یعنی مرزا کی) زندگی میں آئے گا۔مگر وکیل مدعی، ہمارے سر تھوپتے ہیں کہ تم اپنے قیاس سے کہتے ہو۔خدا نے جس وقت چاہا وعدہ پورا کردیا۔اے جناب! یہ کسی ایسے شخص کو سناؤ جو خدا کو ایک وعدہ خلاف معشوق کی طرح جان کر اس کی وعدہ خلافی کا یوں عذر کرے ؎

وہ نہ آئیں شب وعدہ تو تعجب کیا ہے
رات کو کس نے ہے خورشید درخشاں دیکھا

ہمارا خدا تو وہ ہے جس کی شان ہے کہ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران: ۱۹۴) وہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ خاص کر انبیا کرام سے جو وعدہ کرے اس بات کی بابت تو مؤکد ارشاد ہے

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ (ابراہیم:۴۷)

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ (البقرہ:۴۷)

یعنی ہرگز خیال بھی مت کرو کہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ کر کے خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدلہ لینے والا ہے

ہم کسی وعدہ خلاف انسان کو دوست بھی نہیں بناتے کیونکہ شیخ سعدی منع فرما چکے ہیں

دوستی را نشائد ایں غدار

تو ایسے وعدہ شکن کو ہم خدا کیسے مان لیں۔ ہرگز نہیں۔ خدا سچا ہے اس کے نام سے جھوٹی خبر بتانے والا جھوٹا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس کے بعد اڈیٹر الفضل حق نمک ادا کرتا ہوا لکھتا ہے

'مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ وہ قیامت خیز زلزلہ جس کی خبر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے دی تھی' وہ آپ کی زندگی میں آنا چاہیے تھا اور بہار کے موسم میں آنا چاہیئے تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک ہی زلزلہ کے آنے کی خبر دی ہوتی اور اس کو اپنی زندگی میں آنا ضروری قرار دیا ہوتا مگر وہ آپ کی زندگی میں نہ آتا تو مولوی صاحب کہہ سکتے تھے کہ آپ کی زندگی کے بعد جو قیامت خیز زلزلہ آیا ہے اسے آپ کی پیشگوئی کے مطابق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کو متعدد زلزلوں کے آنے کی خبریں دی گئیں۔ اور آپ نے متعدد زلزلوں کے آنے کا کھول کھول کر ذکر فرمایا۔ جیسا کہ آپ کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے

'کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے'

'یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر آئیں گے۔ اور ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے' اور اسی سلسلہ میں اہل ہند کو خاص طور پر مخاطب کر کے (مرزا

صاحب قادیانی) تحریر فرماتے ہیں
'کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے، یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے'

اور 'میں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے'

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کئی ایک زلزلوں کے آنے کی خبر دی۔ اور ان میں سے بعض کو قیامت کا نمونہ قرار دیا۔ پھر ہندوستان میں کئی زلزلے آنے سے مطلع کیا۔ اور دوسرے ممالک کی نسبت زیادہ ہولناک اور تباہ کن زلزلے آنے کا اعلان کیا۔ جب یہ صورت ہے تو پھر ان الفاظ کو لے کر جن میں کسی زلزلہ کا آپ کی زندگی میں مذکور ہو، آپ کی وفات کے بعد آنے والے زلزلوں سے انکار کرنا اور آپکی پیش گوئی کے خلاف قرار دینا، حد درجہ کی بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو الفاظ پیش کئے ہیں وہ ایسے ہی زلزلہ کے متعلق ہیں جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آنے والا تھا اور وہ آپ کی زندگی میں ہی آیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں

'میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہام کی پیش گوئی کی ایک عبارت یہ تھی 'پھر بہار آئی خدا کی بات پوری ہوئی' چنانچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا۔ اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔' (حقیقت الوحی ص ۲۲۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بھی ہندوستان میں

زلزلہ آیا اور بہار کے موسم میں ہی آیا۔ پس جب ایسا زلزلہ مقررہ وقت اور مقررہ موسم میں آچکا ہے تو اب اسے نظر انداز کر کے وقت اور موسم کا اعتراض بالکل فضول ہے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ اس زلزلہ کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود تحریر فرما چکے ہیں

'یقیناً یاد رکھنا چاہیے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنیوالے ہیں۔ خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا' (حقیقت الوحی، ص ۲۲۱)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ پہلے زلزلوں کے بعد آنے والے زلزلے ہیں۔ اور ان کے متعلق قطعاً یہ شرط نہیں ہے کہ وہ آپ (مرزا) کی زندگی میں آئیں گے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر بتائیں۔ اپنی موت کو اور اس امر کو ذہن میں مستحضر کر کے کہ آخر ایک روز اس خدا کے سامنے جانا ہے جو دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے اور جس کے سامنے کوئی چالا کی کوئی ہوشیاری اور کوئی تلبیس نہیں چل سکتی۔ بتائیں کہ کیا ان حوالوں سے یہ امر ظاہر نہیں ہوتا کہ اپنی زندگی اور بہار کے دنوں میں جس زلزلہ کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں کی تھی وہ آپ کی زندگی میں ہی پوری ہو چکی۔ اور وہ زلزلہ جو' قیامت کا نمونہ' ہوگا۔ اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے بعد آنے والا تھا اور بعد میں آیا۔ جس کے قیامت کا نمونہ ہونے کا سب لوگ اقرار کر رہے ہیں'۔

(الفضل قادیان ۲۴ فروری ۱۹۳۴ء ص ۴)

(مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں) ہم نے الفضل کی ساری عبارت نقل کرنے میں بخل نہیں کیا تاکہ ناظرین کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا کافی موقع مل سکے۔ سنئے۔ ہم اللہ کو ناظر اور اپنے آپ کو میدان محشر میں حاضر جان کر جواب دیتے ہیں۔ آپ کی اس لمبی تحریر کا مدعا صرف اتنا ہے کہ جس زلزلہ کو مرزا صاحب نے اپنی زندگی سے وابستہ کیا تھا وہ ان کی زندگی میں ہو چکا۔ بہت اچھا۔ مگر تصرف قدرت دیکھئے کہ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ نمونہ قیامت زلزلہ یہی ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء والا ہے جو بعد مرزا صاحب کے آیا۔ اس کے لئے حیات مرزا شرط نہ تھی۔ گو ہم پہلے خلیفہ قادیان (محمود احمد)

اور میاں بشیر احمد کے بیان سے بتا آئے ہیں کہ ۱۵ جنوری والا زلزلہ وہی ہے جو ۱۹۰۵ء کے موعودہ تھا۔ اور وہی ہے جو بقول مرزا صاحب پنجاب سے پورب کی طرف چلا گیا۔ اب سنئے کہ جو زلزلے آپ نے مرزا صاحب کی زندگی میں بتا کر ان پر قناعت کی ہے اور اہل حدیث کو احمدیہ لٹریچر سے غیر ماہر بتایا ہے ذرا ان کی حقیقت بھی خود مرزا صاحب کے الفاظ میں سنئے۔ مرزا صاحب قادیانی، ہاں ہاں آپ کے مسیح موعود فرماتے ہیں:

'وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی دیکھے گی۔ پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے گا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مرجاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں۔ یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء' ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء۔ مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔ شائد چار زلزے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا' (حقیقۃ الوحی، ص۹۲ کا حاشیہ)

ناظرین مرزا صاحب اور ایڈیٹر صاحب (قادیانی اخبار) دونوں کا کلام سامنے رکھ کر اس مثال کی صحت پر پہنچئے کہ اسی کو کہتے ہیں مدعی سست گواہی چست۔ مرزا صاحب قادیانی خود ان سارے زلزلوں کو اتنا خفیف کہتے ہیں کہ خدا کے نزدیک وہ زلزلے ہی نہیں مگر تنخواہ دار ان کو نمونہ قیامت کا مصداق بناتے ہیں۔

ہم مرزا صاحب قادیانی کی عبارت آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور فیصلہ آپ کے ضمیر پر چھوڑتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں۔

'مجھے خدا خبر دیتا ہے کہ وہ زلزلہ نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا'۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ، ج ۵، ص۹۳)۔

بتائیے یہ زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں آچکا تھا یا صوبہ بہار میں ۱۵ جنوری (۱۹۳۴ء) کو آیا ہے۔ اگر بحوالہ حقیقت الوحی جواب دیں کہ زندگی میں ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو آچکا تو مرزا صاحب کی عبارت منقولہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۳ اس کی تردید کرتی ہے کیونکہ اس میں

اس زلزلہ کہ بہت خفیف کہا ہے۔ اور اگر کہیں کہ یہ نمونہ قیامت (مرزا کی) زندگی کے بعد ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو آیا ہے اور اس کے لئے حیات مرزا 'شرط نہ تھی' تو خود مرزا صاحب قادیانی کے خلاف ہے کیونکہ وہ اسی نمونہ قیامت زلزلہ کو اپنی زندگی سے وابستہ کرتے ہیں (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۹۳) پس ثابت ہوا کہ اڈیٹر الفضل کی تقریر باپ، بیٹا اور خلیفہ کے برخلاف ہے۔

رہا یہ عذر کہ اس زلزلہ کی تاخیر کے لئے مرزا صاحب نے دعا کی تھی اور خدا نے اس کے مؤخر ہو جانے کی خبر دی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گو مؤخر ہو گیا ہو تاہم حیات مرزا میں اس کا آنا موعود ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب خود لکھتے ہیں:

'میری عمر ستر برس کے قریب ہے۔ اور تیس برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی (۸۰) برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آ جائے' (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۷)۔

احمدیو! اب بھی مانو گے یا نہیں کہ اہل حدیث تمہارے لٹریچر کا تم سے زیادہ ماہر ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۱۹ ص ۳۔۸)

احمدیوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ

پنڈت آتما نند ھلدوانی ضلع نینی تال لکھتے ہیں:

۴ و ۵ مارچ ۱۹۳۴ء احمدیوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو تبلیغ احمدیت کے ایام مقرر کیئے تھے۔ بندہ بھی مولوی عمر الدین صاحب شملوی کے پاس جا حاضر ہوا۔ بات چیت کے دوران میں نے عرض کیا کہ مرزا صاحب جب کہ ویدوں کو الہامی اور منزہ عن الخطا خدا کا کلام مان کر ویدک دھرمی ہندو بن چکے تھے پھر وہ خود یا ان کے پیرو احمدی لوگ کیونکر ویدوں کی تردید کر سکتے ہیں؟ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ

احمدی خلیفہ صاحب یا امیر محمد علی صاحب مجھ عاجز اور مولانا ثناء اللہ صاحب سے فیصلہ نہ کر کے سیدھے سادھے مسلمانوں کو بہکا کر ویدک دھرمی ہندو بنانا چاہتے ہیں؟ اس پر مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے مجھ سے فیصلہ کن مناظرہ کی طرح ڈال دی اور ایک تحریر ہم دونوں کے دستخطوں سے لکھی گئی جس کا لب لباب یہ ہے کہ اس مناظرہ کے تین مبحث ہوں۔

ا۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان تھے یا ہندو۔ مسلمان ثابت ہونے پر آتمانند پچاس روپئے انعام دیوے۔

۲۔ سچے مسیح موعود مرزا غلام احمد تھے یا آتمانند ہے۔

۳۔ مرزا صاحب پر الہام منجانب اللہ ہوتے تھے یا نہیں۔ اگر مرزا صاحب سچے مسیح موعود یا الہامی ثابت ہو جائیں تو آتمانند اپنے دعوی مسیحیت سے تائب ہو کر مرزا صاحب قادیانی کو الہامی مسیح موعود مان لے گا ورنہ مولوی عمر الدین صاحب آتمانند کو سچا مسیح قبول کر کے ست دہرم میں شامل ہو جائیں گے۔

فیصلہ مندرجہ ذیل پانچ پنچوں کی کثرت رائے سے ہوگا۔

ا۔ پنڈت رام چندر جی دہلوی آریہ۔ حافظ احمد مسیح عیسائی دہلوی، مسٹر چمپت رائے صاحب جین۔ مولانا مبارک حسین صاحب میرٹھی۔ دیورتن صاحب دیوسماجی لاہور میں نے مہاتما آنندسروپ، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا حاجی سعید احمد خان ناظم جمیعت العلماء ہند، مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے اسمائے گرامی پیش کئے تھے لیکن مولوی عمر الدین صاحب نے ان میں سے کسی بزرگ کو ثالث ماننا پسند نہ فرمایا۔ یہ مناظرہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں بذریعہ تحریر بدیں شرط ہونا مولوی عمر الدین صاحب نے منظور فرمایا ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب اپنی طرف سے کسی قسم کی حاشیہ آرائی مولوی عمر الدین صاحب کے مضمون پر نہ فرمائیں نیز یہ کہ ہر دو مضامین کو بغیر کانٹ چھانٹ کے درج اخبار فرماویں اور کسی طرح کی رو رعایت نہ کریں جس کا ذمہ میں نے مولانا ثناء اللہ صاحب کی طرف سے لیا۔ نیز یہ کہ اخبار اہل حدیث ہمارے مضامین کے پرچوں کو پانچوں پنچوں کے پاس بھیجنے کی نوازش فرماویں۔ پنچوں کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ پنڈت رام چندر صاحب دہیلوی معرفت آریہ سماج ہاپڑ ضلع میرٹھ
۲۔ مولوی حافظ پادری احمد مسیح صاحب متصل پٹودی ہاؤس کوچہ مچھلی والاں دہلی
۳۔ مسٹر چمپت رائے جین بیرسٹرایٹ لا، ودیاوار دھی جین وگمبر ہوسٹل الہ آباد
۴۔ مولانا مبارک حسین صاحب ناظم میرٹھ
۵۔ پنڈت دیورتن صاحب معرفت دیوسماج لاہور

امید ہے کہ ناظرین اہل حدیث خصوصاً اور مذہبی امور سے دلچسپی رکھنے والے حضرات عموماً اس فیصلہ کن مناظرہ کو نہایت دلچسپی سے پڑھیں گیاور پانچوں پنچ صاحبان اپنے اپنے عقاید کو دخل نہ فرما کر محض ہر دو جانب کے دلائل اورحوالہ جات سے ہی اپنا اپنا فیصلہ ایمان داری اور انصاف پر مبنی صادر فرمائیں گے۔ ہر ایک مضمون پر تین تین پرچے طرفین کی طرف سے لکھے جائیں گے۔

اہل حدیث: ضمیمہ اہل حدیث میں آپ کے مضامین بلا کمی بیشی درج کر دیئے جائیں گے۔ خرچ مشترکہ آپ دونوں کے ذمہ ہوگا۔...اجرت تقسیم ضمیمہ نہیں لی جائے گی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۷ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۰ ص ۴)

مرزا آنجہانی اور شاہ نادر خان خلد آشیانی

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ (الہام مرزا در البشری۔ ج ۲ ص ۹۰)

مرزا غلام احمد قادیانی بجہت اپنے عجیب و غریب الہامی ڈھکوسلوں کے اور اس کے اتباع بحیثیت اپنی مقلدانہ ذہنیت کے عجائبات زمانہ میں سے ہیں۔ کوئی مرے یا جیئے کسی کی شادی ہو یا خانہ بربادی کوئی تخت نشین ہو، یا مدفون زیر زمین ہو، انہیں ہر موقع پر اپنی خودساختہ مسیحیت منوانا سوجھتا ہے۔

یوں تو سر سید احمد خان کے متعلق مرزا صاحب نے بڑے ہی صاف گو شخص کی حیثیت سے طعنہ کیا تھا کہ،

آپ کا کلام دونوں صورتوں کی گنجائش رکھتا ہے شتر کی بھی مرغ کی بھی۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ص ۲۰۷)

مگر خود مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام اس سے بھی زیادہ بے نظام ہوتا تھا۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ، ہر روز صبح، وہ چار بے سر و پا چند فقرات بنام، الہام، سنا دیا کرتے تھے کوئی مطلب پوچھے تو جواب تھا، نہ معلوم۔ بطور مثال چند ملاحظہ ہوں:

۱۔ احداً من العالمین۔ مراد زمانہ حال کے لوگ ہیں یا آئندہ کے۔ واللہ اعلم۔ (البشریٰ۔ج ۲ص ۱۵)

۲۔ پریشن۔ عمر براطوس، یا پلاطوس، آخری لفظ پڑطوس ہے یا پلاطوس معلوم نہیں ہوا۔ (ص ۵۱)

۳۔ کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ شائد کمترین سے مراد کوئی شریر مخالف ہے (ص ۱۲۱)۔ (خود بدولت کیوں مراد نہیں۔ معمار)

۴۔ میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ ایک ناپاک روح کی آواز آئی (ص ۹۵)۔ (کون ہے؟ کوئی پتہ نہیں)

۵۔ لاہور میں ایک بے شرم ہے۔ (ص ۱۲۶)

(وہ کون ہے کچھ پتہ نہیں۔ شائد اپنی موت لاہور کا نقشہ ہے)

ان اور ان جیسے دیگر صدہا الہامات کے متعلق عموماً یہی کہا کرتے تھے کہ، معلوم نہیں کسی کے متعلق ہیں، بعد میں جیسا کوئی واقعہ دنیا میں ہوتا اسی کے مناسب حال اپنے الہامی تھیلہ سے الہامات نکال کر اپنی، محفل مسیحیت، کی رونق بڑھاتے رہتے۔ انہی الہامات کی قسم سے یہ الہام بھی تھا، آہ نادر شاہ کہاں گیا، ۔ اس کے سناتے وقت بلکہ اس کے بعد تمام عمر ایک لفظ بھی اس کی مزید تشریح میں نہیں کہا۔ وجہ یہ کہ انہیں خود معلوم نہ تھا کہ آئندہ چل کر اس سے کیا کام لیا جاوے گا۔ آخر دم تک وہ اسی تاک میں رہے کہ کوئی موٹا اور ٹھوس واقعہ اس الہام کے حسب حال ظاہر ہو تو اس اس پر چسپاں کر دوں۔ مثلاً

۱۔ کوئی شخص نادر حسین، یا نادر علی، وغیرہ نام کا مشہور و معروف سید غمی و تنزل کے چکر میں آئے تو آہ نادر شاہ، کہہ کر اس پر چسپاں کر دو۔

۲۔ یا کوئی نامی گرامی سید جو اپنی خوبیوں کے باعث نادر الوجود کہا جا سکے کسی مصیبت

میں مبتلا ہو اس پر ہی پھینک دوں۔

۳۔ یا کوئی قادیان وغیرہ کا ہندو ساہوکار (ساہوکاروں کو پنجابی میں شاہ کہتے ہیں) جس سے لوگ وقتاً فوقتاً قرض حاصل کرتے ہو کسی زد میں آئے تو اسے ہی اس الہام کی لپیٹ میں لے آؤں۔

۴۔ یا کوئی نیک دل، رعایا پرور بادشاہ مر جائے تو اس کی چند خوبیاں بیان کر کے کہا جائے آہ! نادر شاہ کہاں گیا۔

۵۔ یا شاید قسمت کی دیوی مہربان ہو جائے اور سچ مچ کوئی ایسا آدمی گردش فلک میں آجائے جس کا نام ہی نادر شاہ ہو۔

۶۔ مذکورہ بالا صورتوں سے کوئی بھی نہ ہو تو ایک جابر و قاہر بادشاہ، نادر شاہ درانی سیاہ چہرہ بلدار پیشانی، آپ سے پہلے گذر چکا ہے، اسی پر لگا دیں گے۔ چلو چھٹی ہوئی۔

مگر افسوس! کہ انہیں (حافظہ کی خرابی کہو یا انتظار حوادث) اس الہام کو کسی جگہ لگانے کا موقع ہی نہ ملا اور یہ گول مول فقرہ یونہی ہی منہ بند تھیلہء الہامات میں پڑا رہا یہاں تک کہ ۲۳۔۲۴ سال گزر گئے۔

اب یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ دنیا کے کروڑھا انسانوں میں سے ہمیشہ کیلئے کوئی نادر خان یا نادر شاہ یا نادر علی وغیرہ وفات نہ پاتا۔ ایک کیا سینکڑوں ایسے واقعات دنیا میں ہوں گے چنانچہ گردش لیل ونہار سے والی افغانستان امان اللہ خان کی قسمت نے پلٹا کھایا اور افغانستان میں شورش وفساد بدنظمی وعناد کا دور دورہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ موصوف کو تخت حکومت سے دستبردار ہو کے یورپ میں پناہ گزین ہونا پڑا جن کے بعد سلطنت کی باگ ڈور نادر خان نے سنبھالی۔ ادھر مرزائی بھی تاک میں تھے انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے اس الہام کو نادر خاں کی تخت نشینی پر چسپاں کر دیا۔

یہ جوڑ توڑ اگرچہ ایک قابل مضحکہ بات تھی تاہم مرزائی ڈھٹائی کا ایک بین ثبوت تھا مگر چونکہ قدرت کو انہیں اور بھی ذلیل کرانا مقصود تھا اس لئے واقعات نے ایک اور پلٹا کھایا کہ نادر خان ایک ظالم سفاک کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور مرزائیوں نے اسی الہام کو پھر سے اس تازہ واقعہ پر لگا دیا۔ آہ! مرزا صاحب کا الہام کیا ہوا اچھی خاصی فلور مل ہے جو ایک طرف تو ایک قسم کی گندم سے آٹا نکال رہی ہے اور دوسری

طرف اسی سے میدا وروا بنا رہی ہے: جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

اس دو رنگی بلکہ سہ رنگی کو ملاحظہ کر کے حضرت مولانا ثناء اللہ فاتح قادیان نے اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء میں ایک معقول و مدلل مضمون رقم فرمایا۔ جس سے قادیانی بھیڑیں بلبلا اٹھیں اور بجائے معقول جواب کے اپنے نبی کی سنت، گندہ دہانی، پر اتر آئیں۔ چنانچہ ڈیوڑھی کا کتا یوں بھونکتا ہے:

ثناء اللہ ہرجائی، ہر دیگی چمچا، عیار، بڑ بولا، امرت سری باطل پرست اپنی ڈیوٹی لا غو ینهم و لا ضلنهم سے غافل منہ چڑانا، بڑ بڑانا، کرم آبادی خفاش کی تے خوری کرتے ہوتے ہوئے رونا، چڑ چڑ، بک بک، ارزل، کمینہ ترین، مجسمہ یہودیت، بزاخفش، بے لگام وغیرہ ذلك من الخرافات والهزليات الكثيرة

اس عوعو کے بعد اصل مضمون کا جو جواب سیاس؟؟ وہ بھی قادیانی یہودی کے خود ساختہ، علم کلام بدنظام، کی مانند محض ظاہری نظر فریب بور کے لڈو جن میں ایک رتی بھر حلاوت عقل و ایمان نہیں سراسر یہودیانی خصلت اور شرایرانہ رنگ میں شرابور بکواس کی ہے۔ میاں محمود احمد کے ایک لفظ، ہوگی، اہل حدیث میں ہوگئی، لکھا گیا اس پر قادیانی رسول کا جیل زادہ صحابی یوں بدزبانی کرتا ہے

جو شخص معمولی حوالوں کے نقل کرنے میں اس قدر عیارانہ بددیانتی اور مجرمانہ بے احتیاطی سے کام لینے کا عادی ہے اس کا کسی ادنی سے ادنی سوسائٹی میں اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

اس انتہائی بدلگامی پر خود اس کی یہ حالت ہے کہ اہل حدیث کے مضمون کو جو ان الفاظ پر مبنی ہے، مرزا صاحب کا الہام ہر پہلو پر چسپاں کیا جاتا ہے، کو یوں نقل کرتا ہے: مرزا صاحب کا الہام ہر پہلو پر چسپاں کیا جا سکتا ہے،

کیا قادیانی ڈیوڑھی کا..... اپنے الفاظ کو اس عیارانہ بددیانتی اور مجرمانہ خیانت پر بھی چسپاں کرے گا؟ ہاں یہ تو ایک معمولی سبقت قلم ہے اس سے بڑھ کر سنو! تمہارے مقتدا نے جو نزول المسیح صفحہ ۱۳۱ پر یہ بے ثبوت جھوٹ بولا ہے کہ:

مولوی اسماعیل علی گڈھی نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے

وہ پہلے مر جائے گا،

کیا تم اس کی کسی تحریر سے اس کا ثبوت لفظاً نہ سہی معناً اور مفہوماً دے سکتے ہو ؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایمان سے بتلاؤ (ان کنتم مومنین) کہ یہ، عیارانہ مجرمانہ بددیانتی، تمہارے پیش رو کو کس لقب کا حق دار بناتی ہے؟

مولانا فاتح قادیان نے الہام، آہ! نادرشاہ، پر ایک میٹھی چٹکی یہ لی تھی کہ:

مرزا قادیانیکا الہام اردو فقرہ ہے جو اہل کابل کا نہیں ہوسکتا۔ مرزا کو فارسی الہام بھی ہوئے تھے اگر نادرخان اس سے مراد ہیں تو اصل الفاظ فارسی ہوتے تاکہ اہل کابل کی دردناک آواز کی پوری ترجمانی کر سکتے۔ ہم حیران ہیں کہ سب سے پہلے تو تکلیف تو پہنچے اہل کابل کو، مرزا کا الہام کنندہ اس کی حکایت کرے حالانکہ فارسی بھی جانتا ہو چہ:

شوخ من ترکی ومن ترکی نمے دانم۔

اس کا جواب قادیانی بدلگام نے یہ دیا ہے:

اس طرح تم اگر محاوروں پر اعتراض کرنے لگو گے تو پھر عیسائیوں کے اعتراضات کا کیا جواب دو گے مثال کے طور پر ظهر الفساد فی البر و البحر۔ اعلموا ان الله یحی الارض بعد موتها کی تشریح (تفسیر ثنائی میں) پڑھو پھر آیت یومئذ تحدث اخبارها کی رو سے زمین کی زبان ثابت کرو۔ پھر قال الانسان مالها کے متعلق عجمی لوگوں کو جواب دو کیونکہ مالها سوائے عربی لوگوں کے اور کوئی بھی نہ کہے گا۔

کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ اردو فقرہ۔ آہ نادرشاہ کہاں گیا، کس کا محاورہ ہے اہل کابل کا یا ملہم مرزا کا۔ یہ تو تم خود مان گئے کہ یہ محاورہ کابلیوں کا نہیں اور مرزا قادیانی کا ملہم بقول شما ہر ایک بولی بول سکتا تھا پھر یہاں، اس کی زبان پر کون سا مرض لاحق ہوگیا، کہ اہل کابل کی طرف سے اردو فقرہ استعمال کر گیا؟

او ڈیوڑھی کے انسان! تیری پیش کردہ آیات کا اس راولانہ تک بندیوں سے کیا جوڑ؟ وہی بات تو نہیں کہ کسی پنڈت نے مرزائی سے کہا نماز پڑھا کر، اس کج رو نے جواب دیا تمہارے باپ نے دوستوں کی دعوت کی تھی اور کھانے میں نمک زیادہ ڈال دیا تھا۔ آہ! مرزا غلام احمد قادیانی نے سچ کہا ہے:

جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے، کون اسے روک سکتا ہے

(اعجاز احمدی ۔ ص ۳)

او نادان مرزائی سن! زمین کی آبادی و بربادی اور اس کی شہادت اسی رنگ کی ہوسکتی ہے جو اس کی پیدائش اور مجرد مادی حالت کے مطابق ہو (الا ما شاء الله) بخلاف اس کے ناطق مخلوق اور مخصوص انسانوں کے فقرات انہی کی حالت کے مطابق ہوے چاہییں خاص کر پیش گوئیوں میں تو خود تمہارے مسلمہ نبی کا قول اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء میں لکھا گیا تھا کہ:

پیش گوئی سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کام آسکے لیکن جب ایک پیش گوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی۔ پیش گوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہییں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ اور پہچان سکے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۲۱، ۱۲۳)

قال الانسان مالها میں کسی مخصوص قوم کے افراد کا حال مذکور نہیں بلکہ جملہ اقوام عالم کا تذکرہ ہے لہذا بجائے اس کے کہ ہر ایک قوم کی زبان کے اندر علیحدہ علیحدہ اس کو دہرایا جاتا اور یوں قرآن جیسی اصولی کتاب کو بے فائدہ طویل و تجیم کیا جاتا بطور مفہوم ایک ہی لفظ میں ساری دنیا کے انسانوں کا مافی الضمیر ظاہر کر دیا جو کمال درجہ کی دانائی ہے مگر تیرے جیسے کور باطن شپرہ چشم بد باطن کیا جانیں۔

گندے آدمی! غور تو کر جب خود تیرے بڑے مطاع نے اس قسم کی پیش گوئیوں پر پھبتیاں اڑائی ہوئی ہیں تو تو کس منہ سے انہیں پیش کرنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ اخبار اہل حدیث ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء کے فقرات ذیل کو بار بار پڑھ کر اپنے گندے ضمیر سے فتوی پوچھ کہ ایسی پیش گوئیاں کرنے والا کون ہے آنکھیں کھول کر سن۔ لکھا ہے:

مرزا صاحب نے جو الفاظ یسوع مسیح کی مجمل پیش گوئیوں کے حق میں لکھے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ آپ فرماتے ہیں؛

اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہونگی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی

ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں ۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۴) ہمارا حق ہے کہ اس عبارت کو ہو بہو مرزا صاحب پر چسپاں کرنے کو یوں کہیں

اس درماندہ انسان ذیابیطس اور ہسٹیریا اور مراق کے دماغی بیمار مرزا کی پیش گوئیاں کیا تھیں ، یہی کہ ،غزنوی ، آہ نادر شاہ کہاں گیا (پریشن عمر براطوس یا پلاطوس ، بیڑا غرق ،سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا ، لاہور میں ایک بے شرم ہے) پس ان دلوں پر (خدا کی سو بزار لعنت ۔ ناقل) جنہوں نے ایسی پیش گوئیاں اس کی صداقت پر دلیل بنائیں اور بقول خود سچے (ثناءاللہ) کے سامنے جھوٹا ہو کر مرنے والے کو نبی بنا لیا۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء)

کیوں او نادان ! اب بھی تو اس قسم کے ڈھکوسلوں کو ہمارے سامنے پیش کرے گا ۔ یاد رکھ اگر تو نے اس بدزبانی کو نہ چھوڑا تو ہمارے ہاتھ میں قلم اور منہ میں زبان اور زبان میں طاقت گویائی موجود ہے وہ وہ سنے گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا:

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۷ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۰ ص ۵ ۔ ۷)

کھلی چٹھی بنام مرزا محمود احمد قادیانی

حافظ عنایت اللہ صاحبؒ وزیر آبادی گجراتی ، مرزا محمود احمد کو لکھتے ہیں:

بعد از سلام مسنون گذارش ہے کہ آپ کے ابا جان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ازالہ اوہام میں فرمایا ہے کہ:

باب تفعل سے توفی کا معنی جب کہ خدا تعالی فاعل ہو اور مفعول بہ انسان یا کوئی اور ذی روح ہو بجز موت کے اور کچھ نہیں ہوتا اگر کوئی اس کے دوسرے معنی ثابت کر دے تو میں اسے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔

مرزا صاحب نے اس چیلنج میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ہم خیال علماء کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً مخاطب فرمایا ہے اگر

مرزا صاحب آنجہانی یہ چیلنج منسوخ نہیں ہوا تو میں مولوی (محمد حسین) صاحب مرحوم کا ہم خیال اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسے منظور کرتا ہوں اگر آپ نیابت کی پاس خاطر قابل وثوق امین کے پاس انعامی رقم جمع کرانے پر آمادہ ہوں، اور مسلمہ منصف کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنے پر تیار ہوں تو مہربانی فرما کر امین اور منصف کا مجھ سے تصفیہ فرما لیں۔ امین اور منصف پر اتفاق کے بعد میں اپنا مضمون منصف کے پاس بھیج دونگا جس پر وہ آپ سے جرح کرائے گا پھر وہ مجھ سے اس کا جواب لے کر فیصلہ تحریر کر دے گا جسے تسلیم کرنا ہم دونوں پر لازم ہوگا۔

عنایت اللہ وزیرآبادی۔ گجرات۔ پنجاب

عریضہ ہذا بعنوان بالا اخبار درنجف سیالکوٹ مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۴ء اور اخبار سنیاسی گجرات پنجاب مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔ موخر الذکر کا ایک پرچہ ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء کو بذریعہ جواب طلب رجسٹری آنجناب کی خدمت میں روانہ کیا گیا آپ نے تو ۱۵ فروری کو وصول فرما لیا مگر آج مورجہ ۹ مارچ ۱۹۳۴ء تک آپ کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی حیران ہوں کہ اتنی تاخیر کیوں؟

پرسوں ۷ مارچ ۱۹۳۴ء کو گجرات میں ایک اشتہار مطبوعہ قادیان تقسیم ہوا مگر وہ آپ کی طرف سے نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اہالی قادیان نے مباحثہ لدھیانہ کے بعد انعامی مقابلہ کرنے سے توبہ کی ہوئی ہے تاہم آپ کوشش کریں۔ اہل حدیث آپ کی کوشش میں معاون ہوگا بشرطیکہ رقم موعودہ اگر ملے تو اس میں سے پچیس فی صد اہل حدیث کے اشاعت فنڈ میں داخل کرنے کا وعدہ کریں۔ گجراتی اشتہار کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب کی اصل عبارت مع جواب منصف کی خدمت میں بھیج دینا کافی ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۷ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۰ ص ۷۔۸)

بٹالہ میں ثنائی مناظرہ

انجمن اہل حدیث بٹالہ کے سالانہ جلسہ میں ثناء اللہ صاحب نے قرآن اور مسیح موعود قادیان کے موضوع پر تقریر فرمائی ۔ اور بتایا کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۳ پر مسیح کی ایک خاص علامت لکھی ہے کہ مسیح محمدی دن میں عصر کے وقت آسمان سے نازل ہوگا اور یوم محمدی سے مرزاد ہزار سال ہے جو روز وفات آنحضرت ﷺ سے شمار کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اس کے مطابق مسیح کو آٹھویں صدی میں آنا چاہیے تھا۔ ممکن ہے کوئی مسیح آ گیا ہو مگر مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں ہو سکتے ۔

تقریر کے بعد اسی کے متعلق مولوی سلیم مرزائی سے ایک گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ مرزائی مبلغ آخری وقت تک اس عبارت کی تردید نہ کر سکا۔

راقم : قاضی منظور حسین شریک جلسہ ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۷ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۰ ص ۱۴)

مرزائی الہام ۔ قادیانی خراد پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ یہ سرخی کیا ہے؟ الہام کیا اور خراد کیا ؟ خراد پر تو وہ چیز چڑھائی جاتی ہے جسے سیدھا کرنا منظور ہوتا ہے الہام کو خراد پر چڑھانا کوئی تشبیہ ہے یا استعارہ ۔ ہم بھی جانتے ہیں کہ واقعی یہ عنوان حیرت انگیز استعارہ ہے مندرجہ ذیل مضمون پڑھ کر ناظرین کی حیرت کم نہ ہوگی بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوگا امید ہے کہ ناظرین اسے توجہ سے پڑھیں گے ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک پاکیزہ الہام یہ بھی ہے :

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ۔

اس الہام کو زلزلہ بہار پر چسپاں کیا گیا ہے ۔ آج ہم دکھاتے ہیں کہ اس الہام کو قادیان میں کتنی دفعہ خراد کیا گیا ۔ ۱۹۰۵ء میں یہ الہام شائع ہوا تھا اس کے بعد ہر موسم میں اس سے کام لیا گیا جس کا مجموعہ ایک مضمون منقولہ از اخبار الفضل قادیان میں ہم دکھاتے ہیں ۔ ناظرین پڑھیں اور لطف حاصل کریں ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں یہ خاص کمال تھا کہ آپ کے الہامات جامع ہوتے تھے مثلاً

تخرج الصّدور الی القبور ۔(حقیقۃ الوحی)

بڑے بڑے لوگ سب قبروں میں پہنچائے جائیں گے ۔

کیسا جامع پر معنی الہام ہے کہ مخالف سے مخالف بھی انکار نہ کر سکے ۔ کیونکہ الہام کی جامعیت خود مرزا صاحب اور ان کے دو فرشتوں (حکیم نور الدین اور مولوی احسن امروہی) کو بھی شامل ہے پھر جامع کیوں نہ ہو ۔ اسی طرح الہام ، پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ، ایسا جامع ہے کہ اس کا اثر سب سے پہلے قادیان سے شروع ہوا ۔ چنانچہ مضمون مندرجہ ذیل سے یہ بات خوب ثابت ہو گی

نوٹ : مندرجہ ذیل مضمون میں ۸ زلزلوں کا ذکر ہے جن پر ہم نے ہندسے لگا دیئے ہیں سب سے پہلا زلزلہ قادیان میں آیا ۔ ناظرین بغور پڑھیں اور داد دیں

پھر بہار آئی ۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی

جب بحرہ ابیض توسط کے ساحل پر جنوبی طرابلس کے خشک ریگستان کی ریت اطالوی ہاتھوں سے عربوں کے خون کے ساتھ سیراب ہو رہی تھی اور سعید کوچک کی وزارت باوجود تنگ دستی و مجبوری کے بہادر اور شجاع اہالیان طرابلس کا مال و جان سے ہاتھ بٹا رہی تھی تو اس وقت یورپ کے دفاتر خارجہ کو برابر اطلاعیں پہنچ رہی تھیں کہ آئندہ موسم بہار میں والکن دیوتا کوہستان بلقان کے طول و عرض میں آگ لگا دے گا ۔

اور اگرچہ یہ آگ موسم بہار سے قبل ہی شعلہ زن ہو گئی لیکن خدا کی بات کہ رومی مغلوب ہو کر غالب ہونگے موسم بہار ہی میں پوری ہوئی ۔ سرزمین مقدونیہ و تراقیہ میں زلزلہ آیا اور سخت آیا ۔ ترکوں کا گھر گرا ، اور بری طرح گرا ۔ لیکن آخر مغرور بلغراد کو ادرنہ کے قبضہ سے محروم اور جامع سلیم کی بے حرمتی پر نادم ہونا پڑا ۔ غرض ایک موسم بہار تھا ، جس میں خدا کی ایک عظیم الشان پیش گوئی پوری ہوئی تھی اب بھی موسم بہار ہے اور ۱۹۱۴ء کا بہار ہے اس میں بھی چودھویں صدی کے مقدس مسیح کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں ۔ زلازل

آرہے ہیں زمین زیر و زبر ہو رہی ہے خدا اپنی قدرت کے ہاتھ دکھا رہا ہے۔

ایک زلزلہ تو ہمارے اپنے گھر میں ہی آیا (۱)

اور ۱۳ مارچ کو حضرۃ خلیفہ اول کی وفات کی (ثابت ہوا کہ ماہ مارچ ہی موسم بہار ہے نہ کہ جنوری جیسا کہ قادیانی پریس زلزلہ بہار واقعہ ۱۵ جنوری کو موسم بہار میں بتا رہا ہے۔ ثناء اللہ) کی صورت میں آیا ہے۔ اس کے بعد خلافت کے تقرر پر، شر الذین انعمت علیھم، کی حالت میں آیا اور خدا کے مسیح کی مرادیں خلافت ثانی کے رنگ میں پوری ہوئیں۔ خداتعالی اچانک فوجوں کے ساتھ آیا اور فتح کا نمایاں ظہور ہوا اور یہ سب کچھ موسم بہار ہی میں ہوا۔

اب ہم گھر سے باہر بیرونی دنیا کی سیر کرتے اور کرہ ارض کے مختلف زلازل پر ایک نظر ڈالتے ہیں جو اس موسم بہار میں آئے یا آرہے ہیں۔ نیفسن کے بیٹوں کی سلطنت ایشیاء کا انگلستان یعنی ژاپون جو طبعی زلزلوں کا مرکز ہے آج کل سیاسی زلزلہ میں مبتلا ہے۔ بحری افسروں کے غبن کے معاملہ نے اسقدر طول پکڑا کہ آخ وزارت کو مستعفی ہونا پڑا۔ اور کاؤنٹ آکوما کی نئی وزارت گو ملک میں نسبتاً ہر دلعزیز ہے لیکن دار العوام کا حصہ کثیر اس کا مخالف ہے اس لئے ابھی اس کی بنیاد میں تزلزل ہے (۲)

مشرق بعید کا چوٹی والا سام اگرچہ فغفور کے سر سے تاج اتارنے کے وقت سے ہی بے چین اور بے آرام تھا لیکن ان دنوں سفید بھیڑیئے کی شکاری جماعت زمین کے اندرونی آتشیں مادہ کی طرح جوش پر ہے اور اس نے تاخت و تاراج کا وہ بازار گرم کر رکھا ہے کہ ملک بھر میں ایک زلزلہ سا محسوس ہو رہا ہے اور سلطنت جمہوریہ کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ (۳)

مغربی دنیا میں میکسیکو کا بدقسمت ملک ایک طرف خانہ جنگی سے تہ و بالا ہو رہا ہے اور باغی جنرل ولا او کرنزا عملاً شمالی علاقہ جات کے خود مختار حاکم ہو رہے ہیں اور دوسری طرف جنرل ہوئرٹ رئیس الجمھوریه کی خودسرانہ کاروائیوں اور کوتاہ اندیشی سیاست نے اس کے طاقت ور پڑوسی کو دشمن بنا

رکھا ہے اور ڈاکٹر ولسن پریذیڈنٹ ریاست ہائے متحدہ نے میکسیکو پر فوج کشی کرا دی ہے ۔ ویرا کروز کے مشرقی بندرگاہ پر امریکہ کا قبضہ ہے تمام میکسیکو میں غیض وغضب کی آگ بھڑک رہی ہے۔ ہورٹہ اپنی ضد پر قائم ہے رعایا کے قلوب اور ملک کا امن بے چینی اور بدامنی کے زلزلہ سے دھکے کھا رہا ہے (۴)۔

حریت وشروطیت کی سرزمین کاروباری دنیا کے مرکز اور جان بل کے گھر کی چار دیواری میں آئر لینڈ کی حکومت خود اختیاری کے مسودہ نے ایک بھونچال کا سا عالم برپا کر رکھا ہے ۔(۵)۔

مسٹر ایسکوئتھ کی حکومت ان کے فریق مخالف کی آنکھ میں چند دن کی مہمان ہے اور السٹر کے مطوعین کی فوج جرار ایوان وزات کی ہر ایک جبری کاروائی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے سیاسی زبان میں حکومت میں حکومت کی اصطلاح سنا کرتے تھے لیکن اس کا عملی نمونہ ایک رنگ میں انگلستان اور لسٹر کی موجودہ حالت میں موجود ہے ۔ السٹر نے ایک لاکھ دس ہزار جوانوں کی ۶۵ پلٹنیں مرتب کر لی ہیں اور ان میں سے ۱۸ صدر بلفاسٹ ہیں ۱۳ ڈاؤن اور باقی دوسرے مختلف مقامات پر متعین ہیں ۔ موٹر سائکلسٹ اور سواروں کے ذریعہ سلسلہ خبر رسانی کا معقول انتظام کر لیا گیا ہے اور چند گھنٹوں کے اندر تمام صوبہ میں کسی بیرونی حملہ کی خبر کی جاسکتی ہیے ۔ اجتماع افواج اور وساء رسد رسانی کی سہولت کے لئے ۲۰۰ موٹر گاڑیاں موجود ہیں زخمیوں کی مرہم پٹی اور فوجی ہسپتال کا انتظام السٹر کی بی بیوں نے اپنے ذمہ لیا ہے اور مستعدی سے اس کی انجام پذیری کے لئے تیار ہیں غرض برطانیہ کے محکمہ جنگ سے آزاد بلکہ اس کی مخالفت کے لئے جنرل رچرڈسن کے السٹری مطوعین کی فوج موجود اور وزرائے سلطنت کی پریشانی کا موجب ہو رہی ہے ۔(۶)

انگلستان کی تاریخ سے واقف اور موجودہ حالات پر نظر رکھنے والے مبصرین سیاست کا قول ہے کہ جو واقعات لندن کے ایوان وزارت کو اس

موسم بہار میں پیش آئے ہیں، ان کی نظیر صرف کرام ویل کے زمانہ میں موجود ہے، اس کے بعد نہیں۔ چنانچہ اس زمانہ کی طرح اب بھی ۱۲ مارچ سے ۲۴ مارچ تک اراکین دفتر وزارت جنگ کو شب و روز حاضر رہنا پڑا۔ جنرل پیگٹ کمانڈر آئرلینڈ کا حکم جنرل ہیو برٹ کو اور ان کے ماتحٹ افسروں کا السٹر کے بھائیوں پر حملہ کرنے سے انکار فیلڈ مارشل سر جان فرنچ اور کرنل سیلی وزیر جنگ کا استعفاء اور مسٹر ایسکوئتھ کا مجبوراً خود وازرت جنگ کا قلمدان سنبھالنا کچھ ایسے واقعات ہیں جو ایک بہت بڑی ہلچل اور سخت زلزلہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔(۷)

پھر خدا معلوم وہ کون سی خفیہ طاقتیں یا اندرونی آتشیں مواد ہیں جو یورپ کے موازنہ طاقت کی سنگلاخ چٹان کو جنبش دے رہے ہیں۔ قیصر جرمنی اس بات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ آسٹریا اور اٹلی کے وزیر خارجہ سے ملاقی ہوں اور اگر اتحاد ثلاثہ کے قائم مقام ریازیہ میں جمع ہو کر کوئی گفتگو کرتے ہیں تو اس کے دوسرے دن بعد ٹائمز کی لہروں میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور شاہ انگلستان مسٹر اڈورڈ گرے وزیر خارجہ کی معیت میں لندن سے پیرس کا سفر اختیار کرتے اور رئیس الجمہوریہ فرانس ایم فیلرز سے ملاقی ہوئے پیرسمیں شاندار استقبال ہوتا ہے۔ ایم ڈومرگو وزیر اعظم فرانس اور سر گرے کی پرجوش مخلصانہ تقریریں ہوتی ہیں اور ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مرکز سیاست وطاقت میں کوئی خفیہ حرکت ہے۔ اور زلزلہ معلوم کرنے والے آلہ نے کسی مقام پر زمین کے جنبش کھانے کا پتہ دیا ہے اور وہ غالباً ریازیہ اور کارفو کی ملاقاتیں ہیں اور کوہستان البانیہ کی آتشیں چوٹی یا جزائیر اتجین کی آتش انگیز چٹانی زمین ہے۔(۸)۔

ترکی اور ایران میں گو بظاہر کسی بڑے زلزلہ کا وجود معلوم نہیں ہوتا لیکن چھوٹے چھوٹے جھٹکے برابر اپنا کام کر رہے ہیں نوجوان ترکی حکومت کے ترقی کرنے والے نوجوانوں میں رقابت ہے انور وزیر جنگ ہوا تو جمال کو وزیر بحریہ بنانا پڑا۔ اب فتحی بے اپنا حصہ مانگتے ہیں۔ بطل طرابلس غریب

عزیز ہے اگر چہ انگلستان اور مصر کی وساطت کے سبب قتل سے بچ گئے ہیں لیکن اس کے وجود کو جو وزارت انور کے راہ میں رکاوٹ تھا، شاخ زریں کے کنارہ سے اہرام مصری کے سایہ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ ایران میں بدامنی کا تازہ جھٹکہ قزاقوں کے حملہ اور ایک بلجئین کاؤنٹ کے قتل کی صورت میں نمودار چکا ہے اگر چہ پاؤنئیر کا بیان صحیح ہے تو ریاست کابل میں (۹)۔

ایک زلزلہ کی آمد کا مواد جمع ہو رہا ہے کابل کی رعایا امیر عبدالرحمٰن کے جابر ہاتھ کو امیر حبیب اللہ کے تساہل پر ترجیح دیتی اور قزاقوں کی غارت گری سے تنگ آکر حکومت سے اظہار ناراضگی کر رہی ہے جمنا کے کنارے اندر پر سے قدیم بھوم میں راش بہاری اور اسکے ہمراہیوں کی خلاف انسانیت کاروائیوں اور بمباری کے انکشافات ہونا انارکسٹانہ سازشوں اور سوسائٹیوں کے حالات پر قدرے روشنی پڑنا امن پسند ہندوستانی رعایا کے دلوں میں کانگڑے کے بھونچال کی طرح ایک خوف و ہراس پیدا کر رہا ہے ۔ یہ ہے ۱۹۱۴ء کا موسم بہار اور اس کے زلازل ۔ کون ہے جو ان سے فائدہ اٹھائے اور ان مضسر نقصانات سے اپنی اور مخلوق خدا کی حفاظت کے لئے عتبہ عالیہ رب المنان پر جبین نیاز رکھ کر دعا کرے اور کہے، پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ (الفضل قادیان ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۴ء ص ۱۹)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

امید ہے ناظرین ہمارے عنوان ، مرزائی الہام قادیانی خراد پر، کے مصدق ہو گئے ہوں ۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ پھر ایک دفعہ پڑھیں اور فرمائیں کہ ان لوگوں نے الہامات مرزا کو کیا مضحکہ صبیان بنا رکھا ہے ۔ الہام کیا ہیں بچوں کے ہاتھ میں موم کے کھلونے ہیں جس طرح چاہا بنالیا۔ حق تو یہ ہے کہ:

ایں چنیں قوال؟ را باید وصول این چنیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۱۴ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۱ ص ۱۴ اص ۳۔۵)

کھلا خط بنام مرزا محمود احمد قادیانی

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

میاں صاحب ہم جانتے ہیں کہ آپ اس باپ کے بیٹے ہیں جو تمام منکرین مسلمانوں کو زانیات کی اولاد کہا کرتا تھا۔ مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا لیکن آپ اپنے والد کی روش نہیں چھوڑتے۔ آپ نے اپنے ایک جیل زادہ کو ڈیوڑھی ...(پر متعین کر رکھا ہے) اس جیل زادہ کے نزدیک شرافت بلکہ انسانیت کوئی چیز نہیں۔ اہل حدیث امرتسر، پیغام صلح لاہور برابر اس گندہ ذہنی کے شاکی ہیں۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ سب آپ کے ایماء سے ہو رہا ہے جس کا پیغام صلح لاہور نے اظہار بھی کر دیا ہے بلکہ شیخ سعدی بھی فرما گئے ہیں:

نہ سگ دامنِ کاروانے درید
کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پر ورید

لہٰذا ہم اس خط کے ذریعہ آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ اس جیل زادہ..کو سمجھائیں کہ اپنی اصلیت اور آپ کی مراقیت کو عالم آشکارا نہ کرائے۔ سیدھی اور صاف گفتگو کیا کرے ورنہ ہم اسے مخاطب نہیں کریں گے بلکہ جس نے اسے پالا ہے اس کو مراقی زادہ وغیرہ الفاظ سے ملقب کر کے خطاب کیا کرینگے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ میں شرافت ہوگی تو آپ ترکی بترکی جواب سننے سے پیشتر اس انسان نما درندہ کے منہ میں لگام چڑھا دیں گے۔ خدا توفیق دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۱۴ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۱ ص ۱۴ ص ۵)

دجال کون ہے؟

حکیم محمد عبدالرحمٰن خلیق تیجہ کلاں ضلع گورداسپور سے لکھتے ہیں:

احادیث میں مرقوم ہے کہ حضرت امام مہدی کے وقت میں دجال ظاہر ہوگا اور اس کا فتنہ زمانہ بھر سے زیادہ ہوگا اور وہ اس قدر مال دار ہوگا کہ جس کی نظیر لانے سے دنیا قاصر ہوگی نیز وہ اس قدر کثیر مقدار میں مال تقسیم کرے گا کہ تمام لوگ مالا مال ہو جائیں گے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ تشریف لے آویں گے اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کر دیں گے اور اسے قتل کریں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب دعوی مسیحیت کیا تو ضروری تھا کہ آپ اس فتنہ کی نسبت بھی خبر دیتے جس کی نسبت مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ (مرزا قادیانی) نے اس فتنہ کی حقیقت کو ان الفاظ میں ظاہر کیا:

اب اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ جیسے مثیل مسیح کو مثیل ابن مریم کہا گیا اس امر کو نظر میں رکھ کر اس نے مسیح ابن مریم کی روحانیت کو لیا اور مسیح کے وجود کو باطنی طور پر قائم کیا ایسا ہی وہ دجال جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں فوت ہو چکا ہے اس کی ظل اور مثال نے اس آخری زمانہ میں اس کی جگہ لی اور گرجا سے نکل کر مشارق و مغارب میں پھیل گیا۔

پادریوں کی دجالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہیں ملے گی انہوں نے ایک موہومی اور فرضی مسیح کو اپنی نظر کے سامنے رکھا ہے جو بقول ان کے زندہ ہے اور خدائی کا دعوی کر رہا ہے سو حضرت مسیح ابن مریم نے خدائی کا دعوی ہرگز نہیں کیا۔ یہ لوگ خود اس کی طرف سے وکیل بن کر خدائی کا دعوی کر رہے ہیں اور اس دعوی کے سرسبز کرنے کے لئے کیا کچھ انہوں نے تحریفیں نہیں کیں اور کیا کچھ تلبیس کے کام استعمال میں نہیں لائے۔ مکہ اور مدینہ کو چھوڑ کر اور کون سی جگہ ہے جہاں یہ لوگ نہیں پہنچے۔ کیا کوئی دھوکہ دینے کا کام یا گمراہ کرنے کا منصوبہ یا بہکانے کا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے جو ان سے ظہور

میں نہیں آیا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ اپنے دجالانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئے ہیں۔

دیکھو اکیس سال میں ان لوگوں نے اپنے پر تلبیس خیالات کے پھیلانے کے لئے سات کروڑ سے کچھ زیادہ کتابیں مفت تقسیم کی ہیں تاکہ کسی طرح اسلام سے لوگ دستبردار ہو جائیں اور حضرت مسیح کو خدا مان لیا جائے۔

اللہ اکبر! اگر اب بھی ہماری قوم کی نظر میں یہ لوگ اول درجہ کے دجال نہیں اور ان کے الزام کے لئے ایک سچے مسیح کی ضرورت نہیں تو پھر اس قوم کا کیا حال ہوگا لہذا اس بات پر قطع اور یقینکرنا چاہیے کہ وہ مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گذشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۴۸۵، ۴۸۹، ۴۹۳، ۴۹۵)

حضرات مذکورہ عبارت کو غائر نظر سے بلکہ سطحی نظر سے مطالعہ کرنے سے بھی یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ مرزا کی مراد دجال سے پادری لوگ ہیں دگر ہیچ۔ یہاں اس بات سے بحث نہیں کہ مرزا صاحب غصہ کی حالت میں ہر مخالف کو دجال کہہ دیں جیسا کہ مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم لدھیانوی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

ارے احمق دل کے اندھے دجال تو، تو ہی ہے دجال تیرا ہی نام ثابت ہے

(قادیانی اشتہار انعامی تین ہزار۔ ص ۱۲)

البتہ یہ بات تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اختلاط پر محمول سمجھی جا سکتی ہے کہ آپ کہاں تک اپنے موضوع سے خبردار رہا کرتے تھے اور یہ کہ آپ کو کہاں تک اپنے جذبات پر قابو تھا۔ مگر بہر صورت بات یہی ہے کہ دجال سے مراد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نزدیک پادری لوگ ہیں مگر ہمارے مضمون کا مقصد یہ ہے کہ درحقیقت پادری لوگ بھی دجال نہیں ہیں اور نہ کوئی دوسرا شخص ہی اس سے مراد ہے بلکہ اگر قرائن کی رو سے اور دلائل کی روشنی میں اس امر کو جانچا جائے تو حدیث دجالون ثلاثون کی رو سے نبوت کاذبہ کا مدعی ہی دجال ہے دگر ہیچ۔

دجال دراصل جھوٹ کا شیوہ اختیار کرنے والے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ کتب

لغت میں دجال کی نسبت مسطور ہے ۔ بسیار دروغ گو۔ یعنی بہت زیادہ جھوٹ کہنے والے کو دجال کہتے ہیں۔ چنانچہ اسی منقولا بالا عبارت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود بھی اس امر کی نسبت اشارہ کرتے ہیں لکھا ہے:

حضرت مسیح ابن مریم نے خدائی کا دعوی ہرگز نہیں کیا یہ لوگ خود اس کی طرف سے وکیل بن کر خدائی کا دعوی کر رہے ہیں اور اس دعوی کے سر بلند کرنے کے لئے کیا کچھ انہوں نے تحریفیں نہیں کیں اور کیا کچھ تلبیس کے کام استعمال میں نہیں لائے۔ (ازالہ اوہام)

مطلب یہ کہ عیسائی لوگ محض جھوٹی اور بناوٹی بات پر زور دے کر دنیا کو مسیح کی الوہیت کے قائل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حاصل یہ کہ بسیار دروغ گو شخص کو دجال کہا جاتا ہے اور بقول مرزا صاحب بھی دجال کوئی خاص شخص نہ ہوگا۔

ناظرین! اب ہمیں یہ دکھانا منظور ہے کہ مرزا صاحب خود اپنے مسلمہ معیار کی رو سے دجال ہیں۔ صاف بات ہے کہ اگر یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ مرزا صاحب بھی بسیار دروغ گو تھے اور دن رات افتراء کرنا ان کا کام تھا تو پھر اس امر کے باور نہ کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہوسکتا کہ مرزا صاحب قادیانی دجال تھے۔ صرف چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

۱۔ نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دجال کی صفت آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے

یخر ج فی آ خر الز ما ن د جا ل یختلو ن الد نیا بالدین یلبسو ن للناس جلود الضأ ن.. السنتھم احلی عن العسل و قلوبھم قلو ب الذیا ب یقو ل اللہ عز و جل أ بی یغترّو ن ام علیّ یجتر ء و ن۔ الخ

(مختصر مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے) (تحفہ گولڑویہ۔ص۷۳)

اس حدیث شریف کی نسبت کئی مرتبہ کہا گیا کہ حدیث کی کسی کتاب سے بصحت کتابت دکھائی جائے کہ دجال حرف دال سے ہے

مرزائیو! فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فا تقوا النار التی و قو د ھا

الناس و الحجارۃ

ناظرین کرام! آج تک مرزائی امت مرزا صاحب کے اس صریح جھوٹ پر پردہ نہیں ڈال سکی اور نہ آئندہ امید ہے کہ کسی صورت یہ افتراء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذات سے دور کیا جا سکے۔ انشاء اللہ

۲۔ ایک اور حدیث بھی (بقول مرزا) مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آ جائے گی۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۵۲)

اس عبارت میں بھی مرزا غلام احمد صاحب نے آنحضرت ﷺ پر ایک بڑا افتراء باندھا ہے اور صریح جھوٹ اور کذب سے کام لیا ہے یہ حدیث جس میں مرقوم ہو کر سو سال تک تمام بنی نوع انسان پر قیامت آ جائے گی، حدیث شریف کی کسی کتاب میں نہیں۔ دکھانے والا انعام لے سکتا ہے۔

۳۔ (مرزا صاحب لکھتے ہیں) مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۰)

اس عبارت میں مرزا غلام احمد صاحب نے مجدد صاحب سرہندی پر افتراء کیا ہے حالانکہ مجدد صاحب سرہندی کے مکتوبات میں یہ عبارت اس طرح اور اس قدر غلط یقیناً نہیں مل سکتی۔ اس امر سے بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کسی عبارت کو اپنے حسب حال کرنے کے لئے ہر ممکن جھوٹ افتراء اور دھوکہ دہی سے کام لینا عار نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس معاملہ میں ایمان داری اور دیانت داری ہی ان کے نزدیک ایک بڑا عیب ہے۔

پس ہمارا بیان قیاس منطقی میں یوں ہے۔ زید بعد ختم رسالت مدعی نبوت ہے۔ جو کوئی مدعی نبوت ہے وہ دجال ہے۔ نتیجہ دفتر پیغام صلح لاہور سے پوچھئے۔

اگر گویم زبان سوزد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۱ ص ۱۴ ص ۶۔۷)

خلیفہ قادیانی پر الزام اور انکی طرف سے جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قادیان سے ہم کو بلکہ سب مسلمانوں کو بلکہ دنیا کے کل اہل مذاہب کو گو کتنا ہی اختلاف ہو، کتنا ہی ہم ان کو غلطی پر جانیں جس کی وجہ سے ہم ان کی کسی غلطی کو قابل بحث بھی نہ قرار دیں کیونکہ مذہب اسلام کی تعلیم کی رو سے خدا و رسول پر افتراء کر کے دعوی الہام کرنا یا غلط دعوے کی تائید کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ باقی سب گناہ اس کے ماتحت ہیں۔ مگر چونکہ وہ ایک مذہبی پیشوا بن کر دنیا کی سٹیج پر نمودار ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں ان کے نام کے ساتھ ، ہز ہولی نیس ، (مقدس ہستی) لکھا جاتا ہے، اس لئے پبلک کا حق ہے کہ ان کے افعال پر نظر تنقید ڈالے چنانچہ مندرجہ ذیل واقعہ اسی کلیہ کے ماتحت آتا ہے واقعہ بیان کرنے سے پہلے ایک مروجہ دستور کا بتانا ضرور ہی مفید ہوگا۔

انگریزی ہوٹلوں میں عموماً جوان لڑکیاں خدمت گار ہوتی ہیں جو معزز لوگ وہاں کھانے پینے کو جاتے ہیں وہ جوان لڑکیاں ان کے سامنے خورد و نوش کی مطلوبہ اشیاء لاکر پیش کرتی ہیں۔ آج کل کی تہذیب کی رو سے ان مہذبوں کا یہ بھی دستور ہے کہ کھانا لانے والی کی بھی تواضع کرتے ہیں اور وہ عموماً سکھانے میں شریک ہو جاتی ہے۔ اس اثنا میں خوب تفریحی گفتگو ہوتی رہتی ہے حتی کہ دوران گفتگو سب مراتب طے ہو جایا کرتے ہیں۔

خلیفہ قادیان لاہور کے سیسل ہوٹل میں گئے وہاں پر آپ نے جو کچھ کیا اخبار آزاد لاہور کے الفاظ میں درج ہے:

مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سیسل ہوٹل کی منتظمہ کی گم شدگی
تلاش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا

یکم مارچ۔ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتہر ہوا تھا کہ جمعرات یکم مارچ سے ساڑھے نو بجے رات تک ناچ اور وسٹ ڈراؤ، ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کئے جائیں گے۔ تماشائی چار بجے سے جمع ہونے شروع ہوگئے اور پانچ بجے اچھا خاصہ مجمع ہوگیا ہر ایک شخص کھیل کے شروع ہونے کا منتظر تھا مگر خلاف توقع بجائے کھیل (وسٹ ڈراؤ) شروع ہونے کے ناچ کا بینڈ بجنا شروع ہوا۔ آخر استفسار پر سیسل ہوٹل کے ایک بہرہ سے معلوم ہوا کہ، وسٹ ڈراؤ، کا تمام سامان منتظمہ کے کمرہ میں ہے اور منتظمہ کو مرزا بشیر الدین محمود اپنے ساتھ موٹر کار میں بٹھا کر لے گئے ہیں۔

نامہ نگار۔ (اخبار آزاد۔۳ مارچ ۱۹۳۴ء)

اسی واقعہ کو اخبار زمین دار نے بصورت نظم ان الفاظ میں شائع کیا ہے

اطالوی حسینہ (از نقاش)

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار
لاہور کا دمن ہے ترے فیض سے چمن
پیغمبر جمال تری چلبلی ادا
پروردگار عشق ترا دل ربا چلن
الجھے ہوئے ہیں دل تری زلف سیاہ میں
ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سو ختن
پروردہء فسوں ہے تری آنکھ کا خمار
آوردہء جنوں ہے تری بوئے پیرھن
پیمانہ نشاط تری ساق صندلیں
بیعانہ سرور ترا مرمریں بدن
رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب
جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن
جب قادیان پہ تیری نشیلی نظر پڑی
سب نشہ نبوت ظلی ہوا ہرن

میں بھی ہوں تیری چشم پر فسوں کا معترف
جادو وہی ہے آج جو ہو قادیان شکن

(اخبار زمین دار ۹ مارچ ۱۹۳۴ء)

باوجود اس شورش کے اہل حدیث خاموش رہا کیونکہ اس قسم کے معاملات میں بے ثبوت لب کشائی کرنے سے قرآن مجید نے منع کیا ہے اس لئے ہم منتظر رہے کہ قادیانی پریس اس واقعہ کی بابت کیا کہتا ہے۔ گو قادیانی پریس کا حقیقی برادر، پیغام صلح، بھی اس پر بول چکا تھا اور اس نے بھی دبی زبان سے اس واقعہ پر اظہار ناراضگی کیا مگر ہم اپنے اصول کے ماتحت قادیان کے بیان کے منتظر رہے یہاں تک کہ قادیانی گزٹ میں خلیفہ قادیان کی خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوئی جس میں انہوں نے اس یورپئن لیڈی کو لے جانے کا اعتراف کیا مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی انگریزی تعلیم کے لئے لایا تھا۔ (الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۴ء ص ۷)

پس مطلع صاف ہوگیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اطالوی عورت خاص کر ہوٹل کی خادمہ انگریزی کیا پڑھائے گی ۔ اطالوی لوگ خود تو انگریزی صحیح بول نہیں سکتے ۔ انگریزی زبان کے دو حروف ۔ڈی اور ٹی بالخصوص ممتاز ہیں یہ دونوں حروف اطالوی لوگ عربوں کی طرح ادا نہیں کر سکتے ۔ علاوہ اس کے ایسی معلّمہ کا اثر معصومات (لڑکیوں اور پردہ نشین بیویوں) پر کیا ہوگا ۔ سچ تو یہ ہے کہ لیڈی مذکورہ کو بحیثیت معلّمہ کوئی دانا پسند نہ کرے گا ہاں جن فن (موسیقی وغیرہ) میں وہ ماہر ہوگی اس میں اس سے کوئی استفادہ کرے تو ممکن ہے بلکہ تعلیمی لحاظ سے مستحسن ہے ۔ پس ہمارے خیال میں یہ سب کچھ ماننے والوں کی ذہنیت پر بھروسہ کر کے، نکتہ بعد الوقوع، بنایا گیا ورنہ در اصل یہ بات نہیں اگر یہی ہے تو نبوت قادیانیہ کی اندرونی سطح معلوم ۔ باوجود اس کے ہم معترض اخباروں کو مشہور مصرعہ پر توجہ دلاتے ہیں:

محتسب را درون خانہ چہ کار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔ اپریل ۱۹۳۴ء مطابق ۲۱ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۲ ص ۱۴ ص ۴۔۵)

مولوی دوست محمد احمدی لاہوری

اور سید حبیب صاحب آف سیاست لاہور

منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

پچھلے دنوں جناب سید حبیب صاحب اڈیٹر اخبار سیاست لاہور نے ایک کتاب تحریک قادیانیت شائع کی تھی جو اپنی خوبی ومتانت تحریر کے ساتھ ساتھ قادیانی مباحث پر مشتمل مضامین کا ایک عمدہ ذخیرہ ہے۔ اس کے جواب میں مولوی دوست محمد صاحب لاہوری احمدی نے آئینہ احمدیت نام کتاب لکھی ہے جو اپنے نام کی وجہ سے تو یقیناً جاذب توجہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس آئینہ میں مرزا غلام احمد صاحب کا چہرہ اصلی شکل میں ہرگز نہیں دکھایا گیا۔ بلکہ اس پر بہت سے پردے ڈال کر بجائے دکھانے کے چھپایا گیا ہے۔

ہم اس وقت اس کتاب پر کوئی تفصیلی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے انشاء اللہ بشرط فرصت اپنے ناظرین کو اس کی جملہ تحریفات سے مطلع کریں گے۔

ہم اس وقت مولوی دوست محمد صاحب سے صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں آپ نے آئینہ احمدیت کے صفحہ ۱۶۲ پر مرزا صاحب کی پیش گوئی متعلقہ ڈپٹی آتھم عیسائی امرتسری پر بحث کرتے ہوئے بالآخر ان الفاظ میں ختم کیا ہے:

آخر میں ہم انہیں (سید حبیب کو) ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے مرنے کے بعد آپ کی طرح انکار کرنے والے عیسائی کو مخاطب کر کے لکھا تھا:

> اگر اب تک کسی عیسائی کو آتھم کے اس افتراء پر (کہ اس پر چار حملے ہوئے تھے) شک ہو تو آسمانی شہادت سے رفع شک کرالیوے۔ آتھم تو پیش گوئی کے مطابق فوت ہو گیا۔ اب وہ اپنے تئیں اس کا قائم مقام ٹھہرا کر آتھم کے مقدمہ میں قسم کھالیوے کہ آتھم پیش گوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا بلکہ اس پر

چار حملے ہوئے تھے۔ اگر یہ قسم کھانے والا بھی ایک سال تک بچ گیا تو دیکھو میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے ہاتھ سے شائع کردوں گا کہ میری پیش گوئی غلط نکلی اس قسم کے ساتھ کوئی شرط نہیں ہوگی یہ نہایت صاف فیصلہ ہو جائے گا اور جو شخص خدا کے نزدیک باطل پر ہے اس کا بطلان کھل جائے گا۔ (انجام آتھم۔ص ۱۵)

ہم بھی سید صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر باوجود ان تصریحات کے جو اوپر بیان کی جا چکی ہیں انہیں اب تک پیش گوئی کے سچا نہ ہونے پر اصرار ہو تو وہ آسمانی شہادت سے رفع شک کرالیں اور اپنے آپ کو آتھم کا قائم مقام قرار دے کر قسم کھالیں کہ ان کے نزدیک یہ پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور آتھم پیش گوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ انہیں کیا دکھاتا ہے اور ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ کیا وہ اس کی جرأت کریں گے؟

(منشی عبداللہ معمار لکھتے ہیں) مولوی صاحب! یہ طریق فیصلہ چونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پیش کردہ ہے اس لئے ہر مخالف اور مکفر مرزا اس کی قبولیت کا مجاز ہے۔ آپ بھی سید صاحب کی تخصیص نہ کریں اور مرد میدان بن کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قائم مقام کی حیثیت میں اعلان کر دیں کہ اگر قسم اٹھانے والا ایک سال تک آسمانی موت سے بچ گیا تو مرزا صاحب کی اس پیش گوئی کو غلط اور مرزا صاحب قادیانی کو آپ کاذب سمجھیں گے۔

کیا آپ اس کی جرأت کریں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو میں اس بات کا حلف اٹھانے کو ہر وقت تیار ہوں کہ آتھم پیش گوئی کی عظمت سے ہرگز نہیں ڈرا اور مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی جھوٹ تھی افتراء علی اللہ تھی اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مرزا صاحب اپنے جملہ دعاوی مسیحیت و مہدویت وغیرہ میں کاذب بلکہ دہریہ تھے۔

اگر آپ میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان و دیانت کا مادہ موجود ہے تو آؤ اپنے پیش کردہ طریق پر مجھ سے فیصلہ کرلو۔ کیا آپ اس پر آمادہ ہوں گے؟ دیدہ باید

ناظرین کرام! میں اپنے وسیع تجربہ اور قادیانی مغالطات کا گہرا مطالعہ کرنے کی وجہ سے علی الاعلان پیش گوئی کرتا ہوں کہ مولوی دوست محمد اپنے اس چیلنج پر قائم

نہیں رہیں گے کیوں؟ ان کا ضمیر مانع ہے۔

نوٹ: جملہ اسلامی اور مسیحی بلکہ آریہ اخبارات کے اڈیٹران سے صداقت کے نام پر درخواست ہے کہ اس مضمون کو اپنے اخباروں میں شائع فرما کر عنداللہ ماجود وعندالناس مشکور ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اپریل ۱۹۳۴ء مطابق ۲۱ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۲ ص ۱۴ اص ۵۔۶)

فرقہ احمدیہ وائسرائے کے حضور میں

اتنی بات تو دوست دشمن سب مانتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ (مرزائیہ) وقت شناس ہے کیسا ہی وقت ہو اپنا کام نکال لینا اس کو خوب آتا ہے۔ ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء کو فرقہ احمدیہ کے ایک وفد نے وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا جس کے الفاظ قادیانی اخباروں میں تو آج ۳۰ مارچ تک نہیں دیکھے گئے البتہ دوسرے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں ہم اخبار ملاپ لاہور سے نقل کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں؛

نئی دہلی۔ ۲۶ مارچ۔

آج احمدیوں کی طرف سے وائسرائے کو اڈریس پیش کیا گیا۔ اس اڈریس میں انہوں نے کہا کہ خدا نے برٹش ایمپائر کو اس لئے بنایا ہے تا کہ وہ دنیا میں امن قائم رکھ سکے۔ اس لئے کوئی ایسی بات کرنا جس سے بین الاقوامی امن کی یہ جڑ کمزور ہو جائے خدا کے خلاف گناہ عظیم کا ارتکاب کرنا ہے۔ اس لئے ہم برٹش گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری اپنا پہلا فرض سمجھتے ہیں۔ پولیٹکل طور پر احمدیہ ہمیشہ ایک ہی راستہ پر گامزن رہے ہیں جس سے وہ کبھی ادھر ادھر نہیں ہے یہ راستہ گورنمنٹ وقت کے احکام کو بجا لانے اور اس کے ساتھ تعاون نیز صلح کا راستہ ہے۔ اس سے یہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ احمدیوں اور گورنمنٹ میں کوئی خفیہ تعلقات ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ احمدیہ تحریک نہ صرف برٹش گورنمنٹ کے ساتھ بلکہ ہر ایک گورنمنٹ کے ساتھ

جس کے ہم ماتحت رہتے ہیں وفاداری کا سبق دیتی ہے ۔ برٹش گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کی بدگمانیوں کو دور کرنے کی تحریک عدم تعاون اور سول نافرمانی اور دہشت انگیزی کا مقابلہ کرنے میں احمدیہ تحریک نے بانی نے ہمیشہ اعلی خدمات سرانجام دی ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان کا آئندہ آئین مرتب کرتے وقت مسلمانوں کے مفاد کو پیش نظر رکھیں امن قائم رکھنے نیز ملک کی آئینی ترقی کی کوششوں میں آپ کو جو کامیابی ہوئی ہے اس کے لئے ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں ۔

یہ اڈریس چودھری ظفر اللہ خان نے پڑھ کر سنایا۔

(اخبار ملاپ ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: ہم مانتے ہیں کہ احمدیہ جماعت انگریزی حکومت کی خدمت کا بارہا اظہار کر چکی ہے جس کا صلہ بھی وقتاً فوقتاً لیتی رہتی ہے مگر اس خدمت کے ساتھ ہی بڑے مرزا صاحب نے انگریزی حکومت کے حق میں بعض ایسے الفاظ لکھے ہوئے ہیں جو اسلامی اصطلاح میں سخت ترین مکروہ ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ احمدیہ جماعت انگریزی وفاداری کو مکمل کرنے کیلئے ان الفاظ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصانیف سے نکال دے ۔ ان الفاظ کے نقل کرنے سے پہلے ہم قرآن شریف کی ایک آیت پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسلامی اصطلاح مقرر ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

انّ یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض

یاجوج اور ماجوج دوقومیں زمین پر فساد پھیلانے والی ہیں۔

چونکہ یاجوج ماجوج کو قرآن کریم میں مفسد قرار دیا گیا ہے اس لئے اسلامی اصطلاح میں جس طرح کسی شخص کو شیطان کہنا اس کی شرارت کا اظہار کرتا ہے اسی طرح کسی قوم کو یاجوج ماجوج کہنے سے مقصد اس کو پرلے درجے کا مفسد ذہن نشین کرانا ہوتا ہے خاص کر جب کسی الہامی یا نبی کے کلام میں کسی قوم کو نام لے کر یاجوج یا ماجوج کہا جائے۔ تو اس الہامی کے ماننے والوں کے اعتقاد اور عمل کے اندر داخل ہو جاتا ہے کہ اس قوم کو مفسد ہی سمجھے۔ اب ہم بڑے مرزا صاحب قادیانی، بانی احمدیہ

کا کلام ان کے اصل الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں؛

یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہین جن میں سے ایک انگریز دوسرے روس ہیں (ازالہ اوہام۔ طبع اول ص ۵۰۲)

احمدی دوست مجبور ہیں کہ اپنے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی تعلیم کے مطابق انگریزوں کو قوم یاجوج اعتقاد کریں جو بحکم قرآن مفسدین ہیں پھر اسی قوم کے حق میں یہ کہنا کیونکر دل کی ترجمانی کرسکتا ہے:

خدا نے برٹش حکومت کو اس لئے بنایا ہے تا کہ دنیا میں امن قائم رکھ سکے۔،

کیا کسی شخص کو دل میں مفسد جاننا اور منہ سے مصلح کہنا اس شعر کا مصداق نہیں:

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

ہمارا مقصود یہ نہیں کہ ہم احمدیہ جماعت کے اڈریس کی تکذیب کریں بلکہ یہ ہے کہ احمدیہ جماعت اپنا ظاہر باطن یکساں رہنے کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کی تصنیفات سے ایسے مکروہ الفاظ نکال دے جو حکومت انگریزی کے حق میں برے ہوں۔ گورنمنٹ کو بھی چاہیے کہ وائسرائے کے جواب میں ان مکروہ الفاظ کے نکال دینے پر احمدیوں کو توجہ دلائے۔

نوٹ؛ ہماری یہ تجویز دونوں فریقوں (حکومت اور جماعت مرزائیہ) کے درمیان سوء مزاجی دور کرنے کیلئے ہے ورنہ:

مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد وخر رفت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔ اپریل ۱۹۳۴ء مطابق ۲۱ ذی الحج ۱۳۵۲ ج ۳۱ نمبر ۲۲ ص ۱۴ اص ۱۵۔۱۶)

قادیانی کی تحریر فیصلہ کن ہے یا میری حلف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کی آگاہی کے لئے میں قادیانیوں کی ہوشیاری یا بالفاظ دیگر دفع الوقتی کی مثال سناتا ہوں۔

قارئین کرام اسلام انسان کو انسانیت کے اعلیٰ معراج پر پہنچانے کا راستہ دکھاتا ہے اسلئے اس کی تعلیم ہے کہ سچ کو ماننے اور جھوٹ کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کرو ارشاد ہے

و لا یجر منّکم شنآ ن قوم علی ان لا تعد لوا ، اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ (الما ئدۃ : ۸)

و اذا قلتم فا عد لوا و لوکا ن ذا قر بی (الا نعام: ۱۵۲)

یہ تعلیم ایسی صاف اور سیدھی ہے کہ انسان کو با کمال انسان بنا دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب یہ ڈانٹ ڈپٹ سامنے رکھی جائے کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ تمہارے مخفی راز بھی کھل کر سامنے آ جائیں گے، اس دنیا میں جس کسی کی حمایت یا ضد میں تم بے جا تعصب کرتے ہو اس وقت کوئی تمہارا دوست نہ ہوگا

یو م تبلی السّرا ئر۔ فما له من قوة و لا نا صر۔ (الطارق :۹۔۱۰)

با وجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اہل مذاہب کی روش اپنے مذہب کی تعلیم کے خلاف ہے ۔مثال کیلئے جماعت احمدیہ (قادیانیہ) کو پیش کرتے ہیں۔ ناظرین ذرہ غور سے ہماری معروضات کو دیکھیں اور سنیں۔

جناب مرزا صاحب قادیانی متوفی نے میرے مواخذات سے تنگ آ کر ۱۵ ۔اپریل ۱۹۰۷ء کو آخری فیصلہ کا اعلان کیا تھا۔ اس کے بعد آج کل حیدر آباد دکن سے ایک اعلان آخری فیصلہ کا نکلا ہے۔ ناظرین کی اطلاع کے لئے ہم دونوں نقل کرتے ہیں

مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ نحمده و نصلی علی رسوله الكريم ۔

یستنبئونك احق ھو ۔ قل ای و ربی انه لحق ۔

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ

سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تا کہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس

عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ۔

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

حیدرآبادی اشتہار درج ذیل ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دس ہزار روپیہ انعام

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۳ء کو ایک خاص مجلس میں جس میں کہ ہمارے شہر کے ایک معزز اور باوقار انسان یعنی عالی جناب مہا راجہ سرکشن پرشاد بہادر بالقابہ بھی رونق افروز تھے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میرے حیدرآباد آنے کا اصل مقصد مقصود سیٹھ عبداللہ الہ دین ہیں تاکہ ان کو ہدایت ہو جائے۔ اس لئے میں اپنے ذاتی اطمینان اور تسلی کے لئے بذات خود یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس سفر کی مقدم غرض یہی ہے کہ مجھے ہدایت ہو جائے تو مولوی ثناء اللہ صاحب اس حلف کے مطابق جو میں اس اشتہار میں درج کرتا ہوں قسم کھا جائیں۔ مگر قبل اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حلف اٹھائیں ضروری ہوگا کہ ایک اشتہار کے ذریعہ صاف طور پر حیدرآباد و سکندرآباد میں شائع کر دیں کہ میں اس حلف کو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اپنے عقائد کے درمیان حق و باطل کے تصفیہ کے لئے فیصلہ کن معیار قرار دیتا ہوں اور یہ کہ اس حلف کے بعد سال کی میعاد کے اخیر دن تک میں اپنے اس اقرار معیار فیصلہ کن کے مخالف کوئی تحریر یا تقریر نہ شائع کروں گا اور نہ بیان کروں گا۔

ہاں ویسے مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ مرزا صاحب کی تردید بڑے زور سے کرتے رہیں۔ مگر اس حلف کے فیصلہ کن معیار ہونے سے حلف کے بعد سال بھر تک انکار نہ کریں۔

میری طرف سے یہ اقرار ہے کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب ایک سال تک صحیح سلامت زندہ رہے یا ان پر کوئی عبرت ناک و غضب ناک عذاب نہ آیا تو میں اہل حدیث ہو جاؤنگا۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب کے حسب خواہش مبلغ دس ہزار روپئہ مولوی صاحب موصوف کو بطور انعام کے ادا کروں گا۔

حلف کے الفاظ یہ ہیں جو مولوی ثناء اللہ صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ دہرائیں گے اور ہر دفعہ خود بھی اور حاضرین بھی آمین کہیں گے:

میں ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث خداتعالی کو حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی و دلائل کو بغور دیکھا اور سنا اور سمجھا اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں اور عبد اللہ الہ دین کا چیلنج انعامی دس ہزار کا بھی بغور پڑھا، مگر میں نہایت وثوق اور کامل ایمان اور یقین سے یہ کہتا ہوں کہ

مرزا صاحب کے تمام دعاوی و الہامات جو چودھویں صدی کے مجدد و امام وقت و مسیح موعود و مہدی موعود و امتی نبی ہونے کے متعلق ہیں، وہ سراسر جھوٹ و افتراء اور دھوکہ وفریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں۔

برخلاف اس کے عیسی علیہ السلام وفات نہیں پائے بلکہ وہ بجسدہ عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور وہی مسیح موعود ہیں اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا۔ جب ہوگا تو وہ اپنے منکروں کو تلوار سے قتل کر کے اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔

مرزا صاحب نہ مجدد وقت ہیں نہ مہدی ہیں نہ مسیح موعود ہیں۔ نہ امتی نبی ہیں بلکہ ان تمام دعاوی کے سبب میں ان کو مفتری اور کافر اور خارج از

اسلام سمجھتا ہوں۔

اگر میرے یہ عقاید خدا تعالی کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی در حقیقت اپنے تمام دعاوی میں خدا تعالی کے نزدیک سچے ہیں، تو میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک ہے اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے پس تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں تو ہی قہار اور غالب و منتقم حقیقی ہے اور تو ہی علیم و خبیر و سمیع و بصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی و الہامات میں صادق ہیں اور جھوٹے نہیں اور میں ان کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے میں ناحق پر ہوں، تو مجھ پر ان کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سال کے اندر موت وارد کر۔ یا کسی ایسی غضب ناک و عبرت ناک عذاب میں مبتلا کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو، تا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا اور حق و راستی کا مقابلہ کر رہا تھا جس کی پاداش میں خدا تعالی کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے آمین آمین۔

خاکسار عبداللہ الہ دین بلڈنگس سکندر آباد ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کرام ان دونوں عبارتوں کو بالمقابل دیکھ کر غور فرمائیں کہ فیصلہ کی جو صورت خود بانی مذہب مدعی وحی والہام نے قرار دی ہے وہ زیادہ مفید اور انسب ہے یا جو صورت ایک امتی نے قرار دی ہے، وہ فیصلہ کن ہوسکتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بانی مذہب صاحب وحی کا فیصلہ سب پر ناطق ہوگا برخلاف امتی کے جس کا فیصلہ دوسرے شخص بلکہ اپنی اولاد پر بھی نافذ نہ ہوتا۔ پھر کیوں نہ بانی مذہب کی پیش کردہ صورت فیصلہ پر غور کیا جائے اور کیوں نہ اس کی تحقیق کی جائے یا سابقہ تحقیق جو شہر لدھیانہ میں ہوچکی ہے کافی سمجھی جائے بہر حال جدید صورت کی ضرورت نہیں۔

باوجود اس کے ہم بتاتے ہیں کہ یہ صورت فیصلہ بھی ہم نے منظور کر کے بارہا کامیابی حاصل کی ہوئی ہے۔ ابھی حال ہی میں ہم نے اہل حدیث ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء

میں ایک بسیط مضمون اس کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

۱۔ منکر نبوت (کافر) پر از روئے قرآن وحدیث حلف نہیں رکھی گئی ثبوت دیجئے تو حلف لیجئے۔

۲۔ باوجود اس کے ہم بارہا حلف بھی اٹھا چکے ہیں۔

یہاں تک کہ قادیان کے اسلامی جلسہ میں بھی ایک دفعہ حلف اٹھائی جو خود قادیان کے اخبار الفضل میں بایں الفاظ درج ہے:

میں (ثناء اللہ) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت عیسی آسمان پر زندہ ہیں اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں (الفضل ۴۔اپریل ۱۹۲۱ء)

حضرات غور کیجئے کسی سچے نبی کا انکار خدا کی نافرمانی ہے جس کا ارتکاب کرنے والا یقیناً خدا کا مجرم ہے وہ قسم کھائے یا نہ کھائے اس کا محض انکار ہی اس کو سزا دینے کے لئے کافی ہے خاص کر جب وہ اپنے انکار پر حلف بھی اٹھائے تو کیوں سزا یاب نہ ہو۔ قابل غور ہے۔ اس کے علاوہ پھر میں نے بذریعہ اشتہار مجریہ ۲۔اپریل ۱۹۲۶ء اعلان کیا جس کی سرخی یہ تھی

خدا کی قسم میں مرزا صاحب قادیانی کو الہامی دعوے میں سچا نہیں جانتا۔

اس مضمون کو بڑی تفصیل سے پہلے اخبار اہل حدیث میں لکھا پھر اشتہاری صورت میں بھی شائع کیا ۱۹۲۴ء میں جب میں حیدر آباد دکن گیا تو ان دنوں انہی مشتہر صاحب (حاجی عبداللہ الہ دین) نے دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا جس کے جواب میں میں نے وہیں اشتہار شائع کر دیا کہ میں روپیہ آپ کا نہیں لیتا ہاں یہ چاہتا ہوں کہ چونکہ آپ نے بحکم خلیفہ صاحب قادیان ایسا لکھا ہے اس لئے خلیفہ محمود احمد سے یہ اعلان کرا دیں کہ بعد حلف مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو میں (محمود احمد) مرزا صاحب متوفی کو جھوٹا جانوں گا۔

اس مطالبہ کا جواب نفی میں ملا اب بھی میرا یہی مطالبہ ہے کیونکہ میرا خطاب دراصل بانی مذہب بڑے مرزا صاحب سے تھا وہ اس وقت موجود نہیں تو ان کے قائم مقام میاں محمود احمد صاحب کو بحیثیت خلیفہ مخاطب کرتا ہوں پس وہ اعلان کر دیں کہ

مولوی ثناء اللہ تکذیب مرزا پر حلف اٹھائیں تو سال کی مدت معتبر ہوگی اگر

سال کے اندر اندر مر جائیں تو وہ جھوٹے سمجھے جائیں گے اور اگر سال تک زندہ رہیں تو دوسرے سال کے پہلے ہی روز میں (محمود احمد) اپنے والد کو دعوی میسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔،

ناظرین کرام! کیسی سادہ شرط ہے بھلا یہ کوئی انصاف ہے کہ میں ایک مدت پوری کر کے ایک احمدی کا تقاضا پورا کروں۔ پھر دوسرے کا۔ پھر تیسرے کا۔علی ہذا القیاس اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کی خواہشات پوری کرتے کرتے کسی نہ کسی مدت میں تو مروں گا اور ضرور مروں گا۔اس لئے آئے دن کے نزاعات ختم کرنے کو ضروری ہے کہ مثل سابق کسی تابع (امتی) سے فیصلہ نہ ہو بلکہ باپ کے قائم مقام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان سے معاہدہ ہی ہو کر فیصلہ ہو جائے کیونکہ آپ مدعی کے بیٹے اور قائم مقام خلیفہ ہیں۔

پس میں منتظر ہوں کہ حاجی عبداللہ سکندر آبادی انعامی رقم تو قادیان کے قرضہ ۶۰ ہزار میں جمع کرا دیں اور میرے ساتھ فیصلہ کرنے کو خلیفہ صاحب کو تکلیف دیں پھر دیکھیں خدا کی تائید کس کو حاصل ہوتی ہے۔

نوٹ: گو ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ موت وحیات کا کسی کو علم نہیں تاہم خدا کی تائید پر بھروسہ ہے کہ اگر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے مذکورہ اعلان کیا تو خدا ہماری اسی طرح مدد کرے گا جس طرح اس نے ان کے باپ کیخلاف ہمیں مدد دی تھی انشاءاللہ

احمدیہ جماعت کے ممبرو! ہمت ہے تو آؤ اور اپنے خلیفہ کو قبول حق پر آمادہ کرو ورنہ یاد رکھو

ستعلم لیلی ای دین تداینت
و ای غریم فی التقاضی غریمها

عنقریب لیلی جان لے گی کہ اس نے کون سا دین اختیار کیا ہے اور کون سا قرض خواہ اس کے قرض کا تقاضا کرتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔اپریل ۱۹۳۴ء مطابق ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۳ ص ۷۔۱۰)

قادیانی کذب بیانی

(بقلم نامہ نگار)

آیت: و من ا ظلم ممن افتری علی اللہ الکذ ب .. الآیہ (سورہ صف)

حدیث: من کذ ب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار (بخاری)

۱۔مقولہ مرزا

یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ انجیلوں کی پیش گوئی ٹل جائے۔

(ماخوذ از کشتی نوح۔ص ۵)

(ہائے کس کے آگے یہ ماتم کیئے جائیں کہ حضرت عیسی کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔(از اعجاز احمدی)

۲۔مقولہ مرزا

ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کروالا خیال کیا جائے گا۔سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی ان ہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں پوری کی۔(منقول از قادیانی اربعین نمبر ۳ ص ۲۱۔۲۲)

۳۔مقولہ مرزا

اسی طرح وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنخضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا تعالی مجھے قبر میں میت نہیں رہنے دے گا اور زندہ کر کے اپنی طرف اٹھا لے گا۔ (از ازالہ اوہام۔ص ۲۴۹)

اصل حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ میری عزت خدا تعالی کی جناب میں اس سے

زیادہ ہے کہ مجھے چالیس دن قبر میں رکھے یعنی میں اس مدت کے اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھایا جاؤنگا۔

الحمد الله علی ذلك اور حدیث نبوی کا یہ فقرہ کہ میں چالیس دن تک قبر میں نہیں رہ سکتا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اول روز گو کیسا ہی مقدس آدمی ہو قبر سے اور اس عالم خاکی سے ایک بڑھا ہوا تعلق رکھتا ہے کوئی دینی خدمات کے پاس کی وجہ سے اور پھر وہ تعلق ایسا کم ہو جاتا ہے کہ گویا وہ صاحب قبر، قبر میں سے پہلے نکل جاتا ہے۔ (حاشیہ نمبر مذکور)

۴۔ مقولہ مرزا

چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کے نام درج ہوں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۴۰)

(دوسری طرف مرزا نے لکھا ہے: مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ حقیقت المہدی۔ص ۱۔ ثناء اللہ)

برادران! مذکورہ بالا اقوال مرزا صاحب کے سراسر غلط ہیں کذب محض اور افتراء علی اللہ وعلی الرسول ہیں۔ مرزائی دوست ثبوت دیں تو ہم مشکور ہوں گے ورنہ ان سے ہم پوچھیں گے کہ قادیانی اصطلاح میں جھوٹ بولنا بھی نبوت میں داخل ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اپریل ۱۹۳۴ء مطابق ۵ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۴ ص ۴۔۵)

اڈیٹر الفضل کے استفسار کا جواب

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ میں حافظ عنایت اللہ صاحب گجراتی کا ایک مراسلہ درج ہوا ہے جس میں موصوف نے مرزا غلام احمد صاحب متوفی کے ایک دعوی بلکہ چیلنج کا ذکر کر کے اس کی قبولیت کا اظہار کیا ہے۔

وہ چیلنج یہ ہے کہ اگر توفی (باب تفعل) کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی

روح ہو وہاں سوائے موت کے کوئی اور معنی ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حافظ صاحب موصوف نے خلیفہ قادیان کو بحیثیت ولد اور بحیثیت خلیفہ مخاطب کر کے اس چیلنج کی یاد دہانی کرا کر فیصلہ کرانے پر متوجہ کیا تھا۔ مگر اڈیٹر الفضل نے ازخود اس میں دخل دے کر لکھا ہے کہ آپ کسی جماعت کے نمائندہ نہیں، لہذا آپ کو خلیفہ صاحب جواب نہ دیں گے بلکہ کوئی ایک احمدی مشتہر (گجراتی) جواب دینے کو کافی ہیں۔ الفضل کے اس جواب کی تردید میں حافظ عنایت اللہ کا مراسلہ درج ذیل ہے (مدیر اہل حدیث امرتسر)

بعد از سلام مسنون گذارش ہے کہ آپ نے ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں ایک مسترد اور ناقابل ذکر اشتہار بلا وجہ دوبارہ شائع کرتے ہوئے جو فرمایا ہے کہ میں (عنایت اللہ) نے کوئی چیلنج مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے نام شائع کیا ہے جس میں میں نے اپنی کوئی حیثیت ظاہر نہیں کی،

اس کی بابت جواباً عرض ہے کہ میری طرف سے آج تک کوئی چیلنج موصوف کے نام شائع نہیں ہوا۔ بلکہ موصوف کے ابا جان کے چیلنج کو منظور کیا ہے، اور اپنی حیثیت بھی ظاہر کردی ہے جسے آپ نے بھی اسی پرچہ میں درج فرمایا ہے اگر آپ اسے پہلے غور سے پڑھ لیتے تو آپ کو دریافت کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

مکرر عرض کردوں کہ چیلنج کرتے وقت میری حیثیت جو مرزا صاحب آنجہانی نے مقرر فرمائی ہوئی ہے اس کا ناقابل تردید ثبوت چٹھی نمبر ۱ میں عرض کر چکا ہوں (یعنی میں مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی کا ہم خیال ہوں) اس سے زائد کا مطالبہ ہرگز درست نہیں بلکہ چیلنج کی تنقیص اور تحقیر کے مرادف ہے۔

اگر کوئی بزرگ آپ کی اعزازی دعوت کرے اور آپ کو وقت اور جگہ بھی بتادے جب آپ تشریف لاویں تو مکان مقفل ہو اور وہ حضرت غائب اور ان کا کوئی خادم آپ سے عرض کرے کہ آپ کو روٹی سے مطلب ہے چلو میں آپ کو اپنے یہاں سے کھلا دیتا ہوں تو کیا آپ روٹی کے لینے کے لئے

اس کے ساتھ چل پڑیں گے؟ اگر نہیں تو پھر دوسرے کو آپ کیا مشورہ دے رہے ہیں ۔ آپ خاموش ہو کر سنتے رہیں میں بمطابق ضرباً بالیمین مرزا صاحب کے اولوالعزم فرزند کو چٹھی پر چٹھی لکھ رہا ہوں جو ان کی جگہ پر نیابت فرمارہے ہیں اور انہیں ببانگ دہل ما لکم لا تنطقو ن کہہ کر پکار رہا ہوں آپ ابھی سے مجھے موصوف کی طرف سے مایوس کن خبر (لقد علمت ما ھئو لا ء ینطقو ن) پڑھ کر نہ سنائیں اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو موصوف کو ان کے ابا جان کے چیلنج کی حمایت پر آمادہ کریں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ رقم موعودہ میں سے مبلغ یک صد روپیہ میں آپ کو اس خیال سے دونگا کہ آپ نے اس علمی غزوہ میں میرا ہاتھ بٹایا۔

(حافظ) عنایت اللہ از گجرات پنجاب

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ۲۴ مارچ کے پرچہ میں صاف لکھ دیا تھا کہ انعامی رقم میں سے ۲۵ فی صد اشاعت میں آنا چاہیے۔ حافظ صاحب نے اغیار کو تو یک صد دینے کا وعدہ کر لیا لیکن اہل حدیث کے اعلان کی منظوری ظاہر نہ کی شائد السکو ت فی معر ض البیا ن بیا ن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اپریل ۱۹۳۴ء ۵ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۴ ص ۵۔۶)

لالہ موسی میں مناظرہ مرزائیہ

انجمن اہل حدیث لالہ موسی کا سالانہ جلسہ ۲۱۔۲۲ مارچ کو نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ مرزائیوں سے صداقت مرزا، اور حیات مسیح پر مناظرہ ہوا جس میں خدا کے فضل سے اہل اسلام کو کامیابی ہوئی۔ اور سامعین پر اچھا اثر رہا۔ راقم: غلام علی ٹیلر ماسٹر۔ سکرٹری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اپریل ۱۹۳۴ء جلد ۳۱ نمبر ۲۴ ص ۱۴)

کیا مرزا صاحب نبی تھے؟

جناب پنڈت آتمانند ہلدوانی ضلع نینی تال لکھتے ہیں:

مرزا صاحب غلام احمد کی تحریروں کو پڑھنے سے دو باتیں دکھلائی پڑتی ہیں۔

اول یہ کہ مرزا صاحب نے نہ صرف نبوت سے انکار ہی کیا بلکہ آنحضرت محمد (ﷺ) کے بعد نبوت کے مدعی کو کافر اور دشمن اسلام کہا۔ دوسری بات یہ کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت و رسالت کیا جیسا کہ دافع البلاء صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ:

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

مرزا صاحب کے ان متضاد خیالات میں کسی قسم کی تطبیق ناممکن ہے اور اسی وجہ سے احمدی جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہوگئی چنانچہ قادیانی احمدی مرزا صاحب کو نبی اور لاہوری احمدی مجدد مانتے تھے مگر لطف یہ کہ باوجود مرزا صاحب کے متضاد اقوال میں تطبیق نہ ہو سکنے کے بھی مرزا صاحب کو جھوٹا نبی نہیں سمجھتے بلکہ دونوں فرقے ایک دوسرے کو متعصب اور بے وقوف قرار دے رہے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نہ تو نبی تھے اور نہ ہی مجدد۔ جب مسلمانوں کا مقابلہ ہو جاتا تھا تو ڈر کر فوراً ہر طرح کی نبوت سے کانوں پر ہاتھ دھر لیتے تھے اور جب اپنے چیلوں کے ہاتھ سے نکلنے کا ڈر ہوتا تھا تو آپ ان کی تشفی وتسلی کے لئے ایک درمیانی راہ تجویز کرلیا کرتے تھے اور درمیانی راہ نام کا نام ہی بدعت ہے اور کہتے کہ میں نے جو نبوت سے انکار کیا ہے وہ شرعی نبوت سے انکار ہے لیکن ظلی یا بروزی نبوت سے انکار نہیں کیا۔ لیکن چونکہ احمدی لوگ قدرتاً نرم دل پیدا ہوئے ہیں اس لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے چکموں میں آجاتے تھے۔ مرزا صاحب نے خود کئی موقعوں پر ہر طرح کی نبوت اور دعوی نبوت سے انکار کیا ہے مثلاً اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں لکھتے ہیں کہ:

میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔

یہاں وحی رسالت سے مراد صرف وحی شریعت ہی نہیں ہے بلکہ وحی نبوت بھی ہے کیونکہ حضرت آدم پر کسی شریعت کا آنا متصور نہیں کیا جا سکتا۔ پس جب وحی نبوت کا ختم ہو جانا مرزا صاحب مانتے ہیں پھر الہام اور نبوت کا دعوی صریح جھوٹا ہے۔ اسی بات کو مرزا صاحب قادیانی ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴ پر یوں بیان فرماتے ہیں:

پس اس سے بھی بہ کمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور

ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دنیوی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے،۔

۲۔ نیز ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۳ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

لیکن خدا تعالیٰ ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہ رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبریل کا آنا لازمی امر ہے اسلام کا تخت ہی الٹ دے۔

گویا جبریل کا اب آنا اور اسلام کا تخت الٹنا برابر امور ہیں۔

۳۔ اس کی مزید توضیح مرزا صاحب ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱ پر یوں کرتے ہیں کہ:

اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو،۔

احمدی لوگ زیادہ سے زیادہ یہ درمیانی راہ (بدعت) اور نکال سکتے ہیں کہ حضرت جبریل کے صرف شرعی وحی لانے کی انقطاع مراد ہے نہ کہ دیگر الہامات نبوت ۔ لیکن جس حدیث مبارک میں حضرت جبریل کی مزید آمد کا انقطاع لکھا ہے وہ اس وقت کی ہے جب کہ حضور (ﷺ) رحلت فرما رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت جبریل نے کہا کہ آپ کی موت کے ساتھ میرا دنیا میں آنا بھی بند ہوا اور اب میں تا قیامت دنیا میں کبھی نہیں آؤنگا۔

اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ حضرت جبریل نہ صرف بعقیدہ اسلام شریعت ہی لاتے تھے بلکہ غیر تشریعی الہام بھی لے کر آیا کرتے تھے کیونکہ نہ تو یہ حدیث شرع قرآن میں شامل ہے اور قرآن شریف کی تکمیل حضرت محمد (ﷺ) کی وفات حسرت آیات سے قریباً تین ماہ پہلے ہو چکی تھی۔ جیسا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے ظاہر ہے۔ پس یہ ثابت ہے کہ حضرت جبریل کا وحی شریعت یا ہر کسی دیگر قسم کا الہام لے کر آنا تا بہ قیامت ناممکن یا مسدود ہے۔ اس بات کی تصدیق کہ حضرت محمد (ﷺ) کی وفات تک شرع قرآن شریف کی تکمیل کے بعد بھی حضرت جبریل غیر تشریعی الہام لے کر تشریف لاتے رہے اور کہ بعد از وفات آنحضرت (ﷺ) جبریل کا آنا منقطع ہو چکا ہے خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷

میں بدیں الفاظ تشریح کی ہے:

۴۔ حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔

۵۔ نیز حمامۃ البشری صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں:

کیف یجیء نبی بعد نبینا فقد انقطع الوحی بعد وفاته و ختم به النبیین ۔(ترجمہ: ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی کیونکر آ سکتا ہے حالانکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور خدا نے ان پر انبیاء کو ختم کر دیا)۔

اب جب کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی تصدیق فرماتے ہیں کہ جبریل کا تا بہ قیامت ہمیشہ کے لئے الہام لے کر آنا منقطع ہو چکا ہے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب پر الہام لانے والا کون تھا؟ احمدی بلکہ خود مرزا قادیانی بھی مانتے تھے کہ مرزا صاحب پر الہام لانے والا جبریل نہ تھا چنانچہ تحریک احمدیت حصہ اول صفحہ ۹۷ پر بقول مرزا صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے لکھتے ہیں کہ:

ان کے علاوہ کچھ اور بھی امتیازات نبی اور محدث میں (خود) حضرت مرزا صاحب نے قائم کئے ہیں مثلاً یہ کہ نبی پر وحی نبوت کا نزول بذریعہ جبریل ہوتا ہے۔ غیر نبی پر وحی کا نزول بذریعہ جبریل نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یا تو الہام ہونے کا ڈھکوسلا ہی جھوٹا تھا ورنہ شیطان الہام دیتا تھا کیونکہ شیطان بعض مرتبہ بقول مرزا صاحب قادیانی خدا کا روپ بنا کر بھی اپنے دوستوں کو دھوکہ دے دیتا ہے جیسا کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۸۔۳۹ پر لکھا ہے کہ:

حدیث صحیح سے ظاہر ہے کہ تمثل شیطان سے وہی خواب رسول بنی کی مبرا ہوسکتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ کو ان کے حلیہ پر دیکھا گیا ہو۔ ورنہ شیطان کا تمثل انبیاء کے پیرایہ میں نہ صرف جائز بلکہ واقعات سے ہے اور شیطان لعین تو خدا تعالیٰ کا تمثل اور اس کے عرش کی تجلی دکھلا دیتا ہے تو پھر انبیاء کا تمثل اس پر کیا مشکل ہے؟ اب جب کہ یہ بات ہے تو فرض کے طور

پر اگر یہ مان لیں کہ کسی کو آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی تو اس بات پر کیونکر مطمئن ہوں کہ وہ زیارت درحقیقت آنحضرت ﷺ کی ہے،۔

پس جب کہ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی شیطان خدا کا رو بنا کر بھی اپنے پیرؤوں پر ظاہر ہوسکتا ہے تو اس کے لئے فرشتہ بن کر آنا کیا مشکل ہے؟ اس لئے عین ممکن ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ملہم وہی حضرت ہوں۔ تبھی تو کبھی مرزا صاحب کے الہام پورے نہیں ہوئے۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نا مرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۳۴ء مطابق ۱۲ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۵ ص ۵۔۷)

سر سید احمد خان اور مرزا قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیانی اخبار الحکم میں پرانے واقعات دہرائے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں سرسید احمد خان مرحوم کا ایک خط بھی اپنے حق میں فی الجملہ مفید جان کر نقل کیا ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ

ایک زمانہ گذرا کہ حکیم نورالدین (خلیفہ اول قادیان) سرسید احمد خان کے مخلص دوست تھے۔ انہوں نے سرسید احمد خان سے پوچھا کہ صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے۔ سرسید احمد خان نے اپنے مذاق میں جواب دیا:

صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے (الحکم ۱۴۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

اس سے نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ سرسید احمد احمد خان، حکیم نورالدین صاحب کو بڑا باکمال بزرگ جانتے تھے۔ اور حکیم صاحب ایسے باکمال جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جاں نثار مرید ہوئے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کتنے باکمال ہوں گے۔

اس سوال کا جواب دینے کو ہم بھی سرسید احمد صاحب کا ایک خط نقل کرتے

ہیں جو ہم تک بروایت خاصہ (بقلم خود مرزا صاحب) پہنچا ہے۔ ناظرین اس کے سنجیدہ الفاظ بغور پڑھیں اور دو چار بار پڑھیں کہ سرسید احمد خان اپنی لطافت بیانی میں کیا کچھ فرما گئے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ سید صاحب نے اپنے ایک دوست کے نام جو سیالکوٹ میں رہتے ہیں اس عاجز کی تالیفات کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ایک ذرہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں یعنی بکلی صداقت سے خالی ہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ سید صاحب نے ایک اخبار میں چھپوا بھی دیا تھا کہ کسی سے الہامی پیش گوئیوں کا ظہور میں آنا یا مکاشفات و مخاطبات الہیہ سے مشرف ہونا ایک غیر ممکن امر ہے اور اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو وہ مجانین میں سے ہے اور ایسے خیالات جنون کے مقدمات میں سے ہیں۔ اگر یہ خیالات دل میں راسخ ہو جائیں تو پھر وہ پورا پورا جنون ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۲۳۰ کا حاشیہ)

ناظرین! آج مرزا غلام احمد صاحب کے مخالف تصانیف میں مراق مرزا اور سوداء مرزا وغیرہ شائع ہوئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سرسید احمد خان نے جو بغیر علم طب کے محض اپنی دور اندیشی سے رائے قائم کی تھی اس زمانہ کے مخالف طبیبوں کو بھی نہ سوجھی تھی اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ سرسید احمد خان اپنی دور اندیشی میں صائب الرائے تھے، کیوں؟ اس کا جواب شیخ سعدی کے کلام میں سنیئے:

برائے جہاں دیدگان کارکن
کہ صید آزمودہ ست گرگ کہن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۹ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۶ ص ۴)

انی مہین من اراد اہانتک

ومعین من اراد اعانتک

یعنی خدا نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے وعدہ کیا تھا کہ

جو کوئی تیری (اے مرزا) اہانت کا ارادہ کرے گا اس کو ذلیل کروں گا اور جو تیری مدد کا ارادہ کرے گا میں اس کی مدد کرونگا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد) نے جلسہ لائل پور میں یہ الہام حضرت مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی پر لگا کر بتایا ہے کہ ایک دفعہ ان کو عدالت میں کرسی نہ ملی تھی بلکہ حاکم نے ان کو ڈانٹا تھا پس وہ الہام کے پہلے حصے میں آ گئے۔ ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ کن بھول بھلیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے والد (بڑے مرزا صاحب) نے بھی یہ بات لکھ کر شیخی بھگاری تھی جس کا جواب مولانا مرحوم نے فوراً دیا تھا کہ تمہارا یہ دعوی سراسر جھوٹ ہے (مولانا مرحوم نے بڑی سختی سے اس افتراء کی تردید کی تھی ایسا افترا کرنے والے کو دجال بے حیا کذاب مفتری وغیرہ لکھا تھا۔ ہم مناسب نہیں جانتے کہ وہ عبارت پوری نقل کریں۔ جو صاحب دیکھنا چاہیں اشاعۃ السنہ ج ۱۸ نمبر ۹ ص ۲۸۰۔۲۸۱ ملاحظہ کریں۔ ثناءاللہ امرتسری) اب جب کہ ایک شخص دنیا سے رخصت ہو گیا اس پر بہتان تراشنے کو سوائے اس کے اور کیا جائے کہ یہ اپنے باپ کی سنت پر عمل کرنا ہے اس لئے اس قصے کو تو ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں اور خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب سے اس الہام کے ماتحت سوال کرتے ہیں کہ اس شخص نے مرزا غلام احمد صاحب کی اہانت کا ارادہ کیا تھا یا اعانت کا؟ جس کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے:

مدت سے آپ کے پرچہ.. میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے آپ نے مجھے مفسد ٹھگ اور دکاندار اور کذاب مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی سمجھ رکھا ہے۔ (اعلان مرزا قادیانی ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

ایمان سے بتایئے! یہ شخص جس کو بڑے میاں مخاطب کر کے ایسا لکھتے ہیں مرزا صاحب کے حق میں اہانت ارادہ بلکہ اہانت کرنے والا تھا یا اعانت کا؟ اعانت کا لف کہتے ہوئے تو آپ کی زبان اور قلم رک جائے گی کیونکہ اس شخص کے حق میں مرزا جی نے موت مانگی ہوئی ہے پھر اس میں کیا شک ہے کہ اس دشمن کا ارادہ بلکہ فعل اہانت

ہی ہوگا۔ پھر ایمان سے بتائیگا کہ ان ہر دو مقابلین میں سے اہانت کی کس کی ہوئی اور اعانت کس کی َمزید ثبوت کے لیت مندرجہ ذیل دو واقعات پر نظر غائر ڈالئے

۱۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بوقت انتقال مرزا صاحب

۲۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لدھیانہ بوقت اداء تاوان تین سو، کس کی اہانت ہوئی اور کس کی اعانت ؟ چونکہ یہ شخص آج تک زندہ ہے (بلکہ یہ حروف لکھ رہا ہے) اس لئے اس کے حق میں جو چاہو کہو مردوں پر افتراء کر کے زندوں کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو؟

سنو:

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

ناظرین کرام! ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ خدا کو مانتے ہیں تو دینی کام میں اس قسم کی چالاکی سے حق کو کیوں چھپاتے ہیں۔

احمدی ممبرو! بڑے میاں نے مجھ کو ابو جہل کا خطاب دے کر اپنے حق میں بدترین دشمن لکھا ہوا ہے جو میرے لئے باعث فخر ہے۔ اس لئے زبان سے نہیں بلکہ ایمان سے کہنا میرے مقابل کبھی تم کو فتح نصیب ہوئی ؟

زیادہ نہیں تو رام پور کا مباحثہ ہی یاد کرلو، جہاں سے تمہارے زبدۃ الاخوان نواب صاحب رام پور کو بزبان حال بدیں الفاظ مخاطب کرتے ہوئے نکلے تھے:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۶ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۷ ص ۳۔۴)

مرزا قادیانی فیل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب ہم سنتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی باوجود کثرت مخالفت کے بڑے کامیاب ہو کر دنیا سے گئے ہم اس جملہ کو اس سے زیادہ حیرت سے سنا کرتے

ہیں جو عیسائیوں کی تقریر یا تحریر سے سنا کرتے ہیں کہ مسیح کی الوہیت ایک معقول امر ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ مسیح کی الوہیت سے مسیحیت مرزا زیادہ معقول اور دلپذیر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ: شنیدہ کے بود مانند دیدہ

احمدی لوگ مرزا غلام احمد صاحب کی کامیابی کا اظہار کرنے پر بہت سے ہوائی قلعے بنایا کرتے ہیں مگر کبھی کبھی سچ ان کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے۔ چنانچہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی نے اپنی لائلپوری تقریر میں ایک بات بالکل سچ کہی ہے، جو ہمارے مضمون کی بنیاد ہے پس ناظرین اسے بغور پڑھیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے پہلے مرزا صاحب کے آنے کا مقصد خود ان کی زبانی سنیں اور غور سے سنیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ:

میرے آنے کے دو مقصد ہیں

۱۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہو جائیں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

۲۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا (مسیح) نظر نہ آئے دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔

(اخبار الحکم قادیان ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

نمبر دوم کا جواب تو عیسائی اخبارات نور افشان، المائدہ، النجاۃ وغیرہ دیں گے کہ مسیح کی الوہیت دنیا سے اٹھ گئی یا ہنوز باقی ہے؟ ہماری غرض پہلے نمبر سے ہے۔ پس ناظرین نمبر اول کو پھر ایک دفعہ غور سے پڑھ کر ذہن نشین کر لیں اور مندرجہ ذیل بیان میاں محمود احمد کا پڑھیں جو انہوں نے لائلپور کے جلسہ میں فرمایا:

اپنے نفس کو ٹٹولو۔ کیا آج کے مسلمان وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بحث اور ہار جیت کے خیال کو دل سے نکال کر ہر شخص اپنے گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھے اور مخلی بالطبع ہو کر غور کرے کیا میں وہی مسلمان ہوں جو محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور پھر دیانتداری کے ساتھ اس کا نفس جو جواب دے وہ آ کر مجھے بتائے۔ پھر اپنے محلے والوں اپنے گاؤں یا شہر والوں، اپنے ضلع اور صوبہ والوں کے متعلق یہی سوال

کرے کہ کیا یہ وہی مسلمان ہیں جو رسول کریم ﷺ بنانا چاہتے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ سو میں سے سو کو یہی جواب ملے گا کہ ہرگز نہیں۔ اور جب یہ حالت ہے تو مسلمان غیر مسلموں میں کیسے تبلیغ کر سکتے ہیں۔ آج ہی اس کا تجزیہ کرلو۔ غیر مسلموں کے پاس جا کر تبلیغ کرو۔ ان میں سے ہر ایک یہی جواب دے گا کہ اگر یہی مسلمان ہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا تھا تو ہم ان سے دور ہی اچھے ہیں۔ (الفضل قادیان ۔۲۲۔اپریل ۱۹۳۴ء ص ۷)

ناظرین کرام! میاں محمود احمد صاحب کے اس بیان میں ذرہ بھی غلطی نہیں بے شک آج کل کے مسلمان ایسے ہی ہیں کہ ان کے اسلام پر کفر فخر کر سکتا ہے۔ نہ ان کے عقاید ٹھیک نہ ان کے اعمام درست نہ ان کے معاملات صحیح نہ ان کے اخلاق معقول ۔مساجد ان سے خالی، قمار خانے اور جیل خانے ان سے بھرپور۔ کہاں تک مسلمانوں کی حالت کا نقشہ بتایا جائے۔ بہت بری حالت ہے۔ اسلئے ہم کہتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب نے یہ فقرات بالکل سچ کہے ہیں۔ پس

احمدی ممبرو! ذرہ سوچو۔ میدان محشر پر ایمان ہے تو اسے یاد کر کے غور کرو کہ مسلمان ہاں وہ مسلمان جن کا ذکر خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے بہت مختصر لفظوں میں بیان کیا ہے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے سوال کا جواب دینا:

کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے مقاصد میں پاس ہوئے یا فیل؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۶ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۷ ص ۴۔۵)

حلف موکد بعذاب کا تقاضا

بے حیائی تیرا آسرا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

ہمارے مخاطب قادیانی دوست ایسے کچھ قسم کھائے بیٹھے ہیں کہ ٹلتے ہی نہیں ۔بڑے میاں (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے اعلان کے موافق (کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا

)انتقال کر گئے جسے آج ربع صدی گذر چکی ہے۔

اس کے بعد یہ لوگ مباحثہ میں مغلوب ہوئے، سہ صد جرمانہ دیا۔ تاہم آج بھی اکڑ کر بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ موکد بعذاب حلف اٹھائے تو دس ہزار بلکہ اکیس ہزار انعام لے۔

اس کے جواب میں کہا گیا بندہ خدا جدید شریعت نہ بناؤ بلکہ شریعت محمدیہ میں دکھاؤ کہ منکر (کافر) پر حلف آتی ہے؟ اور حلف بھی مؤکد بعذاب۔ بھلا ان باتوں کا جواب کیا دیں گے۔ پھر بھی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ہمارا مطالبہ ثابت کر دیں تو ہم ان کو مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام دیں گے جو مسلمہ منصف کے فیصلہ کے بعد ان کے حوالے کیا جائے گا۔

آج جس مضمون پر ہم یہ نوٹ لکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تقاضا کرتے ہیں کہ ہم تمہاری مطلوبہ حلف اٹھانے کو طیار ہیں بشرطیکہ تم خلیفہ قادیان (محمود احمد) سے اعلان کرا دو کہ بعد حلف مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو دوسرے سال کے پہلے ہی روز میں (محمود احمد) اپنے والد کو دعوی مسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔ اس کے جواب میں ایک نئی پیچ نکالی گئی ہے جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ میرے مقابلے سے واقعی اتنا دوڑتے ہیں جتنا شیر کے مقابلے میں نہتا انسان بلکہ گیدڑ دوڑتا ہے۔ ناظرین بغور پڑھیں کہ جواب کیا دیتے ہیں اور کس عقل وفہم سے دیتے ہیں کہ:

> تم مولوی ثناء اللہ کم سے کم ٦٦ ہزار اہل حدیثوں کے دستخط کرا کر ہم کو بھیج دیں کہ مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال کے اندر مر گئے تو ہم سارے ٦٦ ہزار اہل حدیث، احمدی ہو جائیں گے۔ (الفضل قادیان یکم مئی ۱۹۳۴ء ص ۸)
>
> (٦٦ ہزار اس لئے کہ بقول خود مرزائی ٦٦ ہزار ہیں)

مگر ان عقل مندوں نے یہ نہ سمجھا کہ ہم کن دو میں دخل دیتے ہیں اور کس سے ٦٦ ہزار کا مطالبہ کرتے ہیں۔

او عقلمندو! سنو! میں وہ شخص ہوں جس (اکیلے) کو تمہارا نبی (مرزا غلام احمد)مخاطب کرتا رہا ہے یہاں تک کہ آخری فیصلہ کی پیش گوئی میں خاص اپنی اور میری شخصیت کی موت کو مدار فیصلہ قرار دیا تھا۔ کسی ایک بھی متنفس (اہل حدیث یا اہل اسلام) کا

میرے ساتھ ضمیمہ نہیں لگایا۔ بس میں تو وہی ہوں اور میری حیثیت اب بھی وہی ہے جو پہلے تھی کہ بحکم ان ابراھیم کان امۃً ، میں ، اکیلا ، سب ہوں ۔ دوسری طرف اس وقت وہ شخصیت نہیں رہی جو پہلے تھی اس لئے بطور نیابت ان کے گدی نشین کو میں مخاطب کر کے وہی نسبت تسلیم کرتا ہوں جو پہلے ہم دونوں (مرزا و ثناء اللہ) میں تھی ۔ اس کی یہ مثال بالکل واضح ہے کہ ایڈورڈ بادشاہ انگلستان و ہندوستان دوسرے بادشاہوں کے مخاطب ہوتے تھے اب ان کے انتقال کے بعد بعینہ بلا کسی مزید شرط کے موجودہ بادشاہ جارج پنجم ان کے قائم مقام ہیں نہ کسی بادشاہ کی طرف سے کوئی مزید شرط ہوئی نہ ان کی طرف سے ہوئی بلکہ محض قائم مقامی کافی سمجھی گئی ۔ ٹھیک اسی طرح بفضلہٖ تعالیٰ میری طرف سے کوئی تبدیلی نہین ہوئی اس لئے میں تو اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا ۔ چونکہ قادیانی پارٹی میں میرا اصل مخاطب نہیں رہا اس لئے ان کا قائم مقام بغیر کسی شرط کی کمی بیشی کے میرا مخاطب سمجھا جائے گا جو کوئی مزید شرط لگاتا ہے وہ ان دو باتوں میں سے ایک کا اعلان کرے تو جواب لے

۱۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے غلطی کی جو مجھ سے ۶۶ ہزار دستخط نہیں مانگے ۔

۲ ۔ میاں محمود احمد کا درجہ اپنے باپ سے بڑا ہے اس لئے تمہاری (ثناء اللہ کی) شخصیت ان کے لئے کافی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کی تلافی کے لئے ۶۶ ہزار اشخاص کے دستخطوں کا اقرار نامہ ہونا چاہیے ۔ اگر ان دوصورتوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو پھر ایسی پیچ لگانے کا سبب سوائے بزدلی اور خوف قلبی کے کیا ہوسکتا ہے ۔ سچ ہے :

خود سوئے ما ندید و حیا را بہانہ ساخت

پس قادیانی ممبرو ! اپنے خلیفہ سے ہمارے مطالبہ کا اعلان کھلے کھلے الفاظ میں کراؤ اور میدان عیدگاہ امرتسر میں آکر کافر (منکر) پر حلف کا ثبوت پیش کرو اور ساتھ ہی ہم سے حلف لے لو ۔ دیکھو جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنے لگ جائیں

مرزا نہ داشت تاب جدال ابو الوفاء
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۳ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۸ ص ۴۔۵)

مرزا صاحب کی قسمیں

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ، میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

مرزائی دوستو! مرزا غلام احمد صاحب نے کھلے الفاظ میں فرمایا
ہمیں خدا کی قسم ہے کہ میں اس بات میں سچا ہوں کہ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر سے میرا نکاح ہوگا اور اگر دوسرے کے ساتھ ہوا تو اڑھائی تک شوہر اور تین سال تک اس کا والد فوت ہو جائے گا۔

(افادۃ الافہام۔ ص ۱۹۴۔۲۰۵)

پھر نہ مرزا صاحب قادیانی سے اس لڑکی کا نکاح ہوا، نہ اس مدت معینہ میں دونوں (احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد) کا انتقال ہوا۔ اب اس سے کیا سمجھا جائے۔ کیا فی الحقیقت خدا نے ان کو یہ خبریں دی ہوں گی؟ یا وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تراشی ہوئی تھیں۔ جب ہم خدا تعالی کی شان پر اور مرزا صاحب قادیانی کی کاروائیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بمقابلہ اس کے کہ خدائے تعالی پر جھوٹ اور بے علمی اور عجز کا الزام لگایا ئے، مرزا صاحب قادیانی کی جانب صرف جھوٹ کا الزام لگانے میں کوئی ہرج نہیں دیکھتے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ انہوں نے عقلی معجزات کی ایک نئی مد قائم کی ہوئی تھی۔ اس سے یہ امر بھی مبرھن ہوگیا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے عقلی معجزات میں جھوٹ سے بھی مدد لی ہے اور صرف جھوٹ ہی ہوتا تو چنداں مضائقہ نہ تھا غضب یہ ہے کہ جھوٹ کو قسم سے موکد بھی کرتے ہیں جس سے سیدھے سادھے مسلمان دھوکہ کھا کر یقین کرلیں کہ وہ خبر بالکل صحیح ہے۔

جب تک مدت مذکورہ منقضی نہیں ہوئی تھی ہر شخص کا خیال تھا کہ جب ایسے معزز شخص جو ظاہراً مقدس بھی ہیں قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خدا نے وہ مدت ٹھہرائی ہے تو ممکن بلکہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور کسی کو مجال نہ تھی کہ چون و چرا کرے۔ کیونکہ خدا کے معاملے میں کون دخل دے سکتا ہے۔

یہاں تک کہ ہندو، پادری، وغیرہ ساکت بلکہ اس فکر میں تھے کہ اگر پیشگوئی

پوری ہو جائے تو اسکا کیا جواب ہو گا۔

غرض کہ ہزاروں آدمی اڑھائی تین سال تک سخت فکر میں حیران و پریشان رہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس مدت میں خوش تھے کہ اڑھائی تین سال تو عیسویت بغیر کھٹکے کے چل جائے گی۔ اس کے بعد اگر زندگی باقی رہی تو کوئی بات بنالی جائے گی بیوقوں کو دھوکہ دینا کون سی بڑی بات ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ مدت گذرتے ہی فرما دیا کہ بھائیو! ان لوگوں نے توبہ کر لی ہے اس لئے بچ گئے (مرزائی سجنو! ہمیں بھی سمجھا دو کہ وہ کون سی حد توڑی گئی تھی جس سے انہوں نے توبہ کی) خوش اعتقادوں نے یہ سن کر پھر دھوکہ کھایا اور کسی نے اس کو نہ سوچا ور نہ دریافت کر لیتے کہ حضرت، خدا نے آپ کے ذریعہ سے حکم بھیجا تھا کہ اگر وہ آپ کے ساتھ نکاح نہ کر دیں تو تین سال کے اندر ان کو سزائے موت ہوگی اور انہوں نے تین سال بلکہ کئی تین سال تک خدا کے حکم کو نہ مانا۔ مدت گزرنے کے بعد بھی اسی نافرمانی میں اڑے چلے گئے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے خدا کی بات تو ہرگز نہیں مانیں گے۔ پھر انہوں نے توبہ ہی کیا کی؟ اگر توبہ کرتے تو نکاح سابق کو فسق کر کے اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوتے اور آنجہانی کے ساتھ نکاح کر دیتے۔ جب یہ نہ کیا تو توبہ کیا اور رجوع کیا؟ یہ سب فضول اور بے کار اور بے مطلب باتیں ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ: لا تطع كل حلا ف مهين

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۳ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۸ ص ۵۔۶)

مراقی نبی: نبوت قادیان کی حقیقت

حکیم عبدالرحمٰن صاحبؒ خلیق تیجہ کلاں ضلع گرداسپور لکھتے ہیں:

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ

حضرات قبل ازیں ہماری جانب سے ایک مضمون موسومہ، مراق کے خواص، اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۸ جولائی ۱۹۳۳ء میں چھپ چکا ہے جس میں ہم نے ہر

طرح اتمام حجت کر کے ہوئے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مجنون، مخبوط الحواس، اور مراقی ثابت کیا تھا۔ سنا گیا ہے کہ قادیانی حضرات اس مضمون کا جواب لکھنے کی تیاری کر رہے ہیں جن میں مولوی نور احمد صاحب لودی ننگلی کا اسم گرامی خاص طور سے پیش کیا جاتا تھا، مگر افسوس:

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

آج تک مرزائی حضرات اس کا جواب لکھنے کی جرأت نہ کر سکے اور ہمارے دلائل اور حقائق کے سامنے سر تسلیم خم کر کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ایک معنی سے مجنون مراقی تسلیم کر لیا۔ آج ہم پھر اپنے ناظرین کو اسی ویران شدہ قادیانی باغ کی سیر کراتے ہیں۔

قرآن کریم میں بڑی تحدی سے صادق نبی کی شناخت کو یہ چیز پیش کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

قل انّما اعظکم بوا حدۃ ان تقو موا للّٰہ مثنی و فرا دی ثمّ تتفکّروا ما بصا حبکم من جِنّۃ (سبا:۴۶) (یعنی اے محمد ان کفار کو کہہ دو کہ تم سب مجتمع ہو کر یا فرداً فرداً اس امر پر غور تو کرو کہ مجھ میں کسی طرح کا جنون تو نہیں)

مختصر مطلب یہ کہ خدا تعالی کے فرستادہ نبی اور رسول پاگل اور مجنون نہیں ہوتے۔ اور اگر یہ امر ثابت ہو جائے کہ مدعی نبوت پاگل اور مجنون ہے تو یقیناً اس کی نبوت و رسالت بھی باطل ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا منظور ہے

کہ آیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے افعال و اقوال اور حرکات میں اس چیز کی جھلک نظر آتی ہے یا نہیں؟

آیا وہ صحیح معنوں میں نبی، رسول، مسیح، مجدد، محدث، کرشن وغیرہ تھے یا دلائل اور حقائق کی روشنی میں پاگل اور ماؤف الدماغ۔

اور آیا ان کی الہامی آسمانی اور زمینی زندگی کے واقعات نبیوں رسولوں اور صحیح الدماغ اشخاص سے نسبت رکھتے ہیں، یا ان کا تعلق ماؤف الدماغ، مخبوط الحواس، مراقی، مجنون اور پاگلوں سے ہے۔

زیادہ تفصیل سے ہم صرف چند واقعات ناظرین کے سامنے رکھ کر انصاف

کے خواہاں ہیں: قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ناظرین کرام! یہ امر تو بدیہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مرض مراق تھا۔ (ملاحظہ ہو اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵۔ الحکم ج ۵ نمبر ۴۹۔ رسالہ منظور الٰہی صفحہ ۳۴۸، ریویو آف ریلی جنز اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۶، ۹، ۱۰۔ ریویو آف ریلی جنز۔ اپریل ۱۹۳۵ء صفحہ ۴۵)

اور یہ امر بھی ایک حقیقت ثابتہ اور امر واقعی کا درجہ رکھتا ہے کہ مراق مالیخو لیا کی ایک قسم ہے۔ بلکہ ہمارا دعوی ہے کہ لفظ مراق مفرد طور پر جب بھی استعمال ہو، تو اس کے معنی یقیناً! یہی ہوتے ہیں۔ اور یقیناً اس سے مراد یہی مالیخو لیائے مراقی ہوا کرتا ہے۔ دگر ہیچ۔ بشرطیکہ لفظ مراق کے استعمال سے مقصود کسی مرض کا اظہار کرنا ہو جیسا کہ مرزا صاحب اور دیگر مرزائیوں نے کیا ہے۔ طبیبوں کے ہاں بھی یہی معمول ہے اس چیز کا ہمارے پاس ثبوت موجود ہے اگر کوئی شخص اس دعوی کو باطل کرنے کی استعداد رکھتا ہے تو میدان میں آیت چشم ما روشن دل ما شاد۔ میں ہر وقت بحث کے لئے تیار ہوں کہ لفظ مراق مفرد طور پر صرف اور صرف مالیخو لیا مراقی کے معنی میں مستعمل ہے میں کتب طب۔ کتب لغت، اقوال مرزا، اقوال امت مرزا، غرض کہ ہر طرح اور ہر طریق سے اس امر کو پایہ ثبوت کو پہنچا سکتا ہوں۔ انشاء اللہ

کیا میں امید رکھوں کہ کوئی مرزائی طبیب یا ڈاکٹر یا مولوی وغیرہ اس خاردار میدان میں قدم رکھنے کی جرأت کرے گا؟ دیدہ باید۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء ص ۶)

☆ موضع لودہی ننگل ضلع گورداسپور میں ۲۴۔ اشخاص مرزائی ہو گئے تھے مگر خدا کے فضل سے پھر تائب ہو کر داخل اسلام ہوئے۔ الحمد للہ (حافظ گوہر دین مبلغ اہل حدیث کانفرنس)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۳ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۸ ص ۱۴)

مرزا نمبر کیوں شائع ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

متمدن قوموں کا دستور ہے کہ وہ محض اپنی فتح ہی کو نمایاں نہیں دکھایا کرتیں

بلکہ کمزوری اور مغلوبی کے نشان بھی بحال رکھا کرتی ہیں تا کہ پچھلی نسلیں ان سے عبرت پائیں ۔ جنگ عظیم کے دنوں میں جرمن جہاز اڈمن نے مدراس کی بندگاہ اور ہائی کورٹ پر جو گولہ باری تھی انگریزی حکومت نے تاریخی واقعہ دکھانے کو اس کے نشانات اب تک بحال رکھے ہوئے ہیں۔

قادیان سے آواز اٹھی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے انتقال کے دن (۲۶ مئی) کو مرزا صاحب کی یادگار میں خاص نمبر نکالا جائے ۔ قادیانیوں سے تو یہ توقع ناممکن ہے کہ وہ اڈمن کا نشان بھی دکھائیں یعنی اپنی مغلوبی اور کمزوری اپنے ناظرین تک پہنچائیں کیونکہ یہ لوگ کمزوری کو بھی زور کی صورت میں دکھانے کے عادی ہیں ۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ تصویر کا دوسرا رخ اہل حدیث میں دکھایا جائے کیونکہ مرزا صاحب نے اہل حدیث کے سامنے جان فدائی تک دریغ نہیں کیا بلکہ جو اعلان کیا تھا وہ پورا کیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ میرا وہ اعلان ان دنیا دار بادشاہوں جیسا نہیں ہے جو کہا کرتے ہیں کہ، وعدہ تورنے کے لئے ہوتا ہے ۔، بلکہ میں نے جو اعلان کیا پورا کر دکھایا۔ چنانچہ وہ اعلان درج ذیل ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

یستنبئونک احق ھو ۔ قل ای و ربی انہ لحق ۔

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہو سکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا

ہی بہتر ہے تا کہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے ۔ آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگا تا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر ۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے ۔ آمین یا رب العالمین ۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے ۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا ۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے ۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا ۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے ۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر ۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر ۔ آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس

کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاه الله و اید

ناظرین! اس اعلان کی جتنی بھی قدر اور عزت کی جائے تھوڑی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے شروع میں بالفاظ خداوندی حلف اٹھا کر اس مضمون کو صحیح اور قطعی قرار دیا یعنی لکھا ہے کہ یستنبئونك احق هو قل ای و ربی انه لحق مطلب اس آیت کا مرزا صاحب کے منشا میں یہ ہے کہ جو کچھ اس اعلان میں لکھا ہے خدا کی قسم بالکل سچ ہے۔ پس یہ اعلان جملہ خبریہ کی صورت میں ہو گیا۔ جملہ خبریہ بھی معمولی نہیں بلکہ موکد بقسم۔ پس سارے اعلان مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اگر میں (مرزا قادیانی) مفتری اور کذاب ہوں تو خدا کی قسم میں مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مر جاؤنگا۔

یہ تو ہے مضمون اعلان مع قسم۔ اسی کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ اقرار صادق بھی شامل کر لیں:

و القسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه و الا فای فائدة کانت فی ذکر القسم (حمامة البشری ص ۱۴)

کہ قسم اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ خبر کے ظاہری معنی مراد ہیں کوئی تاویل نہیں۔ ورنہ قسم ذکر کرنے میں کیا فائدہ؟

پس مرزا صاحب قادیانی کا جملہ خبریہ (اگر میں مفتری ہوں تو ہلاک ہو جاؤنگا) اور ان کی قسم اور قسم کے نتیجے کی تصدیق یہ سب امور اس قابل لحاظ ہیں۔ انّ فی ذلك لذکری لمن کا ن له قلب او القی السمع و هو شهید

احمدی ممبرو! دنیا میں تو انسان کی زبان چلتی رہتی ہے لیکن ایک وقت آئے گا کہ غلط گوئی سے زبان بند ہو جائے گی اس سے پہلے پہلے مرزا صاحب کے اس جملہ خبریہ پر ایمان لے آؤ ایسا نہ کہ

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۹ ص ۵)

زلزلہ بہار موعود قادیانی نہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا میں کوئی بھی آفت آئے یا کوئی بھی مصیبت انسانوں پر نازل ہو، قادیانی پریس اس کو فوراً اپنی صداقت کی دلیل بنالیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہم ہر ایک واقعہ میں ان کی تکذیب پاتے ہیں۔ جیسا کہ کسی عارف خدا کا قول ہے وکل شیء له آیة تدل علی انه کاذب یعنی ہمیں ہر چیز میں دلیل ملتی ہے کہ مدعی مسیحیت جھوٹا ہے۔ زلزلہ بہار نے بوجہ ہیبت اور خوفناک تباہی کے دنیا کی نظریں اپنی طرف پھیرلیں۔ امت مرزائیہ کی نظر بھی پھیرلی۔ مگر دونوں نظروں میں فرق ہے۔ جیسے بحکم الٰہی کہیں کوئی مکان گر پڑے تو ہمدردان انسانیت بطور ہمدردی بھاگے جاتے ہیں، مگر لٹیرے سامان جمع کرنے کی خاطر دوڑے جاتے ہیں۔ زلزلہ بہار کے متعلق اخبار اہل حدیث ۲ اور ۱۶ مارچ (۱۹۳۴ء) میں مفصل مضمون لکھا گیا تھا جس میں ثابت کیا گیا تھا کہ زلزلہ بہار مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ مگر مرزائی اور خاموشی؟ اجتماع ضدین کی طرح ناممکن ہے۔ چنانچہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء کے الفضل قادیان میں ہمارے مضمون کا جواب نکلا ہے۔ جواب کیا ہے، گویا جواب سے جواب ہے۔

ہم نے زلزلہ بہار کے متعلق تین امور لکھے تھے۔

۱۔ حسب تصریح مرزا، زلزلہ ان کی زندگی میں آنا چاہیے تھا، جو نہیں آیا۔

۲۔ حسب تصریح مرزا صاحب، موسم بہار میں آنا چاہیے تھا جو نہیں آیا، اس کے برعکس ۱۵ جنوری کو آیا، جبکہ سخت سردی کا زمانہ ہوتا ہے۔

۳۔ حسب تصریح مرزا قادیانی، زلزلہ موعودہ صبح کے وقت آنا چاہیے تھا جو نہیں آیا۔ بلکہ بعد دوپہر اڑھائی بجے آیا۔

یہ تینوں امور ایسے صاف اور صریح ہیں کہ نہ قیاس سے تعلق رکھتے ہیں نہ استنباط سے۔ بلکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عبارات سے صاف صاف مفہوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ عبارات ہم محولہ بالا پرچوں میں نقل کر چکے ہیں۔ آج ہم مجیب

کے مضمون کی روح اخذ کر کے جواب دیتے ہیں۔ ناظرین عموماً اور افراد امت مرزائیہ خصوصاً غور سے پڑھیں اور سنیں۔ مگر جواب پیش کرنے سے پہلے اتنا کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے اعتقاد میں ایک دن ایسا آنے والا ہے جس کی شان میں وارد ہے یوم تبلی السرائر فماله من قوة ولاناصر "اس روز سب بھید کھل جائیں گے پھر نہ کسی میں مدافعت کی قوت ہوگی نہ کوئی کسی کا مددگار ہوگا"۔ پس ہر ایک ناظر اس آیت کو سامنے رکھ کر ہمارا مضمون پڑھے۔

قادیانی مجیب کے مضمون کی روح اتنی ہے کہ

مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں زلزلہ کے آنے کی خبر دی تھی مگر بعد ازاں دعا کی تھی کہ رب اخروقت هذا اے خدا! یہ زلزلہ کچھ پیچھے ڈال دے۔ پس بروز ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء آپ کو الہام ہوا اخره الله الی وقت مسمی یعنی اللہ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک۔

(الفضل ۲۹۔ اپریل ۱۹۳۴ء ص ۵۔۶)

قادیانی مجیب اس دعا اور جواب سے نتیجہ نکالتا ہے کہ زلزلہ بہار ہے تو وہی موعودہ زلزلہ جو مرزا صاحب کی زندگی میں آنا چاہیے تھا لیکن حسب دعا اور حسب قبولیت دعا حیات مرزا سے پیچھے ڈالا گیا۔

اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ حسب عادت خود مرزا صاحب ہی کی تحریرات سے دکھائیں کہ زلزلہ مؤخرہ موعودہ زلزلہ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا جواب پڑھ کر ناظرین دو باتوں کا فیصلہ بآسانی کر لیں گے۔

۱۔ اہل حدیث کلام مرزا کو امت مرزا صاحب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

۲۔ امت مرزائیہ اگر ہمارا پیش کردہ حوالہ جانتی ہے تو اس کو چھپانے سے بد دیانتی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

پس سنیے! مرزا صاحب نے جس زلزلہ کے مؤخر ہونے کا اعلان کیا تھا' اس کے متعلق کچھ اور بھی کہا تھا۔ یعنی اس زلزلہ کو اس شرط کے ساتھ مشروط کیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی، محمدی بیگم کے بطن سے ایک لڑکا بشیر الدولہ پیدا ہوگا۔ یہ ضروری شرط ہے۔ جب تک یہ لڑکا پیدا نہ ہو، زلزلہ مؤخرہ نہ آئے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ (مرزا کی اس

تحریر کے بعد) محمدی بیگم مذکورہ کے بطن سے ایک لڑکی کے سوا کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ ہمارے اس بیان کا ثبوت مرزا صاحب کے الفاظ میں سنیئے۔ فرماتے ہیں

’پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے۔ اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد کی بیوی، محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

ربّ اخّروقت ھذا۔ اخرہ اللہ الی وقت مسمی

یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے۔ اور یہ وحی الٰہی قریبا چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکی ہے۔ اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوتی لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی۔ مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے۔ اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں بموجب وعدہ اخرہ اللہ الی وقت مسمی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شائد وہ وقت آ گیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا۔ اور اب تو تاخیر ایک شرط کے

ساتھ مشروط ہو کر معین ہوگئی۔ (حقیقت الوحی۔ص ۱۰۰ و ۱۰۱ کا حاشیہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین غور فرمائیں، تحقیق اس کا نام ہے یا اس کا جو مرزائی مجیب کرتے ہیں کہ کلام مرزا بقول شخصے آدھا تیتر آدھا بٹیر کتر بیونت کر کے خراب کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ سامنے کون ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مرزا صاحب عالم ارواح میں کسی کو ملیں تو یہی شکائت کرتے سنے جائیں گے کہ ’ہائے میری امت نے مجھ کو بدنام کیا‘ پس زلزلہ مؤخرہ بوجہ نہ پائے جانے شرط کے بالکل غتر بود ہوگیا کیونکہ محمدی بیگم زوجہ پیر منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوا یہاں تک کہ وہ خود دنیا سے کوچ کر گئی۔ (محمدی بیگم کی موت ۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ دیکھئے تذکرہ ص ۵۳۷ حاشیہ) احمدی دوستو۔ کوئی ہے جو ہمارے پیش کردہ واقعات کی واقعات سے تردید کر سکے‘۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۹ ص ۴۔۶)

محمدی بیگم کا آسمانی نکاح صحیح ہے اور اعتراض غلط

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سچ تو یہ ہے کہ آسمانی نکاح والی پیش گوئی نے جماعت احمدیہ کی کمر توڑ رکھی ہے جہاں مقابلہ ہوا مخالفوں نے آسمانی نکاح پیش کر دیا آج ہم امت مرزائیہ کی مشکل حل کئے دیتے ہیں گو ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ شکر گذار نہیں ہوں گے لیکن ہمیں ان سے شکر گزاری کی تمنا نہیں بلکہ محض فرض کی ادائیگی مقصود ہے مسئلہ شرعی تو یہ ہے کہ جس واقعہ کی دو معتبر گواہ شہادت دیں وہ صحیح سمجھا جائے آج ہم اس قانون کی رو سے دو معتبر گواہ پیش کرتے ہیں جو جماعت احمدیہ میں چوٹی کے بزرگ ہیں۔

پہلے بزرگ سے مراد ہماری لاہوری جماعت کے اعلیٰ رکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہیں۔ جو اس جماعت میں مصنف ہیں، قرآن مجید کے مدرس ہیں، پنشن یافتہ اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ علاوہ بریں آپ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے خسر ہونے کی وجہ سے بقول فاروق نانائے پیغامیہ ہیں۔ غرض آپ بہت سی

عزتوں کے مالک ہیں۔آپ کی شہادت کا مضمون یہ ہے کہ محمدی بیگم سے مراد کوئی خاص عورت نہیں بلکہ مراد اقوام یورپ ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ان سے نکاح ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کو مسلمان کر کے ان کی اولاد کو خادمان اسلام بنایا جائے گا چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

سو ظاہر کہ وہ آسمانی نکاح کسی شخصیت کے ساتھ نہ تھا بلکہ اس حقیقت کے ساتھ تھا جو محمدی بیگم کے نام کے اندر مضمر تھی اور مامور من اللہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کا نکاح آسمان پر اگر کسی سے ہوگا تو وہ نکاح روحانی ہوگا اور کسی امت یا قوم سے ہوگا ایک معمولی عورت سے نہیں ہو سکتا صحیح تعبیر کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہ ہوا تو نہ ہو، آج واقعات حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں ہم ہر روز اسی دلہا کی بارات کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں۔ایسی اعلیٰ شان کی محمدی بیگم کا تزوج جس خوش قسمت کے ساتھ ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ فلاں عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا (حالانکہ وہ مشروط بشرائط تھا۔ثناء اللہ) ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے اور لوگ اس سے مطالبہ کریں کہ تم نے تو کہا تھا کہ ہمیں ایک گھوڑا ملے گا وہ تو نہ ملا۔حالانکہ اس بڑے انعام کے سامنے ادنیٰ انعامات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں۔پس محمدی بیگم سے مراد وہی حقیقت ہے جو اس نام میں مضمر ہے اور یہ آسمانی نکاح ازل سے مقدر تھا جس کا اشارہ قرآن کریم میں تھا جس کی پیش گوئی حدیث میں تھی اور جس کے متعلق خود مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں:

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

اور یہی وہ محمدی بیگم ہے جس سے یتزوج و یولد له کے ماتحت معلوم ہوتا ہے کہ عالم کباب نے پیدا ہونا ہے یعنی مسیحی قوموں میں سے جو لوگ مسلمان ہوں گے ان میں فیضان محمدی اور تعلق روحانی مسیح موعود (مرزا) سے کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرے گا۔ (پیغام صلح ۲ جون ۱۹۲۴ء)

گو یہ ایک ہی شہادت ایسی ہے کہ نہ صرف کافی بلکہ اکفی ہے تاہم دوسری

شہادت بھی پیش کئے دیتے ہیں کیونکہ درجے اور فضیلت میں یہ پہلی گواہی سے بڑی ہے اس لئے کہ یہ شاہد صاحب وحی اور رسول ہیں ان صاحب سے ہماری مراد مولوی فضل خان ساکن چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی ہیں۔آپ مدعی ہیں کہ میں صاحب وحی نبی ہوں آپ کا بیان ہے کہ:

محمدی بیگم کا نکاح حضرت مسیح موعود (مرزا) سے مورخہ یکم جون ۱۹۳۳ءکو بہشت میں میرے روبرو ہو چکا (اس وقت تو محمدی بیگم دنیا میں زندہ موجود تھی۔بہاء)

(مقولہ مولوی فضل خان مدعی نبوت چنگا بنگیال۔ماخوذ از رسالہ، میرے جنون کی داستان مولفہ شیخ غلام محمد احمدی لاہوری، مدعی الہام)

ناظرین کرام! ہم جانتے ہیں کہ علماء اور فقہاء کو اس بیان پر بہت اعتراض سوجھیں گے ان سب کا جواب ایک ہی ہے وہ یہ کہ یہ سب تمہاری اصطلاحات ہیں۔ امت مرزا ان بدعی اصطلاحات کی قائل نہیں کیونکہ وہاں کی زندگی اور موت اور ہی ہے

بیا در بزم رنداں تا بہ بینی عالم دیگر
بہشت دیگر و ابلیس دیگر آدم دیگر

ہم ان دونوں شہادتوں پر پورا وثوق رکھتے ہیں بلکہ اس بات پر بھی یقین لاتے ہیں کہ: ملا دو پیازے کی نسل ابھی دنیا میں باقی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۳۴ءمطابق ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۹ ص ۶۔۷)

حدیث رسول ربانی: مرزا قادیانی

(مرزا صاحب منکرین حدیث کے نقش قدم پر۔ تشا بهت قلو بهم)

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال و کذاب پیدا نہ ہولیں۔

كلّهم يز عم انّه نبى الله و انا خا تم النبيين ۔ہر ایک ان میں سے دعوی نبوت کرے گا حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

حدیث مذکور کو ملحوظ رکھ کر مرزا صاحب قادیانی مدعی نبوت کے حالات پر نظر ڈالے تو روز روشن کی طرح ظاہر ہا گا کہ آپ یقیناً من الثلاثین تھے۔ ہمارے ناظرین مضمون ذیل کو بغور پڑھیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب تک دعوی مثیل مسیح و دعوت نبوت، رسالت نہ کیا تھا تب تک وہ مومنوں کی طرح معجزات انبیاء کے قائل تھے مگر جون ہی انہوں نے دعوی کیا حدیث نے اپنی صداقت کا جلوہ دکھایا کہ مرزا صاحب قادیانی انصاف و دیانت کو چھوڑتے چھوڑتے ثلاثون کی صف میں جا کھڑے ہوئے بلکہ ان سے بھی دس قدم آگے بڑھ گئے۔

کفار منکرین نبوت انکار معجزات میں گو کیسے ہی نا انصاف کیوں نہ ہوں پھر بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ابتداء سے ہی کافر تھے بخلاف ان کے مرزا صاحب باوجود مدعی اسلام بلکہ مدعی نبوت ہونے کے معجزات اور معجزات بھی وہ جنہیں خود ہی من عند اللہ مان کر ان پر اعتراض کرنے والے کو، بداندیش مخالف، یہودی، منکرین قرآن، کا لقب دیا ہے انہی معجزات سے انکار کریں تو سوائے اس کے کیا کہا جائے گا کہ آپ پہلوں سے بڑھ کر ہیں انبیاء کرام کے معجزات کو جادو، شعبدہ، مکر وفریب، وغیرہ کہنا کفار کی سنت متمرہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ جب اللہ کی طرف سے آیات بینات لے کر آئے تو کفار نے کہا هذا سحر مبين (قرآن مجید)، یہ تو روشن جادو ہے۔

ایسا ہی جب ہمارے سید و مولی محمد عربی فداہ ابی و امی ﷺ نے معجزہ شق القمر دکھایا تو کفار نے اسے بھی جادو قرار دیا سحر مبين (القمر) یہ اصل اصول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی مسلّم ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

(یہود نے) حضرت عیسی سے کئی معجزات دیکھے مگر ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

(نصرۃ الحق ص ۳۱)

بلکہ یہاں تک کہا: اس سے کوئی معجزہ نہیں محض فریب اور مکر تھا (چشمہ مسیحی ص ۸)

الغرض معجزات انبیاء کو جادو مکر وفریب کہنا یہ سنت کفار ہے مگر ایک مومن باللہ مصدق اسلام انسان اس قسم کی ضلالت میں نہیں پڑ سکتا چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

جن لوگوں نے منقولی معجزات کو جو تصرف عقل سے بالاتر ہیں مشاہدہ کیا ہے ان کے لئے بھی وہ تسلی تام کا موجب نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات بھی ہیں کہ ارباب شعبہ بازی دکھلاتے ہیں گو وہ مکر وفریب ہی ہیں مگر اب مخالف بداندیش پر کیونکر ثابت کر کے دکھلاویں کہ انبیاء سے جو عجائبات اس قسم کے ظاہر ہوئے ہیں کہ کسی نے سانپ سانپ بنا کر دکھلا دیا (۱) اور کسی نے مردے کو زندہ کر کے دکھلا دیا (۲) یہ اس قسم کی دست بازیوں سے منزہ ہیں جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہیں ۔ یہ مشکلات کچھ ہمارے ہی زمانہ میں پیدا نہیں ہوئیں بلکہ ممکن ہے کہ انہیں زمانوں میں یہ مشکلات پیدا ہوگئی ہوں ۔ مثلاً جب ہم یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب کی دوسری آیت سے پانچویں آیت تک دیکھتے ہیں تو اس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اور اورشلیم میں باب الضان کے پاس ایک حوض ہے ...اس کے پانچ اسارے ہیں ...ان میں ..اندھوں لنگڑوں ..کی ایک بھیڑ .. پانی ملنے کی منتظر تھی ... پانی ملنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہو جاتا ..وہاں ایک شخص تھا جو کہ ۳۸ برس سے بیمار تھا یسوع نے جب اسے پڑے ہوئے دیکھا ...تو کہا کیا تو چاہتا ہے کہ چنگا ہو جائے ۔ بیمار نے جواب دیا کہ اے خداوند مجھ پاس آدمی نہیں کہ پانی ملے تو مجھے اس میں ڈال دے ..اب ظاہر ہے کہ وہ شخص جو حضرت عیسی کی نبوت کا منکر ہے اور ان کے معجزات کا انکاری ہے جب (انجیل) یوحنا کی یہ عبارت پڑھے گا ...تو خواہ مخواہ اس کے دل میں ایک قوی خیال پیدا ہوگا کہ اگر حضرت مسیح نے کچھ خوارق عجیبہ دکھلائے ہیں تو بلا شبہ ان کا یہی موجب ہوگا کہ حضرت ممدوح اسی حوض کے پانی میں کچھ تصرف کر کے ایسے خوارق دکھلاتے ہوں گے .. یہ بات قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسی کے ہاتھ سے اندھوں لنگڑوں وغیرہ کو شفا حاصل ہوئی تو بالیقین یہ نسخہ حضرت مسیح نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا ... بالخصوص جب کہ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح اس حوض پر اکثر جایا بھی کرتے تھے ۔غرض ...اس بات کے

ثبوت میں بہت سی مشکلات پڑتی ہیں کہ یہودیوں کی رائے کے موافق مسیح مکار اور شعبدہ باز نہیں تھا ... اور سچ مچ معجزات ہی دکھائے ۔ اور اگرچہ قرآن شریف پر ایمان لانے کے بعد ان وساوس سے نجات حاصل ہو جاتی ہے مگر جو شخص قرآن شریف پر ایمان نہیں لایا اور یہودی یا ہندو یا عیسائی ہو وہ کیوں کر ایسے وساوس سے نجات پا سکتا ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۳۲ ۔ ۴۴۹)

تحریر ہذا کسی تشریح کی محتاج نہیں صاف مظہر ہے کہ انجیل کا یسوع جسے یہود اسکے معجزات کے باعث مکار شعبدہ باز وغیرہ کہتے دراصل حضرت عیسیٰ ہیں اور ان کے معجزات پر اعتراض کرنے والا قرآن شریف کا منکر کافر بے ایمان ہے۔

مگر آہ صد آہ! کہ یہی مرزا صاحب مدعی مسیحیت و نبوت ہوئے اور لوگوں نے ان سے معجزات مسیح کی مثال طلب کی تو کہیں منکروں کی طرح مسیحی معجزات کو ناچیز محض، تالاب کی وجہ سے مشکوک قرار دیا (ازالہ اوہام ۔ص ۹۷) اور کہیں مسمریزم، عمل ترب، فطری طاقتِ خداداد بتایا مگر بایں طریق کہ میں اس عمل کو مکروہ قابل نفرت سمجھتا ہوں اور کہیں کھلونے ساز نجاروں کی مثال دے کر معجزات مسیحی کو مصنوعی قرار دیا (ازالہ اوہام ۔ص ۳۰۹ تا ۳۲۲) بآخر بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئے کہ

عیسائیوں نے بہت سے آپ (یسوع مسیح) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا ... ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کا علاج کیا ہو مگر بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا .. اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ۔ص ۶ ۔ ۷)

قارئین کرام ملاحظہ فرمالیجئے۔ وہی یسوع مسیح انجیلی ہے، وہی اس کے معجزات، وہی تالاب کا قصہ اور وہی مرزا صاحب قادیانی ۔ مگر پہلے بیانوں میں ان معجزات کو سچ مچ من عند اللہ مان کر ان کے منکر کو منکر معجزات، بد اندیش مخالف یہودی منکر قرآن خارج اسلام قرار دیتا ہے۔ مگر اس جگہ خود ہی یسوع کے معجزات کو:

حق بات یہی ہے کہ اس سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا،

کہہ کر انہیں مکار و فریبی لکھا ہے۔ آہ!

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ستم کیشی کو

اگر چہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے منکریں لاکھوں

ناظرین! مذکورہ بالا بیانات کو پڑھ کر ایک دفعہ پھر کفار منکرین نبوت کے اقوال کو ملاحظہ کر کے از روئے انصاف دیکھیں کہ مرزا صاحب انہیں کے نقش قدم پر بلکہ پیش لشکر چل رہے ہیں یا ان کے پیچھے اور ساتھ ہی رسول کریم ﷺ کی حدیث کو ملحوظ رکھ کر بتا دیں کہ مرزا صاحب کے پورے مصداق ہیں یا نہیں؟ صدق رسول اللہ ﷺ

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون (الحدیث۔ مشکوۃ کتاب الفتن)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۹ ص ۷۔۸)

کذبات مرزا

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب ؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بالکل سچ لکھا ہے کہ:

۱۔ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۸)

۲۔ جھوٹ بولنا گوہ کھانا برابر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶)

اندریں حالات نہائت ہی ضروری ہے کہ:

جو لوگ دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں.. ان کا فرض ہے کہ سچائی کو زمین میں پھیلا دیں اور جھوٹ کی بیخ کنی کریں۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان۔ ج ۲ ص ۴۹۔ قول مرزا)

بخلاف مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں سے اظہر من الشمس ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سچائی کے دشمن اور جھوٹ کے کچھ اس طرح دلدادہ تھے کہ اسے شِیر شیریں کی طرح بے ڈکار ہضم کر جاتے تھے بطور نمونہ چند ایک امثلہ پیش ناظرین ہیں:

جھوٹ نمبر ا

یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ۔ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔(قول مرزا قادیانی درالحکم ۱۰۔اکتوبر ۱۹۰۷ء)

مرزا جی کا قول بالا سراسر جھوٹ فریب اور مغالطہ پر مبنی ہے اس سے پہلے وہ بعبارت النص لکھ چکے ہیں کہ

مولوی ثناء اللہ صاحب ..کے پرچہ میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ..اگر میں ایسا ہی کذاب ہوں تا میں (مولوی صاحب) کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ (قادیانی اشتہار آخری فیصلہ ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزائیو! کہہ کر مکر جانا ،نبیوں کی شان ہے یا دجالوں کی؟

جھوٹ نمبر ۲

اس (ساتویں) ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے (لیکچر سیالکوٹ)

احمدی دوستو! ان انبیاء کرام کی شہادت دیکھنے کے ہم بھی متمنی ہیں ۔اگر مرزا صاحب کا یہ سفید جھوٹ نہیں ہے تو ضرور اس متفقہ شہادت کا ثبوت تم دے سکو گے ۔

جھوٹ نمبر ۳

تمام نبیوں کی متفق علیہ تعلیم ہے کہ مسیح موعود ہزار ہفتم کے سر پر آئے گا۔

(حوالہ بالا۔ص ۷)

یہ قول بھی اسی طرح بے ثبوت افتراء ہے جس طرح قادیانی مرزا جی کا دعوی نبوت وغیرہ۔

جھوٹ نمبر ۴

تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے (مسیحؑ

سے)افضل قرار دیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ۔ص ۱۵۵)

اس جگہ تو مرزا جی نے جھوٹوں کے بھی کان کترے ہیں ۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی شیطانی خواب ہے جس میں ابلیس مردود نے مرزا جی کو ان کی دروغ گوئیوں کی وجہ سے سبز باغ دکھایا ہے۔آہ: بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

جھوٹ نمبر ۵

قرآن شریف کی نصوص بینہ اس بات پر بصراحت دلالت کر رہی ہیں کہ مسیح اپنے اسی زمانہ میں فوت ہو گیا جس میں وہ بنی اسرائیل کے مفسد فرقوں کی اصلاح کیلئے آیا تھا۔ (ازالہ اوہام ۔ص ۱۸۱)

اس قول کے کذب محض اور افتراء علی القرآن پر خود مرزا غلام احمد صاحب کا مذہب در بارہ ،قبر مسیح در کشمیر، ہی زندہ شاہد ہے۔

جھوٹ نمبر ۶

انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی ہے کہ وہ (مرزا) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔(اربعین نمبر۲ص ۲۳)

جس طرح مرزا غلام احمد صاحب موجودہ زمانہ کے ڈبل .. ہیں اسی طرح ان کا یہ جھوٹ بھی ڈبل جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۷

احادیث میں ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔

(مفہوم رسالہ ،مسیح ہندوستان میں۔ص ۵۲)

یہ بھی بے ثبوت افتراء علی الرسول ہے۔

جھوٹ نمبر ۸

حضرت عیسی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

(کشتی نوح ۔ص ۶۵ حاشیہ)

معاذ اللہ ! خدا کے پاک رسول اور شراب ..

جھوٹ نمبر۹

مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیؤ شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار۔ متکبر خود بین خدائی کا دعوی کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۱۔۲۴)

اف رے ظلم۔ آہ! رے ستم۔ مرزائیو! یاد رکھو جھوٹ بولنا۔ مرتد ہونے سے کم نہیں (قادیانی اربعین نمبر۳ ص ۲۴)

جھوٹ نمبر۱۰

کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی کسی پیش گوئی کے معنی کرنے میں کبھی غلطی نہ کھائی ہو۔ (ضمیمہ نصرۃ الحق۔ص ۸۷)

مرزائیو! حضرت صالح نے بطور پیش گوئی خبر دی کہ اگر تم نے اے معاندین دین میری اونٹنی پر دست درازی کی تو تم پر عذاب آئے گا۔ بتلاؤ انہوں نے اس پیش گوئی میں کون سی غلطی کھائی؟ اگر نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو آیت انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ کو ملحوظ رکھ کر کہو کہ مرزا صاحب میں کوئی رتی ایمان کی موجود تھی؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۲۹ ص ۹)

حافظ عنایت اللہ وزیر آبادی کی یاد دہانی

حافظ عنائت اللہ صاحب نے نے مرزا غلام احمد قادیانی کے انعامی چیلنج متعلق لفظ توفی کو منظور کرتے ہوئے خلیفہ قادیان کو بذریعہ اخبار اہل حدیث توجہ دلائی تھی کہ ہزار روپیہ کسی امین کے پاس جمع کرائیں اور منصف وغیرہ مقرر کریں۔ مگر آج تک حافظ صاحب کو اس کا جواب نہیں ملا۔

حافظ صاحب جواب کے لئے مصر ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء ص ۱۶)

تفسیر نویسی کا چیلنج منظور اور خلیفہ قادیانی مفرور

پھر دوبارہ عشق کا دل میں اثر پیدا ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے حسب عادت پدری و ذاتی جلسہ قادیان میں اپنے مریدوں کو ثابت قدم رکھنے کیلئے تقریر میں اپنی تفسیر نویسی کے متعلق فرمایا:

مجھے بھی قرآن کریم کے ایسے معارف بتائے گئے ہیں جو کسی کو معلوم نہیں '

چونکہ جلسہ عام میں یہ اعلان کیا گیا ہے اسلئے اس کی حقیقت ہم کھولتے ہیں

بتاریخ یکم اگست ۱۹۰۰ء بڑے میاں مرزا غلام احمد صاحب نے پیر صاحب گولڑہ اور دیگر علماء کو جن میں خاکسار بھی داخل تھا تفسیر نویسی کے لئے لاہور بلایا۔اس شرط پر کہ تفسیر عربی زبان میں لکھی جائیگی اور فریقین جامہ تلاشی دے کر خالی ہاتھ کمرہ میں داخل ہونگے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب اور ہم سب لاہور پہنچ گئے۔مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہ آئے، اس عذر سے کہ مخالف مجھے مار دیں گے۔

اس کے بعد خلیفہ (محمود احمد) صاحب نے الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء میں علماء دیوبند کو قرآنی معارف نمائی کا چیلنج دیا۔جس کے جواب میں ہم نے اہل حدیث امرتسر میں لکھا کہ ہم اس خدمت کو حاضر ہیں۔ سادہ قرآن لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آکر آمنے سامنے بیٹھ کر باپ کی مجوزہ شروط کے ماتحت تفسیر لکھو (اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۳۔نومبر ۱۹۲۵ء)۔

اس کے جواب میں خلیفہ صاحب نے یہ صورت منظور نہ کی بلکہ کہا کہ انہیں کتابوں کی خاص کر کلید قرآن کی بھی ضرورت ہوگی۔ (الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)۔

ہم نے یہ صورت بھی منظور کر لی۔مگر فریق ثانی خاموش رہا۔اس کے بعد قادیان سے پھر آواز اٹھی کہ

حضرت امام جماعت (احمدیہ) کو اللہ تعالی نے قرآن مجید کا ایسا علم عطا کیا

ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ چنانچہ حضور بارہا اس بارے میں چیلنج دے چکے ہیں ۔ (الفضل قادیان ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء) ۔

اس کی منظوری اہل حدیث ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء میں ہم نے دیدی تھی ۔ بعد ازاں ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء کو یاد دہانی بھی کرائی گئی ۔ آخر میں یہ کہہ کر خلیفہ قادیانی نے جان چھڑائی کہ

' میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے زیادہ عربی جانتا ہوں ۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ احمدیہ جماعت معارف قرآنیہ جاننے میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے فیض سے سب دوسرے لوگوں سے بڑی ہوئی ہے ۔ (الفضل قادیان ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۳۱ء)

غور فرمایئے کہ اس جماعت کی ابتداء شیر کی طرح اور انتہا گیدڑ کی مثل ۔ نتیجہ سارے آن بان کا یہ ہوا کہ میاں محمود ہمارے مقابلے میں وہ معارف پدری نقل کر دینگے جو ان کے والد بزرگوار نے لکھے ہیں ۔ اس سے زیادہ ان کی حیثیت نہیں ۔ باوجود اس کے تین سال بعد لائل پور (حال فیصل آباد پاکستان) میں (مرزا محمود نے) ناواقفوں کے سامنے پھر ڈینگ ماری ہے کہ

' میں نے بارہا چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآنی میرے مقابلہ میں لکھو ۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ۔ مگر کوئی بھی اس کے ماننے کو تیار نہیں ہوا ۔

(الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء ص ۸)

قادیانی ممبرو ! خدا لگتی کہو کہ ہم نے جواب میں فوراً ہی نہیں کہا تھا کہ سادہ قرآن اور سادہ کاغذ اور آزاد قلم لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آجاؤ ۔ پھر تم کیوں نہ آئے؟ تم نے اس کے جواب میں کیا کہا تھا؟ اچھا چلو اب کیا حرج ہے ؟ مرزا مرا یا سارنگی ٹوٹی ۔ اب بھی آجایئے ۔ ہم سادہ قرآن لیکر پہنچ جائیں گے ۔ آپ کو اجازت ہے جو کتاب چاہیں حتیٰ کہ کلید قرآن بھی ساتھ لے آئیں ۔ بٹالہ میں آئیں ۔ یا امرتسر میں ۔ جہاں آپ کو آسانی ہو تشریف لے آئیں ۔

انصاف یہ ہے جسے آپ کے سوا تمام سمجھ دار سمجھ سکتے ہیں کہ تفسیر نویسی سے ہمارا آپ کا اصلی اختلاف نہیں مٹ سکتا ۔ اس سے تو اتنا معلوم ہو سکتا ہے (وہ بھی کسی مسلمہ منصف کے فیصلے کے بعد) کہ ایک فریق تفسیر اچھی لکھ سکتا ہے ۔ اس سے مرزا صاحب

متوفی کے دعوی مسیحیت موعودہ پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔اس پر اگر اثر ہے تو اس فیصلے کا ہے جس کو خود مدعی (مرزا غلام احمد) نے فیصلہ بلکہ 'آخری فیصلہ' قرار دیا ہوا ہے۔ اس لئے ضروری اور اشد ضروری ہے کہ بعد مقابلہ تفسیر نویسی کے 'آخری فیصلہ' پر ہمارے ساتھ آپ کی سیر کن بحث ہونے کے بعد مسلمہ منصف سے فیصلہ کرایا جائے۔ تاکہ روز کے اختلافات سے امت کو چین نصیب ہو۔کیا آپ منظور کریں گے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۰ ص ۳۔۴)

ہفوات مرزا

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ہم بار ہا ثابت کر چکے ہیں کہ مرزائے قادیانی جملہ اوصاف کمال سے یکسر کورے، محض سخن ساز تھے

آپ کے ہاتھ میں سوائے سخن سازی کے اور کچھ نہ تھا۔

(قول مرزا متعلقہ مسیح۔ضمیمہ انجام آتھم)

مرزا غلام احمد صاحب کی بات بات میں ول چھل، جملے جملے میں ہیر پھیر، لفظ لفظ میں دجل وخداع نمایاں ہے۔آپ کی کوئی تحریر اٹھا کر دیکھو مجموعہ ہفوات نظر آئے گی۔ چنانچہ ذیل میں چند ہفوات مرزا قادیانی درج کیئے جاتے ہیں۔

کسی مذہب کے پیشوا کی توہین کرنا خبث عظیم ہے

یہ کتاب (براہین) کمال تہذیب سے تصنیف کی گئی ہے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقے کی کسر شان لازم آوے اور ہم ایسے الفاظ سے صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں..مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔ (براہین احمدیہ۔ص ۱۰۱۔۱۰۲)

اس کے خلاف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

پنڈت دیانند پر بڑا افسوس ہے کہ وید کو کھرا اور باقی کتابوں کو کھوٹا (انہوں نے

)قرار دیا ہے ان واہیات باتوں اور بے ہودہ چالاکیوں کا (باعث) یہ ہے کہ علاوہ کم فہمی اور بے علمی اور تعصب کے ان کی فطرتی سمجھ سودائیوں اور وہمیوں کی طرح وضع استقامت پر قائم ہونے سے لاچار ہے۔ اگر شرم اور حیا اٹھ گیا تھا تو کاش لوگوں کے لعن طعن کا اندیشہ باقی رہتا۔ پنڈت صاحب کا کچھ مادہ ہی ایسا ہے۔ (ملخص ص ۱۱۲۔۱۱۳ حاشیہ براہین احمدیہ)

۲۔ یسوع جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اس درماندہ انسان، اس نادان اسرائیلی نے معمولی باتوں کا نام پیش گوئی رکھا۔ شریر مکار یسوع کی بندشوں پر قربان جائیں۔ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی آپ نے پہاڑی تعلیم کو چورا کر لکھا۔ آپ علمی اور عملی قوی میں کچے تھے آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر تھا تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ملخص ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۔۷)

مرزائیو! ان توہین آمیز تحریرات کو ملاحظہ کر کے بروئے قول براہین احمدیہ فیصلہ دیں کہ مرزا صاحب، خبث عظیم، کے کس قدر مرتکب ہوئے ہیں۔

۲۔ جوابی طور پر گالی نکالنا کت پن ہے:

ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا (اس کی) چھوٹی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اسنے جواب دیا بیٹی انسان سے کت پن نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کت پن کی مثال لازم آئے گی (تقریر مرزا جلسہ قادیان ۱۸۹۷ء رپورٹ ص ۹۹)

ظاہر ہے کہ عندالمرزا گالی کا جواب گالی دینا کت پن ہے۔ اب سنو! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود رقم طراز ہیں:

میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں۔

(تبلیغ رسالت۔ ج ۶ ص ۱۶۵۔ اشتہار واجب الاظہار۔ ص ۱۰)

احمدی مہاشہ سجنو! تحریر موخر الذکر کو پڑھ کر بتاؤ کہ مرزا غلام احمد صاحب پر کت پن کی مثال صادق آتی ہے؟

۳۔ دابۃ الارض کی تفسیر وتعیین

خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کے معنی (طاعون کا) کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔ (نزول المسیح ص ۴۰)

اس کے خلاف: اپنی الہامی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۳ پر یاجوج ماجوج و دابۃ الارض ودجال وغیرہ علامات وقیامت کا ذکر کر کے راقم ہیں:

سنو! اس کے سچے معنی جو اللہ جل شانہ نے مجھ پر ظاہر کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ... دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں ..آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی۔

حضرات! اگر ہم از روئے تحریر نزول المسیح مذکورہ معنوں کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو محرف ملحد اور دجال قرار دیں تو فرمائیے ہمارا اس میں کیا قصور ہے؟

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

۴۔ یسوع کی روح والا انسان شریر مکار

ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

اس کے خلاف یہ بھی لکھا ہے:

میں وہ شخص ہوں جس میں بروز کے طور پر یسوع کی روح سکونت رکھتی ہے (تحفہ قیصریہ۔ ص ۱۸)

مرزائیو! بقول مرزا صاحب جس میں یسوع کی روح ہو وہ شریر مکار اور خود مرزا صاحب میں یسوع کی روح موجود تھی، تو بتلائیے، مرزا صاحب کون ہوئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۰ ص ۵)

نئے نبی کی تفسیر

جناب مولوی نور حسینؒ صاحب گرجاکھی لکھتے ہیں:

ہمارے شہر گوجرانوالہ میں ایک نبی محبوب عالم شاہ صاحب نے ۱۹۰۷ء میں دعوی نبوت کیا تھا جس کو قریباً ۲۶ سال گذر گئے ہیں ۔ چند روز ہوئے ہمارے پاس بروز جمعہ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو حکم ملا ہے کہ نور حسین و دیگر علماء کو قرآن سمجھا دے اس لئے میں آیا ہوں آؤ میرے پاس بیٹھو اور قرآن کو سمجھ لو۔ چنانچہ قرآن شریف خود اٹھا کر میرے پاس بیٹھ گئے اور چند مقامات کی تفسیر فرمائی جو حسب ذیل ہے:

۱۔ با لآ خر ۃ ھم یو قنو ن ۔ جو آخر زمانہ میں نبی ہوں گے ان پر ایمان لانے کا حکم ہے اور اس زمانے کا نبی میں ہوں مجھ پر ایمان لاؤ

۲۔ ختم اللہ ۔ چھوڑ دیا لوگوں نے اللہ کو ۔

علی قلو بھم ، اور چلتے ہیں اپنے دل کی باتوں پر و علی سمعھم اور سنی سنائی باتوں پر و علی ابصا ر ھم اور اپنی عقل کی آنکھوں پر کھوپے چڑھا لئے ہیں ۔ اس لئے ان کو عذاب الیم ہوگا۔

۳۔ فزا د ھم اللہ دور ہو جاتے ہیں اللہ سے مرضاً بوجہ بے ایمانی کی

۴۔ و اذا قیل لھم ۔ اے محمد جب تو ان کو کہتا ہے لا تفسدوا فی ا لار ض کہ اپنی برادری میں فساد نہ کرو۔ ا لار ض بمعنی برادری ہے

۵۔ و لکن لا یشعرو ن اے غریبو تم ان کی پالیسی نہیں جانتے

۶۔ اللہ یستھز ی بھم ۔ میرا اللہ کہتا ہے کہ میں بھی تم سے ٹھٹھا کروں گا و یمد ھم فی طغیا نھم یعمھو ن غرق رہو تم اپنی گمراہی میں اے اندھو۔

۷۔ مثلھم مثال اس کی ۔ استو جو جلاتا ہے، قد، کسی جگہ نارا آگ و تر کھم اور بیٹھا رہتا ہے وہ اندھیرے میں لا یبصرو ن کچھ نہیں دیکھتا

۸۔ صم کچھ نہیں دیکھتا بکم کچھ نہیں سنتا ۔ عمی کسی جگہ نہیں جا سکتا فھم لا یر جعو ن اور نہ وہ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے

۹۔ یکاد البرق قادر ہے برق ہماری یخطف ابصار ھم بند کر دیتی آنکھیں تمہاری۔
۱۰۔وقودھا الناس والحجارۃ جس کی خوراک پتھر دل انسان ہیں
۱۱۔ واتوا بہ متشابھاً اور پھر دیئے جائیں گے ان کو پیوند شدہ میوے
۱۲۔ ان یضرب مثلاً ۔اللہ جو چاہے بیان کرے مسئلے .....

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بے علم مفسر گوجرانوالہ ہی سے مخصوص نہیں۔ گجرات (پنجاب) میں بھی ہے جو وہاں کی جماعت اہل قرآن کا لیڈر رہے۔ بلکہ امرتسر بھی ایسے نمونوں سے خالی نہیں۔ امرتسر کے قریب ہی قادیان ہے وہاں بھی بالآخرۃ سے مراد مرزا جی کی وحی کہنے والے ہیں ۔غرض یہ جنس نادر نہیں بلکہ ہر جگہ ملتی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۰ ص ۹۔۱۰)

☆ ۲۵مئی ۱۹۳۴ء کو مسجد مبارک امرتسر میں جمیعت اہل حدیث کی طرف سے جلسہ ہوا جس میں امرتسر کے اہل حدیث علماء کرام نے توحید وسنت کی تائید ورد بدعات میں تقاریر کیں ۔۲۶مئی کو مرزا غلام احمد قادیانی کی یادگار منانے کو جلسہ ہوا ۔۲۷مئی کو بھی امرتسری اہل قرآن کی تردید میں جلسہ ہوا ان کو مناظرہ کی دعوت دی گئی تھی مگر وہ مقابل نہ آئے (اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۳۴ء ص ۲)

مرزا صاحب کا یادگاری جلسہ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی یادگار منانے کے لئے حسب اعلان ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء کو ساڑھے نو بجے شب ڈھاب کھٹیکاں امرتسر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا ۔حاضرین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

منشی محمد عبداللہ معمار نے سامعین سے مرزا غلام احمد کا تعارف کرایا۔

بعد ازاں حضرت مولانا ثناء اللہ نے آخری فیصلہ والا اشتہار حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔علم نحو کی رو سے اس کی عبارت سے ثابت کیا کہ میں جملے خبریے ہیں جن سے

واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا ضرور ہو کر رہے گا ۔ یہ آخری فیصلہ مرزا صاحب نے بطور دعا خود ہی فرمایا اس میں کسی ایچ پیچ و حیل و حجت کی ضرورت نہیں مضمون صاف وسادہ ہے۔ مڈل یا پرائمری والا بھی اسکے سمجھنے میں غلطی نہیں کھا سکتا نیز اس کی تائید میں خود مرزا صاحب کی ڈائری پیش کی ۔

مولوی محمد علی لاہوری ، خلیفہ محمود احمد کی شہادت بھی تائید میں پیش کی گئی ۔ تقریر کے بعد تبادلہ خیالات کے لئے مرزائی جماعت کو وقت دیا گیا۔ چنانچہ قادیانی مشہور مبلغ مولوی جلال الدین شمس مقابل کھڑے ہوئے ۔ پانچ پانچ منٹ گفتگو کے لئے دیئے گئے ۔ مگر افسوس صد افسوس کہ مرزائی مبلغ ان دلائل کی اخیر وقت تک بھی تردید نہ کر سکا۔ خاص کر جملے خبریوں کا تو ذکر بھی نہ کیا۔

پبلک پر روز روشن کی واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب اپنی دعا کے مطابق ہی سچے کی زندگی میں فوت ہو کر اپنے کذب پر مہر ثبت کر گئے ۔ جلسہ کا تمام انتظام انجمن اہل حدیث امرتسر کے سپرد تھا تمام وقت نہایت آرام وسکون سے گزرا

راقم : قاضی منظور حسین شریک جلسہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۰ ص ۱۴)

گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

یہ ایک پنجابی مثل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وصف گرو میں ہوتا ہے وہی چیلے میں نمودار ہوتا ہے اس مثال کے موافق ہم جب کسی مرزائی کو جھوٹ بولتے سنتے یا دیکھتے ہیں تو ہمیں تعجب نہیں ہوتا بلکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ شخص واقعی پکا احمدی (مرزائی) ہے۔

اخبار فاروق قادیان کو اس کی شائستگی کی وجہ سے ہم نے عرصہ سے بائیکاٹ کر رکھا ہے مگر ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء کے پرچے میں ایک شخص کا دفتر اہل حدیث میں آنا ، خط لانا ، اور جواب پانا وغیرہ لکھا ہے ۔ یہ ایسا جھوٹ اور افتراء اور بہتان ہے کہ اس کے

جواب میں ہم مجبور ہیں کہ اتنا کہیں کہ:

شخص مذکور ہماری مسجد میں آکر فاروق میں مندرجہ فقرات پڑھے اور موکد بعذاب حلف اٹھائے کہ اگر یہ بیان خاص کر ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا ہے صحیح نہیں تو خدا دین و دنیا میں مجھ پر لعنت کرے۔

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

اس کے بعد اصل مطلب پر بھی غور کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ ص ۴)

مرزائی چال

لوگ کہتے ہیں دول یورپ سیاسی کاموں میں بڑی گہری چالیں چلتے ہیں۔ چلتے ہوں گے مگر ہم نے تو مذہبی میدان میں مرزائیوں جیسا سیاست دان کوئی نہیں دیکھا، لیکن ان کی چال کو سمجھنا کارے دارد۔

ایک بڑی چال ان کی یہ ہے کہ دنیا کو یہ دکھاتے ہیں کہ اسلام کی طرف سے مجیب اور مدافع ہم ہی ہیں۔ اسلام کے اشاعت کنندہ ہم ہی ہیں۔ دوسرے علماء محض کھانے پینے کے لئے ہیں۔ آج ہم ان کی ایک چال بتاتے ہیں جسے ناظرین بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

اخبار انقلاب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس کی سرخی ہے، ایک کھلی چٹھی بنام علماء ہند،

اس چٹھی کی تمہید میں جرمن میں مرزائیوں کے مسجد بنانے اور ان کی تبلیغ اسلام کا ذکر اجنبیانہ صورت میں کر کے مندرجہ ذیل مقصد اظہار کیا ہے:

کچھ عرصہ ہوا لندن کے ایک بد بخت ہفتہ وار اخبار، پیرسن ویکلی، نے اپنی دس فروری کی اشاعت میں رسول مقبول ﷺ کی سخت توہین تصاویر اور مضامین کے ذریعہ کی۔ میری نظر سے وہ پرچہ بھی گذر چکا ہے اس کے پڑھنے سے مجھے اس قدر غصہ آیا کہ الامان اور بعض اوقات تو عبدالرشید شہید کی روح میرے جسم میں سرایت کر

جاتی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ کچھ کرتے نہیں بنتی۔ اس ذلیل اخبار نے نہایت کمینہ اور سفا کا نہ حملے حضرت خاتم الانبیا ﷺ پر کئے ہیں ہندوستانی اخبارات کے ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں اس کے خلاف سخت اظہار نفرت کیا گیا اور یہ سن کر مجھے از حد خوشی ہوئی کہ اس پرچہ کی ضبطی کا حکم بھی مل چکا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو کمینہ حملے رسول مقبول ﷺ کی ذات بابرکات پر کئے گئے ہیں ان کا جواب بھی لکھا گیا ہے یا نہیں۔ مجھے علماء ہند سے کامل توقع ہے کہ انہوں نے ان تمام ذلیل قصوں کو جو اس جریدہ میں درج کئے گئے ہیں حرف باطل کی طرح مٹا دیا ہوگا۔ مسجد برلن میں ہفتہ وار لائٹ (مرزائیہ جماعت لاہور کا اخبار) کا پرچہ میری نظروں سے گذرا اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ اس میں تمام ذلیل اعتراضات کے دنداں شکن جواب موجود ہیں ۔صرف یہی نہیں بلکہ اڈیٹر جریدہ موصوف نے لائٹ کا یہ نمبر پیرسن ویکلی کو تحفۃً ..عطا کیا ہے۔ اور ایک کھلی چٹھی اس ذلیل ہفتہ وار اخبار کے نام لکھی ہے جس میں یہاں تک لکھا ہے کہ وہ لائٹ کا .. یہ پرچہ ویکلی کے ہر خریدار کو تحفتاً مفت دینا چاہتے ہیں۔ گو ان کی تعداد لاکھوں میں ہو۔ اڈیٹر لائٹ ڈاک وغیرہ کے اخراجات کا بھی ذمہ لیتے ہیں ۔اللہ اکبر! کتنی ہمت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ ہمت ایک ایسی جماعت کی جانب سے ہو رہی ہے جس کو مسلمان کافر کہتے ہیں۔ امید ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ علماء کرام دیوبند و بریلی نے خاص طور پر اور دوسرے اسلامی علماء نے عام طور پر اس سے بھی مضبوط ترین قدم اٹھایا ہوگا اور دنیا پر ثابت کر دیا ہوگا کہ اسلام ابھی زندہ ہے اور خدا کے فضل و کرم سے ہمیشہ زندہ رہے گا اور ترقی کرتا رہیگا اور ایسے ذلیل اور کمینہ پروپاگنڈہ سے اسلام کا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔،

راقم مضمون کی غرض صرف یہ ہے کہ وہ انقلاب کے ناظرین تک مرزائی خدمت اسلام کا پروپیگنڈہ کرے ورنہ اگر وہ اسلام سے مدافعت علماء اسلام سے کرانا چاہتا تو اس کا فرض تھا کہ اخبار مذکور کا ترجمہ اردو میں چھاپ کر ہندوستان کے مشہور علماء کے پاس بھیج کر جواب طلب کرتا کیونکہ یہ کھلی بات ہے کہ علماء اسلام عام طور پر یورپ کی کوئی زبان نہیں جانتے پھر یہ کیا انصاف ہے کہ جس مضمون کی ان کو خبر ہی نہیں اس کا جواب علماء سے طلب کیا جائے اگر نہ دیں تو ان کو بدنام کریں۔ ممکن ہے مرزائی

اخبار لائٹ کے پاس بتبادلہ آتا ہو اس لئے اس نے جواب لکھ دیا لیکن عام طور پر تو علماء اس سے بے خبر ہیں۔ پھر جواب دیں تو کیا دیں اور کس زبان میں دیں؟

میں پوچھتا ہوں خدمت اسلام کا مقابلہ کرنا ہے تو ہندوستان میں آسان ہے حال ہی میں آریوں کی طرف سے دو کتابیں سخت ترین دل آزار نکلی ہیں۔

۱۔ رنگیلا رسول۔ ۲۔ کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن۔

ان دونوں کتابوں کے جواب کی کس قدر ضرورت تھی۔ پھر کیا کسی قادیانی یا لاہوری احمدی نے ان کا جواب دیا؟ دیا تو اہل حدیث نے دیا۔ کیا یہ خدمت اسلام نہ تھی؟ کیا یہ دو کتابیں مضر نہ تھیں؟ ہاں مرزائیوں نے شورش میں مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر دوسری کتاب ضبط کرادی، کیا اس سے اصل کتاب کا جواب ہو گیا؟

پس ہمارے احباب ان کی لاف گزاف متعلقہ اشاعت و تبلیغ سن کر صاف کہہ دیا کریں کہ اپنی اشاعت اسلام میں وہی قادیانی عقاید والا اسلام ہی پہنچاتے ہو گے پھر ہم پر کیا احسان ہوا؟ اسی کی تو ہمیں شکایت ہے

ناظرین کرام! نہ تو یورپ کو کسی مذہب پر توجہ ہے، نہ وہاں اشاعت اسلام کا میدان ہے۔ ہم بشہادت قادیانیہ اس پر کبھی مفصل لکھیں گے۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ ص ۴۔۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کا جوڑ توڑ

(از نامہ نگار نامعلوم الاسم)

مرزا غلام احمد قادیانی کا سب سے بڑا دعوی، جسے ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے، وہ مسیح موعود ہونے کا دعوی ہے۔ یعنی بزعم مرزا صاحب، مرزا صاحب ہی وہی مسیح ہیں جن کی آمد کے متعلق ہمارے نبی اکرم ﷺ نے وعدہ دیا ہے کہ وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ چنانچہ روایات مسلّمہ مرزا صاحب ہمیں بھی مسلّم ہیں۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے روایات در بارہ مسیح موعود کو کس رنگ میں مانا ہے؟ اور اپنے اوپر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے؟

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصانیف دیکھنے سے یہی پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے تمام روایات کو ان کے اصل الفاظ میں نہیں مانا بلکہ ہر روایت کو توڑ مروڑ کر مانا ہے اور اپنے اوپر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔...

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم تم میں ابن مریم حکم، عادل ہو کر نازل ہوگا خنزیروں کو قتل کرے گا، سولی کو توڑے گا اور مال تقسیم کرے گا اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابن مریم پھر شادی کرے گا اسکے اولاد ہوگی، زمین میں ۴۵ سال ٹھہرے گا اور میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن کیا جائے گا۔

یہ ایسی روایات ہیں جو کہ مرزا صاحب قادیانی خود صحیح تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان ہی سے اپنے دعوے کو ثابت کرتے ہیں اور مخالفوں کے اعتراضوں کو محمدی بیگم کے نکاح کے بارہ میں رد کرتے ہیں۔ وغیرہ

اب ہم مرزا غلام احمد صاحب کے ابتدائی اور آخری دعاوی کو دیکھتے ہیں تو سب کے سب موڑ توڑ سے ہی ثابت کیئے گئے ہیں چنانچہ ہم مرزا صاحب کے ایک ایک دعوی کو لیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ واقعی مرزا صاحب قادیانی نے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

کو بالکل سچ کر دکھایا ہے اور اس محاورے کی تصدیق پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

مرزا صاحب کے دعاوی پیش کرنے اور پرکھنے سے پہلے اتنی عرض کیئے دیتا ہوں کہ مختصر اشارات سے کام لیا جائے گا العا قل تکفیه ا لا شارة

مرزا صاحب کے حالات جاننے والوں کو یہ تو معلوم ہے کہ آپ کی ماں کا نام مریم نہ تھا۔ اس سے نہ تو مرزا صاحب کو خود اور نہ ہی ان کے مریدوں کو انکار ہے۔ مگر آپ مرزا صاحب کی تصانیف دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کس توڑ موڑ سے مرزا صاحب قادیانی نے پہلے اپنے آپ کو مریم اور پھر ابن مریم ثابت کیا ہے۔

یہ ہے خشت اول جو کہ ٹیڑھی رکھی گئی۔ اب دوسری اینٹوں کو دیکھتے جائیں جن سے عمارت کو مکمل کیا ہے۔ وہ سب کی سب ٹیڑھی ہی ٹیڑھی ہیں ایک بھی سیدھی

نہیں ہے۔

اب دوسری اینٹ ملاحظہ کیجئے کہ ابن مریم، جن کے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے وہ حکم اور عادل ہوں گے خنزیروں کو قتل کریں گے سولی کو توڑیں گے۔ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے۔ لوگوں میں مال تقسیم کریں گے۔ جزیہ معاف کر دیں گے۔ لڑائی موقوف ہو جائے گی۔

لیکن سب کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب کو کہیں کی بادشاہت تو نصیب نہ تھی کہ وہ انصاف اور فیصلے کر کے حکم و عادل کہلاتے، خنزیروں کو قتل کر دیتے صلیب کو توڑ دیتے اور نہ ہی خزانے پاس تھے کہ لوگوں میں روپیہ تقسیم کرتے بلکہ الٹا مریدوں سے روپیہ سمیٹتے رہے۔ نہ ہی جزیہ معاف کیا اور نہ ہی لڑائیاں بند ہوئیں۔ بلکہ مرزا صاحب کی زندگی میں لڑائیاں ہوئیں اور بعد میں جنگ عظیم نے ۱۹۱۴ء میں دنیا میں ایسی کھلبلی مچادی کہ الامان والحفیظ۔ بلکہ اس کی چنگاریاں چند سالوں تک آ کر سلگ پڑیں اور دنیا کے خرمن عیش و آرام کو بھسم کر ڈالیں تو کچھ عجب نہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کو بادشاہت ملنا تو ایک طرف دنیا بھر کے مسلمان آج دوسری قوموں سے کمزور ہو گئے ہیں، خود جزیہ معاف کرنے کی بجائے خود مسلمان ہو کر غیر مسلموں کو جزیہ (ٹیکس) دیتے ہیں۔ مرزا صاحب مال تقسیم کرنے کی بجائے مال اکٹھا کرتے رہے اور انصاف و عدل کی بجائے اپنے دو بیٹوں اور ایک بیوی کو اس وجہ سے عاق اور محروم الارث کر دیا کہ انہوں نے محمدی بیگم کے نکاح میں ان کی کوئی مدد نہ کی لیکن مرزا صاحب اور ان کے مرید اسے عین انصاف سمجھتے ہیں یا للعجب

دوسری روایت میں ہے کہ وہ شادی کریں گے، اولاد ہو گی، ۴۵ سال زمین میں ٹھہریں گے اور میرے مقبرے میں مدفون ہوں گے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے محمدی بیگم کے نکاح کے اعتراضوں کے جواب میں اس حدیث کو پیش کیا تھا۔ سو وہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب ساری عمر اسی انتظار میں رہے کہ یہ نکاح ہو۔ مگر نہ ہوا۔ ہاں مریدوں نے موڑ توڑ کر یہ کہہ دیا کہ مرزا صاحب قادیانی کا لڑکا درلڑکا اور محمدی بیگم کی لڑکی درلڑکی کی شادی ہو گی، اگر ایسے ہو بھی جائے تو گویا موڑ توڑ کر کے ہو گا۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس نکاح سے کیا فائدہ؟ کیونکہ روایت کے مطابق تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اپنا نکاح ہونا چاہیے تھا نہ کسی اور کا۔ چنانچہ استاد ذوق کیا اچھا کہتے ہیں:

جاتے ہوائے شوق میں ہیں اس چمن سے ذوق
ہماری بلا سے باد صبا اب کبھی چلے

غرض نہ تو مرزا صاحب کا روایت کے مطابق جیسا کہ مرزا خود مانتے ہیں نکاح ہی ہوا اور نہ ہی روایت والی موعودہ بیوی سے کوئی اولاد ہوئی، ہاں دوسری بیویوں سے اولاد موجود ہے اس لئے وہ توڑ موڑ کر پیش کی جاسکتی ہے اور پیش کی جارہی ہے:

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا کجا

ابن مریم کا زمین میں ۴۵ برس رہنا، سو ہمارے عقیدہ کے مطابق مسیح ابن مریم دوبارہ نازل ہونے کے بعد ۴۵ برس کی عمر پا کر وفات پائیں گے لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے توڑ موڑ کے مطابق مدعی مسیحیت کی عمر صرف پنتالیس سال ہونی چاہیے یا اسکے دعوی مسیحیت کو کم از کم ۴۵ برس کا عرصہ ہونا چاہیے اور پھر اس کی وفات ہونی چاہیے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اپنی عمر کہیں ۶۷ کہیں ۶۶ غرض کہیں کچھ اور کہیں کچھ اور دعوی کی مدت بقول مریداں ۳۳ سال، سو اس اختلاف سے ظاہر ہے کہ ۴۵ سال کسی صورت میں نہیں ہوتے۔

مسیح موعود کا رسول اللہ ﷺ کے مقبرے میں دفن ہونا، سو آپ پر واضح ہے کہ مرزا صاحب لاہور مر کر خرِ دجال پر سوا ہو کر بٹالے اور پھر قادیان پہنچائے گئے اور وہیں سپرد خاک کئے گئے۔ لیکن مریدان باصفا نے رسول اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقبرے میں دفن ہونے کے متعلق جن موڑوں اور توڑوں سے کام لیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ کیوں نہ ہو:

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ

گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ

الغرض اس مختصر تبصرے سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عمارت بمصداق:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

ساری کی ساری ٹیڑھی اور مختلف موڑوں اور توڑوں سے بنائی گئی ہے۔ اگر کسی کو اس میں شک ہو تو مرزا صاحب کی تصانیف سے ہر بات کے موڑ اور توڑ دیکھ سکتا ہے کہ کس طرح مرزا قادیانی نے ہر ایک بات کو الٹ دیا ہے جس کا نام تحریف ہی ہو سکتا ہے کیونکہ تحریف کے معنی ہیں بالکل بدل دینا، یا الٹ دینا۔ چنانچہ ابن مریم کی بجائے ایک اور شخص جسے اس کے ساتھ دور کی بھی نسبت نہیں، قرار دیا گیا

مال جسے روپیہ اور دولت کہتے ہیں اس کا مطلب معارف لیا گیا۔ خنزیر اور سؤر سے انسان مراد لئے گئے۔ قس علیها البواقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ ص ۶۔۸)

سردار کھڑک سنگھ اور میاں محمود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے اردگرد سکھوں کی آبادی بکثرت ہے عرصہ سے ان کی باہمی چپقلش رہتی ہے چند روز ہوئے قادیان کے قریب کہیں سکھوں کا دیوان (جلسہ) ہوا جس میں سردار کھڑک سنگھ نے (بقول میاں محمود احمد) کہا کہ:

احمدی اگر ظلم سے باز نہ آئے تو ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے ۔ وغیرہ

اس کے جواب میں میاں محمود احمد نے ایک ٹریکٹ چو ورقہ شائع کیا ہے اور ہمارے پاس بغرض اشاعت بھی بھیجا ہے جو صاحب اسے دیکھنا چاہیں وہ قادیان کے دفتر امور عامہ سے منگا لیں۔

ہم تو اس نزاع سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مرزا صاحب متوفی اپنے دعوی میں سچے نہ تھے کیونکہ انہوں نے کہا تھا میرے زمانہ میں سارے کفر یہ مذاہب مٹ کر ایک مذہب (اسلام) ہو جائے گا (چشمہ معرفت)۔

بجائے اس کے ہم دیکھتے ہیں خود قادیان میں اور قریب قادیان میں غیر اسلام مذاہب بکثرت ہیں بلکہ احمدیوں کو دھمکیاں دیتے ہیں۔

این چہ بو العجبی ست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ ص ۸)

ڈیرہ غازی خان میں مباحثہ مرزائیہ

بتاریخ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء ڈیرہ غازی خان میں جماعت اہل حدیث اور امت مرزائیہ کے مابین مسئلہ صداقت مرزا پر ایک زبردست مناظرہ ہوا الحمد للہ کی حق کو نمایاں فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا۔ عوام پر اس مناظرے کا اثر بہت اچھا ہوا اور لوگ مرزائیت سے متنفر ہو گئے۔ راقم: ابو خالد مبلغ از ڈیرہ غازی خان

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ ص ۱۴)

دفع افتراء

الفضل ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء میں انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ کا فرار تحریر کیا گیا ہے، یہ بات بالکل سفید جھوٹ ہے۔ نہ انجمن نے مناظرہ سے گریز کیا نہ مولوی محمد یوسف صاحب امرتسری نے انکار کیا بلکہ خود مولوی سلیم (مرزائی) کلکتہ میں آکر ہماری گرفت میں پھنس گیا۔ راقم: سکرٹری تبلیغ الاسلام کلکتہ جیت پور سراج بلڈنگ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ ص ۱۴)

مالیخولیائی نبوت

انّك لعلى خلق عظيم کی بدترین مثال

حکیم عبدالرحمٰن صاحبؒ خلیق تیجہ کلاں ضلع گورداسپور لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر کے ناظرین جانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی نسبت ہماری تحقیق یہ ہے کہ آپ مراقی انسان تھے جس کا ثبوت ہم نے کئی طرح پیش

کیا ہے یہاں تک کہ مرزائی حضرات کو بھی سوائے خاموشی کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ چنانچہ ان کی خاموشی نے ہمارے عندیہ کو اور بھی واضح کر دیا آج ہم ایک جدید طرز سے مرزا صاحب قادیانی کی مراقیت اور ماؤف الدماغی کو طشت از بام کرتے ہیں۔ پس ناظرین بغور پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

زناکاروں اور بدکاروں کی اولاد حرام زادوں کے علاوہ تمام مسلمان مجھے قبول کرتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۵۴۷)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:

جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہیں کرتا۔ (انوار الاسلام۔ص ۳۰)

دوسری کروٹ یوں لیتے ہیں؛

میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں

(نجم الہدیٰ۔ص ۱۰)

حضرات علماء کرام کی خاطر مدارات ان الفاظ سے کرتے ہیں:

اے بدذات فرقہ مولویاں، یہودی خصلتو، ظالم مولویو! تم نے بے ایمانی کا پیالہ پی لیا۔ (انجام آتھم۔ص ۲۱)

تم کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہو۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵)

ذلت کے سیاہ داغ تمہار منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

بے ایمانو نیم عیسائے دجال کے ہمراہیوں اسلام کے دشمنو۔

(اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ۵)

ناظرین کرام! دنیا بھر کے انبیاء کرام کے مظہر۔ مسیح عکس اور مثیل کی مندرجہ بالا عبارت نظر کے سامنے رکھیں اور مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں آپ کا موازنہ کر کے نتیجہ نکالیں کہ آیا آپ (مرزا) مسیح مہدی نبی رسول محدث ابن اللہ مظہر خدا ثابت ہوتے ہیں یا پاگل مجنون مخبوط الحواس اور مراقی۔ پس

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

قرآن کریم میں وارد ہے

لا تسبّوا الذ ین ید عو ن من دو ن الله فیسبّو ا الله عدواً بغیر علم ۔(یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی نہ دو کیونکہ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ محض لاعلمی کے باعث تمہارے خدا کو ہدف دشنام بنالیں گے)۔

پھر فرمایا:

قل لّعبا دی یقو لوا الّتی ھی احسن انّ الشّیطا ن ینز ع بینھم انّ ا لشّیطا ن کا ن للا نسا ن عدوا مبینا (الا سراء:٥٤) یعنی اے محمد ﷺ میرے بندوں کو کہہ دے کہ بات بہت اچھی کیا کریں سخت کلامی نہ کریں اسطرح شیطان ان میں عداوت ڈلوادے گا بے شک شیطان انسان کا ظاہر دشمن ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

لیس المو من با ا لطعا ن و لا با العان و لا الفا حش و لا لبذی۔یعنی طعن کرنے والا اور لعنت کرنے والا گالی دینے والا اور زبان درازی کرنے والا مومن نہیں۔

پھر فرمایا:

اکمل المو منین ایما ناً ا حسنھم خلقاً

(یعنی مسلمانوں میں کامل الایمان وہی ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں:

اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے اخلاق کریمہ خود دکھلائے (چشمہ مسیحی ص ۹)

پھر بڑے زور سے مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔(اربعین نمبر ۳)

پھر مرزا صاحب قادیانی نے یوں لکھا ہے کہ:

تجربہ شہادت دیتا ہے کہ بدزبان انسان کا انجام اچھا نہیں ہوتا پس اپنی زبان کی چھری سے بدتر کوئی چھری نہیں (چشمہ معرفت۔ص ۱۵)

محترم ناظرین مندرجہ بالا آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ واقوال مرزا سے معلوم ہوا کہ بدخلق انسان ایمان دار بلکہ شریف بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ غیر شریف۔ گم کردہ راہ، گمراہی اور ضلالت کے تاریک گڑھے میں پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ کوئی شخص جو صحیح الدماغ ایمان دار شریف اور مومن ہو وہ بدزبان اور بدخلق نہیں ہوتا۔

حاصل یہ کہ راہ راست کی حمایت کرنا صراط مستقیم پر گامزن صحیح الدماغ اور شریف انسان اس واسطے بدخلق نہیں ہوتا کہ وہ اپنی صحیح الدماغی کے باعث احکام قرآنیہ واحادیثیہ کو سمجھنے کی استعداد رکھتا ہے برخلاف ازیں جو شخص بدزبان اور بدخلق ہو وہ قطع نظر اس کے کہ نبی اور رسول ہو سکے صحیح معنوں میں مسلمان بلکہ صحیح الدماغ کہلانے کا مستحق بھی نہیں۔ طب کی کتابوں میں یہ امر بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ مخبوط الحواس انسان بدخلق زشت خو اور بدزبان ہوتا ہے۔ صرف چند شہادات ملاحظہ ہوں

۱۔ مریض بغایت ترش رو و بدخلق باشد (اکسیر اعظم)

۲۔ مریض کے مزاج میں غصہ اور اخلاق میں درندگی ہوتی ہے (شرح اسباب)

۳۔ مریض ترش رو ہوتا ہے اور اخلاق بگڑ جاتے ہیں (طب اکبر)

۴۔ مریض ترش روئی اختیار کر لیتا ہے (میزان الطب)

مرزائی دوستو! تم کب تک اپنی ہٹ پر قائم رہو گے یاد رکھو ایک روز تم اس احکم الحاکمین کے روبرو پیش ہونے والے ہو جو بذات الصدور ہے جو انسان کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور جس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ اگر پھر تم

اقرأ كتابك كفى بنفسك

کا نعرہ سن کر پشیمانی ظاہر کرو گے تو یہی عرض کیا جائے گا

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جون ۱۹۳۴ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۲ ص ۷۔۸)

مرزا کے اضغاث احلام از ازالہ اوہام

جناب مولوی محمد علیؒ تارکش جے پور سے لکھتے ہیں کہ ازالہ اوہام دراصل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات پریشان کا مجموعہ ہے اور اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم و دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی اصل کیفیت و ماہیت کماحقہ ظاہر نہیں ہوئی۔ (معاذ اللہ) بلکہ قوائے انسانی کے ذریعہ سے جہاں تک ممکن تھا، اجمالی طور پر آپ کو سمجھایا گیا مگر آپ (مرزا) پر تمام کیفیت من وعن منجلی ہوگئی۔ گویا مرزا صاحب نبیؐ کی ذات گرامی سے بھی بالاتر ہیں کہ جن نکات کے سمجھنے سے آپؐ عاجز رہے وہ مرزا کو بلا کسی اشکال کے کماحقہ سمجھ آجائیں'۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ پر ابن مریمؑ اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے ہو بہو منکشف نہ ہوئی۔ اور نہ دجال کے ستر باع گدھے کی اصل کیفیت کھلی۔ اور یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہے اور نہ ''دابۃ الارض'' کی ماہیت ''کما ھی'' ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم، بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے، اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ (ازالہ اوہام۔صفحہ ٦١١)۔

مرزا صاحب قادیانی نے یہ احتمالاً لکھا ہے تاکہ تاویل کی گنجائش باقی رہے' ورنہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر پورا حملہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کے قوائے انسانی اتنے ضعیف رکھے جائیں کہ صرف فقدان مثال کی وجہ سے مذکورہ امور سمجھ میں نہ آویں اور نہ وحی الٰہی اس کو حل کر سکے۔ مگر مرزا جی کی ہستی اکمل عقدہ لاینحل کو ایک ادنی التفات کے ساتھ سمجھ کر اپنے اقوال متضادہ کے ساتھ اس کی تشریح فرما دیں۔

پھر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے مسیح موعود کے متعلق لکھا ہے:

''اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ

نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو ۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں ۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں ہوا تھا اور جب بیان کی گئی تو اسلام پر کچھ کامل نہیں ہوا''۔ (ازالہ اوہام ۔ صفحہ ۱۴۰)

اور پھر اسی کتاب میں مرزا صاحب قادیانی اس کے الٹ لکھتے ہیں:

''ایسی متواتر پیش گوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام عالم اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھیں یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوئی ۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ (ازالہ اوہام ۔ صفحہ ۵۷۷)

اور اپنے دعویٰ مسیحیت کے متعلق مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ جنھوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں ۔ اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے مستحق ٹھہر گئے''

(ازالہ اوہام ۔ صفحہ ۱۷۹)

اور یہ کہ ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے ۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلائیں''۔ (ازالہ اوہام ۔ صفحہ ۱۸۵)

اور ''الہام 'جعلناك المسيح ابن مريم' ہم نے تجھے ابن مریم بنایا''۔

(ازالہ اوہام' صفحہ ۶۳۴ و ۶۷۴)

اور ''اس امت میں سے ایک کو مسیح ابن مریم بنا کر بھیجا'' (ازالہ اوہام صفحہ ۷۰۰)

مذکورہ بالا عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی مسیحیت اور اس کے دلائل بیان کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہیں رکھا بلکہ اپنی امکانی

کوشش صرف کر دی ہے۔ مگر سچ ہے: دروغ گورا حافظہ نہ باشد ،

بجائے اس کے کہ کوئی دوسرا شخص مدمقابل بن کر آپ کے اس خیال خام و تصور ناتمام کی تردید کرے، بے چارے خود ہی اپنی بیخ کنی اس طرح کرتے ہیں:

''اے برادران دین! علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں۔ اس عاجز نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو کہ کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں''۔ (ازالہ اوہام' صفحہ ۱۹۱)

یعنی مرزا صاحب نے مسیح ابن مریم بننے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ کھلے الفاظ میں ان کے مسیح جاننے اور ماننے والے کو مفتری، کذاب، کم فہم سے تعبیر کیا ہے۔ واقعی ہم بھی مرزا صاحب کے اس قول کی داد دیتے ہیں لیکن دریافت طلب یہ امر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا ملہم مذکورہ بالا صفات میں سے کونسی صفت کے ساتھ متصف ہے جس نے مرزا موصوف پر اتنا ظلم ڈھایا کہ ''جعلناك المسيح ابن مريم'' کا الہام مرزا صاحب قادیانی کے قلب میں پھونک دیا کہ جس کی وجہ سے مرزا غلام احمد صاحب کو اور اس کے معتقدین کو مفتری و کذاب وغیرہ بننا پڑا''۔

دجال کے بارے میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

دجالیت حقیقت میں یہودیوں ہی کا ورثہ ہے اور ان سے نصاریٰ کو پہنچا اور دجال اس گروہ کو کہتے ہیں جو کذاب ہو اور زمین کو نجس کرے اور حق کے ساتھ باطل کو ملا دے۔ سو یہ صفت حضرت مسیح کے وقت میں یہودیوں میں کمال درجہ پر تھی۔ پھر نصاریٰ نے ان سے لے لی۔ (ازالہ اوہام۔ص ۶۴۷)۔

آگے چل کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا یہی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزارہا کوسوں تک چلتی دیکھتے ہو۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۷)۔

مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود اس خر دجال پر بطیّب خاطر سوار ہوتے رہے۔

قرآن وحدیث کا مقابلہ کرتے ہوئے مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں

اب رہیں حدیثیں، سوسب سے اول یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مقابلہ پر حدیثوں کی کیا قدرومنزلت ہے۔(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۸)

اور ذرا آگے چل کر مرزا صاحب لکھتے ہیں

اور ظاہر ہے کہ ہم مسلمانوں کے پاس وہ نص جو اول درجہ پر قطعی اور یقینی ہے قرآن ہے۔ احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں ''والظن لا یغنی من الحق شیئا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۴)

اور اس کے خلاف اسی کتاب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

اب سمجھنا چاہیے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل واتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادت وغیرہ کا مفصل مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے۔ اور اگر احادیث کو ہم بکلی ''ساقط الاعتبار'' سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا مشکل ہو جائے گا کہ در حقیقت حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ اور عثمان ذوالنورینؓ اور جناب علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام اور امیر المومنین تھے اور وجود رکھتے تھے۔ صرف فرضی نام نہ تھے کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ (ازالہ اوہام۔صفحہ ۵۵۷)

لفظ ''توفی'' پر بحث کرتے ہوئے مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

''بعض چالاکی سے قرآن شریف کے کھلے کھلے ثبوت پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ ''توفی'' کا لفظ لغت کی کتابوں میں کئی معنوں میں آیا ہے حالانکہ اپنے دلوں میں خوب جانتے ہیں کہ جن لفظوں کو قرآن شریف اصطلاحی طور پر بعض معنی کے لیے خاص کر لیتا ہے اور اپنے متواتر بیان سے بخوبی سمجھا دیتا ہے کہ فلاں معنی کے لیے اس نے فلاں لفظ خاص کر رکھا ہے۔ اس معنی سے اس لفظ کو صرف اس خیال سے پھیرنا کہ کسی لغت کی کتاب میں اس کے اور بھی معنی آئے ہیں صریح الحاد ہے۔ مثلاً کتب لغت میں اندھیری رات کا نام کافر ہے مگر قرآن شریف میں کافر کا لفظ صرف کافر دین یا کافر نعمت پر بولا گیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کفر کا لفظ الفاظ مروجہ فرقان سے پھیر کر اندھیری رات اس سے مراد لے اور یہ ثبوت دے کہ لغت کی کتابوں میں یہ معنی بھی

لکھتے ہیں تو سچ کہو کہ اس کا یہ ملحدانہ طریق ہے یا نہیں''۔(ازالہ اوہام' صفحہ ۴۲۶)

اور پھر خود اپنے ہی بیان کردہ اصول کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر یہ کہو کہ معجزہ کے طور پر مردے زندہ ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حقیقی موت نہیں ہوگی۔ بلکہ غشی یا نیند وغیرہ کی قسم سے ہوگی۔ کیونکہ ''مات'' کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۴۰)۔

اور قصہ غدیر وغیرہ جو قرآن کریم میں ہے اس بات کے مخالف نہیں کیونکہ لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی میں بھی آیا ہے۔(ازالہ اوہام' صفحہ ۶۲۶)

(محمد علی صاحب کہتے ہیں) اب انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے شیدایان مرزا خود ہی انصاف کریں کہ مذکورہ بالا عبارات سے کون ملحد و بے دین ثابت ہو رہا ہے کہ ایک اصطلاح قرآنی ہی نہیں بلکہ اصطلاح عوام کے خلاف بار بار فرمایا جا رہا ہے قاموس دیکھو۔ ہاں ہم قاموس دیکھتے ہیں آپ بھی اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' کا صفحہ ۴۲۶ دیکھیں تاکہ آپ کی یاد از سر نو تازہ ہو جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جون' ۱۹۳۴ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۲ صفحہ ۸-۱۰)

درباره آتھم ،مرزا کے اقوال فی الالہام پر تبصرہ۔ا

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں سے گذارش ہے کہ خاکسار راقم کے اشکال مندرجہ ذیل کی نسبت اپنی بیش قیمت آراء کا اظہار کر کے مشکور فرماویں کہ ان اقوال میں کس قدر راستی کی جھلک ہے خصوصاً مولوی غلام مصطفیٰ بدوملہی سے جنہوں نے ایک دفعہ فدوی کی طرف نظر عنایت کی تھی مگر بعد ازاں ایسے سوئے کہ گویا....اور جس پرچہ میں اس کا اندراج ہو، اگر مفت نہیں تو قیمتاً ہی خاکسار کو بھیجا جاوے۔

قولہ فی الالہام نمبرا

جو فریق جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے پندرہ مہینہ میں ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور

اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔

مرزا صاحب ہاویہ کے معنی دوزخ کے نہیں لیتے، بلکہ فرماتے ہیں کہ اس سے پریشانی مراد ہے جس میں آتھم مبتلا ہوا۔ اگرچہ آتھم صاحب کی پریشانی اس کے سفر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے مگر مرزا صاحب کی پریشانی بھی کم نہ تھی اس لئے کہ ان کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ اگر یہ پیش گوئی صحیح نہ نکلی تو عمر بھر کا بنا بنایا کام بگڑ جائے گا اور ذلت کی تو انتہاء نہیں کیونکہ خود ان کا اقرار ہے (منہ کالا کیا جائے وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ غیور طبیعتوں کو جان سے زیادہ عزت ریزی کا خوف ہوتا ہے خصوصاً ایسے موقع میں کہ ایک طرف تمام پادری نظر لگائے ہوئے ہیں اور دوسری طرف تمام مسلمان ہمہ تن چشم و گوش ہیں کہ دیکھئے اس پیش گوئی کا کیا حشر ہوتا ہے پھر خوف صرف ذلت ہی کا نہیں بلکہ جان کا خوف اسی الہام کے ایک گوشے میں دکھائی دے رہا ہے کیونکہ پھانسی کا دستاویزی اقرار خصم کے ہاتھ میں موجود ہے۔ ہر چند مرزا صاحب اس موقع پر اپنا اطمینان بیان کریں مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ پیش گوئی کا وجود نہیں ہوا تو سرے سے اس کے الہام ہونے میں شک پڑ گیا اور بغیر الہام کے ایسے موقعوں میں اطمینانی حالت نصیب نہیں ہوسکتی۔ رہا جھگڑا شرط کا سو اگر اس سے توقع کامیابی کی رکھی بھی جاوے تو ایک ضعیف احتمال ہے جس پر وثوق نہیں ہوسکتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہاں احتمال ضرر جانی اور بے عزتی ہو تو فکر غالب ہو جایا کرتی ہے۔ چہ جائے کہ احتمال ضرر ہی غالب ہو۔ غرض ان تمام قرائن سے عقل گواہی دیتی ہے کہ جس مدت میں آتھم صاحب پریشان رہے مرزا صاحب بھی بمقتضائے الحرب سجال، کے پریشانی باطن میں کم نہ تھے اور لفظ ہاویہ دونوں پر منطبق ہے۔

قولہ فی الالہام نمبر۲

اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔

اس کا ظہور مرزا صاحب ہی کی تحریر سے ہو گیا اور یہ فقرہ تو خاص مرزا صاحب سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ فریق مخالف اپنے کو کامیاب سمجھ رہا ہے اور خوش ہے اور مرزا صاحب کو ضرورت محسوس ہوئی کہ فریق ثانی کو گالیاں دیں۔ یہ کوئی نئی بات

نہیں۔عقلی معجزات اکثر الٹ بھی جاتے ہیں چنانچہ مسیلمہ کذاب کے معجزوں میں یہ بات ثابت ہے کہ اس نے کسی کی آنکھ میں آشوب دفع ہونے کی غرض سے آب دہن لگایا اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ شخص اندھا ہی ہوگیا۔ علاوہ ازیں بہت نظائر ہیں کہ عقلی معجزات کا اثر منعکس ہوجاتا ہے۔

قولہ فی الالہام نمبر۳

جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ہوگی۔

اگرچہ مرزا صاحب قادیانی اس وقت توحید کی کی جانب ہیں مگر چونکہ اس سے صرف اپنی عیسویت کا اثبات ہے اس جہت سے باطل ان پر محیط اور شامل ہوگیا جیسا کہ حضرت علیؓ نے خوارج کے استدلال کے جواب میں فرمایا تھا کہ كلمة حق ارید بها الباطل پھر جب مشاہدے سے ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب قادیانی کی کمال درجے کی ذلت ہوئی جس کا اظہار خود فرماتے ہیں تو بحسب قیاس ان کا سچ پر ہونا بھی باطل ہوگیا کیونکہ اگر سچ پر ہوتے تو اس الہام کے مطابق عزت ہوتی۔ادنی تامل سے ناظرین پر منکشف ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حق پر نہ ہونا انہیں کے الہام سے ثابت ہے۔

قولہ فی الالہام نمبر۴

اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کیئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔

پیش گوئی کا صدق ۱۵ مہینہ کے گذرنے پر منحصر تھا۔پس مشاہدے سے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں گواہوں سے اس کا کذب ظاہر ہوگیا۔ پس ظہور پیش گوئی کے وقت بے شک بعض اندھے جن پر پورا حال مرزا صاحب کا منکشف نہیں ہوا تھا اور ان کی طرف کھسکتے جارہے تھے ضرور سوجاکھے ہوگئے اور حق کی راہ چلنے اور حق باتیں سننے لگے کیونکہ حق پسند طبیعتوں کا خاصہ ہے کہ جب ایسی کھلی نشانی دیکھ لیتے ہیں تو حق کی جانب حرکت کرتے ہیں چنانچہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۲ میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ اس پیش گوئی کی وجہ سے بعض مرید برگشتہ ہوگئے ،یعنی اندھے سوجاکھے ہوگئے۔

قولہ فی الالہام نمبر ۵

اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔

ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ نے ایسا ہی کیا کہ پیش گوئی جھوٹی نکلی ۔ عجیب خدا کی قدرت ہے کہ یہ الہام کس غرض سے بنایا گیا تھا اور انجام کس حسن وخوبی سے ہوا۔

اس کی عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر بقول مرزا صاحب اس الہام کو آسمانی بھی فرض کرلیں تو بھی اس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی فضیلت اور حقانیت ثابت نہیں ہوسکتی۔

مرزائی دوستو! گر قبول افتد زہے عز وشرف ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۳ ص ۵، ۶)

فیصلہ کن بات

چوہدری خدا بخش مرزائی سکنہ میانوالی مہاراں، نارووال کو چیلنج مباہلہ

جناب غلام احمد اہل حدیث سکنہ میاں والی مہاراں لکھتے ہیں:

ناظرین! خاکسار کا مکمل ایمان ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر تمام قسم کی نبوتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اگر آپ کے بعد کوئی شخص پیدا ہو کر دعوے نبوت کرے تو وہ بقول حضرت محمد ﷺ کے کذابون ثلاثون میں شمار کیا جائے گا کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کو اللہ عز وجل نے مکمل شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب کسی نئے نبی کے آنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

آج زمانہ حال میں جن صاحبان نے دعوی نبوت کیا ہے یہ محض پیٹ پرستی کے لئے ایک بہانہ بنائے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے لا نبی بعدی اگر اس حدیث کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی صحیح ہے تو

پھر قرآن مجید نے ایک کسوٹی مقرر کی ہوئی ہے فتمنوا المو ت ان کنتم صا د قین ۔ اس کسوٹی پر پرکھنا اللہ تعالی کا قانون ہے کہ کیا مرزا غلام احمد اپنے دعوی نبوت میں صادق ہیں یا کاذب ۔

اب میں چوہدری خدا بخش مرزائی کو اعلانیہ چیلنج دیتا ہوں کہ آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو سچا نبی ورسول مانتے ہو تو میرے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کے صدق وکذب پر بذات خود مباہلہ کرلیں تا کہ خلق خدا آئے دن کے جھگڑوں سے سبک دوش ہو کر سیدھا راستہ اختیار کرے لیکن میدان مباہلہ میں آنے سے پہلے یہ تحریر کرلیا جائے گا کہ اگر فریقین میں سے کوئی شخص زہر دے کر ہلاک کر دیا جائے یا قتل کر دیا جائے تو یہ کوئی سچائی کی دلیل نہ مانی جائے گی ۔

اگر آپ خلیفہ صاحب قادیانی کی طرح یہ شرط لگائیں کہ ہر فریق کے ساتھ ہزار ہزار یا پانچ پانچ سو اشخاص کی تعداد ہونی چاہیے تو میں اس بات کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں ۔

ہاں ایک اور بات ہے جو میں ابھی بیان کئے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ کا ارادہ ہو کہ اشتہار بازی کرتے ہی ایک سال یا دو سال گذار دیئے جائیں تو میں اس بات کو بھی منظور نہیں کرونگا کیونکہ میں زیادہ اشتہار بازی کا شائق نہیں ہوں ۔ میرا تو صرف یہی اعلان ہے کہ :

فتمنوا المو ت ان کنتم صا د قین

پس خواہش کرو موت کی اگر تم سچے ہو ۔ چوہدری خدا بخش یہ بات یاد رکھیں کہ کسی کی اجازت کی یہاں ضرورت نہیں اگر آپ چاہیں کہ ہم میاں صاحب محمود کی اجازت سے مباہلہ کریں گے تو یہ بزدلی سمجھی جائے گی ۔ سچائی ہمارے پاس ہے کیونکہ ہمارے دل میں یہ یقین کامل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں کسی قسم کی غلطی نہیں آپ کی نبوت ہر پہلو میں مکمل ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں مباہلہ کرنے کے لئے کسی کی اجازت لینے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے اگر ہمت ہے سچائی ہے تو مباہلہ کرنے کو تیار ہو جاؤ پس فیصلہ کے

بعد خلق خدا خود معلوم کر لے کہ فریقین میں سے کون سا فریق راستی پر ہے اور یہ بھی تحریر کر لیا جائے گا کہ فریقین میں سے جو فریق بھی غلطی پر ہو خدا اسے بعارضہ ہیضہ یا پلیگ ہلاک کرے۔

المشتہر : غلام احمد اہل حدیث

سکنہ میاں والی مہاراں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ بدوملہی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۳ ص ۶۔۷)

مرزا صاحب پر بدگمانی کی ضرورت

جناب مولوی محمد مہر الدین صاحبؒ میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

قرآن و حدیث و اجماع وغیرہ سے ثابت ہے کہ مدعی کچھ بھی دعوی کرے اس سے گواہ طلب کئے جائیں یہ امر ہمارے دعوی پر گواہ صادق ہے کہ کسی مدعی پر حسن ظن نہ کیا جائے۔ پھر جب خود دعوی اس قسم کا ہو کہ سرے سے دین ہی اس کو قبول نہیں کرتا تو حسن ظن وہاں کیونکر درست ہو گا اس قسم کے دعووں پر نہ گواہ طلب کرنے کی حاجت ہے نہ ان کی گواہی قبول کی ہوسکتی ہے۔ ان دعووں کیسی ہی ملمع سازیاں کی جائیں۔ بدگمانی واجب ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں الحزم سوء الظن جس کا مضمون شیخ سعدیؒ نے یوں لکھا ہے

نگہدارد آں شوخ در کیسہ در
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

اہل ایمان جانتے ہیں کہ ایمان کیسا در بے بہا ہے۔ جب ایک پتھر کی حفاظت کے واسطے عقل عام بدظنی پر آمادہ کر دیتی ہے تو اس گوہر بے بہا کی حفاظت کے لئے کس قدر بدگمانی کی ضرورت ہے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ ایمان ایک پتھر کے برابر بھی نہیں سمجھا گیا۔

دین میں بہتر فرقے جو ہو گئے جن کا ناری ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سب کا وجود بقا اسی حسن ظن ہی کی بدولت ہوا۔ اگر کسی بانیء مذہب پر حسن ظن نہ کیا

جاتا تو نہ اوروں کے حوصلے بڑھتے نہ کسی کا خیال اس طرف متوجہ ہوتا۔ دیکھئے یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں موجود ہے

(ترجمہ) فرمایا نبی ﷺ کہ قریب ہے کہ شر وفساد ہوں گے سو یاد رکھو کہ جو کوئی اس امت کی اجتماعی حالت میں تفرقہ ڈالنا چاہے اس کو تلوار سے کاٹ ڈالو۔

کیا اچھا ہوتا کہ اس اگلے زمانے کے لوگ تفرقہ اندازوں پر حسن ظن نہ کر کے جس طرح اس حدیث شریف نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے عمل پیرا ہوتے تو ان مذاہب باطلہ کا کوئی نام لینے والا ہی نہ رہتا۔

مرزائی دوستو! بے موقع حسن ظن نے اسلام میں بڑی بڑی رخنہ اندازیاں کیں مگر افسوس کہ آپ لوگ کیوں عقل سلیم سے کام نہیں لیتے

فتوحات اسلامیہ میں لکھا ہے کہ ۱۰۷۲ھ میں ایک یہودی نے مسیح ہونے کا دعوی کیا تھا اور ایک مسلمان نے مہدویت کا دعوی کیا تھا۔ چونکہ یہود کی کتابوں میں ہے کہ موسی نے خبر دی ہے کہ ایک نبی پیدا ہوں گے جو خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ان کے اسلاف نے عیسی اور ہمارے نبی ﷺ کو نہ مانا اس لئے وہ اس نبی کے منتظر ہیں۔ اس یہودی کو دعوی عیسویت میں یہ پیش نظر تھا کہ یہودی نبی معہود سمجھ جائیں اور مسلمان مسیح موعود۔ چنانچہ مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ آنے والے عیسی آخر بنی اسرائیلی ہیں اور میں بھی بنیاسرائیلی ہوں اور اب تک کسی کا دعوی عیسویت ثابت نہ ہوا اور میں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں عیسی موعود ہوں۔ اس لئے میرا دعوی قابل تسلیم ہے۔ اور یہود سے کہا کہ آخر ایک نبی کا آنا مسلّم اور ضروری ہے جس کی خبر موسی نے دی تھی اور مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے اور معجزات بھی مجھے دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ بعض امور مافوق العادت از قسم طلسمات وغیرہ خوارق عادات ظاہر کرتا تھا اور نہایت وجیہہ اور فصیح ہونے کی وجہ سے دور دور سے لوگ اس کے پاس آتے اور اسکی پرزور تقریریں ان پر جادو کا کام کرتیں چنانچہ ایک مجمع کثیر معتقدوں کا اس کے ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے قسطنطنیہ جانا چاہا تو فتنہ کے خوف سے صدر اعظم نے اس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا چنانچہ جہاز ہی میں اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر معتقدین کی یہ حالت تھی کہ جوق در جوق آتے اور نذرانے دے

دے کر قید خانے میں اسکی پا بوسی کے لئے اجازت حاصل کرتے۔ خلیفۃ المسلمین سلطان محمد نے اپنے روبرو اس کو بلوا کر کچھ پوچھا جس کا جواب ٹوٹی پھوٹی ترکی زبان میں دیا بادشاہ نے کہا مسیح وقت کو اتنا تو چاہیے کہ ہر زبان میں فصیح گفتگو کرے۔ پھر پوچھا بھلا کچھ عجائب وخوارق بھی تجھ سے صادر ہوتے ہیں کہا کبھی کبھی۔ کہا تیری مسیحائی میں آزمانا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارلو۔ دیکھیں بندوق اس پر اثر کرتی ہے یا نہیں۔ اگر سچا مسیح ہے تو اس کو کچھ نہ ہوگا۔ یہ سنتے ہی جھجک گیا اور کمال عجز سے عرض کی کہ میرے خوارق عادات میں یہ قوت نہیں کہ گولی کے وار سے مجھے بچاسکیں۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب دیکھا کہ نجات کی کوئی صورت نہیں اور مسیحائی نے جواب دے دیا تو بادشاہوں کے قدموں پر گر کر توبہ کی اور اسلام کی حقانیت کا اقرار کر کے صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔ چنانچہ اس بزرگوار کے اسلام کا یہ اثر ہوا کہ صدہا یہود اس کی مدلل تقریروں سے مشرف باسلام ہوئے۔

اب مہدی کا حال سنیئے۔ وہ بھی قسمت کے مارے گرفتار ہوکر اسی بادشاہ کے پاس آئے۔ بادشاہ نے اسی قسم کے سوالات کئے جواب سے عاجز تو ہوا مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ سعادت وشقاوت خدا کے ہاتھ ہے۔ یہودی کے حق میں تو تو دعوی عیسویت باعث نجات ہو اور مسلمان کے لئے دعوی مہدویت باعث ہلاکت۔ خدا کی قدرت ہے۔ اس واقعہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی بڑا ہوشیار شخص تھا اس نے یہ سوچا کہ بتواتر ثابت ہے کہ امام مہدی صاحب حکومت وفوج ہوں گے اور عیسی علیہ السلام دجال کے قتل کے واسطے آئیں گے اور چونکہ وہ بنی اسرائیل سے ہیں اس مناسبت سے یہودی کا مسیح ہونا موزوں ہے۔ اگر داؤ چل گیا تو سلطنت اپنی ہے۔ یہودی کو اس وقت نکال دینا کون سی بڑی بات ہے۔ غرضیکہ احادیث کے لحاظ سے اس مہدی کو مسیح جعلی کی تلاش کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ اگر آپ مہدی ہیں تو مسیح کہاں؟

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ جھگڑا ہی مٹا دیا۔ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود بھی میں ہوں اور مہدی معہود بھی میں ہی ہوں اور جو احادیث سے اور اجماع سے ثابت ہے کہ مسیح اور ہیں اور مہدی اور سو وہ قابل اعتبار نہیں۔

اب اہل انصاف غور کر سکتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین کی بدگمانی مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی یا معتقدین کا حسن ظن ۔ اسی ترازو پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات کا موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

مرزائی مترو! طمع نفسانی کو چھوڑ کر تنہائی کے گوشہ میں بیٹھ کر تھوڑا سا ہی غور کرو، تو معلوم ہو جائے گا:

طمع را سہ حرف اند و ہر سہ تہی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جون ۱۹۳۴ء مطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۴ ص ۴۔۵)

مولوی اللہ دتا جالندھری کی غلط بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا اعتقاد ہے کہ ہم امت مرزائیہ میں سچا اور پکا احمدی مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کو کو جانتے ہیں کیونکہ موصوف اخفاء حق اور اظہار باطل بلکہ دجل و فریب وغیرہ میں حضرت امام مرزائیہ (مرزا غلام احمد صاحب) کے پورے پیرو ہیں ۔ جہاں تک ہمارا ان لوگوں سے واسطہ پڑا ہے ہم نے اپنے تجربہ میں اللہ دتا صاحب جالندھری صاحب جیسا پکا احمدی (بایں معنی) نہیں پایا اسی لئے آج ہم مجبور ہیں کہ ان کو لقب ، پکا احمدی ، سے یاد کریں۔

جماعت مرزائیہ خاص کر قادیانیہ کی نسبت خدا ہی جانتا ہے کہ ان لوگوں کا مقصد کیا ہے۔ کیوں یہ لوگ ایک بت کی پوجا کرانے میں دن رات مشغول رہتے ہیں۔ آج ہندوستان کے بت پرست تو بت پرستی سے نفرت کرتے جاتے ہیں، مگر قادیان کے بت پرست اپنے بت کو ہر روز، بلکہ ہر آن، مرمت بلکہ مزین کر کے دنیا کو اس کی پوجا کی دعوت دیتے ہیں۔

بھائی میاں! جس بت کو بت شکن نے توڑ دیا ہو، اسے تم کیا کھڑا کرو گے

و لن یصلح العطار ما افسد الدھر

مولوی اللہ دتا جالندھری صاحب کا طویل مضمون الفضل ۲۴ جون ۱۹۳۴ء

میں نکلا ہے جس میں آپ نے قادیانی بت (مرزا متوفی) کے آخری فیصلہ کو خوب بگاڑا ہے۔ کچھ حرج نہیں ان سے پہلے بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جن کی بابت ارشاد ہوا:

و ان یّروا سبیل الرّشد لا یتّخذوہ سبیلاً

سیدھا راستہ دیکھ کر اسے قبول نہ کرتے تھے

مضمون کی تمہید میں بڑی دون کی لی ہے کہ مولوی ثناء اللہ احمدیت کا سخت دشمن ہے، اس کو مٹانا چاہتا ہے مگر یہ اور ترقی کرتی ہے۔، یہ بات بالکل غلط ہے ایسا کہنا واقعات سے چشم پوشی کرنا ہے اگر اپنی ترقی کا حال تم کو معلوم نہیں تو سنئیے۔

مرزا غلام احمد صاحب متوفی تو کہتے رہے کہ میرے مرید چار لاکھ ہیں۔مگر گذشتہ مردم شماری (۱۹۳۱ء) میں پنجاب کے اندر ۵۶ ہزار نکلے۔تخمیناً ۴ ہزار باہر کے بھی ملالیں، تو کل ساٹھ ہزار ہوئے۔کہو چار لاکھ میں کمی آئی کہ زیادتی ہوئی۔اور یہ ترقی ہے یا تنزل؟

اس کے برخلاف رسول قادیانی کی کامیابی کا حال بھی سن لیں۔عیسائی قوم جن کو دنیا سے مٹانے کے لئے قادیانی مسیح موعود تشریف لائے تھے، روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔گذشتہ مردم شماری میں ساری قوموں سے زیادہ عیسائیوں کی ترقی ہے یعنی ۲۵ فی صدی بڑھ گئے ہیں۔

تمہارے دوسرے رقیب جن کو زندہ درگور کرنے کا دعوی مرزا غلام احمد صاحب اخیر تک کرتے رہے، یعنی آریہ سماجی چند ہی سالوں میں ترقی کر کے اس دفعہ کی مردم شماری کے مطابق دس لاکھ نظر آتے ہیں۔

کہو تمہارا نبی کامیاب ہوا یا ہم کامیاب ہوئے؟

رہے تمہارے مراکز جیسا کہ تمہارے وفد نے وائسرائے سے کہہ کر ساری دنیا میں ہیں، ان کی حقیقت بھی ہم خوب جانتے ہیں اور تمہاری تبلیغ بھی ہم سے کبھی پوشیدہ نہیں جس کا ذکر پھر کبھی کرینگے۔اس تمہید کو چھوڑ کر ہم اصل مطلب پر آتے ہیں۔

مولوی اللہ دتا جالندھری (پکے احمدی) نے ایک طول پر فضول تقریر کے بعد ...حرف مطلب یہ لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو مولوی ثناء اللہ نے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو مباہلہ کے لئے بلایا تو اس کے جواب میں ۱۵۔اپریل کو مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی نے آخری فیصلہ والا اشتہار دعا مباہلہ دیا اس لئے یہ دعا مباہلہ ہے۔ اللہ دتا جالندھری صاحب کے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:

> مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجبوراً اس میدان میں قدم رکھنا چاہا اور اخبار اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں جماعت احمدیہ کو بدیں الفاظ مخاطب کیا:
>
> انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہوسکتا (ص ۱۰)۔
>
> اس لئے مولوی صاحب صاحب امرتسری کے اعلان ۲۹ مارچ کے جواب میں سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اشتہار ۱۵۔ اپریل دعائے مباہلہ کی صورت میں شائع فرمایا۔ (الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۳۴ء ص ۳)

بس یہ ہے اصل مرکز بحث۔ یہی مضمون اللہ دتا جالندھری صاحب نے نومبر ۱۹۳۱ء میں بھی شائع کرایا تھا۔حسب قواعد علم بلاغت اس مصلحت سے ہم نے اس مغالطہ کا جواب نہ دیا تھا کہ کسی روز بالمشافہ یہ بات کہیں گے تو ان کو اصلیت بتائی جائے گی۔ابھی نہیں بتاتے تاکہ یہ لوگ قبل از وقت مطلع نہ ہو جائیں۔
چونکہ ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۳۴ء کی درمیانی شب امرتسر میں ہزارہا کے مجمع میں مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے بھی یہی کہا تھا،اور اس سے پہلے یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو لاہور کے جلسہ مناظرہ میں خادم گجراتی (قادیانی) نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا،اس لئے آج ہم وہی جواب تحریر میں لاتے ہیں جو ان جلسوں میں اظہار کر چکے ہیں بحولہ و قوتہ

پس سنئیے! یہ کہنا کہ میرے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء والے مضمون کے جواب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو آخری فیصلہ والا مضمون شائع کیا تھا، غلط جھوٹ افتراء دجل اور بہتان ہے۔ میں اس دعوی پر کوئی بیرونی شہادت پیش کرنا نہیں چاہتا،خود قادیانی پریس سے مرزائی تحریر دکھاتا ہوں۔میرے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے جواب میں ایک مضمون اخبارات قادیان (الحکم اور بدر) میں چھپا تھا جو اصل الفاظ میں حسب ذیل ہے:

اس مضمون کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے چیلنج کو منظور کرلیا ہے وہ بے شک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شک اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اور بے شک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنة الله علی الکا ذبین اوراس کے علاوہ ان کو اختیار ہے اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہے خدا سے مانگے لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اوران کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اس واسطے باوجود اس قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شائع ہو جائے گی۔

(الحکم قادیان ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء، بدر قادیان ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

قادیانی اور لاہوری ممبرو! اگر خدا پر ایمان ہے تو اسی کو حاضر ناضر جان کر کہو کہ اس مضمون کو اللہ دتا جالندھری صاحب کیوں کھا گئے؟

میں خود ہی بتائے دیتا ہوں کہ اس لئے وہ اس کو کھا گئے کہ یہ مضمون ان کے بلکہ جملہ امت مرزائیہ کے لئے زہر قاتل ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ اس وقت ہوگا، جب کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے گی اور مولوی ثناء اللہ اس کو پڑھ لے گا۔ یہاں تک کہ ہم اس سے اس کتاب کے مضمون کا امتحان بھی لے لیں گے۔

بہت خوب! کتاب حقیقۃ الوحی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی۔ مجھے جون ۱۹۰۷ء تک نہ پہنچی، تو میں نے تقاضا کیا میرے تقاضے کا انکاری جواب ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کے بدر میں چھپا تھا۔ میں نے بعد انکاری جواب کے کتاب مذکور بذریعہ ویلو منگالی۔

احمدی ممبرو! اللہ سے ڈر کر مخلوق سے شرم کر کے جواب دو کہ جس صورت میں میرے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء والے مضمون کے مطابق مرزا صاحب قادیانی نے اس

مباہلہ کو حقیقۃ الوحی کی اشاعت بلکہ اس کے امتحان کے بعد تک ملتوی کیا تھا تو اس کی اشاعت سے ایک مہینہ پہلے اور میرے پاس پہنچنے سے اڑھائی مہینے پہلے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو کیوں دعائے مباہلہ شائع کر دی۔

کیا نبیوں، ریفارمروں اور مصلحون کے وعدے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟

علاوہ اس کے قاعدہ ہے کہ ہر مضمون کے شروع میں تحریر مضمون کی وجہ بتائی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں یہ مضمون اس وجہ سے لکھتا ہوں۔ اشتہار آخری فیصلہ مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ملاحظہ فرمایئے کہ وجہ تحریر اشتہار یوں لکھی ہے:

> بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود کذاب مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں... اس لئے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ میں اور آپ میں سچا فیصلہ فرمائے یعنی جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے۔ (غلام احمد قادیانی)

بتایئے اس بیان میں وجہ تحریر میری تکذیب وغیرہ لکھی ہے یا میری دعوت مباہلہ (۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء) لکھی ہے۔

اس کے علاوہ سچے ہو تو آؤ سارے اشتہار میں مباہلہ کا لفظ ہی دکھا دو۔ ورنہ یاد رکھو کہ ایک دن آنے والا ہے جس کی شان یہ ہے

یو م تبلی السرا ئر فما له من قو ۃو لا نا صر

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

(ہفت روزہ اہلحدیث ۶ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۵ ص ۷۔۸)

قادیانیوں کا مناظرہ سے فرار:

قادیانیوں سے مباحثہ کے لئے شرائط طے کرنے کے لئے کہا گیا مناظرہ کی تیاری بھی کی گئی۔ قادیان سے مولوی محمد سلیم کو بھی بلوایا گیا مگر قادیانی جماعت اپنی کمزوری محسوس کرتے ہوئے مناظرہ کی تاب

نہ لاسکی اور دیدہ دانستہ گریز کر گئی۔ راقم: سکرٹری جمعیت اہل حدیث کلکتہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ جولائی ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

بے حیا کون؟

وہی جو دانستہ جھوٹا دعوی کرے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے قادیانی دوستوں کی عادت ہے کہ ایک غلط بات کو اتنی بار کہتے ہیں کہ سننے والا یا تو اس کو سچ سمجھ لے، یا کم سے کم اس کے کذب میں متامل ہو جائے۔ لیکن یہ جادو ان کا ناواقفوں پر چل جاتا ہے، واقف کار تو ان کی اس چال کو اس مصرعہ کا مصداق جانتے ہیں:

من انداز قدت را مے شناسم

چنانچہ آج ہم ایک تازہ مثال پیش کرتے ہیں۔ عرصہ مدیدہ سے ان کی عادت ہے کہ جب ایک پہلو سے صاف چت گرتے ہیں تو نئی طرح ڈال کر کہتے ہیں، پھر آؤ تو مزہ دیکھو!

ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی جب مرزا غلام احمد صاحب متوفی کی پندرہ ماہی پیش گوئی کے مطابق نہ مرا، تو اس کو نئے دام میں پھنسانے کے لئے مرزا صاحب نے قسم کا بہانہ پیش کیا کہ آتھم قسم کھائے کہ میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے ڈرا نہیں۔ پھر اس کی موت کے لئے ایک سال کی مدت ہوگی۔

وہ خرانٹ جو سال ہا سال تک مجسٹریٹ رہ چکا تھا ان کے دام میں کیسے آتا۔ اس نے کہا منہ سنوار کر چلتے بنو۔ ایک دفعہ جس کو پچھاڑ دیا پھر اس کو منہ لگانا اچھا نہیں۔

اس کے بعد جس کسی سے بھی از راہ معجزہ یا کرامت نمائی آپ مغلوب ہوئے جھٹ پیش کر دیا کہ موکد بعذاب حلف اٹھاؤ۔ چنانچہ ہم سے آخری فیصلہ کا جو اعلان پندرہ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب نے کیا تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی وثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے سے پہلے مرے گا۔ اس کے اعلان کے مطابق آپ خود ہی

اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اب گوسالہ پرستوں کو وہی راگنی سوجھی کہ:

موکد بعذاب حلف اٹھاؤ پھر ایک سال تک دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

بہت عرصے تک ہم ان کی یہ لغو کہانی سنتے رہے۔ آخر بدیں خیال کہ کب تک ہم ان کو پروپیگنڈہ کا موقع دیں گے اسلئے ہم نے جواب دیا:

ہماری حیثیت منکر دعوی مرزا کی ہے۔ کسی نبی کے منکر کو انکار پر قسم دینی شرع میں ثابت نہیں اگر ہے تو کوئی آیت یا حدیث پیش کرو ہم حلف اٹھالیں گے

کیسا صاف راستہ اور کیسا صریح انصاف ہے مگر قادیانی اور حق پسندی؟

اس لئے نہ انہوں نے اپنے مطالبہ کا ثبوت پیش کیا، نہ اپنے دعوی کو ترک کیا۔ بعد انتظار بسیار قادیانی اخبار الفضل (۲۴ جون ۱۹۳۴ء) دیکھنے میں آیا جس میں اس خصوص پر ایک پکے احمدی مولوی اللہ دتا جالندھری کا مضمون دیکھا جس میں لکھا ہے:

میں (اللہ دتا) نے مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ چیلنج منظور کر لیا ہے اور اللہ تعالی کے فضل سے اس مطالبہ کا ایسا زبردست اور ناقابل انکار ثبوت دیا جائے گا کہ مولوی صاحب کے لئے موکد بعذاب حلف کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ (الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۳۴ء ص ۶)

اس نوٹ کے پڑھنے سے ہمیں مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ مسرت یوں ہوئی کہ اچھا ہے روز کا ناواجب تقاضا ختم ہو جائے گا۔ حیرت اسلئے کہ قرآن وحدیث ہمارے سامنے ہیں، ہمیں تو ان میں یہ حکم نہیں ملتا کہ منکر نبوت کو حلف خاص کر موکد بعذاب حلف دیا کرو بلکہ کافر تو محض سادے سادے لفظوں میں کہا کرتے تھے:

لست مرسلاً (تو رسول نہیں ہے)

یہ نہ کہتے تھے کہ واللہ باللہ تو رسول نہیں ہے۔ نہ ان سے حلف کا مطالبہ ہوتا تھا۔ پھر ہم سے یہ مطالبہ کیوں ہوتا ہے۔

کیا قادیان میں کوئی نیا قرآن اترا ہے، یا نئی شریعت بن گئی ہے؟ اس لئے ہمیں اس پکے احمدی کے اس دعوی سے حیرت ہوئی۔

لیکن ہم بڑی بے قراری سے آیت یا حدیث دیکھنے کے شائق رہے یہاں تک کہ جب سارا اخبار پڑھ لیا اور ایک حرف بھی اس دعوی کے ثبوت پر نہ پایا تو بے

ساختہ ہمارے منہ سے نکلا

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

جس طرح قادیانی نبی نے براہین احمدیہ میں وعدہ ہی وعدہ رکھا دلیل ایک بھی بیان نہ کی (مرزا صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ حقانیت اسلام پر تین سو دلائل براہین احمدیہ میں بیان کئے جائیں گے) اسی طرح پکے احمدی نے محض لفاظی میں وقت ضائع کر کے اپنے ناظرین کی آنکھوں میں دھول اور کنکریاں ڈال دیں اس کے سوا کچھ بھی نہ کیا۔

نوٹ۔ ہم الفضل کے ناظرین سے خواہ وہ احمدی ہوں یا محمدی، اللہ جل شانہ کے نام کا واسطہ دے کر پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ مولوی اللہ دتا جالندھری نے اس مضمون میں کس صفحہ اور کس کالم میں ثبوت دیا ہے۔ وہ عبارت نقل کر کے قلمی یا بذریعہ کسی مطبوعہ اخبار کے بھیج دیں۔

چونکہ حق تو یہ ہے کہ جب تک مدعی اپنے دعوی کا ثبوت پیش نہ کرے نہ اس پر نقیض ہوتا ہے نہ معارضہ، اس لئے ہم ابھی خاموش ہیں مگر اس پکے احمدی کی علمی اور دیانتی کیفیت بتانے کو اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

> آپ (مولوی ثناء اللہ) منکر نبوت کے لئے حلف موکد بعذاب کے عدم جواز کے مدعی ہیں اس کی دلیل پیش کرنا آپ پر واجب ہے۔
>
> (الفضل ۲۴ جون ۱۹۳۴ء ص ۷ کالم ۱)

محض تعصب اور گوسالہ پرستی کی حمایت میں علم و دیانت کے خلاف کہہ رہے ہو۔ ہمارا دعوی منکر کے حق میں قسم کے عدم جواز کا نہیں بلکہ از جانب شریعت عدم مطالبہ قسم کا ہے نہ سمجھے ہو تو ایک مثال میں سمجھ لو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیا کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس حدیث کے ماتحت ہم قادیانی گوسالہ پرستوں سے تقاضا کرتے ہیں کہ:

مرزا غلام احمد صاحب کی قبر کھود کر دکھاؤ جس کو مٹی نے نقصان پہنچایا ہے یا نہیں، پہنچایا تو وہ حدیث مذکور کے تحت میں آجائیں گے۔

قادیانی اس کے جواب میں کہیں گے ایسا مطالبہ کرنے کا ثبوت شرع میں

نہیں۔ اگر ثبوت ہے تو دکھاؤ، ہم قبر کھود کر زیارت کرا دیں گے۔

ہم اس جواب کی تائید کریں گے حالانکہ یہ مطالبہ ایک معنی سے حدیث پر متفرع ہے۔

اسی طرح ہم تمہارے مطالبہ کو از روئے شریعت اسلام غیر واجب العمل جانتے ہیں کیونکہ منکر نبوت سے مطالبہ حلف قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔

جب اس صورت میں ان کو کامیابی نظر نہیں آئی تو دوسری صورت سے آئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

ہم مولوی ثناء اللہ سے ان کے عقاید پر موکد بعذاب حلف مانگتے ہیں۔

(الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۳۴ء۔ص۱۲ کالم ۲)

اس مطالبہ کا ثبوت بھی شرع میں دکھایئے کہ ایک منکر اسلام (عیسائی وغیرہ) اپنا اعتقاد ظاہر کرے تو مسلمان اسے حلف دے۔ یہ دعوی بھی ثبوت طلب اور محض بے بنیاد اور لغو ہے۔ اس امر کے متعلق قرآن و حدیث میں کوئی حکم نہیں۔ پھر جدید شرع بنانے والے تم کون؟

ناظرین کی آگاہی کے لئے گذشتہ واقعات یاد دلائے جاتے ہیں

۱۔ ایک دفعہ قادیان کے اسلامیہ جلسہ میں قسم کھا چکا ہوں جس کا اعتراف قادیانی اخبار الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء صفحہ ۹ پر موجود ہے۔

۲۔ پھر اخبار اہل حدیث ۲۔ اپریل ۱۹۲۶ء میں حلف اٹھا چکا ہوں۔

۳۔ پھر بذریعہ اشتہار کلاں جس کی سرخی ہے، خدا کی قسم، حلف اٹھا چکا ہوں۔

گوسالہ پرستوں نے جب دیکھا کہ یہ تو حلف اٹھا گیا اور مرا بھی نہیں تو ایک پخ نکالی کہ موکد بعذاب قسم کھاؤ۔ سچ تو یہ ہے کہ میں موکد بعذاب قسم کھانے سے بھی نہیں ڈرتا لیکن سنیئے! قادیانی نبی کی عادت تھی کہ جس کسی مخالف کے حق میں عذاب کی پیش گوئی کرتی اگر اسکو ذرہ سی بھی تکلیف پہنچتی جو عموماً ہر انسان کو پہنچ جاتی ہے تو آپ اس کو پیش گوئی کی زد میں لے آتے۔ چنانچہ ڈپٹی آتھم جب پندرہ ماہی موت کی پیش گوئی کی مدت گذار رہا تھا اس کی نرینہ اولاد نہ تھی عمر رسیدہ بوڑھا عرصہ سے پنشن خوار تھا اس کی خدمت کے لئے گھر میں کوئی نہ تھا اس کی لڑکی اس کو فیروز پور لے گئی (جہاں وہ اپنے خاوند

کے ساتھ رہتی تھی۔ بہاء)۔پس مرزا صاحب نے اس کی اتنی سی حرکت کو، ہاویہ کا عذاب، قرار دے کر اپنی پیش گوئی کا مصداق بنا دیا۔

اس سے بھی بڑھ کر سنیئے! مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی اور مولوی ابوالحسن تبتّی کے حق میں جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر ۱۹۰۲ء تک عذاب کی سہ سالہ پیش گوئی شائع کی تھی اس عرصہ میں گورنمنٹ کی طرف سے پنجاب کی نو آبادیوں میں مولانا موصوف کو چار مربع زمین بر عائتی قیمت مل گئی تھی میعاد گزرنے پر جب سوال ہوا کہ مولانا پر کیا عذاب آیا تو مرزا صاحب نے... سے شائع کر دیا کہ زمین داری کا شغل ایک عالم کے کمال ذلت ہے مولوی محمد حسین کو جو زراعتی زمین ملی ہے یہی عذاب ہے (جل جلالہ) اس پر بھی سوال باقی رہا کہ مولانا ابوالحسن تبتّی کو تو زمین بھی نہ ملی۔ جواب دیا کہ مولوی محمد حسین کے توابع میں سے ہیں۔

یہ ہے ان لوگوں کا عذاب، اس لئے ہم ان کے اس مکر سے بچتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کسی روز زکام شدید یا بخار شدید یا کوئی اور تکلیف ہو جائے یا عیال کثیر میں سے کوئی فرد خدائی حکم کو لبیک کہد ے تو جھٹ سے یہ لوگ شور مچا دیں گے کہ: وہ دیکھو! عذاب میں مبتلا ہو گیا۔

اس لئے ہم کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو از روئے شرع ہم پر واجب نہیں اور گوسالہ پرستوں کو اس میں جھوٹی بات بنانے کا موقع ملے کیونکہ ہم ان لوگوں کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں

ہم نظر بازوں سے تو چھپ نہ سکا جان جہاں
تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

مختصر یہ کہ جس چیز کا ہم سے مطالبہ کرو محض حلف کا یا موکد بعذاب حلف کا اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے پہلے پیش کرو پھر ہم سے اس پر عمل کراؤ بغیر قرآن و حدیث بولو گے تو ہم وہی کہیں گے جو شیخ سعدیؒ فرما گئے ہیں:

آں کس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
ایں ست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۳ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۶ ص ۴۔۶)

مولوی محمد علی لاہوری جواب دیں

مولوی غلام رسول مجاہد گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں:

جناب مولوی صاحب! السلام علیکم من اتبع الھدی

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے مجدد، خاتم الاولیاء، مسیح موعود، رودر گوپال، جے سنگھ بہادر، آریوں کا بادشاہ، مالک کن فیکون، قادر احیاء واموات، محمد ثانی وغیرہ، حضرت مرزا صاحب قادیانی نے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے مابین کوشش متعلقہ، اجرائے ریل، سن کر حسب الحکم، سلطان القلم، فوراً لکھ دیا تھا کہ:

میری صداقت کے ظاہر کرنے کیلئے مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو رہی ہے بلکہ ہوگئی ہے۔ (اربعین نمبر۲ ص ۲۸، وحاشیہ اعجاز احمدی ص۲)

اس تحریر کا حشر اس وقت جو کچھ ہوا تھا دنیا نے دیکھا اور قادیان، اور لاہور نے سنا کہ مشیت ایزدی نے اس مفید اور ضروری کام میں رکاوٹ پیدا کر کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کوئی بات سچی نہیں۔

خیر مرزا جی سے تو جو کچھ ہو سکا انہوں نے لکھا اور اس کا نتیجہ دیکھا مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی مرزا جی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لکھ گئے ہیں کہ:

اونٹیوں کی بے کاری کا نشان کس قدر صفائی کے ساتھ پورا ہوا کہ خود ملک عرب میں بھی جہاں سوائے اونٹنی کے چارہ نہیں اور جہاں لمبے سفر کے لئے اور کوئی ذریعہ ہی نہیں اس مسیح (مرزا) کے زمانہ میں ریل جاری ہوگئی اور اونٹنیاں اس راہ پر بے کار ہوگئیں۔

(کتاب، مسیح موعود ص ۱۴۰ مطبوعہ کریمی پریس لاہور ص ۱۹۲۷ء)

اب میرا سوال آپ سے صرف یہ ہے کہ آپ فی الواقع اس تحریر کو سچا ثابت کر سکتے ہیں کہ بقول مرزا صاحب اونٹنیاں بند ہو کر ریل جاری ہوگئی ہے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۶ ص ۶)

اعلان ابراہیمی یعنی مولانا سیالکوٹی کی چٹھی

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں بہت عرصے سے اخباری کالموں سے غائب ہوں کیوں؟ کچھ طبع کی علالت، کچھ گرمی اور کچھ مشاغل کی کثرت۔

بعض دوست میری طبیعت کا حال پوچھتے ہیں۔سو معروض ہے کہ الحمد للہ پہلے سے بہت اچھا ہوں۔ حال میں صرف چار روز ہلکا ہلکا بخار رہا، اب الحمد للہ تندرست ہوں۔

بعض تفسیر سورت فاتحہ کی طبع دریافت کرتے ہیں۔ سو معلوم ہو کہ تفسیر چھپ رہی ہے صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر جاری ہے اھدنا الصراط المستقیم تک ۲۵٦ صفحے ختم ہوئے ہیں۔ والحمد للہ

اخبار اہل حدیث میں حضرت مولانا صاحب (ثناء اللہ) مدظلہ کے جو مضامین چھپتے ہیں ان میں کسی دیگر کے کلام کرنے کی گنجائش کم ہوتی ہے۔ پھر بھی بعض باتیں ضروری عرض کرنے کی ہوتی ہیں جب اخبار کا مطالعہ کرتا ہوں تو دل میں آتا ہے، اس پر یہ لکھوں، اس پر یہ لکھوں، لیکن بوجوہات مذکورہ بالا رہ جاتا ہے۔آج سب کام چھوڑ کر بعض باتیں لکھتا ہوں اس سے اپنے بھائیوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی اور ان امور میں ان کی معلومات میں بھی اضافہ ہو جائے گا ھذا و اللہ الموفق

حضرت مولانا (ثناءاللہ) مدظلہ نے ۸ جون ۱۹۳۴ء کے پرچے میں بعنوان مرزائی چال لکھا ہے کہ مرزائی لوگ اپنے کارناموں کی تشہیر میں بہت ہوشیار ہیں چنانچہ اخبار انقلاب ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء میں ایک مضمون بعنوان ایک کھلی چٹھی بنام علمائے ہند نکلا ہے جس میں اجنبیانہ صورت میں جرمن میں مرزائی جماعت کا اظہار کیا ہے۔

مولانا مدظلہ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

اول یہ کہ راقم مضمون علمائے اسلام سے مدافعت کرانا چاہتا تو اس کا فرض تھا کہ قابل جواب اخبار کا ترجمہ اردو میں چھاپ کر ہندوستان کے مشہور علماء کے پاس

بھیج کر جواب طلب کرتا۔(ص ۵)۔

یہ بالکل درست ہے جس کی تشریح مثال کی صورت میں آگے آئے گی۔

دوم یہ کہ علماء اسلام کی خدمات کا مقابلہ مرزائیوں کی خدمات سے کرنا ہے تو ہندوستان میں آسان ہے۔زمانہ حال میں آریوں کی طرف سے دو کتابیں نہایت دل آزار نکلی ہیں۔

۱۔رنگیلا رسول ۔۲۔ کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن ۔

ان دونوں کتابوں کا جواب کس نے دیا؟ قادیانیوں نے یا لاہوریوں نے؟ دونوں میں سے کسی نے نہیں دیا دیا تو اہل حدیث نے یعنی خود جناب مولانا (ثناء اللہ)صاحب نے۔

اس کے متعلق خاکسار (محمد ابراہیم سیالکوٹی) چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہے

اول: یہ کہ بغیر صحت ایمان کے محض مدافعت اسلام کوئی چیز نہیں ان الله يؤيد هذا الدين با لر جل الفاسق الفا جر (او كما قال) حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے۔یورپ کے بہت سے مستشرق ہیں جن کے کلام سے فی الجملہ اسلام کی تائید ہوتی ہے لیکن ان کو مسلمان نہیں کہا جاتا۔

دوم یہ کہ واقعات سے ثابت ہو چکا ہے کہ تحریک احمدیت کی بنا مسلمانوں کی بدخواہی پر ہے کیا اندرون ہندوستان میں اور کیا بیرون ہندوستان میں۔ اور یہ حقیقت اس طرح نمایاں ہو چکی ہے کہ نہ تو اس کے انکار کی گنجائش رہی ہے اور نہ اس کے ثبوت میں کسی تحریر کی حاجت باقی ہے۔جرمن میں احمدی مشن نے جو جو کارستانیاں کیں وہ مولوی عبدالجبار صاحب خیری کی اطلاعات سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہو چکی ہیں ظاہر میں تبلیغ کا نام ہے باطن میں کوئی اور کام ہے۔

سوم یہ کہ مولانا مدظلہ نے جو یہ فرمایا کہ راقم مضمون کو چاہیے تھا کہ وہ دل آزار مضمون اردو میں ترجمہ کر کے علماء سے جواب طلب کرتا، بالکل درست ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا کہ جزیرہ جاوا میں ایک مضمون آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری کے متعلق نہایت سخت دل آزار شائع ہوا جس میں مضمون نویس نے بارہ اعتراضات کر کے ثابت کرنا چاہا کہ آنحضرت و کا منشاء اسلام کے جاری کرنے سے صرف مال دنیا

حاصل کرنا تھا اور بس۔ جاوا کے شہر صورا بیہ سے ہمارے ایک دوست سیٹھ داؤد مپارہ صاحب نے وہ مضمون انگریزی میں ترجمہ اور ٹائپ کرا کر دفتر اہل حدیث کانفرنس دہلی میں بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ اس کا جواب مولانا ثناءاللہ صاحب یا میر سیالکوٹی سے لکھوا کر اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر بھیجا جائے ہم یہاں کی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کریں گے۔ دفتر کانفرنس وہ مضمون اس خیال سے کہ خاکسار انگریزی دان بھی ہے میرے پاس بھیج دیا۔ خاکسار نے اس کا جواب بنام سیرت محمدیہ اردو میں لکھا اور اخی المکرّم مولوی احمد دین صاحب سیالکوٹی نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا اور دونوں کانفرنس کے دفتر میں بھیج دیئے۔

کانفرنس نے انگریزی ترجمہ تو جاوا بھیج دیا اور اردو مضمون بتعداد ۲ ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیا۔ اس کے بعد وہ کتاب سیرت محمدیہ دو دفعہ خاکسار نے اپنے خرچ کر طبع کرائی اور خدا کی مہربانی سے ناظرین کے لئے باعث حظ وسرور ہو رہی ہے۔ حضرت الاستاذ علامہ محمد فواد البغدادی المصری گذشتہ رمضان میں سیالکوٹ تشریف لائے اس کتاب کو دیکھ کر آپ نے از راہ قدر دانی پرزور تقریظ لکھی۔ اہل جاوا نے اس کی قدر دانی کی کہ اس انگریزی ترجمہ کا ترجمہ ملک کی ملایا زبان میں کرا کر بتعداد کثیر چھپوایا اور مفت تقسیم کیا پھر دوسری دفعہ کتاب حکومت کی ڈچ زبان میں ترجمہ کرا کر بتعداد پانچ ہزار چھپوا کر مفت تقسیم کی اور خاکسار کو نہایت خوشی سے مبارک بادی کا خط لکھا جس کا اثر یہ ہوا کہ وہاں پر ایک مستقل انجمن حمایت اسلام کے لئے قائم ہو گئی جنہوں نے گذشتہ سال دو دفعہ قادیانی علماء کو مباحثہ میں شکستیں دیں.....

راقم: عبدہ۔ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۳ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۶ ص ۸۔۱۰)

قادیان میں تفسیر نویسی کا بحران

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان سے کبھی یہ آواز نکلی تھی کہ ہم قرآن مجید کے معارف وحقائق ایسے

جانتے ہیں جن کو اور کوئی جانتا، کوئی ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکے۔ ادھر سے جواب دیا گیا کہ: ہم ہے۔ (یعنی مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تیار ہیں۔ آؤ۔)

اس لئے کہ دوسرے علماء تو قادیان کے بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کو قابل خطاب ہی نہ جانتے تھے، چھوٹے بھیئے کو کون پوچھتا۔ مگر ہمیں تو قادیان سے خاص تعلق ہے کیونکہ ہم نے تو ان سے سہ صد روپیہ انعام بھی لیا ہوا ہے جو کسی اور نے نہیں لیا۔ ہمارا یہ کہنا بالکل صحیح ہے:

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

ہماری پہلی تیاری کے خاتمہ پر سالانہ جلسہ قادیان میں ایک پرانے احمدی بابو عمر الدین شملوی نے خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) کو دو مرتبہ رقعہ لکھا کہ مولوی ثناء اللہ کی آمادگی بابت تفسیر نویسی کا جواب دیجئے۔ مگر خلیفہ صاحب نے ایک ہی بات کہی کہ، ہم نے پی ہی نہیں۔،

اس کے بعد قادیان میں پھر جوش اٹھا تو ہم نے اہل حدیث امرتسر مورخہ یکم جون ۱۹۳۴ء میں پھر للکارا کہ خبردار! ہم جاگتے ہیں۔

بس اتنا کہنا تھا کہ چور بھاگ گیا۔

اب پھر ایک پکا احمدی تنخواہ حلال کرنے کو سامنے آیا چنانچہ لکھتا ہے اور خوب لکھتا ہے اور وہی لکھتا ہے جو ایک پکے احمدی کے شایان شان ہے۔ چنانچہ اس کے الفاظ بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

> مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو تلبیس اور باطل آرائی میں اس درجہ کمال حاصل ہے کہ یہودیوں میں بھی شاید ہی اس کی کوئی نظیر مل سکے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) یا آپ کے خدام میں سے کسی کے مقابلہ پر آنے کی آج تک آپ کو کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ لیکن شہرت پسندی اور جاہ طلبی آپ کو نچلا بھی نہیں بیٹھنے دیتی۔ اس لئے ہر معاملہ میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑا لیتے ہیں۔ مگر جب اظہار حقیقت کا وقت آتا ہے، تو نہایت ہوشیاری اور اور کمال عیاری کے ساتھ پہلو بچا کر نکل جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی ابتدائی شورا

شوری کو دیکھنے والا جب انتہائی بےنمکی کا مشاہدہ کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے۔ (الفضل ۵ جولائی ۱۹۳۴ء ص ۵)

ہمارے خیال میں ایک فقرہ راقم مضمون سے رہ گیا ہے، اگر وہ لکھ دیتا تو ساری عبارت مزین ہو جاتی اور وہ تھا بھی بالکل صحیح، یعنی:

مولوی ثناء اللہ مقابلہ سے بھاگتا ہے تو سیدھا قادیان جا پہنچتا ہے

(جو جنوری ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔ بہاء)

ناظرین! تکلیف کر کے یکم جون ۱۹۳۴ء کا اہل حدیث ملاحظہ کریں۔ اس میں ہم نے کیا کمی رکھی ہے۔ صاف لکھا ہے کہ بلاشرط چلے آؤ۔ جو کتاب چاہو ساتھ لے آؤ۔ ہاں، آخری فیصلہ، پر گفتگو کرنے کی منظوری طلب کی تھی۔ پس اگر خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) خود کہیں گے کہ میں آپ سے بحث نہیں کر سکتا تو ہم اس ضمیمہ کو چھوڑ دیں گے اور محض تفسیر نویسی میں مقابلہ کریں گے۔

لیکن خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کی تازہ تفسیر دیکھ کر ہمارے دل میں ایک ضروری شرط آئی ہے، وہ بھی اس لئے کہ فیصلہ ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ مقابلہ ادھورا رہ جائے۔ وہ تفسیر آپ کی اس قابل ہے کہ عربی اور فارسی اور ترکی وغیرہ اسلامی زبانوں میں ترجمہ کر کے اسلامی ممالک میں بھیج دی جائے کہ دیکھئے ہمارے ہندوستان میں ایسے ایسے بلند پایہ مفسر ہیں جو قرآن کریم کی تفسیر میں ایسے نکات بتاتے ہیں کہ جو بقول نواب محسن الملک مرحوم، خدا کو بھی معلوم نہیں (نواب محسن الملک مرحوم نے سرسید احمد خان کو ایک خط میں لکھا تھا کہ آپ ایسی تفسیر کرتے ہیں جو خدا کو بھی معلوم نہیں، (یعنی غلط)۔ یہاں اس کی طرف اشارہ ہے۔ ثناء اللہ امرتسری)

حضرات! خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) سے سوال ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو مردے زندہ ہونے کا سوال کیا تھا اس کا کیا مطلب تھا۔ خلیفہ صاحب نے جواب دیا اور کیا اچھا دیا:

فرمایا، حضرت ابراہیمؑ کا ایمان تھا کہ خدا تعالیٰ احیاء موتی کر سکتا ہے مگر وہ اپنی اولاد کے متعلق یہ اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے کہ اس پر بھی فضل ہوگا اور وہ بھی زندہ قوم بن سکے گی اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے انہیں

بتا یا کہ تمہاری اولاد کو چار دفعہ زندہ کیا جائے گا۔ اور چار بار اس پر خاص فضل نازل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ کے وقت۔ دوسری دفعہ حضرت عیسیٰ کے وقت۔ تیسری دفعہ رسول کریم ﷺ کے وقت۔ اور چوتھی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت۔ حضرت ابراہیم کی اولاد پر خدا تعالیٰ نے خاص فضل کیا چار پرندوں کی تمثیل سے یہی بات بتائی گئی تھی۔

(الفضل قادیان ۶ جولائی ۱۹۳۴ء ص ۶)

ما شاء اللہ چشم بد دور۔ اس تفسیر پر مفصل ریمارک تو لاہوری پیغامی کریں گے، ہمیں تو صرف یہ پوچھنا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی برلاسی، حضرت ابراہیم کی اولاد کب سے بنے ہیں۔ یہ تو برلاس مغل کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جو ایڈریس وائسرائے کو احمدیوں نے دیا ہے اس میں مرزا صاحب بانی سلسلہ کو برلاس مغل کی اولاد سے بتایا ہے۔ لیکن آج وہ حضرت ابراہیم کی اولاد سے سنے جاتے ہیں، حالانکہ مرزا صاحب خود آپ ابراہیم بنتے رہے ہیں چنانچہ آپ کا ایک شعر ہے:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اگر اولاد ابراہیم سے مراد امت محمد یہ پنجابیہ ہے جن کی طرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مبعوث ہوئے ہیں تو کیا پنجابی قوم حضرت ابراہیم کی اولاد ہے؟ کہتے ہوئے ذرا عقل وحیا سے کام لیا کرو۔ مگر چونکہ حاشیہ نشینان وظیفہ خوار ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ چوں کرے ورنہ تنخواہ بند اور مکان ضبط، ففروا۔ اس لئے وہ اس خودغرضانہ نصیحت پر عمل پیرا ہوتے ہیں:

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

ناظرین کرام! اس قسم کی اعجب العجائب تفسیر کے مصنف کی قدر کرنے والا اگر کوئی نہ ہوا، تو بے قدری میں کیا لطف آئے گا اس لئے تفسیر نویسی کی صحت اور عمدگی کے فیصلے کے لئے کوئی غیر جانبدار عربی دان منصف ہونا چاہیے:

تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

کیا اب بھی قادیان کے وظیفہ خوار ہم کو فراری قرار دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۷ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۷ ص ۷۔۸)

حدیث ابراہیمی پر اعتراض کرنے والا

خبیث، متکبر اور شیطان ہے

(فتوی مرزا صاحب متوفی)

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی (لم یکذب الّا ثلا ثاً) کے جواب میں روئے سخن غیر مرزائی معترضین کی طرف تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی قادیان سے بھی مخالف آواز اٹھی ہے، اس لئے قادیان کے اعتراض کو (بحکم: آہن با آہن بائد کوفت) مرزا صاحب متوفی کے فتوی سے رد کرنا مناسب ہے کیونکہ امت مرزائیہ کے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حکم عدل سلطان القلم وغیرہ سب کچھ ہیں۔ حدیث مذکور کی نسبت الفضل قادیان میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا اقتباس یہ ہے:

حدیث کی تحقیق میں کہہ چکا ہوں کہ احادیث کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا مسلک بہترین ہے نہ تو ہم اہل قرآن کی طرح حدیث کو حدیث ہونے کی وجہ سے رد کرتے ہیں اور نہ ہی اہل حدیث کی طرح محض اس وجہ سے قبول کرتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔ بلکہ معقول طریق پر حدیث کی پڑتال کر کے اس کو قبول کرتے ہیں۔ میں اسی مسلک کے ماتحت اس حدیث کی تحقیقات پیش کرونگا۔ یاد رہے کہ حدیث کی تحقیق دو طور پر ہوسکتی ہے۔

۱۔ بیرونی شہادت کی رو سے۔

۲۔ اندرونی شہادت کی رو سے۔

بیرونی شہادت سے اس جگہ میری مراد قرآن مجید اور واقعات کی شہادت

ہے۔ اور اندرونی شہادت کا مطلب یہ ہے کہ رواۃ حدیث اور الفاظ حدیث کی تدقیق کی جائے۔ میں نے حدیث زیر بحث کو ہر طرح جانچا ہے اور اس تحقیق کی بنا پر بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ یہ حدیث اپنے الفاظ میں بالکل غلط ہے اور ہرگز آنحضرت ﷺ کا فرمودہ نہیں ہے۔

(الفضل قادیان ۱۲ جولائی ۱۹۳۴ء ص ۶)

قادیانی معترض کے جواب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا فتویٰ کافی ہے، جو فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔ پھر اگر کوئی تکبر اور خودستائی کی راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندے مال کو اپنے کام میں لایا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔

(دافع الوساوس۔ ص ۵۹۷۔۵۹۸)

قادیانی مدعی کے ماننے والو! قادیانی اور لاہوریو! حدیث مذکور پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے مسیح موعود کا فتویٰ دیکھ لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم ادھر سے بھی جاؤ یعنی مسیح موعود کے دربار سے راندے جاؤ تو تم پر یہ مثل صادق آئے۔

دونوں سے گئے پانڈے نہ حلوہ ملا نہ مانڈے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۸ ص ۷۔۸)

دھاریوال میں پرانے اور نئے مسیحیوں میں مناظرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج ایک اشتہار ہم کو ملا ہے جو درج ذیل ہے:

مناظرہ برائے تحقیق حق

مسیحیوں اور قادیانیوں کے درمیان

۲۸، ۲۹ جولائی ۱۹۳۴ء بمقام دھاریوال (کارخانہ) بروز سنیچر واتوار

مضامین:

تحریف انجیل،

مسیحی مذہب عالم گیر ہے،

صداقت مرزا صاحب،

حیات ممات مسیح وغیرہ

مسیحی مبلغین:

پادری ایس ایم پال صاحب پروفیسر عربی فورمن کرسچن کالج لاہور۔

مسٹر ایم این ہوز صاحب وکیل ومیونسپل کمشنر کپورتھلہ۔

سادھو میلا رام سکول ماسٹر

ہر خاص عام کو مسیحیوں وغیر مسیحیوں کو دعوت ہے کہ تحقیق حق کے متعلق زیادہ واقفیت حاصل کرنے کی خاطر موقع پر تشریف لا کر مشکور فرماویں۔

المشتہر۔ مسیحی جماعت دھاریوال (کارخانہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس اشتہار کو پڑھ کر ہماری حیرت کی حد نہ رہی کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے آنے کی اصل غرض وغایت عیسی پرستی کا ستون توڑ کر توحید پھیلانا لکھا تھا۔ یہ بھی فرمایا تھا یہ کام مجھ سے نہ ہو اور اس کے سوا کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں تو بھی میں

جھوٹا ہونگا (اخبار بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

ہم دیکھتے ہیں عیسی پرست لوگ مرزا صاحب کی زندگی میں تو کیا آج (بعد انتقال ۲۶ سال) تک بھی زندہ موجود ہیں بلکہ مسیح موعود کے حواریوں سے سینہ ٹھونک کر مباحثہ کرنے کو نکل رہے ہیں۔ اچھا ہماری دعا ہے اللہ اہل حق کی مدد کرے۔

نوٹ: صدق و کذب مرزا کی بحث میں مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ پیش ہو تو ہمارے قادیانی دوست فوراً کہہ دیں کہ مرزا صاحب زندہ ہیں اور زندگی کے ثبوت میں مولوی فضل جدید نبی کو پیش کریں جو مرزا صاحب سے ہر روز باتیں کیا کرتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۸ ص ۱۰)

ترک مرزائیت

ہمارے گاؤں میں عبدالرحمٰن خان (بی اے) اور سلطان محمود خادم مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۴ء کو میاں محمود احمد قادیانی کی بیعت کر چکے تھے۔ نیز ۱۰ اکس اور بیعت کرنے پر آمادہ معلوم ہوتے تھے۔

اس لئے گاؤں کے بعض لوگوں نے مشورہ کر کے مولوی محمد یعقوب کو جو کہ علاقہ قادیان میں دورہ کر رہے تھے بلایا، جنھوں نے ان کی تسلی کی۔ بالآخر وہ دونوں آپ کی سعی سے مرزائیت سے تائب ہو گئے اور باقی اپنے اصلی مذہب اہل سنت پر پکے ہو گئے۔ فالحمد للہ۔

راقم: فضل الدین مدرس مقام کڑی افغاناں ضلع گورداسپور)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۸ ص ۱۴)

جواب حق بجواب پیغام حق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج ایک دو ورقہ اشتہار قادیان سے موسومہ، پیغام حق، پہنچا ہے جس میں صداقت مرزا کی تین وجوہ لکھی ہیں جو مرزا صاحب کے کلام سے ماخوذ ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ راقم اشتہار نے اچھی روش اختیار کی ہے اور بحکم و اتوا البیوت من ابوابھا سیدھے راستے سے آئے ہیں۔

نوٹ: ہم اپنے احباب مناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ اس روش کو مضبوطی

سے اختیار کریں اشتہار مذکور کا لب لباب یہ ہے:

پیغام حق

ذیل میں حضرت اقدس میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت کے ثبوت میں خود حضور کی اپنی تصنیفات سے چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ امید ہے ناظرین ان پر پوری توجہ سے غور فرمائیں گے۔

ضرورت زمانہ:

میں اپنے دعوی کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جب کہ اس زمانے میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقوی طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسی کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔ (پیغام صلح ص ۶۴)

صادق مامور کی تین علامتیں:

تیرے دعوی کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جوئی بھی ہو تو اس شبہ کا دور ہونا بہت سہل ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے

اول، عقل سے۔ یعنی دیکھنا چاہیے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں۔ اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو۔

دوسرے، پہلے نبیوں کی پیش گوئی۔ یعنی دیکھنا چاہیے کہ پہلے کسی نبی نے اس کے حق میں یا اس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی کی ہے یا نہیں۔

تیسرے، نصرت الہی اور تائید آسمانی۔ یعنی دیکھنا چاہیے کہ اس کے شامل حال کوئی تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں۔

یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر

ہیں ۔اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں اب چاہو تو قبول کرو یا نہ کرو۔ اگر عقل کی رو سے نظر کرو، تو عقل سلیم فریاد کر رہی ہے اور رو رہی ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے اندرونی اور بیرونی حالتیں دونوں خطرناک ہیں اور مسلمان گویا ایک گڑھے کے قریب ہیں یا ایک تند سیل کی زد میں آ پڑے ہیں ۔ اگر پہلی پیش گوئیوں کو تلاش کرو تو دانیال نبی نے بھی میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ اسی امت میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا اگر کسی کو معلوم نہ ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو دیکھ لے ۔ اور صدی کے سر پر مجدد آنے کی پیش گوئی بھی پڑھ لے ۔ اور اگر میری نسبت نصرت الٰہی تلاش کرنا چاہے تو یاد رہے کہ اب تک ہزار ہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں (لیکچر سیالکوٹ ص ۲۹۔۳۰)

کیسی معقول بات ہے مگر ضرورت بقول مرزا صاحب سب سے اہم عیسائی مذہب کا غلبہ ہے اسی واسطے مرزا صاحب نے اپنے مقابلے میں پادریوں کا نام خنازیر رکھا ہے ۔ اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ مسیح خنزیروں کو قتل کر دیں گے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد پادری لوگ ہیں جن کو وہ (مرزا) براہین علمیہ اور عقلیہ سے مار چکے ہیں۔ وغیرہ۔

یہ ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا زمانہ بعثت کی ضرورت کو پورا کرنے کا ادعاء جس کے لئے آپ مسیح موعود ہو کر آئے ۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس ضرورت کو واقعی کہاں تک پورا کیا ۔ آپ کا دعوی ہے کہ میں (مرزا) براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ سے مسیح موعود اور مامور اور نبی وغیرہ سب کچھ ہوں (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) اور اس براہین میں آپ لکھتے ہیں:

سارے ہندوستان میں پانچ لاکھ عیسائی ہیں۔ (براہین احمدیہ۔ج ۲ ص ۵)

ناظرین کرام! اس عدد کو یاد رکھیں اس پانچ لاکھ کی تعداد کفار کو قتل کرنے کے لئے آپ مسیح موعود بن کر آئے جو گذشتہ مردم شماری ۱۹۳۱ء میں بجائے پانچ لاکھ کے ۶۲ لاکھ ۹۷ ہزار، قریباً ۶۳ لاکھ ہو گئے ۔ (مسیحی جنتری ۔ص ۱۹۳۴ء)

احمدی ممبرو! دماغ میں عقل اور دل میں راست پسندی ہے تو بتاؤ تمہارے مسیح موعود نے اس ضرورت کو پورا کیا یا اس کو ترقی دی۔ یہ تو وہی مثال ہوئی جو مشہور ہے کہ مسیلمہ کذاب کسی کانے کو دم کرتا تو وہ اندھا ہو جاتا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ہمارے ملک پنجاب میں عیسائیوں کی جو تعداد آج ہے زمان بعثت مرزا کے شروع میں اتنی ہی تھی۔ پھر کیوں ایسی خام باتیں کرتے ہو جن کو سن کر ایک بچہ بھی ہنس پڑے۔ کسی کو اگر خدا پر ایمان نہ ہو تو مخلوق سے تو شرم ہونی چاہیے۔ بھلا تم اپنی عقلوں کے مالک ہو تو کیا پبلک کی عقلوں پر بھی تمہیں قبضہ ہے کہ وہ اتنا نہ پوچھیں گے کہ کسی حکیم صاحب کی بڑی شہرت سن کر معمولی بخار کے علاج کے لئے ان کو مقرر کیا گیا تھا آج وہی بیمار ترقی کرتا کرتا مدقوق نظر آتا ہے اس پر بھی حکیم صاحب کے معتقد ان کا نام شفاء الملک رکھیں اور مسیح الملک مشہور کریں تو ہم یہی کہیں گے:

پیر تو خس است — اعتقاد تو بس است

دوسری بات: پہلے نبیوں کی پیش گوئی۔

یہ دلیل بھی معقول ہے اس کی بابت تو اتنا ہی کافی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

اگر قرآن میں میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں (تحفہ ندوہ۔ص ۵)

پس قرآن مجید میں مرزا صاحب کا نام مسیح ابن مریم دکھا دو مگر وہ قرآن نہ ہو جس میں قادیان کا نام مرقوم ہے۔ (ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۷۷)

تیسری بات۔ نصرت الٰہی۔

بڑی معقول بات ہے واقعی یہی علامت حقانیت ہے مگر نصرت وہ ہوتی ہے جو دشمن کے مقابلے میں ہو بتاؤ ڈپٹی آتھم عیسائی کے مقابلے میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نصرت ہوئی۔ ڈپٹی آتھم کی موت کی پیش گوئی ۱۵ ماہی جس روز (۶ ستمبر ۱۸۹۴ء) کو ختم ہوئی تھی جانتے ہو اس روز کیا ہوا تھا۔ عیسائی امرتسر کے بازاروں میں بانسوں اونچے اچھلتے تھے اور مرزائی افراد اڈیٹر الحکم کی سرکردگی میں مطبع ریاض ہند میں چھپے بیٹھے تھے۔ عیسائیوں کے اشتہارات دیواروں پر چسپاں تھے اور مقررین بازاروں میں یہ رجز پڑھتے جاتے تھے

پنجۂ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی
آتھم اب زندہ ہیں آ کر دیکھ آنکھوں سے خود
بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی
ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ واقعہ ۱۸۹۴ء کا ہے اس کے بعد ہر سال بلکہ ہر ماہ بلکہ ہر ہفتہ جو نصرت مرزا صاحب کو ملتی رہی اس کا مفصل ذکر رسالہ الہامات مرزا میں ملتا ہے۔ آخری فتح ونصرت جو ملی وہ سب کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیان نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا جس کا نام تھا، مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ، اس میں کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی وثناء اللہ) میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس اعلان سے ۱۳ ماہ بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فوت ہو گئے اور مولوی ثناء اللہ کی بابت یقین ہے کہ آج (۳۱ جولائی ۱۹۳۴ء) تک زندہ ہیں بلکہ یہ سطور لکھ رہے ہیں۔

ناظرین! یہ ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی فتح ونصرت کا نمونہ جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اس پر بھی ان کے مرید ان کی تعریفوں کے پل باندھیں تو ہم سے یہی سنیں گے:

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۹ ص ۵۔۶)

ترک مرزائیت

شیخ عبدالکریم خلف حاجی قطب الدین صاحب ساکن کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ ۳۵ سال مرزائی رہ کر دوبارہ داخل اسلام ہوئے ہیں۔ الحمدللہ۔

راقم: رحیم بخش سکرٹری انجمن محمدیہ کلاس والہ (اہل حدیث امرتسر ۳۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

آخری فیصلہ جملہ خبریہ ہے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے آخری فیصلے میں دعا کرتے ہوئے سات جملے خبریہ لکھے ہیں۔ منجملہ ایک یوں ہے:

اگر میں (مرزا قادیانی) ایسا ہی کذاب ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (ثناء اللہ) اپنے ہر ایک پرچہ (اہل حدیث) میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔

کئی دفعہ تحریروں اور تقریروں میں مرزائیوں کو توجہ دلائی گئی کہ جملہ خبریہ کا وقوع نہ ہو تو قائل کاذب ہوتا ہے۔ آخر اہل قادیان نے تنگ آکر اس کا جواب دیا اور لکھا کہ مرزا صاحب قادیانی کی عبارت کا مطلب جملہ خبریہ میں یہ ہے:

اگر میں مفتری اور کذاب ہوں اور میرا سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں تو خدا کی قسم مولوی ثناء اللہ ضرور اس سلسلہ کو نابود اور منہدم کر دے گا۔

(الفضل قادیان۔ یکم جولائی ۱۹۳۴ء ص ۷)

مطلب (قادیانی) مجیب کا یہ ہے کہ اس جملہ خبریہ میں جو جزا ہے وہ واقعہ نہیں یعنی مولوی ثناء اللہ نے سلسلہ احمدیہ کو منہدم نہیں کیا۔

ہم اس جواب سے بہت خوش ہیں کیونکہ اہل علم جانتے ہیں کہ جملہ شرطیہ کی جزا وہ ہوتی ہے جو قائل مرتب کرے۔ نہ وہ جو کوئی دوسرا لگائے۔ مثلاً زید کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ پر لعنت کریگا۔ اس جملہ خبریہ کی تفسیر اور تعبیر کوئی دوسرا یوں کرے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا میرے دشمن پر لعنت کریگا۔ دانا جانتے ہیں کہ یہ اس قول کی تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے۔ اصل جملہ خبریہ ہمارے سامنے ہے جو بغرض مزید تفہیم ہم مکرر نقل کرتے ہیں۔

اگر میں (مرزا) مفتری ہوں تو آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔

مسیح موعود (مرزا) کے ان حواریوں سے پوچھنا چاہیے کہ مرزا صاحب کے جملہ شرطیہ میں ان کی مرقومہ جزا کو تبدیل کر کے دوسری جزا اس کی جگہ رکھنے والے تم

کون ہو؟ کیوں نہ ان کے جملہ خبریہ کو اصل صورت میں رکھا جائے۔ بس اسی ایک سوال پر سارا مدار ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۰ ص ۵)

درباره آتھم، مرزا کے اقوال فی الالہام پر تبصرہ۔۲

جناب مولوی محمد مہرالدین صاحبؒ میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

متذکرہ بالا الہام کی نسبت اخبار اہل حدیث ۲۲ جون ۱۹۳۴ء میں پانچ اقوال مرزا صاحب کے خاکسار کی طرف سے برائے دفع اشکال مرزائی پارٹیز کی خدمت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ حسب الوعدہ خلیفہ ثانی قادیانی (مندرجہ ندائے ایمان نمبر ا) سے جواب کا منتظر ہوں۔ قال اللہ تعالی و اوفوا بالعهد ۔ انّ العهد کان مسؤلاً ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے و اذا وعد اخلف کو نشانات نفاق میں درج فرمایا ہے۔

اما بعد ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی توجیہات بھی اس الہام سے متعلق ہیں ملاحظہ فرمایئے۔ رسالہ الہامات مرزا مؤلفہ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ میں، ضیاء الحق اور انوار الاسلام وغیرہ تحریرات مرزا صاحب سے ان کے یہ اقوال منقول ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کہا تھا کہ ڈپٹی آتھم روز پیش گوئی سے ۱۵ ماہ میں مرکر ہاویہ میں ڈالا جائے گا جب وہ نہ مرا تو مرزا جی نے کہا کہ دنیا میں ادھر ادھر اسکا پھرنا ہی ہاویہ ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> آتھم نے اپنے خوف زدہ ہونے کی حالت سے بڑی صفائی سے یہ ثبوت دے دیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام میں پیش گوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا ایک سخت غم نے اس کو گھیر لیا وہ بھاگا پھرا۔ اس لئے درحقیقت وہ ہاویہ میں رہا۔ مسلسل گبھراہٹوں کا سلسلہ اس کے دامن گیر ہو گیا تھا اور اس کے دل پر وہ رنج وغم و بدحواسی وارد ہوئی جس کو آگ کے عذاب سے کم نہیں کہہ سکتے یہی اصل ہاویہ تھا اور وہ درد اور دکھ کے ہاویہ میں ضرور گرا اور ہاویہ میں گرنے کا لفظ اس پر صادق آ گیا اس کی یہ مثال ہوئی قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے تمام زندگی میں ان کی نظیر نہیں دیکھی تھی پس کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا۔

مرزا غلام احمد صاحب کا وہ الہام تھا، تو یہ کشف ہے کہ اس کے دل کی حالت اور عمر بھر کے واقعات بیان فرما رہے ہیں جن سے اس کو سرا سر انکار ہے۔ اصل بات اتنی تھی کہ آتھم صاحب نے دیکھا کہ اپنی موت پر مرزا صاحب قادیانی کی کامیابی منحصر ہے ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ مرزا صاحب کے جاں نثار مریدوں کی فوج اپنے پیرو مرشد کی کامیابی کی غرض سے اس مہم کے سر کرنے میں سعی کرے گی اس لئے بمشورہ حزم و احتیاط انہوں نے ایک جگہ کی اقامت کو اس مدت معینہ میں مناسب نہ سمجھا اور بطور تفریح جیسے مرفہ الحال لوگوں کی عادت ہوتی ہے سیاحت اختیار کی جس کی بدولت نئے نئے شہر دیکھے، دعوتیں کھائیں، سیر و شکار کئے جس سے السّفر و سیلۃ الظفر کے معنی بھی صادق آ گئے ۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سفر کا نام دیکھ لیا اور شاعرانہ خیال سے صورت سقر قرار دے کر اس کو سچ مچ کا ہاویہ ہی ٹھہرا دیا۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ امراء وسلاطین لکھو کھہا روپیہ خرچ کر کے یہ دولت حاصل کرتے ہیں خصوصاً گورنمنٹ کے افسروں اور پادریوں کے حق میں تو ہندوستان کا سفر گل گشت جناں سے کم نہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۴۹۰ میں خود تحریر فرماتے ہیں:

یہ لوگ ایک قسم کی جنت اپنے ساتھ لیا پھرتے ہیں۔

پھر ان کو دنیا میں ہاویہ سے کیا تعلق؟ غرض مرزا صاحب نے جس کو ہاویہ قرار دیا تھا درحقیقت وہ جنت ثابت ہوتی ہے۔

مرزا صاحب نے اس الہام میں ہاویہ کا لفظ اس واسطے تجویز کیا تھا کہ قرآن شریف میں یہ لفظ وارد ہے اور اس کے معنی دوزخ کے ہیں کما قال تعالیٰ:

فامه هاوية ـ وما ادرك ما هيه ـ نار حاميه ـ

اس سے غرض یہ ہے کہ دعویٰ کی شان وشوکت اور الہام کا کروفر اس سے نمایاں ہو کہ جو لفظ قرآن میں ایک سخت وعید میں استعمال کیا گیا وہی لفظ اس ہندی الہام میں ذکر فرمایا ۔مگر افسوس کہ وہ صرف لفظ ہی لفظ تھا اگر چہ ۱۵ مہینے تک بجائے خود رکھا رہا۔ مگر اس کے بعد کمال مایوسی سے وہ لفظ یوں بدلا گیا کہ اس سے مراد فکر وتشویش لی گئی ۔ اول تو

فکر وتشویش ہی میں کلام ہے اس لئے کہ کسی کے دل کی کیفیت یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور اگر وہ تسلیم بھی کر لی جائے تو اس کا کیا ثبوت کہ الہام کے صدق کا اس کے دل پر اثر تھا۔ قرائن سے تو ثابت ہے کہ مرزا صاحب کے مریدوں کے خوف سے اس کو سفر کی ضرورت ہوئی۔

بہر حال مرزا غلام احمد صاحب نے ایک ہی شق اختیار کی کہ اس کے دل پر میری پیش گوئی کا اثر ہوا تھا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں لکھتے ہیں:

> جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیش گوئی سے اس حد تک پہنچ جائے کہ شہر بشہر بھاگتا پھرے تو ایسا شخص بلا شبہ یقینی طور پر اس مذہب کا مصدق ہو گیا جس کی تائید میں پیش گوئی کی گئی تھی اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہیں۔

یہاں یہ امر غور کے قابل ہے کہ مرزا صاحب خود تصدیق کرتے ہیں کہ یقینی طور پر اس کا رجوع الی الحق کرنا ثابت ہو گیا اور الہام مرقوم الصدر کا مضمون یہ تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے تو ہاویہ میں گرایا نہیں جاوے گا۔ پھر جب الہام کے سنتے ہی اس پر خوف عظمت طاری ہو گئی تو الہام کے مطابق وہ ہاویہ کا مستحق نہ رہا۔ مگر مرزا صاحب کی تحریر سے ابھی معلوم ہوا کہ وہ ہاویہ میں ضرور گرایا گیا اور اس پر ہاویہ میں گرنے کا لفظ صادق آ گیا جس کا ماحصل یہ ہوا کہ بحسب الہام اس کا حق کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔ باوجود اس کے وہ ہاویہ میں گرایا گیا جو خلاف عادت الٰہی اور خلاف شرط الہام ہے یہاں دو باتوں سے ایک بات ضرور ماننی پڑے گی کہ اگر الہام سچا ہے تو ہاویہ میں گرنا جھوٹ ہے۔ اور اگر ہاویہ میں گرنا سچ ہے تو الہام جھوٹا ہے۔ اور چونکہ ہاویہ میں گرائے جانے کی وہ تصدیق کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ الہام جھوٹا ہے۔ پھر اگر غیر معمولی کیفیت ان کو وجدانی طور پر معلوم ہوئی تھی جس کو انہوں نے الہام سمجھا تھا تو اسکو الہام شیطانی ضرور کہا جاوے گا جس سے کل الہاموں کے دعوے ان کے جھوٹے ہو گئے۔ اور اگر یہ الہام انہوں نے بنا لیا تھا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ پر افتراء کیا ہے اور کوئی مسلمان ہو کر خدا پر افتراء نہیں کر سکتا۔ بالفاظ دیگر مفتری مسلمان ہی نہیں۔ (باقی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۰ ص ۵۔۶)

مباحثہ مرزائیہ

انجمن نصرۃ الاسلام چینے والی تحصیل بٹالہ کا سالانہ جلسہ ۶ تا ۸ جولائی ۱۹۳۴ء کو ہوا۔
اس دوران مرزائیوں سے حیات مسیح اور صداقت مرزا پر مباحثہ ہوا۔ مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔
راقم: برکت اللہ سکرٹری انجمن (اہل حدیث امرتسر ۱۰۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

شیطان اور مرزا قادیان۔ قابل توجہ اہل ایمان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ ہم کو خدا کے فضل سے مرزائی لٹریچر میں اتنا تبحر حاصل ہے کہ امت قادیانیہ میں کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہاں تک بھی ہم مستعد ہوگئے تھے کہ قادیانی افراد اگر اپنے ادق مضامین میں ہم سے مشورہ لیا کریں یا حوالہ جات پوچھا کریں، تو ہم ان کی مدد کیا کریں گے۔ مگر ان ناقدر شناسوں نے ہماری یہ آمادگی مخالفت پر مبنی سمجھی۔ خیر ان کا اختیار۔ آج ہم ایک اور واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کی (کلام مرزا سے) بے خبری ثابت ہوگی۔ الفضل قادیان لکھتا ہے:

شیطان کا آخری حملہ:

وہ زمانہ جس کے متعلق آیا ہے کہ ہر قسم کی برائیاں انتہائی عروج کو پہنچ جائیں گی بدکاریاں بڑھ جائیں گی اور شیطان اپنے سارے سازوسامان کے ساتھ اس طرح حملہ آور ہوگا کہ گویا اس کا آخری حملہ ہے وہ موجودہ زمانہ ہی ہے ہر صاحب بصیرت انسان کو خواہ وہ کسی مذہب وملت کا ہو اس کا اعتراف ہے۔ اگر کسی کو انکار ہو تو اسے مشہور تحریک اخوت کے صدر ڈاکٹر شپرڈ کے الفاظ پڑھ لینے چاہییں جن کا ترجمہ اخبار، سرفراز، سے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

دنیا کی تاریخ میں اس دور سے زیادہ نمائشی دور کوئی نہیں گذرا۔ اور شیطان نے بھی غرور وتکبر کے ذریعہ سے اپنے مفتوحات اس سے زیادہ آسانی سے کبھی حاصل نہیں کیے،

کیا ایسی حالت میں ضروری نہیں تھا کہ خدا تعالی اپنی مخلوق کو شیطان کے حملہ سے بچانے کا انتظام کرتا۔ضروری تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود (مرزا) کو اسی غرض سے مبعوث کیا۔مگر فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں جو آپ کو قبول کریں۔ (الفضل قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء ص ۴)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان ابھی زندہ ہے لیکن اس کے شر سے وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو مرزا صاحب قادیانی پر ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ہم اس کو قتل کر چکے ہیں یعنی وہ دنیا سے فنا ہو چکا ہے۔ پھر تو کسی قسم کی شیطنت دنیا میں نہ رہنی چاہیے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہا تھا پھر شیطان نے خدا تعالی سے مہلت چاہی اور اس کو دی گئی الی وقت المعلوم ۔ بہ سبب اس مہلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھ سے قتل ہو۔

(ملفوظات احمدیہ۔ ج ۲ ص ۳۱۷)

اس اقتباس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مرزا غلام احمد صاحب کے ہاتھ سے عرصہ ہوا قتل ہو چکا ہے۔

احمدی ممبرو! بتاؤ جب شیطان مرزا صاحب قادیانی کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے،تو اب یہ تمہارے مخالفین غیر مبایعین خلافت حقہ ثانیہ کو خلافت یزیدیہ کس کی تعلیم سے کہہ رہے ہیں، اور یورپ سارے کا سارا گمراہی میں کیوں مبتلا ہے۔ ذرہ سوچ کر جواب دینا جلدی میں کہیں شیطان دخل نہ دے جائے۔

ناظرین کرام! اللہ ان سے کوئی پوچھے کہ اس قسم کی حرکتیں دنیا کو دکھا کر ملا دو پیازہ کی یاد کیوں تازہ کرتے ہو:

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۷۔اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۱ ص ۵۔۶)

مرزا قادیانی اور پیش گوئیوں کی کیفیت

مولوی ابوسعید عبدالرحمٰن صاحبؒ فریدکوٹی لکھتے ہیں:

قارئین کرام اس امر کو بخوبی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جہاں کوئی بات بنتی دیکھی، جھٹ اپنی صداقت کے لئے پیش کردی۔

کہیں طاعون یا وبا زور کی چلی تو فوراً کہہ دیا کہ میری آمد اور میرے انکار کی وجہ سے دنیا پر یہ قہر نازل ہو رہا ہے۔

کہیں زلزلہ سے اگر مخلوق خدا تباہ و ہلاک ہوگئی تو بھی مرزا صاحب کے دام کھرے۔کوئی قتل ہو یا کہیں جنگ ہو غرضکہ کچھ نہ کچھ ہل جل ہو، جھٹ مرزا صاحب اپنے لئے اسے ایک نشان ٹھہرا لیتے تھے اور اس قسم کے واقعات مرزا صاحب کی صداقت کا ایک مقدمہ بن جاتے تھے۔اور بن جاتے ہیں اور بنتے رہیں گے۔

اس سے زیادہ کسی کو کیا جرأت و دلیری ہوسکتی ہے کہ و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد جیسی صریح آیت کو جو بالخصوص آنحضرت ﷺ کی بعثت کے لئے کتب سابقہ میں پیش گوئی کی گئی تھی اور جسے آنحضرت ﷺ نے خود اپنی صداقت کے لئے ایک پیش گوئی قرار دیا ہو، اسے بھی مرزا صاحب قادیانی نے اپنے اوپر چسپاں کرتے وقت خدا کا خوف نہیں کیا۔تو ایسے بزرگ کو ہم ایسی حرکات سے کیسے روک سکتے ہیں۔جو چاہے کہے اور لکھے۔

عیسائیوں کی معتبر کتاب بائیبل باب دانیال، میں دانیال نبی نے ایک پیش گوئی کی ہے،جس میں آنے والے خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ مکی مدنی کی آمد کی بشارت دی گئی ہے اور جس کی بشارت کے لئے بائیبل کے صفحات لبریز ہیں۔

میں نے جب اس پیشگوئی کو پڑھا تو عین آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے لئے حرف بحرف صادق پایا۔مگر بعدہ جب قادیان کی طرف نظر دوڑی تو معاً یہ خیال آیا کہ اگر مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کو دیکھ لیا ہے تو بالضرور اپنے اوپر چسپاں کیا ہوگا۔ابھی دو ہفتے بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ اتفاقاً مرزا صاحب قادیانی کی تصنیف تحفہ

گولڑ ویہ کا صفحہ ۱۹۱ میری نظر سے گذرا۔ بعینہ اس پیش گوئی کو (جس طرح میں نے خیال کیا تھا) مرزا صاحب قادیانی نے اپنے اوپر چپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے امتی (یا امتی نبی) پر سخت افسوس ہے کہ جو پیش گوئیاں سید المرسلین ﷺ کے لئے مخصوص ہیں اپنے اوپر کس جرأت اور دلیری سے چسپاں کرسکتا ہے۔ میں اس عبارت کو بعینہ نقل کرتا ہوں جو بائیبل کے حوالہ سے مرزا صاحب قادیانی نے تحفہ گولڑ ویہ صفحہ ۱۹۱ پر نقل کی ہے:

اور اس وقت سے جب کہ دائمی قربانی موقوف ہوگی اور بتوں کو تباہ کیا جائے گا اس وقت تک بارہ سونوے دن ہوں گے۔ مبارک ہے جو انتظار کیا جائے گا اور اپنا کام محنت سے کرے گا۔ تیرہ سو پینتیس روز تک اور تو چلا جا آخر تک اے دانیال۔

میں نے یہ عبارت بائیبل مطبوعہ فارن سوسائٹی لاہور سے ملا کر دیکھی تو لفظی طور پر کافی اختلاف نظر آیا۔ شاید مرزا غلام احمد صاحب کی قلم کے زور سے یہ اختلاف ہوگیا ہے یا بائیبل کے مترجمین سے یہ سہونظری ہوگئی ہے خیر کچھ بھی ہو ہمیں اصل مطلب دیکھنا ہے۔ آگے چل کر نیچے حاشیہ میں اس پیش گوئی کی تفسیر مرزا صاحب قادیانی یوں کرتے ہیں:

اس فقرہ میں دانیال نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد ﷺ ہے) جب بارہ سونوے برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودھویں صدی میں پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیش گوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی قرار دی گئی ہے۔ (تحفہ گولڑ ویہ۔ص ۱۹۱)

مرزا صاحب قادیانی کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ اس پیش گوئی کا حقیقی مصداق میں ہوں اور میرے سوا یہ پیش گوئی نہ کسی کے لئے ہے، نہ ہوسکتی ہے۔

سنیئے صاحبان! جو شخص سادہ لوح ظاہر بین اور تاریخ سے ناواقف ہو اس کو بیشک اس قسم کا چکمہ دیا جا سکتا ہے لیکن جو شخص جڑوں کا واقف ہو، وہ ایسے مسئلہ کو کھود کھود کر نکال لے گا۔

ہم بتلاتے ہیں کہ یہ پیش گوئی آنحضرت ﷺ کی شان با برکات کیلئے مختص

ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جب ہر ایک نبی نے آنحضرت ﷺ کی آمد و بعثت کی بشارت دی اور ہر ایک الہامی کتاب اس پر طاطق ہو اور بائیبل میں سینکڑوں پیش گوئیاں بالتفصیل آنحضرت ﷺ کی شان میں موجود ہوں اور دانیال نے بھی یہ پیش گوئی کی ہو اور عین پیش گوئی کے مطابق آنحضرت ﷺ دانیال کے بعد ۱۲۹۰، اور تیرہ سو پینتیس کے اندر اندر مبعوث ہوئے ہوں تو مرزا صاحب کے حق میں یہ پیش گوئی کس طرح ہو سکتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نہ کسی نبی نے نام لیا، نہ ان کے آنے کی بشارت، نہ ان کے آنے کی ضرورت، نہ وہ رسول، نہ وہ نبی (بقول مرزا میں امتی نبی ہوں) تو ایسے شخص کی آمد کی بشارت کا بائیبل میں ہونا کیا فائدہ دیتا ہے۔

ہمارا یہ دعوی ہے کہ دانیال نبی کی یہ پیش گوئی بھی اسی نبی کے حق میں ہے جس کی مدح و شان و آمد آمد کیلئے بائیبل کا ایک ایک باب گواہی دیتا ہے چونکہ آنحضرت ﷺ دانیال نبی کے بعد ۱۲۹۰، اور ۱۲۳۵ کے درمیان ہوئے ہیں اس لئے یہ پیش گوئی آنحضرت ﷺ کے سوا نہ کسی کے لئے ہے نہ ہوگی۔

ہم کو تعجب ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو یہ پیش گوئی آنحضرت ﷺ پر صادق آتی ہوئی دیکھ کر کیوں حسد پیدا ہوا (کیا اسی حسد کا نام امتی نبی یا غلام احمد ہے؟)

مرزا صاحب نے اس جگہ دو فقرے زیادہ کر دیئے ہیں:

۱۔ نبی محمد ﷺ کے ظہور کے بعد ۱۲۹۰ برس مراد ہیں۔

۲۔ یہ پیش گوئی مسیح موعود کے لئے ہے۔

ہمارا اعتراض اس پر یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ عبارۃً یا اشارۃً یا معناً مجھے قادیانی جماعت بائیبل میں دکھلا دے تو میں مرزا صاحب کی تحریر کے مطابق اس پیش گوئی کو صحیح مان لوں گا۔ اور اگر یہ پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکے تو اس قسم کی زمین و آسمان کے قلابے ملا دینے والی تحریرات سے قوم کو کیوں گمراہ کیا جاتا ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۷۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۱ ص ۶۔۷)

ترک مرزائیت

منظور احمد خان بہاولپوری سابق اسٹور ماسٹر کوچی چکودر بھوپال اسٹیٹ ۱۹۲۶ء سے چند غلط

فہمیوں سے قادیانی ہو چکا تھا دوران مرزائیت میں تحقیق صداقت میں کوشاں رہا۔

اتفاق سے کلکتہ میں آ کر مولوی محمد یوسف صاحب انجمن تبلیغ اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شکوک پیش کئے جن کا جواب نہایت ہی خوش اسلوبی سے ملنے پر مولوی صاحب موصوف کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہو کر مرزائیت کو خیر باد کہہ کر تائب ہوا۔

راقم: سکرٹری تبلیغ اسلام کلکتہ چیت پور روڈ۔سراج بلڈنگ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔اگست ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

جماعت مرزائیہ کلکتہ میں مذبوحی حالت

اخبار الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء میں ، کلکتہ میں تبلیغ احمدیت ، کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ نہ تبلیغ الاسلام نے کبھی مناظرہ سے فرار کیا، اور نہ انکار، اور نہ ہی مولوی محمد یوسف صاحب نے شرائط مناظرہ سے پہلوتہی کی۔ بلکہ مولوی صاحب تو ہر وقت دعا کرتے ہیں کہ خدا موقع دے اور مناظرہ ہو۔ افسوس کہ مولوی سلیم (مرزائی) آج تک اپنے مناظرہ سے فرار کر کے اپنے آپ کو سلامت رکھنا چاہتا ہے۔ راقم: سکرٹری تبلیغ الاسلام کلکتہ۔ چیت پور سراج بلڈنگ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔اگست ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری اور ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی پر مفصل بحث ہوئی ہے چونکہ ۲۷ جولائی کے پرچہ میں مرزائی معترض کی طرف توجہ تھی اس لئے اس میں مرزا غلام احمد صاحب کا قول بھی نقل ہونا لازمی تھا۔ اس پر مرزائی اخبارات (الفضل و پیغام صلح) نے جواب الجواب دینے کی کوشش کی ہے۔

ان ہر دو اخبارات کی کوشش دراصل مرزا صاحب متوفی کو اہل حدیث کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے ہے جس میں کامیابی محال ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ اہل حدیث کی گرفت سے ان کا نکلنا بالکل اس مکھی کی طرح ہے جو شہد سے نکلنے کی کوشش کرتی ہے، مگر وہ کوشش کر کے اور زیادہ گرفتار بلا ہو جاتی ہے۔

ہم نے بتایا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حدیث ابراہیم کو جس میں تین کذبات کا ذکر ہے، مرزا صاحب نے تسلیم کر کے اس پر اعتراض کرنے والے کو خبیث وغیرہ کہا ہے اس کے جواب میں الفضل اور پیغام صلح دونوں برادر متفق ہو کر اہل حدیث کو کوستے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ دونوں مرزا صاحب کی عبارت پوری نقل کرتے ہیں اور گونگے کی طرح آئیں بائیں شائیں کر کے آگے گذر جاتے ہیں مگر مرزا صاحب قادیانی کی عبارت کی تشریح نہیں کرتے۔ ہم ایک دفعہ پھر ان کو راہ راست دکھانے پر توجہ کرتے ہیں مرزا صاحب قادیانی کی عبارت اس خصوص کے متعلق دونوں نے یوں نقل کی ہے:

> یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرک کے کام تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے تصرف میں لانا، اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر چلے جانا اور اسکا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم کا تین مرتبہ ایسے طریق پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔
>
> (الفضل قادیان ۲۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۶ کالم ۲)

ناظرین! اس عبارت کو بغور ملاحظہ کریں اس میں مرزا غلام احمد صاحب ان تینوں واقعات کو تسلیم کرتے ہیں یا ان کی تکذیب کرتے ہیں؟ امت مرزائیہ کی ہدایت کے لئے ہم اس کی دو تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مثلاً کوئی کہے بعض دفعہ ملہم کسی کے حق میں موت کی پیش گوئی کر دیتا ہے کہ وہ ۱۵ ماہ میں مر جائے گا اور وہ اس مدت میں نہیں مرتا۔ تو بدگو لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں

۲۔ بعض دفعہ کوئی ملہم اعلان کرتا ہے کہ فلاں عورت میرے نکاح میں آئے گی اس کا ناکح روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ وہ اس مدت میں نہیں مرتا تو بدگو لوگ بدگوئی کرتے ہیں۔

۳۔ بعض دفعہ کوئی ملہم اپنے مخالف کو مخاطب کر کے پیش گوئی کرتا ہے کہ ہم میں سے

جھوٹا پہلے مرے گا مگر وہ مخالف زندہ رہتا ہے۔ اس پر بد گو لوگ بد گوئی کرتے ہیں۔

بتاؤ ان تینوں مثالوں میں یہ متکلم جو ان مثالوں کو پیش کرتا ہے ان تینوں واقعات کو تسلیم کر کے جواب دیتا ہے یا سرے سے ان واقعات سے انکاری ہے؟ بس اتنے جواب پر سارا مدار ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ہر ایک شخص بلکہ ہر ایک لڑکا جس نے پرائمری ہی پاس کی ہو وہ بھی اس عبارت سے یہی سمجھے گا کہ متکلم ان مثالوں میں اور مرزا صاحب قادیانی اپنی اس تحریر میں تینوں واقعات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس تسلیم کے بعد ان واقعات پر اعتراض کرنے والے کا ذکر یوں کرتے ہیں:

اگر کوئی تکبر اور خود رائی کی راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا، یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا، حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے، تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ (الفضل ۲۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۹ کالم ۱)

احمدی ممبرو! ایمان سے بتاؤ واقعات ثلاثہ مان کر یہ جواب ہے یا سرے سے واقعات ہی کا انکار ہے۔

اللہ اکبر! باوجود اخفائے حق کے جواب دونوں اخباروں کے حصے میں ہے اہل حدیث کو کوستے ہوئے اظہار غیظ وغضب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم نے بارہا لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری احمدیت کی مخالفت میں حد درجہ تلبیس باطل آرائی اور یہودیانہ تحریف سے کام لیتے ہیں اور سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے اور فریب میں مبتلا کرنے کے لئے ایک صاف اور سیدھی بات کو عمداً غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں اور دیانت وامانت خوف خدا اور خشیت الٰہی کو دل سے نکال کر اس سے وہ نتائج اخذ کرتے ہیں جو وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حقیقت میں اس سے نہیں نکل سکتے۔

(الفضل قادیان ۲۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۶)

اسی طرح الفضل قادیان کا چھوٹا بھائی پیغام صلح لاہور لکھتا ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی خوش فہمی سے حضرت مسیح موعود کا حوالہ ذیل دے کر چھٹکارا کرانا چاہا ہے حالانکہ یہ حوالہ بجائے اس کی تائید کر کرتا ہے۔ اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود نے تین پیغمبروں کا ذکر کیا ہے جن کے چال چلن پر بائیبل اور اناجیل کے پیرؤوں نے اپنی ناسمجھی سے اپنی الہامی کتابوں میں الزام لگایا ہے یعنی حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم اول الذکر کے بارہ میں مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے تصرف میں لانا۔ دوم کے بارہ میں کسی فاحشہ کے گھر جانا اور اس کا پیش کردہ عطر جو حلال سے نہ کمایا گیا تھا استعمال کرنا، اور سوم کا تین مرتبہ ایسا کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔

(پیغام صلح لاہور ۳۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۹)

ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے حلقہ اثر میں تو (بحکم: سحروا اعین الناس) جادو کر سکتے ہیں لیکن عام ناظرین پر ان کا جادو کیسے چل سکتا ہے۔ ناظرین! مہربانی کر کے مرزا صاحب قادیانی کی پہلی عبارت ایک دفعہ پھر پڑھ لیں حقیقت حال آپ کو معلوم ہو جائے گی کہ مرزا صاحب ان تینوں واقعات کو بطور الزام نقل نہیں کرتے بلکہ بطور تسلیم نقل کرتے ہیں۔ مگر امت مرزا اہل حدیث کی گرفت سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی ہے مگر نجات معلوم۔ کیوں: اس لئے کہ:

نازک کلامیاں میری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۴۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۲ ص ۵۔۶)

مرزا صاحب پر بدگمانی کی ضرورت

مولوی محمد مہر الدین صاحب ؒ میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

مرزائی دوستو! تشابہ قلبی یا حسن ظن وغیرہ سے جو لوگ مرزا غلام احمد صاحب

کے دباؤ میں آ گئے ان پر یہ بات صادق آتی ہے جو حق تعالیٰ فرماتا ہے:

فاستخفّ قو مه فا طا عوه انّهم کا نوا قو ماً فا سقین (الزخرف :۵۴)(فرعون نے بے وقوف بنالیا اپنی قوم کو پھر اسی کا کہا مانا ان لوگوں نے بے شک وہ فاسق لوگ تھے)

سجنو! سچی بات یہ ہے کہ جب شیطان کا غلبہ پورے طور سے ہوجاتا ہے تو آدمی خدا کو بھی بھول جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

استحوذ علیهم الشّیطا ن فا نسا هم ذکر الله

یعنی شیطان ان پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ان کو خدا کی یاد بھلا دی۔

خصوصاً ایسی حالت جب کامیابی ہوجاتی ہے اور لوگ بکثرت ان کے پیرو ہوجاتے ہیں تو گمراہی اور زیادہ ہوجاتی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے

و اخوا نهم یمدّ و نهم فی الغیّ ثمّ لا یقصرو ن (الاعراف :۲۰۲)

یعنی ان کے بھائی ان کو گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں اور کمی نہیں کرتے۔

اگر مرزا صاحب قادیانی کو ان کے ہم خیال لوگ تائید نہ دیتے ،تو یہاں تک نوبت ہی نہ آتی ۔مگر یاد رہے کہ یہ تائید باعث زیادتی جرم ہے جس سے سزا میں بھی سختی ہوگی کما قال تعالیٰ:

انما نملی لهم لیز دا دوا اثماً و لهم عذا ب مهین ۔

(ہم ان لوگوں کو ص صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ گناہ کریں اور آخر کار ان کو ذلت کا عذاب ہے)

ان لوگوں کے رو برو ان کے مخالف مدعا کوئی آیت قرآنی پڑھی جائے تو اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ اپنے الہامات اور وحی پر ناز اں اور خوش رہتے ہیں ان کی وہی حالت ہے جو حق تعالیٰ فرماتا ہے

فلمّا جا ء تهم رسلهم با لبیّنا ت فر حوا بما عند هم من العلم (غا فر:۸۳)۔(یعنی جب رسول کھلی نشانیاں ان کے پاس لے آئے تو وہ اپنے علم ہی پر خوش رہے)

کتنی ہی آیات واحادیث پیش کی جائیں وہ ایک نہیں مانتے اور اپنے ہی علم

پر نازاں ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام ٹھیک ہے اور بس۔

اب یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسے فتنوں کے وقت مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ پہلے یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ حق تعالی نے ایک مخفی راز پر مسلمانوں کو مطلع کر دیا کہ جو لوگ فتنہ انگیزیاں کرتے ہیں ان کو خدا تعالی نے اسی واسطے پیدا کیا کہ اس قسم کے کام کیا کریں اور انجام کار رسوا ہوں چنانچہ اللہ فرماتا ہے:

و کذا لك جعلنا فی کل قر یۃ اکا بر مجر میھا لیمکروا فیھا و ما یمکرو ن الّا بانفسھم و مایشعرو ن (الا نعام: ۱۲۳)

(یعنی ہم نے ہر بستی میں بڑت بڑے فساق پیدا کئے تا کہ ان میں فتنہ انگیزیاں اور مکر کریں اور جتنی مکاریاں وہ کرتے ہیں اپنے حق میں کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے)

اگر یہ آیت شریفہ نازل نہ ہوتی تو اس قسم کے لوگوں کی ترقی سے یہ خدشہ ضرور ہوتا کہ شاید یہ بھی مقبول بارگاہ ہوں جن کو اس قسم کی تائیدیں ہو رہی ہیں۔

اس قسم کے لوگوں کی ترقیوں سے مسلمانوں کو یہ خیال چاہیے کہ ہماری ابتلاء اور آزمائش کے لئے حق تعالی نے ان کو پیدا کیا ہے اور یہ تائید ان کی حقانیت پر دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے

کلا نّمدّ ھئو لاء و ھئو لاء من عطاء ر بّك و ما کا ن عطاء ربّك محظور اً (الاسراء: ۲۰)(یعنی طالب دنیا اور طالب آخرت ہر ایک کو ہم مدد دیتے ہیں پروردگار کی بخشش بند نہیں)

آنحضرت ﷺ کی ولادت با برکت سے آثار نبوت اور ارہاصات شروع تھے۔ اہل عرب عمر بھر حضرت کی صداقت وصدق دیکھا کئے یہود اور نصاری اور کاہنوں کے اخبار سے حضرت کی نبوت کا حال سنا کئے۔ اور وقتاً فوقتاً معجزات کا مشاہدہ کیا کئے۔ باوجود اس کے آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت کل ایک لاکھ اشخاص مسلمان ہوئے اور مسیلمہ کذاب پر دو چار سال ہی میں لاکھ آدمی تک ایمان لائے۔ پھر کیا اس قدر ترقی سے مسیلمہ کی نبوت یا حقانیت ثابت ہوسکتی ہے؟

بات یہ ہے کہ باطل کا شیوع بہت جلد ہوتا ہے خصوصاً اس آخری زمانہ میں جو گویا فتنوں ہی کے واسطے موضوع ہے۔

حق تعالی فرماتا ہے:

من کا ن یر ید حر ث الد نیا نؤ تہ منھا و ما لہ فی الآ خرۃ من نصیب ۔ (اشوری:۲۰)یعنی جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم بقدر مناسب اس کو دنیا دیں گے مگر پھر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ۔

اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ الد نیا زور لا یحصل الّا با لزور کو اپنا مقتداء بنا کر اقسام کے حیلے اور مکاریاں عمل میں لائے جن سے دنیا کا پورا پورا حصہ حاصل کر لیا۔ مگر افسوس ہے ان پر جنھوں نے دوسروں کی دنیا کے واسطے اپنا دین بر باد کیا۔ کیونکہ ہر ایک کے ہم خیال ہونے کے لئے کئی کئی آیتوں اور احادیث کا ان کو انکار کرنا ضرور پڑا حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے:

انّما المو منو ن الذین آ منوا با للہ و رسو لہ ثم لم یر تا بوا ۔ یعنی اہل ایمان وہی لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک نہیں کرتے ۔

مسلمانوں کے دلوں میں منجانب اللہ ایک قسم کی ایسی تسکین ہوتی ہے کہ مخالفین کی باتیں ان کو مشوش نہیں کرتیں

ھو الذی انز ل السکینۃ فی قلو ب المو منین لیزدادوا ا یما ناً مع ایما نھم ۔یعنی خدا تعالی نے مسلمانوں کے دل میں اطمینان اور تسکین اتاری تا کہ پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

اہل ایمان اس بات کے مامور ہیں کہ اگر جعلی انبیاء وغیرھم مسلمانوں کو بہکا دیں تو بمقتضائے الدین نصیحۃ ان کی خرابیوں پر متنبہ کر دیں اور جو نہ مانیں تو ان پر غم کھانے کی ضرورت نہیں ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کفار کفار کے ایمان نہ لانے پر باقتضائے رحمت طبعی بہت غم کھاتے تھے جس پر حق تعالی ارشاد فرماتا ہے:

لعلك با خع نفسك ان لا یکو نوا مومنین ۔ یعنی شائد تم (اے پیغمبر) اپنے کو ہلاک کر لو گے اس پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے

نیز ارشاد فرمایا:

و لا یحز نك الذ ین یسا رعون فی الکفر من الذ ین قا لوا آمنا بافوا ھھم و لم تؤمن قلو بھم ۔یعنی اے رسول غم نہ کھاؤ ان پر جو کفر

میں سعی کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں اپنے منہ سے کہ ہم مسلمان ہیں اور ان کے دل مسلمان نہیں

اور مسلمانوں کو ارشاد فرمایا:

یا ایها الذین آ منوا علیکم انفسکم لا یضرّ کم من ضلّ اذا اهتدیتم ۔یعنی مسلمانوں تم اپنی خبر رکھو جب تم راہ راست پر ہو تو کوئی بھی گمراہ ہوا کرے اس کا گمراہ ہونا تم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مرزا صاحب براہین احمدیہ میں مسلمانوں کی بہت شکایت فرماتے ہیں:

خدا تعالی نے ایک لخت ان سے عجز و فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ اٹھالیا۔

اور اسی کے صفحہ (۱۰۶) میں لکھتے ہیں:

نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے۔ مثلاً یہ نیک ظنی ہی کی برکت ہے کہ چھوٹے بچے بآسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھ لیتے ہیں اور ماں باپ کو ماں باپ کر کے جانتے ہیں۔

اگر بدظنی کرتے تو کچھ بھی نہ سیکھتے اور دل میں کہتے کہ شاید ان سکھانے والوں کی کچھ اپنی غرض ہوگی اور آخر میں اس بدظنی سے گنگے رہ جاتے اور والدین کے والدین ہونے میں بھی شک کرتے۔

فی الحقیقت حسن ظنی اصلاح تمدن کے لئے ایک بڑی دولت تھی مگر افسوس ہے کہ اس کو زمانے کی رفتار اور مکاروں کی خودغرضیوں نے خاک میں ملا دیا۔ اور اس کی تو خود مرزا صاحب قادیانی بھی اجازت دیتے ہیں۔

جس طرح اور لوگوں نے نبوت مہدویت قائمیت شاہدیت کشفیت اور ولایت وغیرہ کے جھوٹے دعوے کر کے دنیوی وجاہت حاصل کی اور اپنے اغراض پورے کئے، مرزا صاحب بھی کر گئے ۔ انہوں نے تو ایک ہی دعوی کیا تھا مگر مرزا صاحب نے ایک پر قناعت نہ کی بلکہ فرماتے ہیں کہ میں مجدد ہوں، محدث ہوں، امام الزمان ہوں، مہدی موعود ہوں، عیسی موعود ہوں، خلیفۃ اللہ ہوں، حارث حراث ہوں، نبی ہوں، رسول اللہ ہوں، خدا کی اولاد کے برابر ہوں، تمام انبیاء کا مثیل وہم سر ہوں، بلکہ افضل ہوں، کن فیکون کا اقتدار رکھتا ہوں، مجھ پر سچی وحی آتی ہے، خدا

اپنے چہرے سے پردہ اٹھا کر میرے ساتھ باتیں کرتا ہے، میرے معجزات انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہیں ، میری رسالت اور نبوت کا منکر اور میرے قول و فعل پر اعتراض کرنے والا کافر ہے۔ وغیرہ۔ پھر ان دعووں سے اس قدر دنیوی وجاہت حاصل کی کہ قسام کے چندے کر کے لاکھوں روپئہ حاصل کئے ، اور ان کے بعد بھی کئے جارہے ہیں۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۴۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۲ ص ۷۔۸)

مسرت انگیز خواب

میرے ایک دوست (نظام آباد کے رہنے والے ہیں) کے دوست (جو گجرات کے رہنے والے ہیں) مرزائی ہو گئے۔ مگر ایک رات خواب دیکھتے ہیں کہ گجرات میں ایک وسیع میدان پر عظیم الشان جلسہ کا انتظام ہو رہا ہے اور ڈھنڈورا دیا جا رہا ہے کہ اس جلسہ میں حضرت رسول کریم ﷺ تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں بھی وہاں گیا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرزائیت کی تردید فرما رہے ہیں۔ آپ کا چہرہ مثل ماہ چہاردل شب چمک رہا ہے۔ ہزار ہا لوگ اس تقریر دلپذیر کو سن رہے ہیں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ تو میں نے فوراً مرزائیت سے توبہ کر لی۔

راقم: حکیم عبدالرحیم سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی، نظام آباد، گوجرانوالہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

آخری فیصلہ اور جملات خبریہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آخری فیصلہ شائع کر کے اپنے اتباع کی کامل رہنمائی کر دی تھی کہ میرے بعد حق کی طرف رجوع کر لینا۔ مگر امت مرزائیہ ایسی سخت دل واقعہ ہوئی ہے کہ ما تغنی الآیات و النذر من قوم لا یومنون کا نظارہ معلوم ہوتا ہے۔

مئی ۱۹۰۸ء سے عرصہ تک تو ہماری توجہ آخری فیصلہ کے مضمون پر ہی رہی مگر بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء جبکہ مرزا صاحب کی یادگار میں بمقام امرتسر جلسہ ہوا تو اس

موقع پر ہم نے اشتہار آخری فیصلہ کے مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

اس کا ایک حصہ دعائیہ ہونے کی وجہ سے جملات انشائیہ بتایا اور دوسرے حصہ کو جملات خبریہ ثابت کیا۔

یہ تقسیم ایسی مفید ثابت ہوئی کہ قادیانی کیمپ میں اس نے ہل چل ڈال دی ہے کیونکہ جملہ خبریہ کا وقوع اگر نہ ہو تو کذب لازم آتا ہے۔ حالانکہ نبی اور نبی کا ملہم کذب سے پاک ہوتے ہیں۔

ہمارے پیش کردہ جملات خبریہ کا جواب جلسہ مناظرہ میں تو نہیں ملا تھا۔ البتہ اخبار الفضل میں کسی صاحب نے دیا تھا جس کا جواب اہل حدیث مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۳۴ء میں دیا گیا۔ آج مولوی جلال الدین صاحب کو جواب دیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب نے یہ تو غلط کہا کہ میں نے جلسہ مناظرہ میں جواب دیا تھا۔ ہرگز نہیں دیا۔ اس کے بعد جو سوچ سمجھ کر جواب دیا وہ بھی ایسا ہے کہ بے سوچے سمجھے کے برابر بلکہ بدتر۔ آپ نے لکھا ہے:

> میں نے کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا فقرہ کہ اگر میں کذاب اور مفتری ہوں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ جملہ خبریہ مطلق نہیں ہے۔ بلکہ شرط سے مقید ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس جملہ کے ساتھ ہی ہلاک ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں
>
> 'کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔'
>
> اب دیکھنا یہ ہے کہ جو وجہ ہلاکت بیان کی گئی ہے وہ مطلق ہے یا مقید؟ سو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ایک واضح تحریر اس کے متعلق موجود ہے جو اس اشتہار آخری فیصلہ کے بعد کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو علت ہلاکت کی اس جگہ حضور (مرزا قادیانی) نے بیان کی ہے وہ مباہلہ کی شرط سے مقید ہے۔ چنانچہ حضور (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں
>
> 'یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ ہم نے تو اپنی

تصانیف میں ایسا نہیں لکھا ۔ لاؤ پیش کرو۔ وہ کون سی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے ۔ ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ۔

پس ہلاک ہوجانے کی جو وجہ حضور (مرزا قادیانی) نے آخری فیصلہ میں لکھی ہے وہ مباہلہ کی صورت سے متعلق ہے۔ مطلق نہیں ہے ۔ لہذا اس جملہ خبریہ کی صحت وقوع کے لئے ضروری تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بالمقابل ایسی دعا کرتے' (الفضل قادیان ۱۹۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۷۔۸)

(مولانا امرتسری فرماتے ہیں) ہم اس بحث پر پہلے بارہا مفصل لکھ چکے ہیں یہاں صرف مرزا صاحب کے دو جملے خبریے اعلان آخری فیصلہ سے نقل کئے دیتے ہیں ۔

اگر میں (مرزا قادیانی) کذاب اور مفتری ہوں تو آپ (مولوی ثناء اللہ) کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤنگا ۔

اس قضیہ شرطیہ کی شرط اگر سے شروع ہوکر ھوں پر ختم ہوتی ہے ۔ جزا اس کی هلاك هو جائونگا ہے۔ شرط باجزا جملہ شرطیہ خبریہ۔ اس جملہ کی مکمل تصدیق کے لئے وہ آیت ہے جو شروع اعلان میں لکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

یستنبئونك احقّ هو۔ قل ای و ربّی انّه لحقّ

پوچھتے ہیں آپ کو (اے مرزا) کہ آپ کا یہ مضمون آخری فیصلہ سچ ہے؟ آپ کہیے خدا کی قسم یہ بالکل سچ ہے ۔

بتایئے اس قرآنی شہادت کو اپنے اعلان پر چسپاں کر کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے جملات خبریہ کو مضبوط کیا یا نہیں ۔ لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے تو اپنے جملات خبریہ مندرجہ آخری فیصلہ کی حلف اٹھا کر تصدیق کردی اور مریدین کہے جاتے ہیں : نہیں نہیں ۔

احمدی ممبرو ! میں تم کو ایک مشورہ دیتا ہوں ۔ چونکہ ایک روز آنے والہ ہے کہ اعلان آخری فیصلہ دکھا کر تم لوگوں کو کہا جائے گا

اقرء کتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً

تم اپنی نوشت پڑھ لو تم خود ہی فیصلہ کرنے کو کافی ہو۔

کیا ہی اچھا ہو کہ اس اعلان کو بغور دیکھ کر مباھلہ کے لفظ پر نشان لگا رکھو۔ کیونکہ وہاں پوچھا جائے گا کہ اس اشتہار میں لفظ مباھلہ کہاں ہے؟ جب سوال ہوگا تو تم فوراً اس لفظ پر انگلی رکھ دینا۔ اگر باوجود تلاش کے مباہلہ کا لفظ نہ ملے تو منہ سے نہ نکالا کرو۔'

(ہفت روزہ اہلحدیث ۳۱۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۳ ص ۵۔۶)

دھاریوال میں مرزائی، عیسائی مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پادری عبدالحق صاحب وغیرہ کہا کرتے ہیں کہ مرزائی ہمارے بھائی ہیں کیونکہ ہم مسیح ناصری کے پیرو ہیں اور یہ لوگ مسیح قادیانی کے۔ لہذا ہم ایک نوع کے دو صنف ہیں، اس لئے ہم ان کے جھگڑے میں دخل دیں تو کیوں دیں:

محتسب را درون خانہ چہ کار

لیکن چونکہ یہ واقعہ پبلک میں رونما ہوا ہے اس لئے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بتواریخ ۲۸۔۲۹ جولائی ۱۹۳۴ء دونوں بھائیوں میں بمقام دھاریوال ضلع گورداسپور (قریب قادیان) مباحثہ ہوا۔ افسوس بوجہ مباحثہ الہ آباد ہم شریک نہ ہو سکے۔ مگر اخبار الفضل قادیان نے اپنی فتح کا جو راگ گایا ہے وہ سننے کے قابل ہے۔

ناظرین کو یہ تو خوب معلوم ہوگا کہ مرزائی اخباروں کی یہ عادت مستمرہ ہے کہ مناظرین کی تقریریں نہیں لکھا کرتے، محض نتیجہ اپنے حق میں بتایا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس مناظرہ کی روئداد بیان کرنے میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔ چنانچہ الفضل لکھتا ہے:

> پہلا مناظرہ مسئلہ کفارہ پر تھا جس کے مدعی عیسائی تھے اور احمدی مناظر ملک عبدالرحمٰن خادم بی اے گجراتی اور عیسائی مناظر سادھو میلا رام صاحب تھے۔ صدرعلی الترتیب مولوی جلال الدین شمس اور مسٹر این ایم ہوز وکیل کپورتھلہ قرار پائے۔ عیسائی مناظر نے اپنے دعوی کے اثبات میں آدھ گھنٹہ تقریر کی جو بلحاظ دلائل بالکل پھسپھسی اور عامیانہ تھی۔ ملک صاحب

نے ایسی زبردست تقریر کی کہ عیسائیوں کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔
آپ نے چند ہی منٹ میں اس کی پیش کردہ باتوں کی تردید کرنے کے بعد
کفارہ پر بیس نہایت وزنی اعتراضات کیے جن میں سے ایک کا بھی جواب
عیسائی مناظر نہ دے سکا اور دے بھی کیسے سکتا تھا وہ بے چارہ معمولی علم و
عقل کا آدمی تھا جسے عیسائیون نے قربانی کی بھیڑ بنا کر کھڑا کر دیا اس
غریب کو انا جیل کے صحیح نام بھی معلوم نہ تھے چنانچہ ملک صاحب نے جب
کورِنتھیون کا ایک حوالہ دیا تو اس نے بڑے زور سے کہا کہ یہ تلفظ غلط ہے
مگر ملک صاحب نے جب ثابت کر دیا کہ صحیح تلفظ یہی ہے تو اسے خاموش
ہونا پڑا۔ سادھو صاحب متبعین کو متبِعین کہہ رہے تھے اور جب ملک صاحب
نے کہا کہ یہ غلط ہے تو کہنے لگے تبعین ہی سہی۔ آخر جب پڑھے لکھے لوگ
ہنسی کو ضبط نہ کر سکے تو آپ بہت کھسیانے اور نادم ہو کر بیٹھ گئے۔ غرضیکہ
سادھو صاحب کی حالت بہت قابل رحم تھی۔ آخر عیسائی صدر سے اپنے منا
ظر کی یہ حالت دیکھی نہ جا سکی اور انہوں نے منتیں کر کے وقت میں سے بیس
منٹ اور کم کرا لئے اور اس طرح اپنی شکست پر مہر تصدیق ثبت کر دی

(الفضل قادیان ۲۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۲)

ہمیں کمال خوشی ہوتی اگر مسئلہ کفارہ میں عیسائیوں کو شکست اور مرزائیوں کو فتح ہوتی۔ مگر جناب یہ تو بتائیے کہ فتح کس پر ہوئی؟ اسی مناظر پر جس کی بے علمی اور کم لیاقتی کا نقشہ آپ نے خود دکھایا ہے۔ واللہ ایسے بے علم اور ناواقف مناظر پر مرزائیو ں کے چوٹی کے مناظر کا فتح یاب ہونا اس رباعی کا مصداق ہے:

نوسو پوستی چڑھے شکار   مکھی گھیری وچ بزار
ماری نہیں پر لنگھی کیتی   ایہ بھی رب نے فتح دیتی

(پنجابی رباعی ہے۔ مطلب یہ کہ نوسو پوستیوں نے ایک مکھی کو بازار میں گھیر لیا اور اس پر حملہ کر کے اسے لنگڑی کر دیا اس پر خدا کا شکر کیا کہ ہمیں بہت بڑی فتح حاصل ہوئی)

اس لئے قادیانیوں کو اس فتح پر ہم مبارک باد دیتے ہوئے شرماتے ہیں

(ہفت روزہ اہلحدیث ۳۱۔ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۳ ص ۶۔۷)

دانیال اور مرزا قادیان

پیغام سچ بجواب پیغام حق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک اشتہار قادیان سے قادیان موسومہ بہ پیغام حق نکلا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دانیال (نبی) نے جو ایک پیش گوئی کی تھی وہ مرزا صاحب کے حق میں ہے۔ اصل یہ کہ یہ سب کچھ مرزا صاحب نے خود لکھا ہوا ہے جسے اختصار کر کے آج بطور اشتہار قادیان سے شائع کیا گیا ہے۔ اس لئے ہمارے حق میں کوئی نئی بات نہیں۔ ہم اس اشتہار میں سے اصل مطلب مشتہر (ناظم دعوت وتبلیغ قادیان) ہی کے لفظوں میں دکھا کر جواب دیتے ہیں۔ ناظم مذکور لکھتا ہے:

انیسویں صدی کے اخیر میں کیا عیسائی اور کیا مسلمان اور کیا ہندو سب اپنے اپنے مذہب کی پیش گوئیوں کے مطابق ایک موعود کے منتظر تھے۔ یورپ اور ایشیاء پرانی اور نئی دنیا دونوں میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بنی آدم جو مدت سے ایک نجات دہندہ کی انتظار میں تھے یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ وہ دیکھو آنے والا قریب آرہا ہے، مگر کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ انیسویں صدی گذر کر بیسوی صدی شروع ہوگئی بلکہ ۳۴ سال اور بھی گذر گئے، مگر دنیا کے نزدیک آنے والا ابھی تک نہیں آیا۔

کیا نبیوں کی باتیں جھوٹی نکلیں۔ اور جو میعاد انہوں نے خدا کی وحی کے مطابق نجات دہندہ کی آمد کے لئے مقرر کی تھی صحیح نہ تھی۔ نہیں وہ یقیناً صحیح تھی۔ اور اے بھائیو! تمہیں یہ خوش خبری مبارک ہو کہ تمہاری انتظار اور پاک نوشتوں کے مطابق وہ موعود قادیان کی بستی سے حضرت مرزا غلام احمد کی شکل میں عین وقت پر ظاہر ہوا۔ چنانچہ آپ دانی ایل نبی کی پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹۔۲۰۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک

بارہ سونوے ہجری میں خدا تعالی کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پاچکا تھا۔ پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعوی مسطور ہے تالیف ہوکر شائع کی گئی ... سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سونوے برس لکھے ہیں ۔اس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سونوے کا۔

(ازاشتہار پیغام حق۔ص۳۔۴)

ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ یہودیوں کی جو عادت قبیحہ قرآن مجید میں آئی ہے (تبدو نها و تخفو ن كثيراً) کچھ ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو۔ یہ عادت ان مرزائیوں میں نمایاں پائی جاتی ہے ۔اثبات نبوت مرزا کے لئے قرآن وحدیث میں خیانت کریں کہ کوئی بات بھی ہو، لطف تو یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کے اقوال بھی چھپا جاتے ہیں جن کو شائع کرنے کے لئے ساری جدو جہد کرتے ہیں ۔جس کا نمونہ آج اس عبارت میں ہم دکھاتے ہیں ۔ ناظم دعوت مذکور نے مرزا صاحب قادیانی کی جو عبارت نقل کی ہے اس کے ساتھ ہی یہ عبارت بھی ملتی ہے :

دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سونوے (۱۲۹۰) برس لکھے ہیں اس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سونوے کا پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس رکھتا ہے ۔ جو خدا تعالی کے اس الہام کے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص۲۰۰)

ناظرین کرام! دیکھئے اس موعود کی وفات کا سال ۱۳۳۵ھ کیسے صاف الفاظ میں لکھا ہے اور اسی کو اپنے الہام سے مؤید کیا ہے، حالانکہ مرزا صاحب ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوئے اور پیدائش آپ کی حسب بیان خود (تریاق القلوب طبع اول ص ۶۸) ۱۲۶۱ھ

میں ہوئی تھی۔ اس حساب سے آپ کی عمر چھیاسٹھ سال قمری ہوئی حالانکہ آپ کا الہام تھا کہ ۷۴ سے ۸۶ تک عمر ہوگی۔ پس اگر سچے موعود ہوتے تو بجائے ۱۳۲۶ھ کے ۱۳۳۵ھ میں وفات پاتے یعنی نو سال بعد تو دانیال نبی کی پیش گوئی بھی آپ پر صادق آتی اور آپ کا الہام بھی صحیح ہوتا۔ مگر دونوں میں سے ایک بھی نہ ہوا۔ ہوا تو وہی ہوا جو خدا کو منظور تھا کیونکہ آپ نے بڑی تحدی سے پیش گوئی کی تھی کہ مولوی ثناء اللہ اور مجھ (مرزا قادیانی) میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مرے گا۔ اس لئے خدا نے نہ دانیال والی عمر دی، نہ ان کے الہام والی بلکہ دنیا کو دکھا دیا:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۴ ص ۷۔۸)

شیطان ملعون اور مرزا قادیانی مدفون

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اہل حدیث ۱۷۔ اگست میں بحوالہ مرزا صاحب قادیانی ثابت کیا تھا کہ شیطان کو مرزا صاحب نے بحیثیت مسیح موعود ہونے کے ایک عرصہ ہوا قتل کر دیا ہوا ہے۔ ہم نے اس پر سوال کیا تھا کہ شیطان کے مقتول ہو جانے پر بھی دنیا میں فسق و فجور کیوں ہے؟ سوال بالکل صاف اور فریق ثانی کے مسلّمہ پر تھا۔ اس کا جواب دینے کو دونوں بھائی (لاہوری اور قادیانی) مسلح ہو کر سامنے آئے مگر ہوا وہی جو کہا کرتے ہیں کہ اہل حدیث کی گرفت شیر کا پنجہ ہے جس سے نکلنا کارے دارد۔ دونوں بھائی ایسے تڑپے ہیں جیسے مکھی شہد سے نکلنے کے لئے تڑپتی ہے پھر اسی میں الٹی پھنستی ہے لاہوری پیغام نے تو اتنا کہہ کر جان چھڑا دی کہ وہابیوں کی چھیڑ چھاڑ حرکت مذبوحی کی طرح چندروزہ ہے عیسائیوں کے گرجے خالی ہو رہے ہیں وغیرہ۔ پیغام صلح لاہور کے الفاظ یہ ہیں:

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں

شیطان کی شاہ رگ کاٹ ڈالی تھی اب جو کچھ عیسائی مشنریوں آریوں وہابیوں اور دوسرے مخالفین کی طرف سے ہورہا ہے وہ شیطان کی مذبوحی حرکت ہے یا اس کے چند چیلوں کی حرکتیں ہیں اور ان میں سے بھی ہر جماعت اپنی موت پر نوحہ کناں ہے عیسائی مشنری پکار رہے ہیں کہ گرجے خالی ہورہے ہیں۔ اسلام اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ نہ صرف بیرونی ممالک میں بلکہ خود ان کے صدر مقام پر حملہ آور اور فاتح ہوتا جارہا ہے۔ آریوں کے گھر میں خود ان کے ریسرچ سکالر اور پروفیسر ان کے ویدوں اور بنیادی اصولوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ وہابی جماعت کی حالت آپ سے چھپی ہوئی نہیں۔ اگر کچھ دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو روپڑی اور سوہدروی وہابیوں کے اخبارات کا مطالعہ کافی ہوگا باقی بریلوی دیوبندی جھگڑوں کو علیحدہ رکھئے۔ (۲۴۔ اگست ۱۹۳۴ء ص ۴)

اس جواب کی حقیقت جواب کے الفاظ سے ہی معلوم ہوتی ہے گرجے خالی کر کے لوگ جاتے کہاں ہیں۔ دہریت کی طرف یعنی بد سے بدتر بنتے ہیں مفصل ہم آگے چل کر بتاویں گے۔ بڑے بھائی الفضل کا جواب بھی ساتھ ہی سن لیں الفضل کے جواب کا اختصار یہ ہے کہ مرزا صاحب کے ہاتھ سے شیطان کے قتل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے اثر سے محفوظ کیا جائے یہ نہیں کہ شیطان واقعی مار دیا جائے چنانچہ اخبار الفضل قادیان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

شیطان کے قتل سے مراد:

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان کی (کسی؟) طرح کا مادی وجود نہیں رکھتا کہ اس کے قتل سے مراد تلوار لے کر اس کا گلہ کاٹ دینا ہے اور اسکے بعد تمام جہان سے گمراہی اور ضلالت کا نام ونشان مٹ جائے بلکہ قتل شیطان کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو اس کے اثرات نہ قبول کرنے کے قابل بنا دیا جائے شیطنت اور ناپاکی سے علیحدہ کر کے قرب الٰہی کے حصول اور افضال خداوندی کا مورد بننے کی اہلیت پیدا کر دی جائے۔

(۲ ستمبر ۱۹۳۴ء ص ۵)

اس اقتباس میں شیطان کی حقیقت یا اس کے قتل کی تاویل جو کی گئی ہے اس سے ہمیں بحث نہیں ہے کیونکہ ہمارا مقصد اس سے بھی حاصل ہے کیونکہ اخبار الفضل قادیان یہ مانتا ہے کہ

قتل شیطان کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو اس کے اثرات نہ قبول کرنے کے قابل بنا دیا جائے۔

ناظرین یہ فقرہ ذہن مین محفوظ رکھیں اس کے بعد خلیفہ قادیانی کی تقریر دل پذیر سنیں خلیفہ قادیانی نے ایک خطبے میں تقریر کی تھی جو اخبار الفضل میں شائع ہوئی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:

دجالی فتنہ جس رنگ میں دنیا پر غالب آیا اس کی تصویر کھینچنے کی مجھے ضرورت نہیں کوئی چیز آج اسلام کی باقی نہیں۔ نہ تمدنی احکام قائم ہیں نہ سیاسی احکام قائم ہیں، نہ اقتصادی احکام قائم ہیں، اور نہ شخصی احکام قائم ہیں۔ ہر چیز میں آج تبدیلی کر دی گئی ہے۔ پس جب تک اسے مٹانے کے لئے ہمارے اندر دیوانگی نہ ہوگی، جب تک ہمیں اس تہذیب مغربی سے بغض نہ ہوگا، اتنا بغض کہ اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز سے بغض نہ ہو، اس وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ہم میں سے جو بھی شخص مغربی تہذیب کا دلدادہ ہے جو بھی اس تہذیب سے متاثر ہے وہ روحانی میدان کا اہل نہیں۔ جس تہذیب نے ہمارے مقدس آقا کی تصویر کو دنیا کے سامنے برے رنگ میں پیش کیا ہے، جس تہذیب نے اسلامی تمدن کی شکل کو بدل دیا، جب تک اس کی ایک ایک اینٹ کو ہم ریزہ ریزہ نہ کر دیں، کبھی چین اور اطمینان کی نیند سو نہیں سکتے۔ وہ لوگ جو یورپ کی نقالی کرتے ہیں جو مغربیت کی رو میں بہتے چلے جاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے تن بدن میں تو ان کی ہر چیز دیکھ کر آگ لگ جانی چاہیے کیونکہ ہم اور مغربیت ایک جگہ نہیں جمع ہو سکتے یا ہم زندہ رہیں گے یا مغربیت زندہ رہے گی...

اس وقت اسلام کے مقابل پر بیسیوں جھنڈے بلند ہیں۔ جب تک وہ تمام

جھنڈے سرنگوں نہیں ہو جاتے۔ جب تک تثلیث کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہو جاتا۔ جب تک بت پرستی کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہو جاتا۔ جب تک اسلام کے سوا باقی تمام جھنڈے سرنگوں نہیں ہو جاتے۔ جب تک سب دنیا میں تکبیر کے نعرے بلند نہیں ہو جاتے ۔ہم کبھی اپنے فرائض کو پورا کرنے والے سمجھے نہیں جا سکتے۔ (الفضل قادیان ۲۶۔اگست ۱۹۳۴ء ص ۷)

ناظرین! اس سارے مضمون میں ایک ہی فقرہ کتنا بڑا دل شکن ہے کہ،

کوئی چیز اسلام کی باقی نہیں رہی۔

یہ سب خرابیاں جو خلیفہ قادیان (مرزا محمود) نے بتائی ہیں دراصل نمونہ ہیں ان خرابیوں کا جو دنیا میں ہو رہی ہیں آج دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی بنا صرف ایک بات پر ہے جو عرصہ ہوا جاپان کے ایک وزیر نے کہی تھی،

ہم نے اپنے ملک سے خدا کو ہمیشہ کے لئے نکال دیا ہے،

اب تو روس سے بھی یہی آواز آتی ہے۔ یہ بات بنا لینا کہ وہابی بڑے پاپی ہیں، بالکل آسان ہے کہ وہابیوں کا نام لے دیا جائے پنجابی مسیح اور قادیانی کرشن انہی کا ستایا ہوا بجائے ۱۳۳۵ھ میں جانے کے ۱۳۲۶ھ میں چلا گیا۔ مگر صحیح جواب وہ ہے جو واقعات پر مبنی ہے۔ واقعات وہی ہیں جو خلیفہ قادیان نے بتائے ہیں یاد دہانی اور استحضار کے لئے ان دونوں (بڑے اور چھوٹے) بھائیوں کے سامنے ہم مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ ایک دفعہ پھر پیش کرتے ہیں:

کسی نبی نے شیطان کو قتل نہ کیا اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود (مرزا) کے ہاتھ سے قتل ہو (چنانچہ ہو گیا) (ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۳۱۷)

اس عبارت کو پڑھ کر اور واقعات دنیا کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل تین امور کی تسلیم سے چارہ نہیں

۱۔ دنیا میں شیطان زندہ ہے دلیل اس کی انّی ہے۔

۲۔ مسیح موعود ہنوز دنیا میں نہیں آئے۔

۳۔ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا وہ غلط ہے

الفضل نے اپنے ناظرین کو دھوکہ میں رکھنے کیلئے ایک نئی بات نکالی ہے

کہتا ہے کہ اہل حدیث امرتسر، مرزا صاحب قادیانی پر اعتراض کرتے ہوئے خود آنحضرتﷺ کی توہین کر جاتا ہے۔ الفضل کے الفاظ یہ ہیں:

رسول کریم ﷺ کے متعلق خدا تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا ہے و ماارسلناك الا رحمة للعالمین کہ ہم نے تجھے تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اب اگر کوئی غیر مسلم مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کو پیش نظر رکھ کر سوال کرے کہ اگر بانی اسلام تمام جہانوں کے لئے رحمت تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور دیگر کفار مکہ یا دوسرے ممالک کے معاندین لعنت میں مبتلا ہوئے۔ کیا یہ لوگ اس رحمت سے بہرہ یاب ہوئے اگر نہیں تو کیوں بانی اسلام کا وجود ان کے لئے رحمت کا موجب نہ ہوا۔ (الفضل قادیان ۲ستمبر ۱۹۳۴ء ص ۶)

خدا جانے یہ لوگ قرآن کی آیت پیش کرتے ہوئے کیوں نہیں سمجھتے کہ افراد اہل حدیث کو قرآن سے خاص انس اور توغل ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارا پیش کردہ ترجمہ ہی غلط ہو پس سنئے

آیت موصوفہ میں رحمة مفعول لہ ہے۔ نہ سمجھے ہو تو اپنے بڑوں سے پوچھو کہ ہم نے کیا کہا۔ اور مفعول لہ دراصل فاعل کی نیت کا اظہار ہوتا ہے اور اسی کا فعل ہوتا ہے۔ پس آیت کے معنی یہ ہیں:

خدا فرماتا ہے کہ اے رسول ہم نے تجھے لوگوں پر رحمت کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یعنی ہمارا ارادہ ہی ہے کہ تیری تعلیم سے جہان کے لوگوں پر رحمت کریں مگر یہ بھی فرمادیا و ننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا قرآن مومنوں کیلئے رحمت ہے اور ظالموں کے لئے باعث نقصان ہے۔

یہ تو ہے آیت کا مطلب ہمیں اس سے بحث نہیں ہمارا مقصد تو مرزا صاحب کا قول ہے کہ شیطان کسی نبی کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوا میرے ہاتھ سے قتل ہوا۔ نہ آنحضرتﷺ نے یہ دعوی کیا نہ کسی اور نبی نے کیا۔ پس آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کو سچا ثابت کیجئے جسکا ثابت ہونا اس پر موقوف ہے کہ دنیا سے ہر قسم

کی شر، شرارت اور ضلالت دور ہو جائے

احمدی ممبرو!

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۵ ص ۹۔۱۰،۱۳)

مناظرہ سے فرار

حکیم محمد عبدالرحمٰن خلیقؒ تیجہ کلاں ضلع گورداسپور سے لکھتے ہیں:

خاکسار نے اپنا رسالہ ،نشان حج اور میرزا ، بذریعہ رجسٹری پیکٹ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ چنانچہ ناظر صاحب دعوت تبلیغ نے علاقہ ہذا کے جنرل سکرٹری تبلیغ کو بذریعہ تقریر رسالہ مذکور کا جواب دینے کو بھیجا۔ موصوف نے ۲۷۔اگست کی شام کو تشریف لا کر اعلان کر دیا کہ آج ہی رسالہ کا جواب دیا جائے گا۔ خاکسار نے منادی سن کر فوراً بذریعہ رقعہ دعوت مناظرہ دی مگر جواب ندارد۔ آخر میں نے مقام تقریر پر جا کر وقت کا مطالبہ کیا تو جواب میں مرزائی مبلغ نے کہا کہ نہ تو میرے پاس اس وقت کسی بات کا ثبوت ہے اور نہ ہی میرا آج کوئی پروگرام ہے۔ اس مضحکہ خیز جواب پر حاضرین ہنس پڑے۔ خاکسار نے قریباً ایک گھنٹہ بطالت مرزا پر تقریر کی جس کا بہت اچھا اثر رہا۔ چنانچہ اس طرح مرزائیوں نے مناظرہ سے صریح فرار کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۵ ص ۱۴)

منکوحہ آسمانی ، اور اس کے والد کی موت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان سے اعلان ہوا ہے کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری چونکہ ۳۰ ستمبر کو حسب پیش گوئی فوت ہوا تھا، اس لئے اس کی یادگار میں ۳۰ ستمبر کو اس پیش گوئی کی

تبلیغ کی جائے۔ دفتر اہل حدیث چونکہ قادیان کے ہر خیر وشر میں شریک ہوتا ہے اس لئے یہ مضمون دس روز پیشتر شائع کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین اہل حدیث بھی ۳۰ ستمبر کو جلسے کر کے اس مضمون کو پڑھ کر سنائیں اور اس کو بطور اشتہار خود چھاپ کر شائع کریں یا دفتر ہذا سے منگالیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مشہور پیش گوئیاں تین تھیں جو انہوں نے تین قوموں عیسائیوں، ہندؤوں، اور مسلمانوں پر ایک ایک کر کے تقسیم کی تھیں۔

عیسائیوں کے لئے ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت والی پیش گوئی، ہندؤوں کے لئے پنڈت لیکھ رام کی موت والی پیش گوئی، مسلمانوں کے لئے آسمانی منکوحہ والی پیش گوئی۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کی اپنی عبارت اس مضمون کے متعلق یہ ہے:

بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی جسکی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک اور پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جسکی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک اور پھر احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیا اور اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر سے کسی اس کے دشمن کو اس دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے مواقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔

(شہادۃ القرآن۔ ص ۸۰)

ہماری تحقیق یہ ہے کہ یہ تینوں پیش گوئیاں بلکہ جو پیش گوئی بھی بطور تحدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کی تھی، سب غلط ثابت ہوئیں۔ ان سب کی بحث ہماری کتاب الہامات مرزا میں مفصل درج ہے۔ آج ہم صرف تیسری پیش گوئی کا ذکر

کرتے ہیں کیونکہ اسی کے متعلق قادیانیوں نے ۳۰ ستمبر کو پروپیگنڈہ کرنا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ اس پیش گوئی میں اصل مقصود نکاح تھا۔ چنانچہ لڑکی کا والد مرزا احمد بیگ اور اسکا ناکح مرزا سلطان محمد چونکہ نکاح مرزا میں سنگ راہ تھے، اس لئے ان کی موت بھی ضروری تھی۔ چنانچہ ۳۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو مرزا احمد بیگ فوت ہوگیا (۳۱ ستمبر کی تاریخ مرزا صاحب نے لکھی ہے، کتاب دافع الوساوس صفحہ ۲۸۰۔ ورنہ ہندوستان کیا دنیا کے کسی حصے میں ستمبر کی ۳۱ تاریخ نہ کبھی ہوئی ہے نہ آئندہ ہوگی۔ یہ بھی مرزا صاحب کی الہامی لطافت ہے۔ سچ ہے:

لطف پر لطف املا میں میرے یار کے یار حاء حطی سے گدح لکھتا ہے ھوز سے حمار) اور مرزا صاحب نے شہادۃ القرآن بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء یعنی احمد بیگ کی موت سے ایک سال بعد شائع کی۔ تاہم اس کی موت کو کوئی اہمیت نہ دی بلکہ صاف لکھا کہ کہ اس پیش گوئی کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں ہیں۔

(شہادۃ القرآن۔ ص ۸۱)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی موت اصل مقصود نہ تھی بلکہ اصل مقصود نکاح آسمانی تھا۔ اور احمد بیگ کی زندگی چونکہ اس میں مانع تھی اس لئے اس کی موت بطور تمہید کے تھی نہ کہ اصل مقصود۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب نے اس کی تشریح خود فرمائی ہوئی ہے۔ کتاب انجام آتھم میں مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کا

ذکر کر کے لکھتے ہیں:

میں نہیں کہتا کہ یہ کام ختم ہو گیا اور اصل پیش گوئی پوری ہو گئی بلکہ اصل کام (نکاح) ابھی باقی ہے اس کو کوئی شخص بھی حیلہ حوالہ سے ٹال نہیں سکتا۔ وہ خدا کی طرف سے تقدیر مبرم ہے۔(انجام آتھم۔ص ۳۲۳)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اصل پیش گوئی نکاح کی تھی اور مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد کی موت بطور رفع موانع کے لئے تھی اصل نہ تھی جن میں سے ایک فوت ہو گیا مگر جو اصل مانع تھا یعنی آسمانی منکوحہ کا خاوند وہ آج تک زندہ ہے حالانکہ اس کی موت کی حد اڑھائی سال تھی جو اگست ۱۸۹۴ء میں ختم ہو گئی جسے آج پورے ۴۰ سال ہو چکے ہیں چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے کہ:

مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی میعاد آج اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔(کتاب شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی ص ۸۰)

ہاں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس بڑے سنگ راہ (مرزا سلطان محمد کی موت) کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے کیا لکھا ہوا ہے۔آپ کا اعلان ہے کہ:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آجائے گی۔ (انجام آتھم۔ص ۳۱)

اور سنو! مرزا صاحب قادیانی نے اس پیش گوئی کو رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں خود ہی دو جزؤں سے مرکب مانا ہوا ہے (ص ۵۲)۔اسی کتاب میں پہلے جزء (احمد بیگ کی موت) کا ذکر کر کے دوسرے جزء کی بابت اعلان کیا ہے:

یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزء پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ (انجام آتھم۔ص ۵۴)

احمدی ممبرو! خدا کے فضل سے مرزا سلطان محمد آج تک بھی پٹی ضلع لاہور میں زندہ ہیں۔کیا اس کی زندگی میں تم مرزا صاحب قادیانی کے وصف، ہر بد سے بدتر، پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ایمان سے کہنا ورنہ یاد رکھو ایک دن آنے والا ہے جس کی شان ہے یوم تبلی السرائر۔ فما له من قوة و لا ناصر (قیامت کے روز سب

بھید کھل جائیں گے اس وقت نہ کسی کو قوت ہوگی نہ مددگار ہوگا) ایسا نہ ہو کہ اس روز تمہاری حالت اس شعر کے ماتحت ہو جو کسی مظلوم نے کہا ہے

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۶ ص ۳۔۵)

کشمیر میں اسمبلی اور مخالفین مرزائیت کو نوٹس

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کشمیر میں اسمبلی کے انتخاب کا کام ختم ہوگیا۔ خدا انجام بخیر کرے۔ اخبار، اسلام، سری نگر راوی ہے کہ ہم کو انگریز وزیر اعظم مسٹر کالون کا نوٹس معرفت ڈپٹی مجسٹریٹ سرینگر پہنچا ہے۔ (اخبار اسلام، مخالفین مرزائیت مسلمانوں کا ہے)۔ نوٹس کا مضمون یہ ہے:

یہ دیکھا گیا ہے کہ آپ اپنے اخبار کے کالموں میں مرزائیوں کیخلاف توہین آمیز تنقیدات بالواسطہ اور بلا واسطہ عموماً کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا یہ فعل امن عامہ اور سکون میں اضطراب پیدا کر دینے کے برابر ہے۔

آپ کو اس یادداشت کے ذریعہ متنبّی کیا جاتا ہے کہ آپ آئندہ اس ریاست میں بسنے والی کسی قوم کے اور بالخصوص قادیانیوں کے خلاف اپنے اخبار کے کالموں میں کوئی حملہ نہ کیا کریں ورنہ آپ کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔

آپ کے نام یہ انتباہ آنر ایبل وزیر اعظم کے حسب الحکم جاری کیا گیا ہے۔

مولوی عبداللہ وکیل کو اسی طرح متنبہ کر دیا گیا ہے کہ وہ مولویوں اور ملاؤں کے خلاف دریدہ دہنی نہ کیا کرے۔ نمبر ۲۹۱۴۔ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(اخبار اسلام، ۱۲ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں) اس نوٹس میں صرف ایک لفظ (

حملہ) قابل غور ہے ۔ یہ لفظ قانونی ہے اس سے مراد وہ لفظ ہوتے ہیں جو (بغیر صداقت) دل آزار ہوں ۔اس مضمون کا ماخذ تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ ہے چنانچہ اس دفعہ میں چند مستثنیات بھی ہیں ۔ان سب میں فائدہ عام مخلوق داخل ہے۔

ا۔ کوئی شخص جو اپنی طرف بلائے (یا) مداری جو تماشہ کرے یا مصنف جو کتاب لکھے وہ اپنا فعل رائے عامہ پر چھوڑتا ہے لہذا اس کی بابت ہر ایک شخص کو اظہار رائے کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے ۔اس استثنا کے ماتحت ہر مصنف کی تصنیف کے متعلق ہم اس کے حق اظہار رائے کر سکتے ہیں ۔ مثلاً

دھوکہ باز ، فریب کار ، جعل ساز وغیرہ ہے ، حوالے غلط دیتا ہے نتائج غلط پیدا کرتا ہے خلقت کو گمراہ کرتا ہے ۔ وغیرہ

اس قسم کی تردیدات کو قانونی اصطلاح میں حملہ نہیں کہتے ۔ اس ہم جریدہ اسلام اور دیگر مسلمانان کشمیر کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ لوگ قانون کے ماتحت مرزا صاحب کی تحریرات پر ہر قسم کی رائے دے سکتے ہیں مثلاً مرزا صاحب نے ایک اشتہار (مجریہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء) میں خدا سے دعا مانگی تھی کہ میرے لئے کوئی نشان دکھا جس سے میرے اور میرے مخالفوں میں فیصلہ ہو جائے ۔ وغیرہ ۔اس کے بعد اعتراف کیا ہے:

> میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا،

اس پیش گوئی کی میعاد جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک رکھی ہے چونکہ اس عرصہ میں کوئی اس قسم کا مطلوبہ نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہونے کی وجہ سے مرزائی نزاع کے لئے فیصلہ کن ہو ۔ لہذا ہر ایک اہل الرائے کا حق ہے کہ مستثنی مذکورہ کے ماتحت مرزا صاحب کے حق میں اس اعلان کے دائرے میں رہ کر اظہار رائے کرے ۔ ایسا کرنے سے نہ وزیر کشمیر روک سکتے ہیں نہ وزیر اعظم انگلستان منع کر سکتے ہیں نہ ان کا منشا ہے ۔ حکومت کا قانون سب جگہ قریباً ایک ہی ہے ہم ہندوستانی جس کام میں آزاد ہیں اہل کشمیر بھی آزاد ہیں ۔ اللھم انصر نا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۶ ص ۱۵)

میں کذب مرزا پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں

(بجواب انعامی اشتہار سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سیٹھ عبداللہ! آپ جانتے ہونگے کہ میں مرزا صاحب قادیانی کا منکر محض سنے سنائے یا کسی کی تقلید سے نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت ہوں۔ خدا کو معلوم ہے مجھے ان سے کوئی ذاتی پرخاش ہے، نہ کوئی عداوت، نہ خاندانی شراکت، نہ نزاع وراثت۔ ہاں میں ان کے دعاوی کو غلط جانتا ہوں کہ نہ آپ مسیح موعود ہیں، نہ مہدی، نہ مامور من اللہ، نہ ملہم الہی۔ میں نے مرزا صاحب قادیانی کے متعلق اپنے عقیدے کا ثبوت متعدد کتابوں میں دیا ہے جو پبلک میں شائع ہو چکی ہیں۔ کتب مصنفہ کے علاوہ اہل انصاف کے لئے قابل توجہ خاص یہ امر ہے کہ مدعی نبوت اور صاحب وحی و رسالت مرزا صاحب قادیانی نے میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اعلان کیا جس میں مجھے اپنے ساتھ رکھ کر خدا سے دعا کی تھی کہ:

> اے خدائے قدوس! میری تیری رحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ جو تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے۔

اس دعا کا نتیجہ بھی کسی فرد انسانی سے عموماً اور آپ جیسے واقف کاروں سے خصوصاً مخفی نہیں کہ مرزا صاحب موصوف کو فوت ہوئے آج ربع صدی سے زیادہ یعنی ۲۶ سال کا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ خادم آج بھی یہ چند سطور لکھ رہا ہے۔ الحمد للہ

اس کے بعد جماعت احمدیہ کی درخواست سے اس خاص امر پر انعامی مباحثہ مقرر ہوا جو منصفوں کے سپرد کیا گیا جس کا فیصلہ اپریل ۱۹۱۲ء میں میرے حق میں ہوا اور میں نے مبلغ سہ صد روپئہ انعام وصول کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ خدا کا خوف کر کے خدائی فیصلہ پر یقین کیا جاتا مگر قادیانی جماعت نے اس قدرتی اور پنچائتی فیصلے سے اعراض کر کے ایک مصنوعی طریق فیصلہ میرے سامنے پیش کیا وہ یہ کہ میں مرزا صاحب

قادیانی کی تکذیب وغیرہ پر حلف اٹھاؤں۔

یہ درخواست سب سے پہلے خود قادیان میں بموقع جلسہ اسلامیہ جس میں میں بھی شریک تھا، قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہوئی جس پر مبلغ دوسو روپیہ انعام بھی تجویز ہوا۔ مگر میں نے دوسو روپیہ لئے بغیر اسی جلسہ میں حلف اٹھائی جس کا ذکر قادیان کے اخبار الفضل مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں مرقوم ہے۔

اس کے بعد یہی تقاضا جاری رہا یہاں تک کہ جب میں جنوری ۱۹۲۳ء میں سکندر آباد حیدر آباد دکن پہنچا تو آپ (سیٹھ عبداللہ الہ دین) نے بھی مجھ سے تقاضا حلف کیا، میں نے وہاں بھی ایک معمولی شرط کے ساتھ حلف اٹھانے پر آمادگی کا اظہار کیا مگر آپ سامنے نہ آئے (ملاحظہ ہو ٹریکٹ، قادیانی حلف کی حقیقت، شائع کردہ انجمن اہل حدیث سکندر آباد) اس کے بعد میں نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۹۲۶ء میں حلفیہ مضمون لکھا جو بعد اس کے بصورت اشتہار شائع کیا۔ باوجود ان واقعات کے مجھ سے مطالبہ حلف جاری رہا۔ اس طریق پر مطالبہ رہا کہ جو الفاظ قسم کے ہم (قادیانی) پیش کریں ان پر حلف اٹھاؤ۔ میں حیران تھا کہ حلف کے لئے شرع شریف نے خود الفاظ مقرر کر رکھے ہیں پھر کسی ایرے غیرے کا اس میں کیا دخل ہے یہاں تک کہ آپ (سیٹھ عبداللہ) کی طرف سے پھر ایک بلکہ کئی ایک اشتہار نکلے جن میں اکیس ہزار تک انعام دینے کا آپ نے اعلان کیا۔ میں اپنے خیال میں تصنیف کے علاوہ حلف کا فرض بھی پورا کر چکا تھا اس لئے خاموش رہا۔ اتنے میں خدائے مسبب الاسباب نے میرے اور آپ کے نزاع میں فیصلہ ہو جانے کی صورت پیدا کر دی۔

سیٹھ صاحب! مجھے آپ سے محبت ہے خدا کرے آپ کسی طرح غلطی سے باہر آ جائیں۔ اب جو صورت پیدا ہوئی ہے امید آپ بھی میری طرح اس کو نمونہ بنا کر سامنے آئیں گے۔ آپ نے اخبار الفضل قادیان میں خلیفہ قادیانی کا حلفیہ بیان پڑھا ہوگا جس کی ضرورت اور حلفیہ بیان کے الفاظ خود الفضل ہی سے نقل کرتا ہوں:

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت ساکن قادیان ولد مرزا غلام احمد صاحب مدعی ماموریت اللہ تعالیٰ قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو روحانی اور جسمانی ہلاکت میں ڈال

دیتا ہے اور نا قابل برداشت عذابوں میں مبتلا کرتا ہے کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے یقین اور ایمان کے مطابق بلا شک وشبہ مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے اور آنحضرت ﷺ سے مستفیض ہوکر مقام نبوت پر فائز ہوئے تھے اگر میں اس دعوی میں جھوٹا ہوں تا اللہ تعالی کا وہ وعید جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہے مجھ پر نازل ہو۔ (الفضل ۴ستمبر ۱۹۳۴ء)

سیٹھ صاحب! قرآن مجید میں مطففین کا ذکر برائی کے ساتھ ہوا ہے جو لیتے کسی ہاتھ سے ہیں، دیتے کسی دوسرے سے ہیں۔

یہ بدعادت اگر آپ کو اور آپ کی جماعت کو ناپسند ہ تو بس میرا اور آپ کا اختلاف مٹنے والا ہے۔ میں انہیں الفاظ سے حلف اٹھانے کو تیار ہوں جن سے آپ کے خلیفہ میاں محمود صاحب قادیانی نے اپنے والد کی صداقت پر حلف اٹھایا ہے۔ فرق اتنا ہوگا کہ جہاں انہوں نے اثبات کیا ہے میں نفی کرونگا۔ یعنی انہوں نے کہا میرے یقین میں وہ مسیح موعود تھے میں اسکی جگہ کہوں گا میرے یقین میں وہ مسیح موعود نہ تھے۔ علی ہذا القیاس۔ ساری عبارت ہو بہو نقل کر کے مثبت کو منفی کرونگا۔

پس آپ اگر مطففین کی عادت کو واقعی قبیح جانتے ہیں تو میری اس تجویز کو منظور کریں جس کا ثبوت یہ ہے کہ:

انعامی رقم بنک میں جمع کراؤ۔ انعامی رقم امپیرئل بنک حیدآباد میں جمع کرا کر اس مضمون کی رسید مجھے بھیج دیں کہ جس روز میں عبارت مذکورہ میں قسم کا مطبوعہ اشتہار حیدرآباد بھیج دوں مینیجر بنک انعامی رقم میرے نام منتقل کردے۔

بس اب کوئی بات باقی نہیں رہی۔ آخر میں میں اعلان کرتا ہوں کہ:

میں مرزا صاحب کو ان کے الہامی دعووں میں جھوٹا جانتا ہوں

و اللہ علی ما اقول شہید۔

جواب باصواب کا منتظر: خاکسار ابوالوفا ثناء اللہ از امرتسر پنجاب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۷ ص ۶۔۷)

حرام علی قریۃ، پرایک سوال

(مولوی میر اسحاق صاحب قادیانی سے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میں جانتا ہوں کہ قادیان میں صحیح تفسیر وہی ہے جو مرزا غلام احمد صاحب کے قول سے موافق ہو، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک مدرس نے درس قرآن میں مرزا صاحب کے قول سے چشم پوشی کی تھی تو خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) نے برسر منبر اسے ایسا ڈانٹا تھا کہ وہ پھر اس طرح نہ بول سکا۔ میں اس مدرس کا نام بھی سن چکا ہوں ۔تاہم آج ایک علمی سوال کے لئے قادیان کے اہل علم کو مخاطب کرتا ہوں امید ہے کہ جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔

میر صاحب! آپ نے عدم رجوع اموات پر یہ دلیل ہے کہ:

اللہ تعالی سورۃ انبیاء (ع ۷) میں فرماتا ہے

وحرام علی قریۃ اھلکنا ھا انھم لا یر جعو ن

یعنی ہم نے حرام کر دیا ہے اور پوری طرح روک دیا ہے کہ جو لوگ ایک دفعہ فوت ہو جائیں وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آ سکتے۔ پس خدا قادر تو ہے کہ وہ جس مردہ کو چاہے دوبارہ زندہ کر دے اور ہمیں اس کی قدرتوں سے قطعاً انکار نہیں کیا لیکن باوجود اس کے ہم مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کے اس لئے منکر ہیں کہ مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالی نے اپنا ایک قانون ہمیں بتایا ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے تو اس کا دوبارہ زندہ ہونا مشکل یا شاذ نہیں بلکہ حرام یعنی بالکل ممنوع اور ناممکن ہے۔ پس جس فعل کو خدا تعالی ناممکن الوقوع قرار دیتا ہے اسے وقوع میں آنے والا ہم کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں

(ریویو آف ریلی جنز۔ستمبر ۱۹۳۴ء ص ۲۱)

سوال: آپ نے آیت کو مبتداء باخبر جملہ اسمیہ بناتے ہوئے حرام کو محرم کے معنی میں لیا مگر لا یر جعون کو بمعنی مثبت رکھا حالانکہ وہ منفی ہے یا معدولہ جس کی

تقدیر کلام یوں ہے محرّم علی الھا لکین عدم الر جو ع،۔ بتایئے اس کا عکس القضیہ کیا ہو گا ۔ اس عکس کے اعتبار سے اور ترجمہ منفیہ کے لحاظ سے یہ آیت آپ کی دلیل ہے یا آپ کے مخالف کی ۔ میں جانتا ہوں کہ مرزا صاحب نے اس آیت کے معنی یہی کیئے ہوئے ہیں جو آپ نے نقل کیئے ہیں ۔مگر مرزا صاحب قادیانی متوفی تو بوجہ نہ جاننے علوم عقلیہ کے معذور تھے آپ تو معذور نہیں ۔ اس لئے امید ہے کہ جواب علمی قاعدے سے دیں گے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۱ نمبر ۴۷ ص ۷)

شیطان اور قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

اگر کسی شخص نے اس بات کی مثال دیکھنی ہو کہ دوضرب دو ، پانچ کہہ کر بھی آدمی بحث کر سکتا ہے تو وہ امت قادیانیہ کو دیکھ لے ۔ دیکھ کر یقین کر لے گا کہ جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے ۔ پنجابی فلسفہ بالکل صحیح ہے :

گوروجنہاں دے ٹپنے چیلے جاہن شٹرپ

جس کی شرح فارسی شعر میں یوں کی گئی ہے :

ما مریداں رو بسوئے صلح چوں آریم چوں

رو بسوئے فتنہ و پیکار دارد پیر ما

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سوانح عمری (تاریخ مرزا) ملاحظہ کریں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس بزرگ کی طرز گفتگو کیا تھی ۔ اچھا خاصہ قضیہ حملیہ بینہ بولتے جب پکڑے جاتے اسی کو قضیہ شرطیہ یہاں تک کہ اعداد مخصوصہ مثلاً ۱۵ کو ۲۴ بلکہ ۴۰ کر دیتے (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۵) مقام لاہور سے امرتسر اور امرتسر سے مراد دہلی کہہ دینا تو ان کے استعاروں میں عام تھا (ازالہ اوہام ص ۶۸ تقطیع خورد) آج کی سرخی کا مضمون ۱۷ ۔ اگست سے شروع ہوا ہے جس کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ الفضل قادیان نے کہیں بھولے سے لکھ دیا تھا یا نقل کیا تھا کہ آج کل شیطان کا دنیا پر جتنا غلبہ ہے پہلے کبھی نہیں ہوا ۔

اس پر اہل حدیث (۱۷۔ اگست) میں بتایا گیا تھا کہ بقول مرزا صاحب شیطان مرزا صاحب کے ہاتھ سے قتل ہو کر فنا بھی ہو چکا ہے پھر یہ کیا کہہ رہے ہو کہ شیطان کا غلبہ ہے، کیا شیطان زندہ ہے۔ اس دعوی پر مرزا صاحب کا کلام منقول از ملفوظات احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ شہادت میں پیش کیا تھا جس کا ضروری فقرہ یہ ہے:

شیطان کو بہ سبب مہلت کے کسی نبی نے قتل نہ کیا اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھ سے قتل ہو۔

ناظرین! کیسی صاف اور صریح عبارت ہے۔ باوجود اس صراحت کے امت مرزائیہ (بہردوصنف) خاموش نہیں رہی۔ کیوں رہتی جب کہ قادیان کا اخلاقی اصول ہے کہ مرزائی آں باشد کہ چپ نشود اس کے جواب میں جو انکی طرف سے کہا گیا اس کا ذکر اہل حدیث ۱۴ ستمبر (۵۔ اکتوبر کے اہل حدیث میں ص ۵ کالم ا پر ۲۴ ستمبر لکھا ہے۔ اسے ۱۴ ستمبر کر لیا جائے۔ ثناء اللہ) اور ۱۵۔ اکتوبر میں ہو چکا ہے۔ آج ایک دفعہ پھر اسی مضمون پر لکھنے کی ضرورت پیش آئی کیونکہ قادیان کے الفضل نے بمشورہ قادیانی کونسل ہمارے جواب میں ایک حدیث لکھی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ جواب الجواب دیا جائے۔ قادیانی جواب تو اسی قسم کا ہے جو قادیانی نبی کسی کافر (ڈپٹی عبداللہ آتھم) کے رجوع الی الحق کرنے کی بابت کہتے تھے، تو ثبوت میں فرماتے تھے کہ دل میں ڈر گیا۔ جس پر یہ کہنا بجا ہے

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

جواب کا لطف مجیب ہی کے الفاظ میں خوب آتا ہے اسلئے الفضل کے اصل الفاظ پڑھیئے:

خلاصہ کلام: جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں قتل شیطان سے مراد یہ قطعاً نہیں کہ دنیا سے شر، شرارت اور ضلالت کا نام ونشان مٹ جائے۔ اسکا مطلب صرف یہی ہے کہ جو لوگ آپ کے دامن کے ساتھ وابستگی پیدا کریں ان کے اندر شیطنت کے اثر سے محفوظ رہنے کی اہلیت پیدا کر دی جائے۔ استفادہ کے لئے تعلق از بس ضروری ہے اور جو لوگ آپ (مرزا قادیانی) کے ساتھ مخلصانہ

اورعقیدت مندانہ تعلق پیدا نہیں کرتے ان کیلئے شیطان پر موت کبھی بھی وارد نہیں ہوسکتی۔ (الفضل ۳۰ستمبر ۱۹۳۴ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! غورفرمائیں یہ لوگ ایک بت کی پوجا کرانے کی کتنی کوشش کرتے ہیں۔ اوراس کوشش میں کتنی صداقتوں کا خون کرتے ہیں۔ اچھا ان بھلے لوگوں سے کوئی پوچھے ان معنی سے شیطانی قتل انبیاء سابقین کے زمانہ میں نہ ہوا تھا۔ کیا حضرت موسیٰؑ سے تعلق رکھنے والے شیطانی اثر سے محفوظ نہ رہے تھے۔ آخر میں حضرت سید الانبیاء ﷺ کی صحبت مقدسہ پانے والے شیطانی اثر سے محفوظ نہ رہے تھے جن کے حق میں حضور نے فرمایا تھا کہ جہاں سے تم گزرتے ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ جاتا ہے۔ واقعات اتباع انبیاء کے علاوہ خود قرآن کی آیت ملاحظہ ہو جہاں شیطانی ادعا (تضلیل) کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی ارشاد خداوندی ہے

ان عبادی لیس لك علیهم سلطان۔ پ ۱۵، ع ۷۔

اے ملعون یادرکھ کہ میرے نیک بندوں پر تیرا کوئی اثر نہ ہوگا۔

احمدی ممبرو! کیا قادیانی قرآن میں یہ آیت نہیں ہے؟ نہیں ہے تو امرتسری قرآن دیکھو۔ اگر ہے تو بتاؤ تمہارے معنی سے تو شیطان ہر نبی بلکہ ہرمجدد بلکہ ہر مصلح کے زمانہ میں مرچکا اور مرکر داخل جہنم بھی ہو چکا مگر تمہارا نبی کہتا ہے کہ پہلے انبیاء کے زمانہ میں اس کو مہلت تھی۔ اس کے قتل کا وقت مقرر تھا کہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو

ناظرین کرام! یہ عبارت چینی زبان میں ہے یا جاپانی میں؟ آخر ہے کیا کہ ان دونوں اصناف احمدیہ کی سمجھ سے بالاتر ہے

یہ ملک کی عام زبان اردو ہے اس کے معنی صاف ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ہاتھ سے شیطان پر وہ قتل وارد ہوا جو انبیاء سابقین کے ہاتھوں سے نہیں ہوا کیونکہ ان کے زمانہ میں اس کو مہلت تھی اور مرزا صاحب (مسیح موعود) کے وقت میں اس کی موت مقدر تھی۔

مرزائی ممبرو! یادرکھو اہل حدیث کی گرفت شیر کا پنجہ ہے جس سے شکار کا نکل جانا ناممکن ہے ہاں تڑپ لو مگر یادرکھو تڑپ تڑپ کر جان دینے سے تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔

ہمارے مقابلے پر ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ رمضان شریف میں شیاطین جکڑے جاتے ہیں۔ پوچھتے ہیں جب شیاطین جکڑے گئے تو پھر رمضان شریف میں برے کام کیوں ہوتے ہیں؟

جواب سنیئے ! اس حدیث میں شیطان کے قتل ہونے کا ذکر نہیں بلکہ ایک مہینہ الگ رہنے کا ذکر ہے کیا آپ نے کبھی ڈبل روٹی (پاؤ روٹی) کے تنور نہیں دیکھے جس میں سے سب آگ کھینچ لیتے ہیں مگر چونکہ تنور گرم ہو چکا ہوتا ہے وہی گرمی پاؤ روٹی کے پکانے کو کافی ہوتی ہے۔ اسی طرح گیارہ مہینوں کی صحبت سے شریر انسانوں کی طبائع چونکہ متاثر ہو چکی ہوتی ہیں اس لئے ایک مہینے میں وہ اثر بالکلیہ ضائع نہیں ہوسکتا لیکن شیطان کو بقول مرزا صاحب آج ۴۵ سال ہو گئے (مرزا نے ۱۳۰۸ھ میں مسیح موعود کا دعوی کیا تھا آج ۱۳۵۳ھ ہے پس مرزا کو مسیح موعود بنے ۴۵ سال ہو گئے) اس عرصہ دراز میں جو لوگ پیدا ہوئے ان پر کس شیطان کا اثر ہے؟ کھلے لفظوں میں بتایئے کہ لاہوری احمدی پارٹی کے ممبر جو ۴۵ سال سے کم عمر کے ہیں یہ کس شیطان کے اثر میں گمراہ ہو کر خلافت حقہ قادیانیہ اور نبوت مرزا سے منکر ہیں۔

ناظرین کرام ! ہم بارہا اظہار کر چکے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہم کلمات مرزائیہ میں اتنی واقفیت رکھتے ہیں کہ کوئی مرزائی ہمارے مقابلے میں امتحان نہیں دے سکتا۔ اس لئے مرزا صاحب کے مباحث میں ہمیں باہر سے کوئی دلیل لانے کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ خود مرزا صاحب ہی ہمیں جواب بتا دیا کرتے ہیں گویا وہ ہمارے کان میں کہہ دیتے ہیں کہ میرے گمراہ مریدوں کو یوں کہیے کہ شیطان کے قتل ہونے کا نتیجہ میں نے خود بتایا ہوا ہے اسے دیکھ لو خواہ مخواہ ادھر ادھر کیوں بھٹکتے ہو۔ سنو میں نے عبارت متنازعہ کے ساتھ ہی صاف لکھا ہوا ہے:

> اب تک اخیار (نیک لوگوں) کی قلت اور اشرار (بدکاروں) کی کثرت تھی لیکن شیطان ہلاک ہوگا اور اخیار (نیکوں) کی کثرت ہوگی اور اشرار (برے لوگ) چوہڑے چماروں کی طرح ذلیل اور بطور نمونہ باقی رہ جائیں گے۔
>
> (ملفوظات احمدیہ۔ ج ۲ ص ۳۱۷)

احمدی ممبرو ! اگر خدا کو مانتے ہو تو ہمارے مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دل

میں خوف خدا لا کر دینا چاہیے

۱۔ یاجوج ماجوج تمہارے نزدیک اشرار ہیں یا نہیں۔

۲۔ انگریز تمہارے نزدیک یاجوج ماجوج ہیں یا نہیں؟ اگر انکار کرو تو مرزا غلام احمد کی کتاب حمامۃ البشریٰ دیکھو جہاں انہوں نے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ برطانیہ اور روس یاجوج ماجوج ہیں۔

۳۔ اسی طرح ہندو اور آریہ تمہارے نزدیک اشرار ہیں یا نہیں؟

۴۔ یہودی تمہارے نزدیک اشرار ہیں یا نہیں؟

۵۔ چینی جاپانی تمہارے نزدیک اشرار ہیں یا نہیں؟

سوال یہ ہے کہ یہ سب لوگ آجکل چوہڑے چماروں کی طرح بہت کم اور ذلیل ہیں؟ یا اخیار ان کے سامنے ذلیل ہیں۔

جواب دیتے ہوئے خدا کے خوف سے اگر فارغ ہو تو مخلوق سے شرم و حیا کا خیال ضرور کر لینا۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ اہل حدیث نہیں چھوڑے گا جب تک بقول مرزا صاحب قادیانی، شیطان کو کچل نہ دے:

میری جان! چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء ص ۵۔۶)

بہاء اللہ ایرانی کا دعوی ان کے الفاظ میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین بھولے نہ ہوں گے کہ حدیث نبوی کی پیش گوئی کے ماتحت ایک شخص ایران میں پیدا ہوا جس کی تاریخ تولد یکم محرم ۱۲۳۵ھ مطابق ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۱۹ء ہے۔ آپ نے اپنا لقب بہاء اللہ تجویز کیا تھا ہماری تحقیق کے متعلق جو ہے وہ ہم نے رسالہ بہاء اللہ اور مرزا میں درج کر دی ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے نبوت کاملہ کا دعوی کیا تھا آج ہم جو بتانے کو ہیں وہ اس سے عجیب ترین ہے۔ بہائی میگزین (بہائی رسالہ) میں شیخ بہاء اللہ کے کلمات نقل کئے گئے ہیں ہم ناظرین کی

آ گاہی کیلئے ان کو ہو بہو درج کرتے ہیں۔

نوٹ: ناظرین ان دعاوی کو دیکھ کر حیران نہ ہوں کیونکہ اس قسم کے دعاوی ہر مدعی کی تردید کے لئے کافی ہوتے ہیں ہم تو اس کی مثال بعینہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کسی رسو روپئہ کا دعوی کرتا ہے اور ایک تمسک محررہ یکم جنوری ۱۹۰۱ء پیش کرتا ہے مگر عرضی دعوی میں اپنی تاریخ پیدائش ۱۹۳۱ء (۳۰ سال بعد) بتاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مدعا علیہ نے یہ قرضہ مدعی کی پیدائش سے پہلے لیا تھا کون سمجھ دار ہے جو اس دعوی کی واقعیت پر ایک لمحہ بھی غور کرے پس اس اصول کو ذہن نشین کر کے مندرجہ ذیل کلام پڑھیں:

حضرت اعلی از زندان ماکو بہ محمد شاہ قاجار بادشاہ ایران بایں مضمون خطاب مے فرماید منم آن نقطہ اولی کہ جملہ آفرینش از آں ہستی یافتہ ...منم آں طلعت اللہ کہ جلالش تا ابد مظلم نمی شود منم آں نیر خدا کہ پرتوش ہرگز افسردہ نمے گردد ...خداوند خواستہ است کہ جملہ کلید ہائے بہشت را در دست یمین من گذارد و جملہ کلید ہائے دوزخ را در دست یسار من ... منم یکے از آں رکن رکین کلمۃ اللہ العلیاء ہرکس مرا شناخت، کل حقیقت وراستی راشناختہ است و بآنچہ کہ خیر و نیک است فائز شدہ است ...آں جوہرے کہ خداوند مرا از آں آفریدہ است۔ نیست عنصرے کہ دیگراں از آں ترکیب یافتہ اند۔ پروردگار چناں عنائتے برمن مبذول کردہ است کہ دانایان جہان از ادراکش عاجز ند و مومنین از کشفش قاصر۔ بہائی میگزین اکتوبر ۱۹۳۴ء

ترجمہ: حضرت اعلی بہاء اللہ نے ماکو بہ کے جیل سے شاہ ایران محمد شاہ (اس بادشاہ نے بہاء اللہ کے برخلاف ایرانیوں کی شورش دیکھ کر اسے قید کر دیا تھا) کو خط لکھا تھا کہ: میں وہی پہلا نقطہ الہی ہوں کہ ساری مخلوق نے اسی نقطہ سے ہستی پائی ہے (شائد فلسفہ یونان کے مطابق آپ عقل اول ہیں) میں الہی نور ہوں میری چمک کبھی بھی بند نہ ہوگی میں چمکیلا ستارہ ہوں کہ اس کی چمک کبھی مدھم نہیں ہوگی خداوند تعالی نے چاہا کہ بہشت کی تمام کنجیاں میرے دائیں ہاتھ میں رکھے اور دوزخ کی تمام کنجیاں میرے بائیں ہاتھ میں دے۔ میں کلمۃ اللہ

العلیاء کا ایک رکن رکین ہوں (تثلیث کا اقنوم؟) جس شخص نے مجھے پہچان لیا اس نے کل حقیقت اور کل راستی کو پہچان لیا اور ہر ایک چیز اور ہر ایک نیکی کو اس نے پا لیا۔ جس جوہر سے خدا نے مجھے پیدا کیا وہ جوہر وہ عنصر نہیں جس سے دوسرے لوگ پیدا ہوئے ہیں خدا نے مجھ پر ایسی عنایات کی ہیں کہ دانایان عالم اس کے ادراک سے عاجز ہیں اور ایمان دار اس کے معلوم کرنے سے قاصر۔

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ آج کل کچھ ایسا دستور ہو گیا ہے کہ جو کوئی دوا فروشی کی دکان نکالتا ہے وہ اپنی ہر ایک دوا کی ایسے لفظوں میں تعریف کرتا ہے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ حکومت کو چاہیے کہ ہسپتالوں میں اسکی دوا کو رکھ کر باقی سب ادویہ کو پھینک دے کیونکہ یہ دوا سب بیماریوں کیلئے اکسیر اعظم ہے مگر حکومت بھلا ایسی بے وقوف کہاں کہ وہ ان بھول بھلیوں میں پھنس جائے وہ تو ایک مشتہر کی غرض وغایت سے واقف ہے۔

ناظرین غور کریں کہ ان دعاوی میں سے کوئی دعوی بھی ایسا نہیں جو سلسلہ انبیاء میں کسی نبی نے کیا ہو وہ تو اپنے آپ کو عبداللہ اور عباداللہ ہی کہتے رہے۔

ہاں عیسائیوں نے بعض دعاوی حضرت مسیح کی طرف ایسے منسوب کئے ہیں جو بہائیوں کے ان دعاوی سے ملتے جلتے ہیں جن کی بابت ارشاد خداوندی نے صاف صاف تردید اور تکذیب کر دی ہے اور حقیقۃ الامر کا ان الفاظ میں اظہار فرما دیا

ان ھو الا عبد انعمنا علیہ و جعلنا ہ مثلا لبنی اسرائیل

وہ مسیح ہمارا بندہ تھا ہم نے اس پر انعام کئے اور اس کو بنی اسرائیل کا ہادی بنایا

ہاں آج کل کے دوکانداروں میں سے ایک دوکاندار قادیانی نبی ہے جس نے ایرانی مدعی کی یہ تعلیم دیکھ کر بعینہ یا ان کے قرین قریب جو دعاویہ کئے وہ بھی سنئیے

۱۔ انماامرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون (حقیقۃ الوحی) (خدا نے فرمایا اے مرزا تجھے اختیار ہے جب تو کسی کام کو کہے کہ ہو جا وہ ہو جائے گا)

۲۔ انا شمس لا یحجبھا دخان (خطبہ الہامیہ)

(میں ایسا سورج ہوں جس کو دھواں نہیں چھپا سکتا)

۳۔من دخل فی جماعتی د خل فی صحابة محمد

(جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ اصحاب رسول ﷺ میں داخل ہو گیا)(حوالہ مذکور)

۴۔انت من ما ئی و ھم من فشل (حقیقۃ الوحی)۔

(خدا نے فرمایا اے مرزا تو میرے پانی سے ہے وہ سب لوگ کیچڑ سے ہیں)

۵۔ ان قد می ھذہ علی منا رۃ ختم علیھا کل رفعة (خطبہ الہامیہ)

۔(تحقیق میرا قدم اس منارہ پر ہے جس پر تمام بلندیاں ختم ہیں)

۶ میرا تخت سب تختوں سے اونچا بچھایا گیا (حوالہ مذکور)

ناظرین! یہ ہے دوا فروشی کا اشتہار اگر کام پوچھو تو کچھ نہیں چند کتابیں چند اشتہار دیئے جن میں فی صدی پچانوے اپنی تعریف سے مخصوص باقی دیگر اغراض کیلئے ۔آئے اور چلے گئے دنیا میں گمراہی پہلے سے زیادہ ہوئی نہ کوئی دینی اصلاح ہوئی نہ تمدنی، نہ اخلاقی، نہ معاشرتی۔

وہی فرقت کی بیماری جو پہلے تھی وہ بڑھ کر ہے

ہاں اس کے مقابل ایک ایسی ہستی ہم کو نظر آتی ہے جس کی پکار تھی انما انا عبد الله و رسو له جس کا مضمون یہ ہے

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اس بے ادعا مدعی نے دنیا میں کیا کچھ انقلاب کیا، کسی سے مخفی نہیں۔اپنے اردگرد کی سب قوموں کو غیر خدا سے ہٹا کر خدا سے ملا دیا اور بد اخلاقی سے چھڑا کر نیک اخلاق بنایا۔جس کا نقشہ خواجہ حالی مرحوم نے اس بند میں دکھایا ہے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے ساری بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

میں عموماً جلسہ ہائے تبلیغ میں کہا کرتا ہوں کہ میں قادیانی تعلیم کا مبلغ ہوں اس کی یہی تشریح ہے کہ جو باتیں قادیانی مدعی کی قادیانی تنخواہ دار مبلغ چھپاتے ہیں میں ان کو لوگوں تک پہنچاتا ہوں اس لئے میری دعوی ہے کہ

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۴ء ص ۳،۴)

گاندھی اور قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم سے کوئی پوچھے تو ہم ان دونوں پیش گوؤں کو ان کی بلند نظری کی وجہ سے ہندوستان کی سر برآوردہ ہستیوں میں شمار کرتے ہیں۔ اس لئے آج ہم ان دونوں کو عنوان میں یکجا دکھاتے ہیں۔ اگر حدیث شریف میں تصویر بنانا اور شائع کرنا منع نہ ہوتا تو آج ہم ان ہر دو ریفارمر ہستیوں کی تصویر بھی دکھاتے۔

بہرحال ہم ان دو ہستیوں کو ایک معنی سے بڑی ہستیاں جانتے ہیں اسی لئے آج ہم ان کی ناکامی کا مرثیہ لکھتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں یہ دو ہستیاں دو مختلف دعوے لے کر آئی تھیں گو اپنے اپنے دعوی میں مختلف تھے۔ ہمارے ناظرین میں اگر کوئی صاحب ان دو ہستیوں میں سے کسی ایک کے ماننے والے ہوں تو وہ ناراض نہ ہوں بلکہ ہمارے پیش کردہ واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

۱۔ مرزا صاحب قادیانی مذہبی اصلاح کے مدعی تھے اس لئے انہوں نے اعلان کیا تھا

کہ میں اس لئے آیا ہوں کی مسیحیت کا نام ونشان مٹا دوں اور مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کا متقی بنا دوں۔ (الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

۲۔ گاندھی جی سیاسی ریفارمر تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ ہندوستان پوری آزادی حاصل کرے۔

مرزا صاحب قادیانی کو انتقال کئے آج ۲۶ سال کا عرصہ ہوا، مگر نہ مسیحیت کا نام مٹا، نہ مسلمان متقی بنے۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خراب اور تباہ ہو گئے۔

گاندھی جی بھی ان تھک کوششوں میں تھک کر کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔

ہندوستان آج بھی اسی طرح انگریزوں کے ماتحت ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

لہذا ہم ان دونوں بزرگ ہستیوں کی ناکامی کے غم اور افسوس میں شریک ہیں اور خواجہ حالی مرحوم کے الفاظ میں دونوں کو (ایک کو براہ راست اور دوسرے کو بالواسطہ) تسلی دیتے ہیں:

تیمور نے اک مورچہ زیر دیوار
دیکھا تو چڑھا دانے کو لے کر سو بار
آخر سر بام لے پہنچا تو کہا
مشکل نہیں کوئی پیش ہمت دشوار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۴ء ص ۴۔۵)

مرزا قادیانی کی یہود سے مشابہت

مرزائی اخبار پیغام صلح لاہور (۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء) میں ایک مضمون نکلا ہے جس کی سرخی ہے، جماعت قادیان کے متعلق پیش گوئی۔

اس میں راقم مضمون نے لکھا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے حق میں ایک گروہ منکر ہوا جن کو یہود کہتے ہیں ایک گروہ غالی ہوا جو عیسائی کہلاتے ہیں ایک گروہ معتدل رہا جو کہ اصلی مومن ہیں اسی طرح مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے جو منکر ہیں وہ یہودی ہیں جو ان کو نبی کہہ کر غلو کرتے ہیں وہ غالی ہیں اور لاہوری پارٹی مسلمانوں کی

طرح معتدل ہے۔ ناظرین مندرجہ ذیل مضمون جو اس کے جواب میں ہے، غور سے پڑھیں۔ مدیر اہل حدیث امرتسر

جناب مولوی عبدالعزیز صاحب قلعہ میہاں سنگھ سے لکھتے ہیں:

میں الزام اوروں کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

الم تر الی الذین یز کو ن انفسھم بل الله یز کی من یشاء میں اللہ تعالی نے برائی ان لوگوں کی بیان فرمائی جو اپنے آپ کو پاک خیال کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالی جس کو چاہیں پاک بنا دیں اور ایک اور آیت شریفہ لکھی جاتی ہے جس میں اس شخص کی برائی کا ذکر ہے جو آپ گناہ کر کے دوسرے کے ذمہ لگا دے۔ وہ بھی مرزا صاحب کا خوب حال بیان کرتی ہے اور مرزا صاحب سچ مچ اس کے مصداق ہیں

و من یکسب خطیئة او اثماً ثم یر م به بر یئاً فقد احتمل بهتانا و ا ثماً مبیناً

اب اس کے بعد واضح ہو کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے صفحہ ۹ کی آخری سطر میں فرماتے ہیں:

> پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف ایسی حدیثیں بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں علماء اس امت کے یہودی صفت ہو جائیں اور دیانت اور خدا ترسی اور اندرونی پاکیزگی ان سے دور ہو جائے گی اور اس زمانہ میں صلیبی مذہب کا بہت غلبہ ہوگا اور صلیبی مذہب کی حکومت وسلطنت تمام دنیا میں پھیل جائے گی ہمارے اس زمانہ کے علماء درحقیقت یہودیوں سے مشابہ ہو گئے۔

اقول: کسی حدیث میں نہیں آیا کہ آخر زمانہ میں علماء اس امت کے یہودی صفت ہو جائیں گے۔ اگر ہے تو مریدان مرزا دکھائیں۔

اور پھر مرزا صاحب قادیانی صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں:

> پھر فرمایا کہ اس امت پر ایک آخری زمانہ آئے گا کہ علماء اس امت کے یہود کی مشابہ ہو جائیں گے اور دیانت اور تقوی ان میں سے جاتے رہیں گے جھوٹے فتوے اور مکاریاں اور منصوبے ان کا دین ہوگا اور دنیوی لالچوں

میں گرفتار ہو جائیں گے اور یہود کے ساتھ شدت سے مشابہت پیدا کر لیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کسی یہود نے ماں سے زنا کیا ہے تو وہ بھی کرینگے۔

اقول: یہ مضمون جو مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے محض افتراء علی الرسول ہے۔کوئی اس مضمون کی حدیث علماء محمد یہ میں نہیں ہے اگر ہے تو مرزا صاحب قادیانی کے خلف الرشید پیش کریں: اگر پدر نہ کرد پسر کند

مرزا غلام احمد صاحب علمائے محمد یہ پر اس لئے خفا ہیں کہ انہوں نے آپ کو اندھا دھند مسیح موعود نہیں مانا اگر آپ کو مسیح موعود مانتے تو پھر ان کی مدح میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے۔ دیکھو حکیم مولوی نورالدین نے آپ کو مان لیا اور اپنا مال بھی مرزا قادیانی کی محبت میں تباہ کر دیا۔ اسی لئے مرزا صاحب قادیانی نے ان کی مدح میں فرمایا ہے

چہ خوش بودے اگر ہر یک مثال نورالدین بودے

مگر یہ آرزو آپ کی پوری نہ ہوئی کیونکہ علماء امت محمد یہ، نورالدین کی طرح نورِ دین سے بے بہرہ نہ تھے۔ اب ہم اصل سوال کی طرف آتے ہیں۔

سو واضح ہو کہ مرزا صاحب یہود کی طرح محرف قرآن تھے اگر کسی مرزائی کو شک ہو تو ہم ان کی تصانیف سے تحریف آیات قرآنیہ دکھا دیں گے لیکن اب نمونہ کے طور پر دو عدد تحریف اعجاز المسیح سے نقل کرتے ہیں

قال المیرزا فی اعجاز المسیح:

و الیه اشارفی قو له تعا لی و له الحمد فی الا ولی و ا لآ خر ة فا وی فیه الی ا حمدین صلهما من نعما ئه الکا ثرة فالاو ل منهما ا حمده المصطفی و رسو لنا المجتبی و الثا نی ا حمد آخر الز ما ن الذی سمی مسیحاً و مهد یاً من الله المنا ن و قد استنبت هذه النکتة من قو له الحمد لله رب العا لمین فیتبدبر من کا ن من المتد بر ین۔ (اعجاز المسیح ص ۱۳۴۔۱۳۵)

اس عبارت کا مطلب یہ کہ الحمد لله کے علاوہ له الحمد فیالا ولی و الآ خره بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس میں پہلے حمد سے مراد احمد ﷺ ہیں اور

دوسرے حمد سے مراد غلام احمد قادیانی کی طرف اشارہ ہے اور یہ نکتہ مرزا صاحب نے الحمدللہ سے استنباط کیا ہے۔ سبحان اللہ! کیا ہی معارف اور حقائق قرآنیہ بیان ہو رہے ہیں جن پر مرزائیوں کو ناز ہے۔

دوسرا نمونہ بھی پڑھنے کے لائق ہے۔ مرزا صاحب اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۴۳ میں فرماتے ہیں:

و سمی زما ن المسیح المو عود یو م الدین لا نہ زمان یحیی فیہ الدین

مطلب اس کا یہ ہے کہ مرزا صاحب کے زمانہ کا نام یو م الدین ہے۔

سبحان اللہ۔ کیا ہی عجیب تفسیر ہے جو قرآن لانے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں

و ما ادرا ك ما یو م الدین ثم ما ادرا ك ما یو م الدین یو م لا تملك نفس لنفس شیئاً و الا مر یو مئذ للہ

اور سورہ واقعہ میں فرمایا: ھذا نز لھم یو م الدین

کیا دوزخیوں کی مہمانی، زقوم حمیم، مرزا صاحب کے زمانہ میں ہوئی

ان دو عد تحریفوں کے سوا اور بہت سی تحریفات مرزا کی تصانیف میں ہیں اگر ایک جگہ جمع کی جاویں تو یہود سے تحریف آپ کی بڑھی ہوئی ہے۔ اور مولوی محمد علی لاہوری نے تو سارا قرآن ہی محرف کر دیا ہے اور خلیفہ ثانی بھی سخت محرِف ہیں۔

انوار خلافت آپ کی کتاب ملاحظہ ہو۔ الغرض جس کا پیر و مرشد و پیغمبر و مجدد محرف قرآن ہو بھلا ان کے خلیفے اور نائب کیوں نہ ہوں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو آیات اپنی تصانیف میں لائے ہیں ان کو محرف کر دیا ہے کیا یہود سے یہ کم فعل ہے۔

اور دوسرا فعل آپ کا جس سے آپ یہود کے مشابہ ہیں یہ ہے کہ آپ نے کشتی نوح میں لکھا کہ مریم کی منگنی یوسف نجار سے ہوئی بعد ازاں قبل نکاح یوسف نجار سے مریم نعوذ باللہ ناجائز طور پر حاملہ ہوگئی۔

کیا یہود نے یہ نہ کہا تھا، اگر شک ہے تو یہ آیت پڑھو

وقولهم علی مریم بھتانا عظیماً
اوراسی بہتان سے وہ مطعون ہوگئے تھے

اور تیسرا فعل جو یہود کی مشابہ ان سے سرزد ہوا وہ یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسی بن مریم کو ساحر کہا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ عیسی بن مریم عامل مسمریزم تھے اور احیائے موتی وغیرہ جو ان کے معجزات ظہور میں آئے وہ سب مسمریزم کے ذریعہ سے تھے۔

پس جب مسمریزم سحر کے اقسام سے ہے تو عیسی بن مریم جادوگر ہوئے اور جو نبی کو جادوگر کہے وہ کون ہوتا ہے تصریح کی حاجت نہیں۔

پس ہم نے ثابت کردیا کہ مرزا صاحب قادیانی یہود کے مشابہ تھے۔

اور اب رہا کہ آیا علماء امت یہود کے مشابہ ہیں، اس کا اثبات بذمہ مرزائیاں ہے کیونکہ اس کلمہ کا قائل تو جہان سے بموجب اپنی دعائے آخری فیصلہ کے جھوٹا ہوکر چلا گیا اور خدا تعالی نے مہر کردی کہ مرزا قادیانی چونکہ مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں جہان سے رخصت ہوگیا لہذا وہ بقول خود جھوٹا تھا۔

خلیفہ اول بھی اس کے جواب سے بہت سٹ پٹائے تھے اور قاسم علی نے تو تین سو روپئے بھی بھر دیئے۔ مگر پھر بھی جواب سے لاچار ہوگیا آج تک مرزائیوں کو اس آخری فیصلہ کا جواب نہیں آیا اور نہ آئندہ آئے گا۔

فا ن لم تفعلوا و لن تفعلوا فا تقو ا النار التی وقو د ھا الناس و الحجا رۃ اعد ت للکا فر ین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق یکم شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲ ص ۵۔۶)

گورنمنٹ نے خلیفہ قادیان کی سخت ہتک کی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے جلسہ احرار سے پہلے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے ارادہ ظاہر

کیا اوران کے کارندوں نے اس پر عمل بھی کیا کہ بیرون جات کے مریدوں کو حکم بھیج دیا کہ ایام جلسہ میں قادیان پہنچنے کے لئے تیار رہیں۔حکومت پنجاب نے اس سے خطرہ محسوس کیا کہ دونوں جماعتیں غیر معمولی تعداد میں بصورت مقابلہ جمع ہوں گی تو فساد کا گمان غالب ہے،اس لئے احرار کو تو حکم دیا کہ قادیان کی سرحد کے قریب جلسہ کریں۔ اس سے مرزا صاحب کا الہام: انا انزلناہ قریبامن القادیان صحیح ہو گیا۔ ادھر خلیفہ قادیان کو بھی حکم بھیج دیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

چونکہ پنجاب گورنمنٹ کو تسلی ہے اور چونکہ یہ باور کرنے کیلئے معقول قرائن موجود ہیں کہ تم مرزا بشیر الدین محمود احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور لوگو ں کو قادیان بلا رہے ہو اس غرض سے کہ وہ مجلس احرار کے شعبہ تبلیغ کی اس کانفرنس پر جو کہ وہ ۲۱ لغایت ۲۳۔ اکتوبر یااس کے قریب قادیان یااس کے قرب وجوار میں کرنا چاہتے ہیں موجود ہوں اور چونکہ تمہارا یہ فعل امن عامہ میں خلل ڈالنے والا ہے اس لئے گورنمنٹ پنجاب تمہیں زیر دفعہ ۳ (۱) پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء ہدایت کرتی ہے کہ

۱۔تم ایسے تمام دعوت ناموں کو جوان تاریخوں پرلوگوں کو قادیان بلانے کے لئے تم نے بھیجے ہیں یاتمہارے زیر حکم بھیجے گئے ہیں منسوخ کردو

(۲)۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کسی شخص یااشخاص کو قادیان بلانے کی غرض سے کوئی دعوت نامہ مت بھیجو

(۳)۔۲۴۔اکتوبر ۱۹۳۴ء تک نہ کوئی جلسہ قادیان میں کرو نہ، جلسہ کرنے میں ممد بنو۔

(۴)۔ ۲۴۔اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کسی ایسے شخص کا جس کوتم نے بلایا ہو، قادیان میں استقبال کرنے یا اسکئے لئے کھانے اور رہائش کا انتظام کرنے سے محترز رہو۔ (الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء ص ۹ کالم ۱)

اس حکم کے پہنچنے پر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بہت خفا ہوئے۔خفگی کا اظہار خطبہ جمعہ میں ۱۶۔اکتوبر کو پورے غیظ وغضب سے کیا جو یکم نومبر کے اخبار الفضل میں چھپ کر آیا ہے۔

خلیفہ صاحب قادیان نے اس خطبے میں مقدور بھر اظہار رنج کیا، اس وجہ سے کہ یہ حکم جس قانون کے ماتحت دیا گیا ہے وہ ملک میں انقلاب پیدا کرنے والوں اور حکومت برطانیہ کو ہندوستان سے اکھاڑنے کی سازش کرنے والوں کے حق میں ہے۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) صاحب کہتے ہیں

ہم کو اس قانون کے تحت حکم دینا ہماری ہتک ہے۔،

ہم قدیم سے مادر زاد وفادار ہیں۔ وفاداری ہمارا مذہبی شعار ہے۔ ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی خدمت میں خرچ کیا۔ ہزاروں آدمی خدمت کیلئے دیئے۔ حالانکہ ہم ایسے شریف ہیں کہ ہمارے دس لاکھ آدمی ہوں تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ لوگ شورش کریں گے (مستری محمد حسین بٹالوی کے قتل اور مولوی عبدالکریم آف مباہلہ کے سخت مجروح ہونے سے پہلے کی بات ہوگی) گورنمنٹ کے شرابی اور عیاش افسر ہماری نسبت بدگمان ہوں اور بات ہماری جماعت نے اپنا لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بدامنی کی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ ہم نے کانگریس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے سول نافرمانی کی تحریک کا مقابلہ کیا۔ گورنمنٹ کے ہزاروں روپیہ تنخواہ پانے والے اتنی خدمت نہیں کرتے جتنی خدمت ہم نے حکومت کی کی ہے۔ اس پر بھی ہمیں ایسا نوٹس ملا جو سول نافرمانی کرنے والوں یا حکومت کے خلاف سازش کرنے والوں کو ملا کرتا ہے اس لئے گورنمنٹ کا یہ کام سخت بے انصافی اور ظلم ہے۔

اس وقت میں خلیفہ ہوں۔ ہندوستانیوں پر بھی میری حکومت اور اطاعت ویسی ہی فرض ہے جیسی اہل ایران پر یا اہل امریکہ یا دنیا کے کسی دوسرے ملک کے رہنے والوں پر، لیکن اس کے لئے انگریزوں کی اطاعت فرض نہیں۔ اہل افغانستان پر میری اطاعت فرض ہے، مگر انگریزوں کی نہیں۔ اسی طرح امریکہ پر میری اطاعت فرض ہے مگر انگریزوں کی نہیں۔ میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا خلیفہ نہیں، میں خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا، اس لئے خلیفہ ہوں افغانستان کے لوگوں کے لئے عرب ایران چین جاپان یورپ امریکہ افریقہ سماٹرا جاوا بلکہ خود انگلستان کے لئے

۔غرض کہ کل جہان کے لوگوں کے لئے میں خلیفہ ہوں اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں ۔ایسا نوٹس دینا حکومت کی سخت بے انصافی ہے دیکھئے کابل میں ہمارے آدمی اس لئے مارے گئے کہ جہاد کرنے کے ہم مخالف تھے ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے اور انگریزی گورنمنٹ ہمیں قانون سازش کنندگان کے ماتحت نوٹس دیتی ہے اس لئے گورنمنٹ کی بڑی بے انصافی ہے۔

(اس ساری گلہ گذاری کے بعد اپنی جماعت احمدیہ کو ہدایت فرمائی ہے)

ہر احمدی جس کے دل میں ایمان ہے اس کا فرض ہے کہ جماعت کے وقار اور عزت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہے جو شخص احمدیت کے اعزاز اور وقار کے لئے اپنی جان اور مال قربان کرنے کو تیار نہیں وہ احمدی نہیں کہلا سکتا حکومت نے ہماری پچاس سالہ روایات (خدمت گذاری) کو بیدردی سے کچل دیا ہے پس تمہارا (احمدیوں کا) کا فرض ہے کہ اپنے لئے خدا کے فضل سے اپنا گھر بناؤ الہام میں یہی اشارہ ہے کہ یہ امین اور آسمان تمہیں کانٹوں کی طرح کاٹیں گے ہم بھی دل رکھتے ہیں اگر اس طرح بلا وجہ انہیں مجروح کیا جاتا رہا تو ان دلوں سے ایک آہ نکلے گی جو زمین و آسمان کو ہلا دیگی ۔

نوٹ : ہم نے اس شکوے کو بہت مختصر لکھا ہے ورنہ اتنا لمبا ہے کہ الفضل یکم نومبر کا پرچہ (بمقدار ۱۲ صفحات) اسی سے بھرا ہوا ہے ۔

خلیفہ صاحب نے اپنی ساری تقریر میں حکومت کا شکوہ شکایت تو بڑی تفصیل سے کیا مگر یہ نہ بتایا کہ احمدیوں کے گھر کی زمین کہاں ہے کیونکہ یہ ہندوستان کی زمین اور یہ آسمان تو ان کے لئے کانٹے ہیں ۔ پھر وہ کون سی زمین ہے جہاں گھر بنانے کا ان مظلوموں مجروحوں کو حکم ہو رہا ہے خلیفہ صاحب کی شکایت اور مریدوں کے نئی زمین اور نیا گھر بنانے کا نقشہ ایک شاعر نے کیا خوب کھینچا ہے جو اپنے محبوب کی سردمہری اور اپنی دل شکستگی کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

ہاں یاد آیا کہ احمدیوں کو جس نئی زمین اور نیا گھر بنانے کا ارشاد ہوا ہے اس کی تفصیل خلیفہ صاحب کی ایک پرانی تقریر میں ملتی ہے۔ جن دنوں قادیان کا بوچڑ خانہ سکھوں نے گرایا تھا اور افسران حکومت نے کچھ سرد مہری کا اظہار کیا تھا تو خلیفہ قادیان نے تقریر کی تھی۔ بس وہی اس نئے گھر بنانے کی تشریح ہے فرمایا تھا:

اللہ تعالیٰ کے پیارے ابتدائی حالت میں ہمیشہ کانٹوں پر ہی گزرتے ہیں اور اگر تم (احمدی لوگ) بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو تو اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے، تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔ (الفضل ۲۵۔اپریل ۱۹۳۰ء ص ۷ کالم ۱)

ناظرین کرام! آپ تو کہتے ہوں گے کہ آج ہم ایک چودھری ظفر اللہ خان ممبر اگزیکٹو کونسل بننے پر سٹ پٹا رہے ہیں جب حسب تعلیم خلیفہ قادیان حکومت ہی جماعت احمدیہ (مرزائیہ) کی ہو جائے گی تو کیا ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم اس سے نہیں گھبراتے بلکہ دعا کرتے ہیں

خدا ترا بت کافر دراز سن تو کرے
جفا کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ نومبر ۱۹۳۴ء ص ۱۵۔۱۶)

ختم نبوت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(اختتام نبوت کیلئے شرع واحکام الٰہی کی تکمیل وتحفظ لازمی امر ہے)

جناب اللہ دیا ہیڈ ماسٹر ورنیکولر ٹون سکول بھیڑہ صندل سنگھ ڈاک خانہ مظفر آباد ضلع سہارن پور لکھتے ہیں:

مذاہب عالم سوائے مذہب حقہ اسلام کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور کوئی

دلیل عقلی پیش نہیں کر سکتے۔

مختصراً عرض ہے، آریہ سماجی مہاشوں کے صرف ایک عقیدہ کو روشنی میں لانا چاہتا ہوں اس سے جملہ عقاید سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

آریہ سماجی از روئے وید عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا کا سلسلہ قدیم ہے مگر ہر فرد دنیا بوجہ ترکیب حادث ہے کوئی بھی فرد قدیم نہیں۔ پس بقول مولانا ثناء اللہ صاحب جس مجموعہ کا ہر فرد حادث ہو وہ مجموعہ قدیم نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی عرض ہے کہ جب تسلسل محال نہیں تو دنیا کے ہر جسم کو کسی وقت ماننا کیوں ضروری ہے مثلاً اس وقت ایک شخص اپنے ماں باپ پیدا ہوئے تھے اسی طرح ہر زمانہ میں انسان اپنے ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں تو سرشٹی کا آد (شروع) کیوں مانا جاتا ہے بلکہ ماننا چاہیے کہ ہمیشہ سے بچہ ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا کبھی شروع نہیں تاکہ پورے طور سے دہریت ثابت ہو۔ پس اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ وید کی تعلیم کسی زمانہ میں الہامی تھی تو وہ اب محفوظ نہیں اس لئے ان کا دعوی ختم نبوت باطل ہے۔

یہود ونصاری از روئے توریت وانجیل خدا کے حقیقی بیٹوں نیز انسانوں کی الوہیت کے مثل ہنود قائل ہیں جو صریح شرک ہے ایسی تعلیم کو تعلیم انبیاء سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان کا دعوی ختم نبوت لغو ہے۔

اب اسلامی فرقوں پر غور کیجئے شیعہ صاحبان معصوم اماموں کی تعلیم کے بغیر قرآن پاک اور حدیث شریف کو نامکمل سمجھتے ہیں اور حضرات مقلدین تعلیم فقہ کے بغیر قرآن وحدیث کو معمہ قرار دیتے ہیں۔ نیز مرزائی حضرات بغیر ظلی نبی کے محض قرآن و حدیث کو ذریعہ نجات نہیں سمجھتے۔ پھر یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ یہ تینوں اسلامی فرقے حضور سرور کائنات کو حقیقی طور سے خاتم الانبیاء مانتے ہیں۔

اگر قرآن اور حدیث کے مطالب کو کوئی غیر معصوم عالم ہمیں صحیح طور سے نہیں سمجھا سکتا تو معصوم اماموں کے اقوال کو غیر معصوم عالم آج ہمیں کیسے سمجھا سکتا ہے۔ نہ آج حضور سرور کائنات سے براہ راست ہم کچھ معلوم کر سکتے ہیں نہ امام غائب سے۔ پس کوئی شیعہ صاحب مجھے اس کا فرق سمجھا دیں ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی۔

بعینہ اسی طرح جب کہ فقہ کو غیر الہامی علماء نے مدون کیا ہے تو اس کے مکمل

ہونے پر کیا دلیل ہے اور جب کہ موجودہ زمانہ کا کوئی عالم قرآن اور حدیث کے مطالب ہمیں نہیں سمجھا سکتا تو فقہاء کے اقوال کو موجودہ زمانہ کا عالم ہمیں کس طرح سمجھا سکتا ہے دونوں کا فرق سمجھا یا جاوے متعلقہ حضرات اس پر روشنی ڈالیں۔

اب روئے سخن مرزائی حضرات کی طرف ہے کہ غیر تشریعی نبی کس ضرورت دینی کو پورا کرتا ہے اور غیر تشریعی نبی پر ایمان نہ لانے سے انسان جہنم کا سزاوار کیسے قرار دیا جا سکتا ہے محض یہ کہنا کہ امت میں نبی نہ ہونے سے حضور سردار دو جہاں رحمت للعالمین نہیں رہ سکتے، سراسر بہتان ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص بادشاہ کی غایت درجہ وفاداری کی وجہ سے وافر انعامات حاصل کر کے بہت بڑا متمول انسان اور لارڈ ہو جائے اور ممکن ہے کہ وائسرائے ہند سے بھی زیادہ بادشاہ کا معتمد ہو جاوے مگر بغیر ضرورت کے اس کو وائسرائے ہند کس طرح بنا دیا جائے گا یعنی نبوت عہدہ ہے جو شرعی اور دینی ضرورت کے وقت مستحق شخص (مصطفیٰ) کو تفویض ہو سکتا ہے، انعامات سے عہدہ کو کوئی تعلق نہیں۔ پس مذکورہ بالا عقاید میں شرک فی الرسالت بدیہی امر ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق یکم شعبان ۱۳۵۳ھ ص ۷)

خاتم النبیین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث مورخہ ۲ نومبر ۱۹۳۴ میں اطلاع دی گئی تھی کہ قادیان سے اعلان ہوا ہے کہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۴ء کو ہر جگہ جلسے کئے جائیں اور خاتم النبیین کے مضمون پر تقریریں کی جائیں۔

خاتم النبیین کی تشریح جو ابتداء سے اہل اسلام کرتے اور مانتے چلے آئے ہیں قادیانی جماعت اس کے خلاف کہتی ہے باوجود اس کے اعلان کرتی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہیں اس لئے آج یہ مضمون خاتم البیین کے متعلق شائع کیا جاتا ہے احباب کرام کو اختیار ہے کہ اس مضمون کو حسب ضرورت خود چھاپ لیں یا دفتر ہذا سے طلب کریں۔

خاتم النبیین کے معنی قرآن وحدیث کی رو سے یہی ہیں کہ بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی پیدا نہ ہوگا کیونکہ خاتم فاعل کے وزن پر اسم آلہ کا صیغہ ہے جسے عالم قاتل اسی لئے اس کی تفسیر حدیث شریف میں آئی ہے: لا نبی بعدی یعنی ارشاد نبوی ہے کہ میرے بعد کوئی نہیں (آئے گا)

یہ حدیث ایک بڑی جماعت کی روایت سے آئی ہے۔ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ بھی یہی ہے۔ برخلاف اسکے قادیانی لوگ کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جامع کمالات نبوت تھے آپ کے بعد کوئی شخص براہ راست نبی نہ ہوگا، جو ہوگا وہ آنحضرت ﷺ کی تابعداری سے ہوگا، پھر جو ہوگا وہ مرزا صاحب کے مریدوں میں سے ہوگا چنانچہ الفضل کے خاتم النبیین نمبر مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۸ء میں لکھا ہے:

آنحضرت ﷺ تمام انبیاء صاحب شریعت کے خاتم ہیں اور خاتم النبیین کے اصلی اور حقیقی معنی یہی ہیں...اور تمام انبیاء کا وارث اور قائم مقام محمد رسول اللہ ﷺ اور اسی لئے دوسرے معنوں میں وہ خاتم النبیین ہیں یعنی مہر تمام نبیوں کی۔ مہر تحریر احکام میں راقم یا حاکم کی قائم مقام ہوتی ہے پس تمام نبیوں نے جو احکام خداوندی مستقل تعلیم روحانی کے متعلق دنیا کو اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے ملک میں پہنچائے وہ سب بشکل کامل قرآن میں موجود ہیں...پس یہ تفسیر خاتم النبیین کی کہ آپ تمام نبیوں کے قائم مقام ہیں پہلے ہی سے قرآن شریف کا صحیح علم رکھنے والے کرتے چلے آئے ہیں یہی نہیں ہے کہ صرف احمد یوں نے یا تابعان حضرت محمود (خلیفہ قادیان) نے اپنی طرف سے یہ عقیدہ گھڑا ہے کہ خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیائے عظام حضرت مسیح موعود (مرزا) کے خادموں میں پیدا ہوں گے اور وہ ہمیشہ اسلام کے محافظ اور شائع کرنے والے ہوں گے۔ ان کا کام صرف یہی ہوگا کہ جب اسلام کے چہرہ منور اور جسم اصفا پر نفسانیت اور تیرگی علم کے باعث علمائے کج رو گرد وغبار ڈال دیں گے تو وہ اس کو صاف کر دیا کریں گے۔ (الفضل ۱۲ جون ۱۹۲۸ء ص ۱۵)

ناظرین! اس عبارت کا مضمون صاف ہے کسی شرح کا محتاج نہیں یعنی یہ

مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد انبیاء کرام آئیں گے اور وہ مرزا صاحب قادیانی کے اتباع میں سے ہوں گے دوسرے فرقوں سے نہیں ہوں گے چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بعد آج تک آپ کے مریدین میں سے مندرجہ ذیل اشخاص (بزعم خویش) منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں:

قادیان میں احمد نور افغان

چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی میں مولوی فضل خان

گنا چور ضلع جالندھر میں عبداللطیف

تیماپور ریاست حیدرآباد دکن میں مولوی عبداللہ

ان کے علاوہ کئی اور اصحاب مدعیان الہام ہیں

پس ناظرین مطلع رہیں کہ قادیانیوں کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی اور ہیں اور ابتدائے اسلام سے آج تک اہل اسلام کے نزدیک کچھ اور۔ اس لئے ان کے منہ سے لفظ خاتم النبیین سن کر دھوکہ نہ کھایا کریں

خلیفہ قادیان اس سے بھی زیادہ وضاحت کرتے ہیں وہ سب سے لطیف اور لطف دہ ہے آپ لکھتے ہیں:

> جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود (مرزا) جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔ (مقولہ محمود مندرجہ ضمیمہ اخبار الفضل ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح انبیاء سابقین حضرت آدم کی نسل سے پیدا ہوئے تھے اسی طرح حضرت ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد ﷺ آئندہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسل سے پیدا ہوتے رہیں گے۔

ناظرین کرام! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملا دوپیازہ کی نسل منقطع ہو چکی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۵۳ھ ص ۶۔۷)

کاہنووان میں مرزائیوں کا فرار

قصبہ کاہنووان ضلع گورداسپور میں مرزائیوں کا جلسہ تھا۔ بانی جلسہ میاں عبدالعزیز مرزائی نے

مسلمانوں کو مناظرہ کی دعوت دی ۔ قصبہ مذکور نے مولوی محمد یعقوب بامبڑوی کو بلا لیا ۔ اور مرزائی مشن کیخلاف تقاریر کروائی گئیں ۔ مولوی محمد یعقوب نے دعوت مناظرہ منظور کر لی ۔ مگر مرزائی مناظر نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا ۔ راقم : مرزا احمد حسین از کاہنووان ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۵۳ھ ص ۱۴)

تیجہ کلاں میں مباحثہ

الفضل قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۳۴ء میں محمد اسد اللہ نامی کسی مرزائی نے شائع کرایا کہ تیجہ کلاں ضلع گورداسپور میں غیر احمدی چیلنج دے کر فرار ہو گئے ۔ اور سترہ افراد سلسلہ احمدیہ (مرزائیہ) میں داخل ہوئے ۔ مبلغ دوصد روپیہ مسجد کے چندہ کے لئے جمع ہوئے ۔ وغیرہ ۔

حکیم محمد عبد الرحمٰن خلیق سکرٹری انجمن اسلامیہ تیجہ کلاں پوچھتے ہیں کہ

. یہ سب کچھ یا تو خواب کا معاملہ ہے یا تیجہ کلاں کوئی اور ہوگا .

اگر تیجہ کلاں یہی ہے (جہاں میں رہتا ہوں) تو کیا اڈیٹر الفضل نامہ نگار (اسد اللہ) سے حلفیہ بیان شائع کروا سکتے ہیں کہ اس نے کب یہ واقعات سنے یا دیکھے؟

اور کون کون آدمی مرزائی ہوا؟

اور دوسو روپیہ کس سے اور کب وصول ہوا؟

لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۵۳ھ ص ۱۴)

نبوت مرزا پر مالیخولیا کا اثر

اور مرزائی اعتراضات کے جوابات

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق کئی ایک کتابیں طبی اصول سے لکھی گئی ہیں جن میں طبیبوں نے از روئے طب تحقیق کیا ہے کہ مرزا صاحب پر مرض مراق غالب تھا اس تحقیق کی بنا خود مرزا صاحب کے اقوال اور ان کے مشیران طبی کی تشخیصات تھیں ۔ یہ مضمون بھی ایک طبیب کا ہے ۔ مدیر اہل حدیث امرتسر

حکیم محمد عبدالرحمٰن خلیق تیجہ کلاں گورداسپور لکھتے ہیں:

ڈاکٹر شاہ نواز صاحب اسسٹنٹ سرجن مرزائی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جیسے مدعیان نبوت کے لئے ایک نہایت موزوں اصول ایجاد کیا ہوا ہے چنانچہ موصوف لکھتے ہیں۔

ایک مدعی الہام کی نسبت اگر یہ امر ثابت ہو جائے کہ اسے ہسٹیریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض ہے تو پھر اس کے دعوی کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے (ریویو آف ریلی جنز اگست ۱۹۲۶ء ص ۶۔۷)

اور مرزا صاحب قادیانی کی نسبت ہم یہاں تک مسلمہ قادیانیت اور چند قابل تسلیم شہادات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا چکے ہیں کہ آپ فی الحقیقت مالیخولیا کے مریض تھے مرزا صاحب کی اپنی شہادات اس امر کے ثبوت کے لئے پتھر پر لکیر ہیں مگر ہم نے بطور تائید ان کے مریدین کی شہادتوں کو بھی نقل کر کے اپنے بیان کو زیادہ قوی بنا لیا ہے۔ یہ امر تو ثابت شدہ ہے کہ مرزا صاحب... مالیخولیائی تھے لہذا ان کے تمام دعای... کا نتیجہ ہیں مگر چونکہ ہمارے مخاطب... مرزا صاحب کی نبوت رسالت یا مجددیت اور محدثیت کے قائل ہیں اسلئے ان کی ذات سے مالیخولیا کا دفعیہ کرنے کی غرض سے اور انہیں مذکورہ بالا دعاوی کا حامل ثابت کرنے کی غرض سے مختلف عذر تراشا کرتے ہیں۔

حضرات! مرزا صاحب قادیانی کو بیمار قرار دینے کے لئے جب ہم لفظ مراق پر صادر کرتے ہیں تو سب سے پہلے اسی مقام پر مرزائی حضرات کی توجہ خاص ہوتی ہے۔ پس ہماری اور قادیانی تعلیمات اصول میں یہ فرق ہے کہ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ مراق سے مراد مالیخولیا مراقی نہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کو مراق کی حقیقت پر آگاہی نہ تھی اور اگر آگاہی تھی تو انہوں نے مراق کو بمعنی مالیخولیا مراقی استعمال نہیں کیا بلکہ مراق سے مراد ہے مراق کی کوئی دوسری مرض مثلاً دردسر یا دوران سر ہے (رقعات حکیم نور احمد لودی ننگلی بطرف خاکسار در ریویو ماہ اپریل ۱۹۲۵ء و ریویو مئی ۱۹۲۷ء) مگر ہمارے نزدیک یہ چیز قطعاً غلط ہے بلکہ ہمارا دعوی ہے کہ جب مفرد طور پر لفظ مراق کا

استعمال ہو بشرطیکہ مراق کے استعمال سے مقصود کسی مرض کا اظہار ہو جیسا کہ مرزا صاحب یا مرزائیوں نے استعمال کیا ہے تو اس کے معنی یقیناً مالیخولیا مراقی کے ہوتے ہیں اس چیز کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے بلکہ اس بات پر بحث کرنے کو میری طرف سے اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء میں ایک چیلنج بھی بایں الفاظ چھپ چکا ہے

اگر کوئی شخص اس دعوی کو باطل ثابت کرنے کی استعداد رکھتا ہے تو میدان میں آئے چشم ما روشن دل ما شاد ۔ میں ہر وقت اس امر پر بحث کرنے کو تیار ہوں کہ لفظ مراق مفرد طور پر صرف اور صرف مالیخولیا مراقی کے معنی میں ہی استعمال ہوا کرتا ہے ۔ کیا میں امید رکھوں کہ کوئی مرزائی طبیب یا ڈاکٹر یا مولوی وغیرہ اس خارزار میدان میں قدم رکھنے کی جرأت کرے گا ۔

مگر آج تک اس کے جواب میں صدائے برنخواست ۔ وہ جانتے ہیں

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

میں اب بھی اپنے اس چیلنج پر قائم ہوں ۔ مگر چونکہ مرزائیوں نے اس چیلنج کو بغیر ڈکار لئے ہضم کر لیا اور بولنے کی جرأت نہ کی اس واسطے آج ہم دروغ گورا بخانہ اش باید رسانید کے ماتحت کچھ تھوڑا سا ثبوت بذریعہ اخبار ہی عرض کئے دیتے ہیں ۔ غور سے سنیئے

اطباء کرام کا یہ طریق ہے کہ مالیخولیا مراقی کو وہ صرف مفرد طور پر لفظ مراق سے بھی تعبیر کیا کرتے ہیں ۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو (طبی فارما کوپیا جلد اول ص ۳۴۰ ، ولفہ حکیم محمد حسن قریشی پرنسپل طبیہ کالج لاہور) اور تطبیق کے لئے دیکھو کتاب مذکور جلد اول صفحہ ۳۳۲ بیان علاج مالیخولیا مراقی ۔

اور سنیئے :

طبری گوید کہ علاج مراقی علاج مالیخولیا دماغی است (اکسیر اعظم) گاہے در مراق لعاب دہن بافراط آید (اکسیر اعظم) برائے معدہ مراقی بادیاں وغیرہ تناول نمائند (اکسیر اعظم) مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے (طب مرزائیہ بیاض

نورالدین ص ۲۱۱)

کتب لغات کی شہادت ملاحظہ ہو

لغت کی مشہور کتاب غیاث اللغات میں مسطور ہے

گاہے ایں مرض را مالیخولیا مراقی ہمین است مراق نامند (ص ۶۲۶)

یہ جس قدر اقتباسات کتب طب، کتب لغات سے ناظرین کے سامنے پیش کئے گئے ہیں تمام اس امر پر شاہد ناطق ہیں کہ جب لفظ مرکب طور پر استعمال ہو، تو اس سے مراد صرف مالیخولیا مراقی ہوا کرتا ہے دگر ہیچ۔

تو ان حالات میں مرزا غلام احمد صاحب کو اس قید سے مستثنیٰ قرار دینا بجائے خود یقیناً ماؤف الدماغی کا اعتراف ہے۔

اگرچہ کسی منصف مزاج عقلمند انسان کے لئے صرف یہی شہادات کافی ہیں مگر ہم جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کیلئے قادیانی تحریرات سے بھی چند اقتباس پیش کرتے ہیں جن میں لفظ مراق مفرد طور پر استعمال کیا گیا ہے مگر قائلین کی مراد اس سے مالیخولیا مراقی ہے۔ اس امر پر سب سے پہلے مرزا صاحب قادیانی سے ہی دستخط کراتے ہیں ناظرین بغور سنیں

یہ بات تو بالکل جھوٹا منصوبہ یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۴۰، ۲۴۱)

ڈاکٹر شاہ نواز صاحب مرزائی لکھتے ہیں؛

مرض مراق میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی وہسٹیریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا (ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء ملخصاً ص ۶)

منشی احمد حسین فرید آبادی مرزائی لکھتے ہیں:

میں نے قاضی عبدالعزیز کا دعوی خلیفہ وقت پڑھا اور ہنس کر ٹال دیا کہ مراقی ہے (ملخصاً اخبار بدر ۶ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۴)

پھر لکھا ہے:

بگوش ہوش بشنو اے مراقی ۔ بہ میخانہ نخواہی جام ساقی

(الفضل قادیان ۲۰۔ اپریل ۱۹۲۸ء ص ۷)

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب لاہوری قلمی ہیں کہ قادیانی حضرات مونولونیا میں گرفتار ہیں یہ غالباً مراق کا دوسرا نام ہے (ملخصاً پیغام صلح لاہور ۱۴۔اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۴)

ناظرین کرام یہ وہ شہادات ہیں جن کی صحت سے کسی طرح بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ثبوت محض تھوڑا سا ہم نے پیش کیا ہے، ورنہ مختلف مضامین صرف اسی مقصد کے لئے درکار ہیں۔ تو کیا اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو مالیخولیا نہ تھا اور آپ صحیح الدماغ انسان تھے۔

ناظرین! اب ہم نے مرزائیوں کے اس اعتراض کا جواب دے کر اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ مرزا صاحب قادیانی مالیخولیا کے مریض تھے اور کسی طرح بھی اپنے مالیخولیائی دعاوی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔

مالیخولیائے مرزا کے متعلق تفصیلی مباحث تو میری کتاب مالیخولیائے مرزا میں درج ہیں، مگر میں مرزائیوں کے جملہ اعتراضات کو مختصراً عرض کر کے مختصر جوابات دیتا جاؤں گا۔ امید ہے ناظرین دل چسپی سے پڑھیں گے۔

مرزائی دوستو! اگر ڈاکٹر شاہنواز کے مجوزہ کلیہ کے ماتحت کسی جھوٹے نبی کی صداقت کی عمارت منہدم ہوسکتی ہے اور بیخ و بن سے اکھڑ سکتی ہے تو یقیناً ہم نے مرزا صاحب قادیانی کی عمارت کو گرا دیا۔ آہ

منصور کو ہوا لب گویا پیام موت
اب کیا کسی کے عشق میں دعوی کرے کوئی

ڈاکٹر صاحب کا مجوزہ کلیہ قرآن کریم کا بھی مصدقہ ہے۔ آئندہ اقساط میں اسی کی تائید میں قرآنی اصول پیش کر کے بحث کروں گا۔ مگر چونکہ آپ کے نزدیک مرزائیوں کا مجوزہ اصول قرآنی اصول کی نسبت زیادہ معتمد اور قوی اور قابل اعتبار ہوتا ہے اور چونکہ آپ لوگ ہر قرآنی آیت یا حدیث مصطفیٰ کی ناجائز تاویلات سے اپنا پیچھا چھڑایا کرتے ہیں، اس واسطے میری زیادہ تر گفتگو مرزائی مسلمات کے ماتحت ہو گی انشاءاللہ تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

نوٹ: اگر میرے مسلمان دوستوں کو مرزائیوں کی جانب سے مالیخولیائے مرزا کے متعلق کوئی سوال ہو یا ہو چکا ہو تو براہ راست بذریعہ چٹھی ملفوف خاکسار کو بھیج

دیں میں اسی سلسلہ میں جواب عرض کر دوں گا۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۳ ص ۹۔۱۰، ص ۱۴)

خلیفہ محمود قادیانی تخت خلافت سے معزول کیا گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان ابھی کل کی بات ہے کہ خلیفہ قادیان نے بزور اعلان کیا تھا کہ میری حکومت انگریزی حکومت سے بھی بڑی ہے، کیونکہ میں ہندوستان میں خلیفہ ہوں ۔ میں انگلستان میں، میں امریکہ میں، میں عراق میں، میں انگلستان میں، میں کابل اور ایران میں خدا کا خلیفہ ہوں۔

ہم ابھی اس اعلان پر غور ہی کر رہے تھے کہ قادیانی امت کے جدید نبی مولوی فضل خان راولپنڈی کا اعلان اردو اور انگریزی زبان میں مطبوعہ ہمارے پاس پہنچا جس میں علاوہ چند باتوں کے مندرجہ ذیل فقرے بھی درج ہیں:

جن لوگوں نے خاکسار کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ اسکو منسوخ سمجھیں اور تااعلان ثانی میرے پاس کوئی نہ آئے حضرت مرزا محمود احمد صاحب کسی کو نوبت بنوبت پر یذیڈنٹ مقرر کر کے تخت سے اتر پڑیں۔ جب تک نبی کریم کوئی جدید حکم نہ دیں، اپنے استعفا کا اعلان کر دیں ۔ بپاس ہمدردی و ہم مشربی اور خدا تعالی کے تاکیدی حکم سے یہ باتیں آپ کو سنائی گئی ہیں تعمیل کریں ۔ راقم: خاکسار المسمی فی الناس مولوی محمد فضل خان احمدی قادیایانی

(اشتہار موسومہ بہ خطرہ کا الارم ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

ہمارے خیال میں یہ اعلان بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ بڑے مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہوا ہے کہ جو شخص الہام سے بات کرے اس کو رد نہ کرنا چاہیے بلکہ بہت غور وفکر کرنا چاہیے۔ اس لئے ہم نے اس امر میں فکر کیا تو ہماری سمجھ میں یہی آیا کہ خلیفہ قادیان نے گورنمنٹ کے سامنے تکبر کیا اور علوشان دکھایا اس لئے وہ امان اللہ کی طرح تخت خلافت سے معزول کئے گئے۔

ترکی حکومت میں دستور تھا کہ سلطان کو تخت سلطنت پر بٹھانے والا شیخ الاسلام ہوتا تھا، اور شیخ الاسلام کے فتوے ہی سے اتارا جاتا تھا۔ مگر شیخ الاسلام کی ایک نبی کے سامنے کیا حیثیت ۔ سلطان عبدالحمید شیخ الاسلام کے فتوے سے اتارے گئے ۔ قادیانی خلیفہ اپنی جماعت کے ایک نبی کے فتوے سے اتارا گیا ۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے شائد اس لئے کہ سلطان مذکور ایک دینی حاکم تھا اور خلیفہ قادیان روحانی مملکت کا سلطان ہے ۔ اسی لئے مقدم الذکر کو معزول کرنے کے لئے معمولی شیخ الاسلام کا فتوی کافی ہوا، اور موخرالذکر کی معزولی ایک نبی کے حکم سے ہوئی ..

ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۴ ص ۵)

قادیانی دو ورقہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ایک اشتہار قادیان سے نکلا ہے جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مایہ ناز کتاب براہین احمدیہ کے حوالے سے مرزا صاحب متوفی کی سات پیش گوئیاں سچی بتائی گئی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :

۱ ۔ میری طرف لوگوں کا رجوع ہوگا

۲ ۔ مجھے مالی مدد پہنچے گی ۔

۳ ۔ اتنے لوگ آئیں گے کہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی

۴ ۔ خدا میری حفاظت کرے گا

۵ ۔ میری شہرت ہوگی

۶ ۔ بسبب اژدہام تو (مرزا) ان سے بدخلقی کرے گا

۷ ۔ میرے پاس آنے والوں میں سے کچھ لوگ اصحاب صفہ کہلائیں گے

یہ تو ایسی معمولی باتیں ہیں کہ ہر ایک دکاندار، ہر ایک مولوی واعظ مصنف کہا کرتا ہے کہ دنیا عنقریب میری قدر کرے گی، میری زندگی میں نہیں کرے گی تو بعد وفات ضرور کرے گی۔ ہاں بڑی قابل قدر اور اہمیت رکھنے والی پیش گوئی وہ ہے جو اپنی

نظیر نہیں رکھتی۔ ہم مسلمانان دنیا بلکہ جملہ آدم اس کے وقوع کے منتظر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہی ایک پیش گوئی ہے جس کو پیش گوئی کہہ سکتے ہیں باقی تو اس شعر کی طرح ہیں:

دندان تو جملہ در دہان است

چشمان تو زیر ابروان است

ہاں وہ پیش گوئی ایسی ہے کہ ہم اس کو خود مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں بیان کریں پس ناظرین بغور پڑھیں۔ مرزا صاحب متوفی لکھتے ہیں:

هوالذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

(حاشیہ براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

ناظرین کرام! بات دوٹوک ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اگر مسیح موعود تھے تو یہ قرآنی اور مرزا صاحب کی تبیانی پیش گوئی کیوں سچی نہیں؟ کیا اسلام جمیع اطراف دنیا میں پھیل گیا؟

جہاں تک راستی اور صداقت کا تعلق ہے یہی جواب ہے کہ نہیں پھیلا بلکہ پہلے سے بھی کم ہو گیا۔ اس بدیہی بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا چونکہ یہ کام نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو پھر مرزا صاحب کو مسیح موعود کہنا بجز اس مصرعہ کے کیا معنی رکھتا ہے:

پیراں نمے پرند مریداں ہمے پرانند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۴ ص ۶)

میدان مناظرہ میں حق کی فتح

جناب مطیع الرحمان سکرٹری ینگ مسلم کلب حسینا لکھتے ہیں:

کسی کو گمان تھا کہ حکیم خلیل حسین مرزائی مبلغ جماعت اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ نیچا

دیکھے گا۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی بات ہے کہ موضع حسینا صالح چک تھانہ بلیا ضلع مونگیر میں آئے دن کی مرزائیوں کی شرارت دیکھ کر مسلمانوں نے للکارا کہ آؤ میدان مباحثہ میں آؤ تمہارے مقرر کردہ نبی مرزا قادیانی کی حقیقت کھولیں تم صفائی پیش کرو۔ بہت حیلہ وٹال مٹول کے بعد مرزائی جماعت نے حکیم خلیل مونگیری کو پیش کیا مسلمانوں کی طرف سے مولوی انور صاحب پروفیسر آگے بڑھے مولوی اظہر حسین صاحب مختار رئیس حسینا کو مرزائیوں نے صدر منتخب کیا صدر صاحب نے مرزائی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: اگر آپ ان اعتراضوں کا جواب مطابق قرآن و حدیث و حقیقت حال دے دیں گے تو میں آپ کے اعتقاد کا ہو جاؤں گا۔

گفتگو چار پانچ گھنٹے تک رہی دوران گفتگو مبلغ جماعت احمدیہ نے بارہا شان رسول اللہ ﷺ پر حملہ کیا بلکہ گالیاں دے کر مجمع کو مشتعل کر کے جان بچانی چاہی لیکن آفرین ہے مسلمانوں کے صبر پر۔ اس صبر آزما موقع پر بھی پرسکون رہے حاضرین جلسہ نے دیکھ لیا کہ تائید حق کس کی طرف تھی صدر صاحب نے اخیر میں اپنا فیصلہ سنایا:

حکیم خلیل مونگیری سے باوجود ان کی لسانی و چرب زبانی وایکٹنگ کے مولوی انور صاحب کے سوالوں کا جو نہایت سیدھے سادے اور صاف تھے ایک کا بھی جواب نہیں چل سکا۔

خود مرزائی جماعت کے مبلغ نے اپنی فرودگاہ پر اعتراضوں کے لاجواب ہونے کا اعتراف کیا۔

منجملہ اور اعتراضات کے ذیل کے دو اعتراض نمونتاً پیش نظر ہیں جس کے جواب دینے میں مرزائی مبلغ نے اپنی مجبوری ولاچاری ظاہر کی۔

ا۔ مولوی انور صاحب نے کتاب دکھاتے ہوئے اعتراض کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب اربعین و تحفہ گولڑویہ میں یہ لکھا ہے کہ

قرآن کریم و احادیث میں درج ہے کہ جب مسیح موعود آئیں گے تو علماء اسلام ان پر کفر اور قتل کا فتوی دیں گے۔ وغیرہ۔

مولوی انور صاحب نے مرزائی مبلغ کو چیلنج دیا کہ قرآن یا حدیث میں یہ پیش گوئی دکھاؤ۔

حکیم صاحب نے کہا اگر چہ قرآن کریم واحادیث میں یہ پیش گوئی نہیں ہے ،تاہم اشارہ موجود ہے ۔اگر مان بھی لیا جائے کہ مرزا صاحب قادیانی نے جھوٹ و افتراء کیا تو بھی ان کی شان نبوت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا کیونکہ نبی تین جھوٹ تک بول سکتا ہے۔

۲۔مولوی انور صاحب نے خود یہ دیکھ کر اور کتاب دکھا کر بتایا کہ مرزا صاحب کی تحریر ہے کہ احادیث میں پیش گوئی ہے کہ جس وقت مسیح آئیں گے اس وقت طاعون ہوگا اور حج روکا جائے گا۔مولوی صاحب نے حکیم صاحب کو للکارا کہ کسی حدیث میں یہ پیش گوئی دکھاؤ۔حکیم صاحب نے اپنی مجبوری سے بیان کیا کہ ہم نہیں دکھا سکتے ۔فقط

راقم : مطیع الرحمان سکرٹری ینگ مسلم کلب حسینا۔

حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

تعجب ہے کہ آپ کے سامنے مرزائی مناظر خاموش رہے ۔ان کی تو عادت ہے کہ دو ضرب دو ، پانچ منہ سے نکل جائے ،تب بھی خاموش نہیں رہا کرتے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۴ ص ۶۔۷)

مرزائیوں کی تعداد باوجود کوشش کے کم ہورہی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری معاصر جماعت احمدیہ بڑے فخر سے کہا کرتی ہے کہ ہم دن بدن بڑھ رہے ہیں، یہ بڑھنا ہی ہماری سچائی کی دلیل ہے۔مگر واقعہ یہ ہے کہ چند روز میں نصف تک آ گئے ہیں۔ یہ بھی ان کے اپنے بیان کے بموجب، ورنہ اصل حساب لگایا جائے تو نصف کیا ربع سے بھی کم ہو گئے ہیں۔

۱۹۲۲ء میں جب شاہزادہ ویلز (ولی عہد شاہ انگلستان) ہندوستان میں آئے تو جماعت احمدیہ کے چالیس چیدہ افراد نے ان کے سامنے ایک معروضہ پیش کیا۔ ان چالیس افراد میں خاندان رسالت قادیان کے اعیان کے علاوہ سکندر آباد کے حاجی عبد اللہ الہ دین ،میاں محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ چوہدری ظفر اللہ خان وغیرہ بھی شریک

تھے اس معروضہ میں سلسلہ احمدیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

ہمارا اندازہ ہے کہ دنیا میں نصف ملین (پانچ لاکھ) کے قریب نفوس جماعت میں شامل ہیں۔ (ص ۹۷)

یہ ایک مطبوعہ کتاب (تحفہ شاہزادہ ویلز) کی عبارت ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ افراد مرزائیہ کی تعداد ۱۹۲۲ء میں پانچ لاکھ تھے۔ بہت خوب!

اس کی نقیض:

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے ۲ نومبر ۱۹۳۴ء کو خطبہ جمعہ میں کہا:

۱۔ ہماری جماعت گورنمنٹ کی مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے۔

۲۔ اگر سارے ہندوستان کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے دوگنا بھی کر لیا جائے تو (ایک لاکھ بارہ ہزار ہوں گے)

۳۔ اگر ہمارے اندازے کے مطابق ہندوستان میں جماعت (احمدیہ) کو اڑھائی تین لاکھ سمجھ لیا جائے تب بھی (اتنے قلیل تعداد) کیا کر سکتے ہیں۔

(الفضل قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء ص ۵)

ہم نے بغرض وضاحت نمبر لگا دیئے ہیں چونکہ پنجاب ان کا مخرج ہے لازمی ہے کہ یہاں زیادہ ہوں۔ سارے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہوئے۔ خلیفہ قادیان اخفاء واقعات کر کے سارے ہندوستان کی سرکاری رپورٹ کا حوالہ نہیں دیتے۔ بجائے اس کے اندازاً پنجاب کے شمار کو بزعم خود ڈبل کرتے ہیں، تو کل ایک لاکھ بارہ ہزار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد دور کی سوجھتی ہے تو زبانی ترقی کر کے تین لاکھ تک چھلانگ مار جاتے ہیں۔ مگر تحفہ شاہزادہ ویلز کی عبارت پھر بھول جاتے ہیں جس میں فخریہ پانچ لاکھ بتا چکے ہیں۔

فیصلہ۔ ہم دونوں بیانوں کو صحیح سمجھ کر مجمل نتیجہ نکالتے ہیں کہ امت مرزائیہ دن بدن کم ہو رہی ہے۔ کوئی ہے؟ کہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کو یا نتیجہ کو غلط ثابت کرے۔

نوٹ: اس کمی تعداد کا معقول جواب سیکھنا ہو تو پانچ سیر لڈو بدست سہ صدی دوست دفتر اہل حدیث امرتسر بھیج دیں مگر جس دکان سے ہم کہیں، کیوں: اس لئے کہ:

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۵ ص ۵)

شیطان اور قادیان

جناب احمد علی صاحب ریاست رامپور کوچہ قاضی سے لکھتے ہیں:

قارئین اہل حدیث کو یاد ہوگا کہ جو کچھ اہل حدیث اور احمدی حضرات میں بعنوان شیطان ملعون اور مرزا صاحب قادیانی مدفون، تقاریر کا سلسلہ جاری رہا ہے جس کو میں حضوری ذہن کے واسطے پھر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تا کہ آئندہ میرا سلسلہ کلام صحیح طور پر سمجھ میں آ سکے۔ ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء کے الفضل میں ایک یورپین کا قول نقل کر کے بتلایا گیا تھا کہ جس زمانے میں شیطان اپنے تمام ساز و سامان سے حملہ کرے گا وہ یہی زمانہ ہے۔

اس پر اخبار اہل حدیث امرتسر نے یہ اعتراض کیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو شیطان کو قتل کر چکے ہیں جس طرح کہ ان کی تحریر سے ثابت ہے۔ پھر یہ تمام عالم کیوں گمراہی میں مبتلا ہے۔

اس کے جواب میں الفضل نے جواباً یہ مضمون شائع کیا تھا کہ قتل شیطان سے یہ مراد نہیں کہ تلوار لے کر اس کا گلہ کاٹ دیا جائے کیونکہ شیطان کوئی مادی چیز نہیں ..الخ بلکہ قتل شیطان سے یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو اس کے اثرات نہ قبول کرنے کے قابل بنا دیا جائے شیطنت اور ناپاکی سے علیحدہ کر کے قرب الٰہی کے حصول اور افضال خداوندی کے مورد بننے کی اہلیت پیدا کر دی جائے۔

پھر اہل حدیث نے ۱۴ ستمبر کے پرچہ میں اس تاویل کی تردید کر دی تھی لیکن ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء کے الفضل میں اڈیٹر الفضل نے پھر اہل حدیث پر کھسیانہ حملہ کیا جس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے کہ مولوی صاحب کو ہم نے قتل شیطان کے معنی بتا دیئے تھے

لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آئے۔ لکھتا ہے:

اب ہم مزید توضیح سے پھر لکھتے ہیں تا کہ مولوی صاحب خوب سمجھ لیں جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قتل شیطان سے مراد یہ قطعاً نہیں کہ دنیا سے شر شرارت اور ضلالت کا نام نشان مٹ جائے اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ جو لوگ آپ (مرزا) کے دامن کے ساتھ وابستگی پیدا کریں ان کے اندر شیطنت کے اثر سے محفوظ رہنے کی اہلیت پیدا کر دی جائے استفادہ کے لئے تعلق از بس ضروری ہے جو لوگ آپ کے ساتھ مخلصانہ اور عقید تمندانہ تعلق پیدا نہیں کرتے ان کے لئے اس کی موت کبھی وارد نہیں ہوسکتی۔

جناب احمد علی صاحب کہتے ہیں:

الف: اچھا الفضل صاحب اہل حدیث کی طرح ہم بھی اس تاویل کو تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ یہ فرمایئے کہ آپ کی تاویلی عبارت مرزا صاحب کے قول کے مطابق ہے یا نہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کی بنا پر عبارت اس طرح ہونی چاہیے۔

قتل انسان سے مراد لوگوں میں فلاں فلاں امور کی اہلیت پیدا کرنی تھی لہذا مرزا صاحب کے دست مبارک سے پیدا ہوگئی۔

اب اس صورت میں الفضل ہی ٹھنڈے دل سے دیکھ لے کہ مرزا صاحب کے ہاتھوں پیدا ہوئی یا نہیں۔ آیا مخلصین احمدی حضرات دغا بازی فریبی دھوکے باز ظالم لوگوں کا مال ظلم سے مار لینے والے مزدوروں کی مزدوری ملازمین کی تنخواہوں کو غبن کر لینے والے ہیں یا نہیں۔ میں تو مرزا صاحب کے صحبت یافتہ لوگوں میں آپ کے تاویل کردہ امر کے خلاف اپنے تمام بیان کردہ امور دیکھ رہا ہوں آپ اپنے آپ میں خود ہی دیکھئے اور اپنی اس عبارت کو بھی پیش نظر رکھئے۔

ب۔ اور الفضل نے تاویل کر کے مرزا صاحب کی ہمدردی نہیں کی بلکہ ان کے مقصود پر پانی پھیر دیا ہے ان کی آرزو کو ملیا میٹ کر دیا۔ مرزا صاحب کا مقصود تو یہ ہے کہ اپنی افضلیت دیگر تمام انبیاء پر ثابت کریں کہ جو کام اور نبیوں سے نہ ہوسکا ہے وہ مرزا صاحب کے ہاتھ سے ہوا۔ لیکن جب قتل شیطان کے معنی یہ ہے کہ انسانوں

میں شیطنت سے بچنے اور افضال خداوندی کے مورد بننے کی ان میں اہلیت پیدا کر دی جائے تو آفرینش عالم سے لے کر تمام انبیاء کی بعثت سے غرض وغایت یہی ہے کہ ابن آدم میں اس امر کی صلاحیت پیدا کریں جس سے مواعید الٰہی کے حصول کے اہل ہوں تمام نبیوں نے اس کی تعلیم دی ہے پھر اس سے مرزا صاحب کی کون سی افضلیت باقی رہی اور مرزا صاحب کا فرمان کہ شیطان کسی نبی سے قتل نہ ہوا اسکا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ میرے ہاتھ سے قتل ہو، کیا معنی رکھتا ہے بلکہ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ شیطان کسی نبی سے قتل نہیں ہوا اس امر کا مقتضی ہے کہ کسی نبی نے تبلیغ کا حق ادا نہیں کیا اور حکم خداوندی کی تکمیل نہیں کی (نعوذ باللہ)

مختصر یہ کہ مرزا صاحب تشریف لائے شیطان کو قتل بھی کیا مگر وہ زندہ رہا جس پر یہ کہنا بے جا نہیں:

آئے بھی اور چلے گئے دن بہار کے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۵ ص ۶)

محمدی بیگم کے نکاح کی جدید تشریح

(ایک جدید نبی کے قلم سے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہوشیار پور (پنجاب) میں ایک شخص مرزا احمد بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کی برادری میں سے تھا۔ اس کی لڑکی کا نام محمدی بیگم تھا۔ مرزا صاحب نے لڑکی کے والد سے نکاح کی درخواست کی تھی آپ پچاس سال سے متجاوز تھے اور وہ چھوکری تھی (آئینہ کمالات اسلام)۔ لڑکی کے والد نے نہ مانا۔ آپ نے بذریعہ الہام ان پر دباؤ ڈالا کہ اگر اور جگہ اس کا نکاح ہوا، تو لڑکی کا والد اور خاوند (ہر دو)، تین سال کے عرصہ میں مر جائیں گے آخر کار وہ لڑکی بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔

اولیاء دلہن اس دھمکی میں بھی نہ آئے یہاں تک کہ قادیانی مرزا جی دنیا سے رخصت ہو گئے اور آسمانی نکاح ظہور پذیر نہ ہوا۔ اس پیش گوئی نے قادیانی امت

کو سخت پریشان کر رکھا تھا آخر بحکم جوئندہ یابندہ ان کو کامیابی ہوگئی۔

امت مرزا میں اس وقت دو گروہ مشہور ہیں۔ ایک قادیانی دوسرا لاہوری۔ چونکہ اس پیش گوئی کی زد میں مرزا جی کی ذات پر پڑتی تھی اس لئے یہ تکلیف دونوں میں برابر تقسیم ہوتی تھی۔ اس کے جواب کی تلاش میں لاہوری پارٹی پہلے کامیاب ہو چکی ہے چنانچہ اس پارٹی کے ایک اعلیٰ رکن ڈاکٹر بشارت احمد نے بڑی محنت سے جواب پالیا تھا جس سے پبلک کو خاموش کر دیا تھا۔

یہ تو ایک ڈاکٹر کا ذکر ہے جو نہ نبی ہے نہ الہامی۔ دوسرا جواب ایک نبی کا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ

قادیان میں آج کل ایک شخص احمد نور کابلی ہے جو بظاہر ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے اس نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان ایک رسالہ صورت میں کیا ہے جس کا نام حقیقۃ الرسالت، ہے۔ اس پر تاریخ اشاعت ۹ نومبر ۱۹۳۴ء لکھی ہے۔ اس کے شروع میں اپنی رسالت کا اظہار یوں کیا ہے:

اے پیغمبر احمد نور رسول اللہ تم قرآنی آدمی ہو تم کو قرآن دیا جاتا ہے۔

تم قرآن کے اتم مظہر ہو (ص۲)

اس جدید نبی نے بھی محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے۔ ہم ان دونوں ڈاکٹر بشارت احمد اور نبی جدید (احمد نور) کے بیانات نقل کرتے ہیں۔ بغرض تفہیم پہلے دونوں کا خلاصہ بتاتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ محمدی بیگم سے مراد عیسائی قوم ہے اور نکاح مرزا سے مراد مرزا صاحب کا ان پر غلبہ ہے جو بذریعہ دلائل قاہرہ مرزا صاحب قادیانی کو عیسائی قوم پر حاصل ہوا تھا، یہی نکاح ہے۔

جدید نبی کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

محمدی بیگم سے مراد امت محمدیہ ہے۔ جتنا حصہ امت محمدیہ کا مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہے وہ مرزا صاحب کے نکاح میں آ گیا۔ اس نکاح سے دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں، نطفہ سے خلیفہ محمود، روحانی اثر سے احمد نور جدید نبی۔

اب ہم ان دونوں بیانوں کو خود ان کے متکلموں کے الفاظ میں ہو بہو نقل

کرتے ہیں۔ ناظرین غور سے پڑھیں اور حظ اٹھائیں:

ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری کا کہنا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بڑا زور اس آسمانی نکاح پر دیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ہمارے ان پیش نظر الہامات کی بنا پر تو تھا نہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور دکھایا گیا ہوگا۔ سو ظاہر ہے کہ وہ آسمانی نکاح کسی شخصیت کے ساتھ نہ تھا بلکہ اس حقیقت کے ساتھ تھا جو محمدی بیگم کے نام کے اندر مضمر تھی اور مامور من اللہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کا نکاح آسمان پر اگر کسی سے ہوگا تو وہ روحانی ہوگا اور کسی امت یا قوم سے ہوگا، ایک معمولی عورت سے نہیں ہوسکتا۔ صحیح تعبیر کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہ ہوا تو نہ ہو۔ آج واقعات حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ ہم ہر روز اسی دولہا کی برات کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں ایسی اعلیٰ شان کی محمدی بیگم کی تزویج جس خوش قسمت کے ساتھ ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ فلاں عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا (حالانکہ وہ مشروط بشرائط تھا۔ ثناء اللہ امرتسری) ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے اور لوگ اس سے مطالبہ کریں کہ تم نے تو کہا تھا ہمیں ایک گھوڑا ملے گا وہ تو نہ ملا حالانکہ اس بڑے انعام کے سامنے ادنی انعامات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں۔

پس محمدی بیگم سے مراد وہی حقیقت ہے جو اس نام میں مضمر ہے اور یہ آسمانی نکاح ازل سے مقدر تھا جس کا اشارہ قرآن کریم میں تھا جس کی پیش گوئی حدیث میں تھی اور جس کے متعلق خود حضرت مسیح موعود (مرزا) فرماتے ہیں:

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

اور یہی وہ محمدی بیگم ہے جس سے ینزو ج و یو لد لہ کے ماتحت معلوم ہوتا ہے کہ عالم کباب نے پیدا ہونا ہے یعنی مسیحی قوموں میں سے جو لوگ مسلمان ہوں گے، ان میں فیضان محمدی اور تعلق روحانی مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرے گا.. الخ

(پیغام صلح لاہور۔۲ جولائی ۱۹۲۴ء ص ۳۔۴)

احمد نو رجدید نبی قادیان کا کہنا ہے

خدا کی گواہی بذریعہ مسیح موعود

محمدی بیگم کا نکاح آسمان میں پڑھا گیا

قوم پر خدا نے کس رنگ میں پورا کیا مگر آج احمدی قوم کو بتلا رہا ہے مشاہدہ کراتا ہے۔غور کرو مسیح موعود کے وقت محمدی بیگم آنخضرت کی امت مراد تھی جو آنخضرت کی روحانی بیوی تھی جو حصہ محمدی بیگم کا ابن مریم کے نکاح میں آیا اس حصہ سے محمد نام لڑکا پیدا ہوا (یہ جدید نبی اپنے آپ کو محمد، روحانی ولد، لکھتا ہے اسی طرف اشارہ ہے۔ثناءاللہ) آسمان میں نکاح ہوا اس لئے روحانی نطفہ قرآن سے پیدا کیا گیا آسمان سے ہی نازل ہوا ابن مریم کو دولڑکوں کی بشارت تھی نام آپ کو محمود بتایا گیا۔سو خدا نے دونوں پورے کئے ایک ظاہری نطفہ سے اور ایک روحانی نطفہ سے۔مگر قوم کے لئے مبارک وہ جو آسمان سے آیا ہے جو تین کو چار کرنے والا ہے۔تین موجود ہیں کہ چوتھا آ گیا۔یہ اس لئے کہ تا محمدی قوم کے لئے بھی امام ہو کہ وہ امام مہدی ہے۔عاجز آنخضرت کی قوم اور امت سے بھی ہے اور ان لوگوں سے ہے جو مومن منکوحہ ابن مریم کے ہو چکے تھے۔ (رسالہ حقیقت الرسالت۔ص ۱۷)

کیسی عمدہ تاویل ہے اور کیسی اچھی تفسیر ہے غالبًا اب کوئی مخالف سے مخالف بھی چوں چرا نہیں کرے گا۔زیادہ سے زیادہ یہ کہے گا کہ شیخ چلی اور ملا پیازہ ابھی زندہ ہیں۔سو یہ کوئی عیب نہیں، با کمال لوگ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں:

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۶ ص ۴۔۶)

<u>خلیفہ قادیان سے دردمندانہ اپیل</u>

مفتی محمد صادق صاحب نے احمدیہ ایشیاٹک کمپنی کے نام سے ایک کمپنی کھولی تھی۔میں نے ہندوستانی اور مسلمان بھائی سمجھ کر مبلغ نوساٹھ روپئہ کا مال بھیج دیا تھا جس میں سے مجھ کو ایک پائی بھی وصول

نہیں ہوئی۔اس مطلب کے لئے آپ سے گفتگو کے لئے قادیان گیا مگر یارلوگوں نے رسائی نہ ہونے دی ۔پھر دارالقضا میں فیصلہ کرانا چاہا مگر جواب ملا کہ تم غیر ہو ہم فیصلہ نہیں کر سکتے۔اب مجبوراً میں آپ کو بذریعہ اخبار اہل حدیث توجہ دلاتا ہوں کہ آپ میرے اس معاملہ کو سمجھ کر صحیح فیصلہ کر کے مشکور فرماویں۔

راقم :انتظام علی برائے علی حسین اینڈ سنز جنرل مرچینٹس سہارن پور۔یو پی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۶ ص ۱۴)

آریہ سماج نے تمام ہند میں روشنی پھیلا دی ہے؟

(سوامی دیانند اور مرزا صاحب قادیانی)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

یہ ایک سرخی ہے جو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ میں لالہ ہنسراج کی تقریر پر اخبار پرتاپ میں رکھی گئی ہے۔

لالہ صاحب موصوف اس وقت پنجاب کے آریوں میں ایک بڑی شخصیت رکھتے ہیں اسی لئے آپ کو مہاتما ہنسراج کہا جاتا ہے۔آپ نے لاہور کے جلسہ آریہ سماج میں جو گذشتہ ماہ نومبر میں ہوا ہے ایک تقریر کی تھی جس میں آریہ سماج کی تعلیمی کامیابی اور کامیابی کے بعد دھرم میں کمزوری کا ذکر کیا ہے۔

یہ سرخی دیکھ کر ہمارا خیال ہوا کہ ہم واقعات کی روشنی میں اس سرخی کو جانیں کچھ شک نہیں کہ ہمارے ملک میں یہ دو بزرگ (سوامی جی و مرزا جی) بہت بلند پایہ گذرے ہیں ان دونوں صاحبوں کا دعوی تھا کہ ہندوستان میں مذہبی حیثیت سے جو ظلمت آرہی ہے ہم اس کو دور کر دیں گے۔

سوامی جی ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے جسے آج اکاون سال ہوتے ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے جسے آج ۲۶ سال ہوئے ہیں۔باوجود اس کے ہندوستان میں مذہبی حیثیت سے کیا تبدیلی ہوئی۔ہم اس کا جواب اپنے لفظوں میں دینے کی بجائے ناظرین کو صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ بنارس اور اجدھیا میں جا کر مندروں کے باہر بیٹھ کر دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔ایسا معلوم ہو گا کہ یہاں کسی قسم کی روشنی

آئی ہی نہیں، بلکہ یہاں خدائے بزرگ و برتر کی حکومت ہی نہیں۔

میں نے بنارس کے شہر میں پھر کر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان دونوں صاحبوں نے ہندوستان میں کوئی اصلاح نہیں کی۔ آج ان کے پیرو امرتسر اور لاہور میں چند آریہ اور قادیانی ادھر ادھر پھرتے اور بولتے دیکھے اور سنے جاتے ہیں تو بس یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے ہندوستان میں علمی روشنی پھیلا دی چنانچہ لالہ ہنسراج کی تقریر کے چند فقرات یہ ہیں:

> میں نہیں مانتا کہ آریہ سماج کے کالج اور سکولوں نے کام نہیں کیا۔ لڑکوں نے آریہ سماج کے خیالات لئے، نمستے کا شبد عام ہوگیا۔
>
> یہ ایک ایسا ڈیموکریٹک (جمہوری) لفظ ہے جو اونچ نیچ کو مٹاتا ہے اور جن لوگوں کے لڑکے یہاں پڑھتے ہیں ان پر بھی آریہ سماج کا اثر ہوا۔
>
> آریہ سماج نے ہندو جاتی کی بھی سیوا کی۔ آریہ سماج نے پرچار کے لئے ان سکولوں کی وجہ سے ایک وسیع میدان پیدا ہوگیا۔ اور آج دہلی کراچی اور دیگر سب جگہوں پر کام ہو رہا ہے اور انہی کالجوں کی بدولت ایسا کام ہو رہا ہے کہ گورنمنٹ کالجوں کو بھی مات کر دیا۔ تعلیم پھیلنے کی وجہ سے ہندوؤں کی اقتصادی حالت بہت بلند ہوگئی اور ان کالجوں نے ہندو جاتی کی بہت سیوا کی۔ (پرتاپ لاہور ۲۸ نومبر ۱۹۳۴ء ص ۱۳)

کس قدر اصل مطلب سے غفلت ہے مندروں کی تعمیر، بتوں کی پرستش بدستور، بداخلاقی بدستور، دغا فریب جھوٹ داخل کمال۔ اس پر بھی لالہ صاحب آریہ سماج کی کامیابی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نمستے جاری ہوگیا۔ اللہ اکبر!

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

کامیابی کی مثال سننا چاہو تو سنو:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغا م حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نا م حق سے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۷ ص ۴۔۵)

چودھویں صدی کا مجدد کون ہے

(ایک نامہ نگار کے قلم سے)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تین عہدے لئے تھے۔ مجدد، مہدی اور مسیح موعود۔ خدا کی شان ان تینوں میں سے ایک میں بھی کامیاب نہیں ہوئے۔

مجدد کا کام اصلاح ہے۔ امت مسلمہ جیسی پہلے خراب تھی اب بھی ویسی بلکہ زیادہ خراب ہے۔

مہدی کا عہدہ ہدایت دینا تھا، اس سے بھی امت مسلمہ خالی رہی۔

مسیح موعود کا کام تو ساری دنیا میں اسلام پھیلانا تھا (براہین احمدیہ ص ۴۹۹)۔ وہ تو جیسا ہوا نمایاں ہے۔ مجدد کے فرض اور اس کی ادائیگی کے متعلق مندرجہ ذیل مضمون پڑھیئے (مدیر اہل حدیث امرتسر)

عن عمر و بن عو ف قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ ان الدين ليارز الى الحجاز كما تازر الحية الى جحر ها و ليعقلن الدين من الحجاز ا لا رويّة من ر أس الجبل ان الدين بد أ غريباً و سيعود كما بد أ فطو بى للغر باء و هم الذين يصلحو ن ما افسد الناس من بعدى من سنتي۔ رواه التر مذى

(مشكوة۔ با ب ا لاعتصا م بالكتا ب و السنة)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق دین (اسلام) البتہ حجاز کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنی بل کی طرف لوٹ آتا ہے اور دین (

اسلام) حجاز کی طرف ایسا لپٹ جائے گا جیسا کہ پہاڑی بکری پہاڑی کی چوٹی سے لپٹی رہتی ہے تحقیق دین (اسلام) مسافرانہ حالت میں شروع ہوا اور عنقریب پھر اسی حالت پر آ جائے گا جیسا کہ شروع ہوا۔ پس مسافروں سے جیسے اکے دکے مسلمانوں کے لئے خوش خبری ہو اور وہ، وہ لوگ ہیں جو ان خرابیوں کی اصلاح کر دیں گے جو کہ لوگوں نے میری سنت میں ڈال دی ہوں گی۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔

اس روایت کے الفاظ بالکل واضح اور صاف ہیں مزید تشریح کے محتاج نہیں اب یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جو پیش گوئی کی ہے پوری ہو گئی ہے یا نہیں؟ اور دوسرے جو غرباء کی تشریح کی ہے وہ بھی پوری ہو چکی ہے یا نہیں؟

آؤ دنیا کی تاریخ سے میں سے موجودہ صدی کے واقعات اور حالات پر نظر ڈالیں اور پھر دیکھیں کہ ے پیش گوئی اور غرباء کی تعریف کس طرح روز روشن کی طرح سچ نکلیں۔

سب سے پہلے ہم دین اسلام کے حجاز میں واپس چلے جانے کے متعلق دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہاں واقعی جیسا کہ آج اس چودھویں صدی کے اندر حجاز میں حقیقی اسلام پایا جاتا ہے ویسا دنیا کے کسی ملک، کسی شہر کسی گاؤں اور کسی گوشے میں دیکھنے میں نہیں آتا ہم دیکھتے ہیں کہ حجاز میں اسلامی حدیں جاری ہیں چور راہزن اور قاتل غرض ہر مجرم کے لئے وہاں شرعی سزائیں مقرر ہیں۔

نماز روزہ زکوۃ اور حج غرض تمام اسلامی احکام کی پابندی راعی اور رعایا سب کے لئے ضروری ہے حتی کہ جب اذان ہو جاتی ہے تو ہر ایک کو مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنی پڑتی ہے اسلامی احکام اور حدود کی پابندی کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں اب ہر طرح کا امن وامان ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ کوئی کسی کی طرف نظر بد اٹھا نہ دیکھ سکے یا کوئی چیز چرا سکے یا کسی کو کسی قسم کا گزند پہنچا سکے۔

اب ہم غرباء کی تعریف کو لیتے ہیں تو وہاں بھی ہم اپنے رسول اکرم محمد ﷺ کے ہر لفظ کو حرف بحرف صحیح اور سچا پاتے ہیں خانہ کعبہ میں صرف ایک ہی جگہ مقام ابراہیم و اتخذوا من مقام ابراهیم مصلی (بقرہ) (اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ

بناؤ) ہمارے لئے مصلی مقرر کی گئی لیکن بعد میں لوگوں نے چار مصلے مقرر کر دیئے اب پھر خدا کے فضل سے اس چودھویں صدی میں وہی و اتخذوا من مقا م ابرا ھیم مصلی کے ماتحت پھر ایک ہی مصلی مقام ابراہیم کو بنا دیا گیا ہے

قبروں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

ان لا تد عی تمثالاً الّا طمسته و لا قبراً مشر فاً الّا سو یته

(رواہ مسلم) (جو تصویر دیکھے اسے مٹا دے اور جو اونچی قبر دیکھے اسے برابر کر دے یعنی ایک بالشت سے زیادہ اونچا نہ رہے)

چنانچہ آج چودھویں صدی میں ہم دیکھتے ہیں کہ حجاز میں ایسا ہی کیا گیا ہے کہ قبروں کو ایک بالشت اونچا رکھا گیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مسلموں کے لئے قرآنی نص

فلا یقر بوا المسجد الحرا م بعد عا مهم هذا (توبہ)

(اس سال کے بعد غیر مسلم خانہ کعبہ کے نزدیک پھٹکنے بھی نہ پائیں)

اور وصیت پیغمبری

ا خر جوا الیهود و النصاری من جزیرة العرب (حدیث)

(یہودیوں اور عیسائیوں کو عرب سے نکال دو)

کے مطابق حرم میں ہر قسم کا آنا جانا بالکل ممنوع تھا۔ لیکن صدیوں سے یہ احکام پس پشت ڈال کر غیر مسلموں کو حرم میں آنے جانے کی اجازت رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ یورپ میں شریف مکہ نے غیر مسلموں سے ساز باز کر لی۔ اور غیر مسلموں کو کھلے بندوں حرم میں آنے کی صرف اجازت ہی نہیں دی بلکہ ان کے زیر اثر حکومت کرنے لگ پڑے۔ انا لله و انا الیه راجعون

آخر خدائی غیرت نے جوش مارا اور اس نے اپنے خاص بندے بھیج کر حرم کو غیر مسلموں سے بالکل پاک و صاف کرا دیا اور اسلام جو کس مپرسی کی حالت میں دیار غیر میں دھکے کھا رہا تھا اسے پھر مرکز اسلام میں واپس لا کر قرن اول کی طرح عظمت بخشی۔ اور آج اس چودھویں صدی میں وہ پھر صدر اول کی طرح بڑی آب و تاب سے چمک رہا ہے اور دنیا کی نظروں کو خیرہ کر رہا ہے

اب شاید بعض سطحی نگاہ سے دیکھنے والے یہ کہہ اٹھیں کہ مسلمان دوسرے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں اور حسب استطاعت اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہیں اس لئے حجاز میں جو اسلام پایا جاتا ہے اس میں کون سی فضیلت پائی جاتی ہے؟ سو عرض ہے کہ اس سے انکار نہیں کہ دوسرے ممالک میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں اور حسب استطاعت اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہیں لیکن ہم یہاں یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ حجازی اسلام اور دوسرے ممالک کے اسلام میں کیا فرق ہے؟

حجاز کے سلطان اور اس کی رعیت کو اللہ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ وہ ہر برائی کو ہاتھوں سے دور کرتے ہیں جو کہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور ہم دوسرے ممالک کے لوگ یا تو زبانی برائی کرنے سے منع کرتے ہیں یا دل سے برا جانتے ہیں اور یہ نچلے درجے ہیں کما قال رسول اللہ ﷺ

من رأى منكم منكراًفليغيره بيده فا ن لم يستطع فبلسا نه فان لم يستطع فبقلبه و ذلك ا ضعف ا لا يما ن ۔رواه مسلم

(جو شخص تم میں سے کوئی برا کام دیکھے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روک دے اگر زبان سے روکنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل سے ہی برا جانے۔ اور یہ آخری درجہ سب سے کمزور ایمان کی نشانی ہے)

اس پر شواہد لینے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۹۱۴ء میں جنگ یورپ چھڑی ہے اور ترکوں نے جرمنوں کا ساتھ دیا ہے تو سب کو معلوم ہے کہ شریف مکہ نے ترکوں سے بغاوت کی اور عیسائیوں کی مدد لی۔ اس وقت ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمان بہتیرا ہی زبانی چیختے اور چلاتے رہے کہ شریف مکہ نے ظلم کیا ہے کہ کیوں اس نے عیسائیوں سے ساز باز کی ہے اور انہیں کھلم کھلا حرم میں آنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ لیکن نتیجہ سب کو معلوم ہے کہ کچھ پرواہ نہ کی گئی اور شریف نے اپنا مسلک نہ چھوڑا اور غیر مسلموں کا حرم میں داخلہ ہوتا رہا۔

آج چودھویں صدی میں خدا کا خاص بندہ اٹھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے کام لیتے ہوئے تغییر منکر کے لئے شریف مکہ کو بیک بینی و دوگوش حرم س باہر نکال کر مالٹا بھیج دیتا ہے اور خدائی حکم فلا يقربوا المسجد الحرا م بعد عا مهم هذا کا

پھر نئے سرے سے اعلان کر دیتا ہے کہ کسی غیر مسلم کو حرم کے نزدیک پھٹکنے کی بھی اجازت نہیں ہے و الحمد لله علی ذلك

ہم دوسرے ممالک کے مسلمان چیختے چلاتے ہیں کہ قبریں اونچی نہیں بنانی چاہییں میلے نہیں لگانے چاہییں غیر اللہ سے مرادیں نہیں مانگنی چاہییں لیکن طوطی کی نقار خانہ میں کون سنتا ہے؟ پرواہ نہیں کی جاتی ۔ ہاں حجاز میں اس چودھویں صدی کے اندر خدا کا خاص بندہ حکم دیتا ہے کہ قبریں ایک بالشت سے زیادہ اونچی نہیں ہونی چاہییں میلے نہیں لگانے چاہییں غیر اللہ سے مرادیں نہیں مانگنی چاہییں، لیکن تعمیل کی جارہی ہے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ اگر نہیں کریں گے تو سلطان ہاتھوں کے ذریعہ تعمیل کروا سکتا ہے۔

ہم دوسرے ممالک کے مسلمان بے نمازوں، بے روزوں، زکوۃ نہ دینے والوں، حج نہ کرنے والوں، کو بہتیرا کہتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزے رکھو، زکوۃ دو، حج کرو، لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ۔ ہاں حجاز میں اس چودھویں صدی کے اندر خدا کا خاص بندہ حکم دیتا ہے کہ نماز پڑھو، روزے رکھو، زکوۃ دو، اور حج کرو، تو سب کے سب تعمیل کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں انہیں نظر آتا ہے کہ اگر نہیں مانیں گے، تو سلطان ہاتھوں کو حرکت دے گا اور ہم سے خدا کا حکم منوا کر رہے گا۔

ایسے ہی دوسرے کاموں چوری ڈاکے اور قتل وغیرہ کے متعلق آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ زبانی کہنے سے کوئی بھی ان کاموں سے رکنے کو تیار نہیں ہے، لیکن جوں ہی کسی کا زبردست ہاتھ نظر آتا ہے، تو ایسے خلاف کام کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی اور وہیں دانت پیس کر رہ جاتا ہے۔

آمدم برسر مطلب ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالی کسی شخص کو یہ منصب عطا کرے کہ وہ دین کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرے اور سب سے اعلی درجہ میں کرے اور دین میں جو جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کو من یجدد لها دینها (حدیث) کے ماتحت آ کر دور کرے اور اسلام کو اپنے اصلی رنگ اور روپ میں عملی اور علمی طور پر پیش کرے بلکہ صدر اول رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین وصحابہ کرام کے زمانہ کی یاد تازہ کرے اور ہر طرف حضرت عمر بن العزیز کے عہد جیسا امن وامان کر دکھائے کیا وہ

شخص مأ ة حاضرہ یعنی چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہوسکتا؟

اس کا جواب ناظرین پر چھوڑ کر رخصت ہوتا ہوں

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۷ ص ۷۔۹)

پنجابی نبی کے باہمی اختلافات

جناب مولوی محمد داؤد ارشد متعلم مدرسہ اہل حدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

قل لو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافاً کثیراً

حضرات! یہ ایک قانون خداوندی ہے کہ ہر وہ شخص جو نبوت کا دعوی کرے اوراس کی کلام میں تناقض آئے یعنی میں آپس میں مخالف ہوں وہ شخص مامورمن اللہ نہیں ہوسکتا۔ اس قانون کے تحت جب ہم اپنے پنجابی نبی کو لاتے ہیں تو اس کی زبان میں اختلاف کثیر پاتے ہیں مثلاً مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، اخبار بدر قادیان ۵ جون ۱۹۰۸ء صفحہ۲ کالم ا پر لکھتے ہیں:

ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہورہی ہے اور اللہ تعالی کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اس لئے ہم نبی ہیں۔

اس کے برخلاف اسی نمبر پر ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۷ میں لکھتے ہیں:

قرآن پاک میں رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام عقاید جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تیرہ سو سال سے مہر لگ چکی ہے۔

اس کا تخالف ہمیں بتاتا ہے کہ قادیانی وحی، وحی رحمانی نہیں بلکہ وحی شیطانی ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح کے متعلق ازالہ اوہام صفحہ ۴۸۰ پر لکھتے ہیں:

حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا ذکر قرآن مجید تو بالکل نہیں۔

لیکن دوسری جگہ شناخت مسیح موعود صفحہ ۴ میں لکھتے ہیں:

مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی پیشین گوئی قرآن شریف میں موجود ہے۔

اس تخالف پر کیا وہ قانون جو مرزا صاحب قادیانی نے ایام الصلح میں لکھا ہے صادق آتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ لکھتے ہیں:

ایک شخص کی کلام کبھی کچھ اور کبھی کچھ ہو تو اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے مرزا صاحب کون ہوئے؟ فیصلہ خود کرلیں۔

اسی طرح دافع البلاء صفحہ ۱۰ میں رقم طراز ہیں:

جب تک طاعون میں ہے گو ستر برس تک رہے خدا قادیان کو اس سے محفوظ رکھے گا۔

لیکن حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

پھر طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا، تو میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔

اس پر قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس وقت حضرت ٹیچی صاحب بھی طاعون سے ڈر کر کہیں دم دبا کر بھاگ گئے تھے؟ جو اولاد نبوی کو بھی محفوظ نہ رکھ سکے

پھر ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

لیکن تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۷ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

علمائے مخالفین حدیثوں کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں حالانکہ حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہیے تھا۔

آخر میں ہم مرزائی حضرات کی خدمت میں بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی گذارش کرتے ہیں

کیوں مانتے ہو مرزائیو تم اس خبیث کو
جو اپنے تحت لاتا ہے نبی کی حدیث کو

نیز قارئین کرام کی خدمت میں نہایت مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ شخص

جس کی کلام میں اس قدر اختلاف ہو کہ وہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی ذات گرامی پر حملہ کرنے سے بھی نہ ڈرے وہ ماموُر من اللہ تو درکنار اس کو ایمان دار کہنا بھی اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے اللہ تعالی رب العزت سے دعا کرتے رہا کریں کہ خدا ایسے شیطانی حملوں سے بچائے اور صحیح معنوں میں متبع رسول ﷺ بننے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۸ ص ۶)

چندوسی میں سیرتی جلسہ نہ ہوسکا

(نامہ نگار)

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے کہ یہاں چندوسی میں محض دو یا ڈھائی شخص قادیانی اور مرزائی ہیں، گو چند ہیں مگر اپنی تبلیغ میں تیز۔ چنانچہ ۲۵ نومبر والے سیرتی جلسہ کا ارادہ یہاں کے دو ڈھائی حضرات نے بھی کیا تا کہ خلیفہ قادیان کے حکم کی تعمیل ہو جاوے۔ اور عجیب طریقہ اس کے لئے اختیار کیا گیا۔ لیکن افسوس کہ ناکامی ہوئی۔ عام مسلمانوں سے یہ جلسہ چھپایا گیا جس کسی مسلمان کو معلوم ہو گیا اس سے یہ نہیں کہا گیا کہ یہ جلسہ قادیانی حضرات کی طرف سے ہے بلکہ یہاں کے رئیس جناب محمد رضا خان صاحب آنریری مجسٹریٹ کا نام لیا گیا کہ یہ جلسہ خان صاحب مذکور کی طرف سے ہے۔ یہ چال اس لئے چلی گئی تا کہ خان صاحب کے سنی مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی مخالفت نہ ہو اور کام ہو جاوے۔ اور کوشش کی گئی کہ جناب رائے بہادر چودھری بھگوان داس صاحب اسپیشل مجسٹریٹ و آنریری سکرٹری چندوسی کالج یا رائے صاحب بابو موہن لال صاحب چیرمین یونسپل بورڈ چندوسی یا جناب پرنسپل صاحب چندوسی کالج اس جلسہ کی صدارت فرمائیں۔ مگر کسی صاحب نے اسے منظور نہیں کیا دوسرے یہ بھی چالاکی برتی گئی تھی کہ مذکورہ حضرات میں سے جس کسی صاحب کے پاس صدارت کی منظوری کیلئے گئے اس نے دوسرے صاحب کی سفارش پیش کر دی۔ مثلاً رائے بہادر صاحب کے پاس گئے تو یہ کہا کہ جناب محمد رضا خان صاحب نے

بھیجا ہے اور کہا کہ کہ عام مسلمانوں کا جلسہ حضرت صاحب کی سیرت پر ہے آپ اس کی صدارت فرمائیں۔ بھلا خیال کیجئے کہ ایک سنی مسلمان کو مرزائی جلسہ اور ان کی تبلیغ سے کیا غرض۔ پھر پرنسپل صاحب سے کہا گیا کہ رائے بہادر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس جلسہ کی صدارت آپ کر دیں حالانکہ یہ صریح جھوٹ تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر مولوی ابو مسعود خان صاحب قمر بنارسی کو پہنچی تو آپ نے اس کی اصل حقیقت واضح کی کہ بحکم قادیان آج کا جلسہ قادیانی حضرات کا ہے جس میں مسئلہ خاتم النبیین کو غلط طریقہ پر پیش کیا جائے گا۔ قمر صاحب نے اسی وقت ایک قادیانی سے جو اتفاق سے اس طرف سے گذر رہے تھے، بلا کر کہہ دیا کہ آپ لوگ ہشیار رہیں۔ میں آپ کے جلسہ پر اعتراض کرنے آؤنگا۔ اس پیغام نے قادیانی صاحبان کو کچھ ایسا پریشان کیا کہ جلسہ ہی نہ کر سکے اور تمام ان کے ارادے خاک میں مل گئے چالاکی یہ برتی گئی تھی کہ ٹاؤن ہال کی لائبریری کے چھوٹے سے کمرے میں جلسہ ہوا جہاں دو چار آدمی اخبار پڑھنے ہی آ جاتے ہیں۔ کسی بڑے ہندو رئیس نے اگر صدارت منظور کر لی تو چند اور ہندو رؤساء کو کسی طرح بلا لیں گے۔ اس جلسہ کا مضمون قادیان سے شائع ہو ہی گیا تھا کوئی اسے پڑھ کر سنا دے گا۔ بس جلسہ ہو گیا تمام اخباروں میں دے دیا جائے گا کہ بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا، ہندو مسلمان سب شریک ہوئے کمرہ بھر گیا اور کوشش یہ ہو رہی تھی کہ وہ تحریر کسی سنی مسلمان سے پڑھوائی جائے۔ مگر کوئی پڑھنے والا تک نہ ملا۔ افسوس کہ یہاں کے قادیانی صاحبان کی اس سلسلہ میں کوئی آرزو بر نہیں آئی۔ اور تمام ارادے خاک میں مل گئے۔ یہ ہے ان کے کاموں اور تبلیغ کی حقیقت۔ خدا ان کے فتنوں سے سب کو محفوظ رکھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۴۲ نمبر ۸ ص ۶ ۔ ۷)

تحریک بہائیت اور احمدیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ دونوں تحریکیں ایک صدی کی پیداوار ہیں۔ یعنی ایران میں بہاہیت کو نمودار

ہوئے آج تک نوے سال ہو گئے ہیں۔ شیخ بہاء اللہ ایرانی نے (ہماری تحقیق کے مطابق) رسالت کا دعوی کیا تھا۔ حکومت ایران نے حسب فتوی علمائے ایران ان کو ملک سے خارج کر دیا۔ اس کے بعد آپ بغداد میں قیام پذیر رہے۔ وہاں بحکم حکومت ترکی بمقام عکہ (ملک شام) ان کو قید میں رکھا گیا۔ آخر کار وہیں آپ کا انتقال ہو گیا۔

اسی مدت میں قادیان (پنجاب) میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریک ظہور پذیر ہوئی۔

ان دونوں تحریکوں میں گو اختلاف ہے مگر اپنے دعوے کے اثبات میں ہر دو فریق متفق ہیں۔ دونوں اپنی اشاعت و تبلیغ کو دلیل صداقت بتاتے ہیں چنانچہ بہائی تحریک کا آرگن، بہائی میگزین، (دسمبر ۱۹۳۴ء ص ۱۹) بڑے فخر سے اظہار کرتا ہے:

یہ زندگی بخش تحریک انیسویں صدی میں ایران سے نمودار ہوئی ابھی نوے سال ہوئے ہیں اور یہ تحریک تمام دنیا میں پھیل گئی ہے عالم کے ہر حصے میں مضبوطی سے قائم ہو گئی ہے۔

یہی ادعا قادیانی تحریک کیا کرتی ہے گذشتہ ایام میں جب کہ جماعت قادیانیہ نے وائسرائے کو اڈریس دیا تو اپنے مراکز اتنے شمار کئے کہ ساری دنیا کو گھیر لیا مگر جب دوسرے موقع پر اپنی تعداد بتائی تو باوجود صد مبالغہ کے بمشکل تین لاکھ تک بتا سکے۔ بہائی تحریک کا سارے عالم میں پھیلنا خود اسی سے ثابت ہے کہ پنجاب جیسے وسیع ملک میں غالباً رسالہ بہائی کے اڈیٹر صاحب بھی پتہ نہیں بتا سکتے۔ ہاں ہم اس معنی سے ضرور اشاعت کا اعتراف کرتے کہ زمانہ اخباری ہے ایک ملک کی اچھی بری (ہر قسم کی) آواز دوسرے ملک میں بآسانی پہنچ جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ میں کوئی جھوٹا مدعی پیدا ہوتا ہے تو اس کے خیالات مثلاً پنجاب کے ہر ایک شہر میں سنے جاتے ہیں۔ اس کی مثال میں ہم مصر اور بغداد کے عربی اخبارات پیش کر سکتے ہیں جن میں بڑی سختی اور توہین کے ساتھ قادیانی تحریک کا ردّ ہوتا ہے۔ اس قسم کی اشاعت اگر مراد ہے تو ہم مانتے ہیں کہ دونوں فرقوں (قادیانیہ، بہائیہ) کی تبلیغ شاید سارے عالم میں ہو گئی ہو۔ تاہم ان ممالک کے سوا جہاں عربی فارسی اور انگریزی کا رواج ہو چکا ہے دنیا کے دوسرے ممالک میں جن کی زبانیں مثلاً چینی جاپانی اطالوی اور فرانسیسی وغیرہ ہیں ان تحریکوں کی

ہوا بھی نہیں پہنچی نہ بالمعنی الاول، نہ بالمعنی الثانی

یہ تو دونوں تحریکوں کا متحدہ بیان ہے جو محتاج ثبوت ہے۔ خاص بات جو بہائی میگزین نے بتائی ہے، وہ یہ ہے کہ:

بہائی تحریک دوسری ہم عصر تحریکات میں یہ امتیاز رکھتی ہے کہ روحانی زندگی کو نیا اور تازہ کرتی ہے یہ زمانہ کی عظیم بیداری کا اظہار ہے اور موجودہ زمانہ کے حالات کے مطابق ہے اور اسی پر آئندہ زمانے کی مذہبی زندگی کے سنوارنے کا دار و مدار ہے۔ (رسالہ مذکور۔ص ۱۹)

بس یہ فقرہ ساری بحث میں تنقیح طلب ہے۔ ہم نے جہاں تک بہائی تحریک کو دیکھا ہے اس فقرے کا ثبوت اس میں نہیں ملا۔ روحانی زندگی کا سارا مدار خدا سے اعلیٰ تعلق پر ہے جس کا بیان قرآن مجید نے مطول و مختصر و مفصل و مجمل ہر طرح بیان کیا حتی کہ ایک آیت کریمہ میں ایک ہی جملے میں سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔ ارشاد فرمایا

و تبتل الیہ تبتیلاً (بس اسی خدا کے ساتھ جڑ جاؤ)

بہائی میگزین کو اس امر کا اعتراف ہے کہ:

بہائی تحریک اپنی حقیقت اور بنیاد میں مذہب اسلام سے میل جول رکھتی ہے جیسا یہودیت اور عیسائیت میں میل جول ہے۔ (رسالہ مذکور)

اس کا مطلب یہ ہے کہ بہائی مذہب میں اسلامی کتاب (قرآن مجید) بحیثیت کتاب اللہ مسلّم ہے جس طرح عیسائیوں میں تورات مسلّم ہے مگر انجیل میں اختلاف ہے اسی طرح بہائی مذہب قرآنی احکام کو شریعت الٰہی مانتا ہے۔ مگر زمانہ موجودہ میں بہائی شریعت سے قرآن کو منسوخ قرار دیتا ہے۔ اس کی بجائے جو کچھ دیتا ہے اس پر فخر کرتا ہے اور اس کو اقتضائے زمانہ کے موافق بتاتا ہے۔ اس لئے اس ناسخ منسوخ کے چند نمونے ہم پیش کر کے پوچھتے ہیں کہ للہ فی اللہ ہم کو بتایا جائے کہ ناسخ میں خوبی ہے یا منسوخ میں۔

اسلامی شریعت نے نماز با جماعت پڑھنے کا ارشاد فرمایا مگر بہائی تعلیم میں نماز با جماعت کا حکم نہیں چنانچہ بہائی، کتاب اقدس، کے الفاظ یہ ہیں؛

کتب علیکم الصلوۃ فرادی قد رفع حکم الجماعۃ (ص ۵)

یعنی تم پر نماز اکیلے اکیلے پڑھنا فرض کیا گیا ہے جماعت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

ناظرین! آج کل کا تمدن افراد کے اجتماع کا مقتضی ہے جو لوگ کسی قسم کے مذہبی اجتماعات سے الگ ہیں وہ بھی اجتماعات کیلئے کوئی نہ کوئی کلب بناتے ہیں لیکن بہائی مذہب اسلامی اجتماع کو جو زمانہ رواں کے عین موافق ہے منسوخ قرار دے کر انفرادی حکم جاری کرتا ہے تو اس پر کیوں نہ کہا جائے:

رحم کی جا نہیں آجاتا ہے غصہ الٹا

دوسری مثال: قرآن مجید میں سال کے بارہ مہینے بتائے گئے وہ بھی ہلال کی وجہ سے کیونکہ ہلال سے دنیا میں ایک جدید نشان ظہور پذیر ہوتا ہے اسی لئے ارشاد ہے:

قل هی موا قیت للناس و الحج۔

اس حکم کو منسوخ کر کے بہائی تحریک نے سال کے ۱۹ مہینے مقرر کئے ہیں چنانچہ بہاء اللہ کی ،کتاب اقدس، کے الفاظ یہ ہیں:

ان عدة الشهور تسعة عشر شهر فی کتا ب الله (ص ۳۴)

یعنی مہینوں کا شمار اللہ کی کتاب میں ۱۹ ہے۔

معلوم نہیں یہ ناسخ حکم کس زمانہ کا اقتضا ہے آج ساری دنیا میں سال کے مہینے بارہ ہی مقرر ہیں مگر بہائی تحریک باوجود ادعائے موافقت زمانہ سب کے خلاف سال کے انیس ماہ بتاتی ہے۔ کیا ہی سچ ہے:

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

باقی (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۹ ص ۳-۴)

لاہور بھی قادیان سے کم نہیں رہا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امت مرزائیہ کی دو جماعتیں مشہور ہیں ایک قادیانی اور دوسری لاہوری۔ قادیانی جماعت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی خیر و برکت سے آپ کے بہت

سے مرید فیض یاب ہو کر منصب نبوت (جدیدہ) پر فائز ہو چکے ہیں، مگر لاہوری جماعت آج تک محروم تھی۔ سو اس کی کسر بھی پوری ہو گئی کیونکہ اس میں بھی ایک صاحب (شیخ غلام محمد) پیدا ہوئے ہیں جن کا نام مع القاب یہ ہے:

بشیر الدولہ، روحانی فرزندار جمند مسیح موعود مہدی مسعود سلطان القلم

چونکہ لاہوری جماعت نبوت کی قائل نہیں، اس لئے اس میں سے کامیاب ترین ممبر بھی نبوت کا نہیں بلکہ باصطلاح خاص، مصلح موعود، کا مدعی بن کر ظاہر ہوا ہے چنانچہ شیخ غلام محمد نے حال ہی میں جو اعلان نمبر ہشتم کیا ہے اس میں اپنے نام کے ساتھ مصلح موعود لکھا ہے۔ لطف یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے ان کو پاگل قرار دیا ہے۔ شیخ صاحب موصوف ان کے جواب میں لکھتے ہیں:

> مجال ہے کہ وہ (احمدی لوگ) غلام محمد آسمانی مصلح موعود پر کسی ایسے اعتراض اور رجس سے حملہ آور ہو سکیں جو ماموریت کے خلاف سند ہو.. احمدیوں کی مسجدوں میں نفرین وحقارت کے جذبات بلند ہوتے ہیں لیکن اپنی خبر ہی نہیں کہ ہم کس قدر ننگے اور بے شرم ہیں۔ (ص ۶)

بحیثیت مصلح آپ کو حق پہنچتا ہے کہ جس قوم کے آپ مصلح ہیں ان کے عیوب ان کے سامنے رکھ کر ان کی اصلاح کریں اس لئے آپ دونوں جماعتوں کے اماموں کی طرف متوجہ ہو کر لکھتے ہیں کہ:

> اب میں بحیثیت مجموعی دونوں قوموں کے سامنے علمی وعملی خطرناک غلطی کا منظر رکھتا ہوں جس کی وجہ سے وہ ننگی اور بے شرم ہو کر اپنے مقام سے گر چکی ہوئی ہے۔ جن دونوں کے بانی مبانی خلیفہ قادیان اور امیر جماعت لاہور ہیں۔ قادیانی گروہ نے اپنی تمام علمی وعملی عمارت کی بنیادیں شخصی وجود کی خلافت زمینی اور مکمل آزادی حکومت سے اٹھائیں اور تمام آسمانی کاروبار خلافت کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی من مانی تاویلات سے اپنے موجودہ خلیفہ کو مصلح موعود کی کرسی پر آسمانی اختیارات سے بٹھلا دیا۔ اور اس کے ماتحت مامورربانی کی الوصیت کو توڑ دیا۔ اس کی نبوت حقیقی کو قائم کر لیا۔ اور اہل اسلام کو حقیقی کافر بنا دیا۔ موعودہ جلال اور روح القدس کے

خدائی عطروں سے اپنے زمینی خلیفہ کو ممسوح کر دیا۔ آج اسے ۲۰ برس کے بعد ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اس زمینی مظہر جلال و روح القدس نے جو کچھ کیا وہ دنیا کے سامنے کھلا ہے۔ اس کی تمام پلیدیاں اور رجس اپنے کمال پر الم نشرح ہو چکے ہیں جن سب کی سزا اور گرفت کا وقت اب آ گیا ہے..

میں انہیں انشاء اللہ العزیز عنقریب عبرت ناک سزاؤں کے ساتھ آسمانی و زمینی ڈاکہ کا وہ مزہ چکھاؤں گا جس سے ان کے ہوش خطا ہو جائیں گے اس لئے کہ میں ہر رنگ میں طاقت میں جسم میں ان سب سے بڑھ کر نور الدین کی گود کا بچہ ہوں۔ جن کو انہوں نے ان آخری زندگی میں سخت تنگ اور مجروح کیا تھا۔ خلیفہ صاحب اپنی خوش آمد حکومت اور فضول اخراجات سیاسی کا رونا بھی رو چکے ہیں جس میں لاکھوں روپئے انہوں نے غریب قوم کے اپنی رجس میں لگا دیئے اور بے زبان قوم قوم کو حیوانوں کی طرح ہانکا۔ وہ احمدیت کی ترقی کو ۲۵۰ برس پیچھے کسی مرید مصلح آسمانی کے وقت دکھلا چکے ہیں لیکن مقابلہ احرار میں حدیث کے حوالہ سے ۵۰۰ برس ترقی کو پیچھے ڈالنے والے کو سخت دشمن اسلام قرار دے چکے ہیں گویا وہ خود نصف دشمن اسلام اپنے قول سے ہی بن چکے ہیں انہوں نے اپنی تمام زندگی خلافت میں اس قدر علمی جھوٹ بولے اور عملی پلیدیاں دکھلائی ہیں کہ انسانی غیرت جوش میں آپے کے بغیر نہیں رہ سکتی اور آسمان اب سزا دیئے بغیر نہیں رک سکتا ... ان کے مقابل جماعت لاہور نے اپنی بنیادیں جس سامری امیر جماعت (محمد علی لاہوری مراد ہیں۔ ثناء اللہ) سے اٹھوائیں انہوں نے اپنے قومی وجود کو جھوٹے طور پر الوصیت پر کھڑا ہونے کا دنیا میں دھوکہ دیا۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں سے اس دھوکہ کے ساتھ مال اور جائدادیں لیں لیکن حکومت میں تمام الوصیت اور قوم امارت کے نام سے ہی ایک شخص کے حوالے کر دی، اور وہ شخص ایسا چالاک نکلا کہ اس نے سانپ اور اژدھا بن کر مبارک کے قریب گڑھے میں جگہ بنائی تاکہ حضرت مسیح موعود کے تمام

سلسلہ کو درہم برہم کر دے تمام قادیان اوراس کی وقتی حرمتوں کو بھی پامال کر دے۔ جسمانی اولاد کا بھی انکار کر دے اور روحانی حقیقی مصلح موعود کو بھی بڑی ہشیاری سے انجمن بناتے ہی تین سو برس کے لئے جواب دے دے اوراس کی جگہ اپنے تین سو برس کے دنیاوی گندے ارادوں کا انجمن میں سامان کر کے انگریزی تفسیر القرآن کی قادیان سے ذاتی چوری کر کے تمام انجمن کی قومی خیانت کا ثبوت دے دے اور سیاہ منہ ہو کر پھر بھی محمدیت کے جھوٹے وعظ سنانے سے باز نہ آئے۔ اور دنیا کو صریح دھوکہ دے کر ان کے مالوں پر ڈاکہ ڈالے اس کو شرم نہیں آتی۔ (رسالہ مذکور۔ص ۸۔۹)

ہم تو شیخ صاحب کی اس روش کی داد دیتے ہیں کہ آپ نے اپنی صداقت پر وہی دو دلیلیں پیش کی ہیں جو مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدین پیش کیا کرتے ہیں یعنی اپنی پاک دامنی اور قسم موکد بعذاب۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

سب سے پہلے میں بحیثیت مجموعی دونوں قوموں کے سامنے اپنی ذات کو نمایاں طور پر و لقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلو ن کے مطابق پیش کرتا ہوں اور تمام قوم اور ان کے اعلیٰ لیڈروں سے چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میری کسی زندگی میں بھی مقابلہ روحانی کر کے دکھائیں خدا تعالیٰ کے فضل سے الله اعلم حيث يجعل رسا لته کے ماتحت خدا تعالیٰ کا میرے وجود کا انتخاب کرنا بہترین انتخاب اور اس کے بلند علم و طاقت اور شان کبریائی کے مطابق ہے۔ (ص ۵)

دوسری دلیل کے الفاظ یہ ہیں:

(میرا منکر) میرے چیلنج کے جواب میں میدان عمل میں آئے اور اپنے اس دعوی اور خیال باطن اور ظن فاسد پر چھ ماہ کی قسم موکد عذاب کھا کر دکھلائے۔ اگر وہ اپنی قسم کے بعد عبرت ناک سزا میں گرفتار نہ ہو گیا تو میرا تمام دعوی باطل ہو گا اور خدائے واحد اس کی شہادت و تصدیق عملی کے لئے ہمارے واسطے بہترین حاکم اور منصف رہے گا اور اگر اس چیلنج سے کوئی شخص عہدہ برا ہونے کی تاب نہیں رکھتا تو پھر شرم کرے اور اپنے خدائے واحد سے نہیں تو

مجھ سے اور باقی دنیا سے حیا اور پرہیز کرے کہ وہ انجام کار اسے پکڑ لینے والے ہیں۔(ص ۷)

ہاں مصلح صاحب نے اپنی صفائی اور تکمیل کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے:

میری تمام توجہ اپنے ذاتی فرائض منصبی کی تکمیل اپنی ذاتی مکمل اصلاح اور تلاش محبوب میں منہمک رہی اور جوں ہی کہ میں مراد کو پہنچ گیا تو ایک ہی لیلۃ القدر کی مشہور رات کے بعد میں بڑے شور وغل کے ساتھ غار حرا یا غار ثور سے باہر نکل آیا جس کی کوئی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کرسکتی۔ ایک ہی رات میں وہ عظیم الشان تبدیلی مجھ میں ظہور میں آ گئی کہ میں عالم بھی ہو گیا مصنف بھی ہو گیا مقرر بھی ہو گیا امام بھی ہو گیا مصلح بھی ہو گیا اور یہ سب کچھ علم وعمل کے اتحاد کے ساتھ ظہور میں آیا مجھے جس انجمن نے اپنی تجارت میں بطور کارندہ ملازم رکھا ہوا تھا وہ انجمن (احمدیہ لاہور) حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی طرح عنقریب میری زوجیت میں بخوشی آنے والی ہے اور اس سے بڑھ کر جس حکومت برطانیہ کا میں تاجر ہوں وہ بھی عنقریب میری زوجیت میں بخوشی آنے والی ہے۔(ص ۷)

ہم مصلح صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنی صداقت کے دونوں نشان بھی بتا دیئے ہیں انجمن احمدیہ لاہور کا اور گورنمنٹ برطانیہ کا ان کی زوجیت میں آنا، حکومت برطانیہ کا نکاح میں آنا تو حکومت کا کام ہے جو اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور وہ دیر طلب کام ہے مگر انجمن احمدیہ لاہور کا زوجیت میں آنا تو آسان بات ہے۔

ہم وعدہ کرتے ہیں کہ حکومت برطانیہ شیخ غلام محمد کی زوجیت میں آ جائے تو برادرانہ خوشی میں دعوت ولیمہ کا خرچ ہمارے ذمہ ہوگا جس کے لئے ہم ابھی سے اعلان کر دیتے ہیں:

یاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے
جو تو مانگے گا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

نوٹ: ہم نے بہت اختصار سے کام لیا ہے ورنہ مصلح صاحب کا ٹریکٹ نمبر ۸، ۳۶

صفحات پر ختم ہوا ہے جو صاحب مکمل دیکھنا چاہیں وہ شیخ غلام محمد مصلح موعود احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۹ ص ۔۴۔۵)

خدا بخش مرزائی چیلنج مباحثہ پر خاموش کیوں ہے ؟

قارئین کرام ! آپ کو معلوم ہوگا کہ ۲۲ جون ۱۹۳۴ء کے پرچہ اہل حدیث امرتسر کے صفحہ ۶ میں چوہدری خدا بخش مرزائی کو چیلنج مباہلہ شائع ہو چکا ہے جس کا جواب تا حال نہیں ملا اور نہ ہی آئندہ مباہلہ کی منظوری کا جواب آنے کی امید ہے۔ اور خدا کرے کہ میرا یہ خیال غلط ثابت ہو کہ چوہدری صاحب مباہلہ پر تیار ہو جائیں ۔ ورنہ یاد رہے کہ میدان محشر میں مرزا غلام احمد قادیانی آپ (خدا بخش) کو بوجہ ترک کرنے سنت مرزا کے دربار الہی میں پیش کرکے اس بات کا مطالبہ کریں گے کہ اے اللہ ! خدا بخش نے میری سنت کو چھوڑ دیا تھا اس لئے یہ میری امت سے نہیں اور نہ ہی اس (خدا بخش) نے مجھے مکمل نبی سمجھا، کیونکہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے ساتھ مباہلہ کیا ہے (جو نتیجہ مرزا صاحب قادیانی نے اس مباہلہ سے پایا کہ مقابل سے پہلے مرگئے۔ غالباً آپ کے مقابل بھی اسی نتیجہ سے ڈر گئے ہوں گے۔ ثناء اللہ امرتسری) خاکسار پھر دوبارہ چیلنج دیتا ہے کہ اگر چوہدری خدا بخش ۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا نبی اللہ و رسول اللہ مانتے ہیں تو پھر مباہلہ کیوں نہیں کرتے۔

احمدی مرزائیو! اگر سچائی ہے، دیانتداری ہے تو چوہدری خدا بخش سکنہ موضع میانوالی مہاراں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کے باشندے کو میدان مباہلہ میں لاؤ۔ پھر دیکھنا کہ خدا کی رحمت کس کے شامل ہوتی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ تم لوگ جو خاص متبع مرزا ہو ہم منکرین مرزا کو کافر سمجھتے ہو اور مباہلہ سے ڈرتے ہو۔

المشتہر : غلام احمد اہل حدیث سکنہ موضع میانوالی مہاراں ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۹ ص ۔۶)

مرزا صاحب کی زندگی میں اس بات کا اقرار مرزائیوں کو بھی تھا جیسا کہ " ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء

کے بدر قادیان میں غلام محمد ہیڈ ماسٹر میانوالی کا یہ مضمون شائع ہوا

' مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس (مرزا) کے سامنے مباہلہ کے لئے کبھی نہیں آئے اور نہ انہیں جرائت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ کاذب صادق کا ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ان کو بار بار مباہلہ کے لئے بلایا گیا لیکن وہ چالاکیوں سے جیسا کہ اس وطیرہ ہے اپنے لئے فرار کی راہ نکالتا رہا۔ آخر مشیت ایزدی نے ایک اور راستہ سے اس کو پکڑا اور حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا) نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مباہلہ کیا گیا ہے ۔ مولوی ثناء اللہ بچارے کو کیا جرأت کہ رب جلیل کے پہلوان کے ساتھ دعا میں مقابلہ کرے۔ مسیح زمان کے ہاتھ میں کاری حربہ تو دعا ہی کا ہے '۔ (بدر۔ ج ٦ شمارہ ۳۴۔ ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء کالم ۱)۔

اگر غلام محمد صاحب نے حیات مرزا میں اتنے اہم معاملے پر ایک غلط مضمون قادیانیوں کے سرکاری اخبار میں شائع کرادیا تھا تو اس پر نوٹس کیوں نہیں لیا گیا۔ مفتی محمد صادق ایڈیٹر بدر نے (جو مرزا صاحب کے بعض اوقات مکتوب نگار بھی ہوتے تھے) اور مرزا صاحب کے ان مریدوں نے جو بدر کے خریدار تھے کیوں اس کی تردید نہ کی؟ اسی طرح ۹۔ مئی ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب نے توبہ کی شرط لگائی ۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ثناء اللہ کے واسطے بھی میں نے توبہ کی شرط لگا دی ہے کیونکہ رحم کا مقتضا ہوتا ہے کہ توبہ سے انسان بچ جاوے ۔ (بدر ج ٦ شمارہ ۱۹۔ ۹ مئی ۱۹۰۷ء ص ۵)۔ یہ توبہ کی شرط کیوں درج کی جبکہ وہ فیصلہ ہی منسوخ و مردود ہو چکا تھا جس میں شرط توبہ مرقوم تھی کہ بجز اس صورت کے کہ وہ (ثناءاللہ) کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے)۔

مرزا صاحب قادیانی کا آخری فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق بہت کچھ اختلافات پیدا ہو رہے ہیں ۔غور کیا جائے تو یہ نزاعات سب بیکار معلوم ہوتی ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے ان نزاعات کے تصفیہ کرنے کے لئے ایک ایسی چیز بتائی تھی جو بالکل صاف اور

سیدھی ہے۔مگر افسوس ہے کہ مخالف تو الگ رہے موافق بلکہ فدائی بھی ایسے بے پرواہ ہیں کہ موصوف (مرزا قادیانی) کی تجویز پر کان نہیں لگاتے۔ حالانکہ شروع میں اس کو معقول سمجھ چکے ہیں۔آج ہم درد بھرے دل سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ پبلک کے فائدے کے لئے وہ تجویز یاد دلاتے ہیں جو مرزا صاحب قادیانی نے رفع نزاع کے لئے پیش کی ہوئی ہے۔وہ ساری کی ساری انہیں کے الفاظ میں درج ذیل ہے

<u>مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ</u>

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ نحمده و نصلی علی رسوله الكريم ۔

يستنبئونك احق هو ۔ قل ای و ربی انه لحق ۔

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات

افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پبلک کی ہدائت کے لئے یہ ایک معیار دنیا کے سامنے رکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ اور مرزا صاحب قادیانی میں جو عرصہ دراز سے اختلافی جنگ جاری ہے اس میں پہلے مرنے والے کی موت بہترین معیار ہے ۔اس اعلان کی عبارت میں آٹھ جملے خبریے ہیں جن کا وقوع ضروری ہے۔

اب ایک طرف تو یہ بڑا زوردار اشتہار ہے دوسری طرف مولوی محمد علی امیر

جماعت احمدیہ لاہور کا فرمان ملاحظہ ہو کہ وہ وفات مرزا صاحب قادیانی کو کافی نہیں جانتے بلکہ فرماتے ہیں :

’ ہم تو اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی بددعا اس (ثناءاللہ) کے حق میں منظور ہوئی اور وہ اس کا نتیجہ بھی انشاءاللہ دیکھ لے گا ‘

(محمد علی در رسالہ ریویو آف ریلی جنز۔ جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۹۸)

کوئی ان امیر جماعت سے پوچھے کہ نتیجہ تو موت وحیات تھا جو دنیا نے دیکھ لیا۔ اس کے علاوہ کون سا نتیجہ ہے جس کے آپ ۱۹۰۸ء میں منتظر تھے اور آج عرصہ طویلہ گذرنے پر بھی وہ ظہور پذیر نہیں ہوا؟

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا خدا بھلا کرے کہ انہوں نے اس معاملہ کو صاف کردیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

جب حضرت اقدس (مرزا صاحب قادیانی) نے ثناءاللہ کی بابت دعا کی اور خدا تعالی نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک وعید کی پیشگوئی ہوگئی ‘

(تشحیذ الاذہان۔ بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

جس دعا کی قبولیت کی طرف یہاں خلیفہ قادیان نے اشارہ کیا ہے وہ اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں درج ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی نے کہا کہ ہم نے جب ثناءاللہ کے لئے دعا کی تو یہ الہام ہوا

اجیب دعوۃ الداع ۔ (خدا نے تمہاری دعا قبول کرلی)

بس اس دعا اور اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا کہ
کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا۔

المشتہر:

سکرٹری شعبہ اشاعت دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۰۔۱۱ ص ۶۔۷)

بہائی دعویٰ نمبرا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر، شیخ بہاء اللہ ایرانی سے واقف ہوں گے آپ ملک ایران کے باشندے تھے ایران میں آپ کا پیدائشی نام (مرزا حسین علی) تھا۔ بعد میں آپ نے کسی مصلحت سے اپنا نام (بہاء اللہ) تجویز کرلیا۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہمارے پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی اسی ایرانی مدعی سے مستفیض تھے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ بہاء اللہ اور میرزا میں ثابت کر دکھایا ہے۔ ان دونوں ریفارمروں میں یہ بات بالتفاق پائی جاتی ہے جیسا کہ یہ دونوں صاحب کہتے ہیں (بلکہ ان کے اتباع بھی ان کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہیں) کہ ہماری بابت سب انبیاء سابقین نے پیش گوئی کی ہوئی ہے یعنی ہم موعود کل انبیاء ہیں چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں کہ

> میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہوسکتے تھے۔
>
> (تذکرۃ الشہادتین۔ص ۶۲)

آج ہم بہائی میگزین کے اس نمبر پر توجہ کرتے ہیں جس میں اڈیٹر صاحب میگزین مذکور نے ایک بہت طویل مضمون اس امر کی توجیح کرنے کیلئے سپرد قلم کیا ہے مضمون کیا ہے بہائی عقائد کی فہرست ہے۔ اس لئے ہم اسے سارے کا سار نقل کریں گے تا کہ ہمارے ناظرین کے پاس یہ ذخیرہ موجود رہے اور وہ ان جدید مدعیان کی اوران کے اتباع کی کوشش کا اندازہ کرسکیں کہ کہاں تک ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا تلاش کرتے ہیں مضمون بہائی کے ساتھ حواشی میں اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ اڈیٹر صاحب میگزین لکھتے ہیں کہ:

طلوع بہاء اللہ: بہاء کے معنی ہیں نور، حسن، و جمال، جلال، رونق، تازگی، یہ لفظ سنسکرت میں بھی بہت آتا ہے ویدوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے پالی زبان میں بودہ دہرم کی کتابیں اس کا بہت ذکر کرتی ہیں بلکہ آنے والے موعود کا ذکر کرتے ہوئے بودہ کتب مقدسہ میں فرمایا کہ، اس کا نام، امت بہا، ہے اور بہا کے معنی پالی میں بھی وہی ہیں جو سنسکرت اور عربی میں ہیں۔ یعنی نور جمال جلال۔

وید میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے پرماتما کی طرف سے بہا کا ظہور ہوتا ہے پھر اور چیزیں نمودار ہوتی ہیں۔ عبرانی میں بھی عربی کی طرح لفظ بہا بکثرت مستعمل ہے۔ عربی بائیبل میں بھی جہاں آنے والے موعود اعظم کا ذکر ہے وہاں یہ الفاظ موجود ہیں هم يرو ن مجد الر ب بهآء الهنا

(کتاب یسعیاہ باب ۳۵)

لوگ پروردگار کی عظمت اور ہمارے خدا کے بہاء کو دیکھیں گے،

صادق اہل کتاب سچے دل سے اس ظہور پر ایمان ارہے ہیں جو بہاء اللہ کے نام سے جلوہ گر ہوا ہے جسکے معنی ہیں، نور خدا۔ اسی حقیقت اور نام کو قرآن مجید میں یوم موعود کی بشارتوں کے ساتھ یوں بتایا گیا ہے

واشرقت ا لارض بنورر بها (سو رہ زمر)۔ اور زمین نور پروردگار سے روشن ہوگی۔

یہی بہاء اللہ کے معنی ہیں یعنی نور خدا وہی نور رب ہے اور بہاء کے بجائے نور کا لفظ تفسیر وتشریح کے لئے اور یہ بتانے کی غرض سے رکھا گیا ہے کہ اصل چیز حقیقت و معنویت ہے یعنی تجلی الہی جو جلوہ نما ہوگی اسی کی روشنی عالم میں پھیلے گی۔ اگر حقیقت نہ ہوتو صرف لفظ سے کیا ہوسکتا ہے اسی جلوہ ءحقیقت کو کتاب مقدس بائیبل میں بہاء اللہ اور قرآن مجید میں نور رب کہا گیا ہے اور فی الحقیقت تجلی ربانی ہی ہے جو روشنی دکھاتی ہے ورنہ بغیر اس کے انسان اور دنیا دونوں تارک محض ہیں (عربی بائیبل میں بهآ ا لهنا بیشک ہے لیکن بحیثیت مرکب

اضافی نہ بحیثیت علم ۔ ایرانی بہاء اللہ نے اپنا نام بطورعلم تجویز کرلیا تھا جیسے عبد اللہ عبد الرحمٰن وغیرہ۔اس کوترکیب اضافی سے کوئی تعلق نہیں اس کی مثال بالکل یہ ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے لما قا م عبد الله يدعو ه كا دوا يكو نون عليه لبدا ۔اس آیت میں عبداللہ بحثیت مرکب اضافی مستعمل ہوا ہے۔اب اگر کوئی شخص شیخ بہاء اللہ کی طرح اپنا اصلی نام چھوڑ کر نیا نام عبداللہ رکھ لے (جیسے مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اپنا پیدائشی نام غلام نبی ترک کر کے عبداللہ رکھ لیا تھا) اور کہنے لگے کہ اس آیت میں میری طرف اشارہ ہے تو کیا کوئی عقل مند ایسا دعوی مان لے گا؟ کیا یہ بات ماننے کے لائق ہے؟ اس لئے اردو بائیبل میں یسعیاہ کے مذکورہ مقولہ کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے

وہ خداوند کا جلال اور ہمارے خدا کی حشمت دیکھیں گے۔

دیکھئے انہوں نے مرکب اضافی کوملحوظ رکھ کر کیسا صحیح ترجمہ کیا ہے ۔اس طرح کوشش کر کے پیش گوئی بنائی جائے تو ہر ایک عبداللہ آیت مذکورہ (لما قا م عبد الله) کواپنے حق میں چسپاں کرلے گا۔

اسی طرح قرآن شریف میں نور رب سے مراد مرکب اضافی ہے علم نہیں ۔پس معنی یہ ہیں کہ بروز قیامت خدا کی صفت نور سے زمین روشن ہوجائے گی، یہ نہیں کہ نور سے مراد ضیاء اور ضیا سے مراد بہاء اور بہاء سے مراد بہاء اللہ۔کیا خوب!

لطیفہ: یہاں پہنچ کر ہمیں حضرت سعدی کی ہزلیات یاد آ گئیں ۔آپ نے ایک شخص سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس کم بختی کے مارے نے اپنے نام کے ساتھ حاجی کا لقب لگا دیا شیخ سعدی نے فرمایا، حاجی و چاچی تجنیس خطی دارد۔ چاچی کمان را گویند۔کمان وگمان تجنیس خطی دارد۔گمان شک را گویند۔شک وسگ تجنیس خطی دارد۔معلوم شد کہ تو سگ ہستی ۔بے چارے حاجی صاحب منہ تکتے رہ گئے)

اور موعود نام بہآ کی مناسبت سے یہودی عیسائی مسلمان وغیرہ اہل مذاہب جواس ظہور حق کو شناخت کر کے فائز ہوئے۔ نئے نام سے اہل بہا یا بہائی کہلاتے ہیں ۔ چنانچہ نئے نام کی اطلاع کتاب مقدس نے پہلے دے دی تھی

تب تو میں تیری راست بازی اور سارے بادشاہ تیری شوکت دیکھیں گے اور

تو ایک نئے نام سے کہلائے گا جسے خداوند کا منہ رکھ دے گا۔ (یسیعاہ باب ۶۳)
الحمدللہ خداوند کی طرف سے جو مقرر تھا ظاہر ہو گیا پروردگار نے اپنا وعدہ پورا کر دیا نبیوں کی صداقت آشکارا ہوئی۔ مقدس کتابوں کے نوشتے پورے ہو گئے۔ (بہائی میگزین بابت نومبر ۱۹۳۴ء ص ۱۸۔۱۹)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۳ ص ۳،۴)

ہندوستان کیلئے ایک جدید ریفارم سکیم

سائمن اور نہرو رپورٹ سے بہتر

(امت مرزائیہ کے ایک جدید ملہم کی تجویز کردہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل ہندوستانی اخباروں میں آئندہ ریفارم سکیم پر ساری توجہ مبذول ہو رہی ہے۔ اصل میں یہ بحث ۱۹۲۷ء سے چلی ہے۔ آج کل جو مسودہ رپورٹ ہندوستانیوں میں زیر بحث ہے وہ ایسا ہے کہ کانگریسی لوگ اس کو بالکل غلط کہتے ہیں۔ وزیر ہند اس کو بے نظیر سکیم بتاتے ہیں۔ وزیر ہند کا قول ہے کہ اس سے بہتر سکیم کوئی بنا ہی نہیں سکتا۔

آج ہم جو سکیم احمدی ملہم کی پیش کرتے ہیں اسے دیکھ کر وزیر ہند بھی غالباً تسلیم کریں گے کہ واقعی اس سے اچھی کیا اس جیسی سکیم بھی نہیں بن سکتی۔ بالکل صاف بالکل سیدھی نہ اینچ نہ پیچ۔

آج ہم جس احمدی ملہم کی پولیٹکل سکیم پیش کرنے کو ہیں، یہ وہی صاحب، شیخ غلام محمد سلطان القلم، امام مہدی آخر الزمان، ومصلح موعود، وقدرت ثانیہ، کلمۃ اللہ، افسر انچارج خزانہ اعلی سرکار آسمانی بادشاہت خلیفہ سلطان موعود ہیں جن کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء میں ہو چکا ہے۔ جنہوں نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ میری زوجیت میں آجائے گی، جس کے ولیمے کا خرچ دفتر اہل حدیث امرتسر نے اپنے

ذمہ لیا تھا۔

آج کی سکیم شاید اسی تز وتج کی تشریح ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے مزیدار ہے۔ اور مرزا صاحب قادیانی متوفی کی ایک خواب کی تعبیر ہے جس کا ذکر پھر کبھی ہو گا۔ ناظرین اس سکیم کو بغور پڑھیں، چنانچہ امام مہدی فرماتے ہیں کہ:

اس وقت حکومت گورنروں وزراؤں وغیرہ کے ذریعہ تمام خزانہ اور طاقت حکومت کے استعمال سے اپنی حکومتوں کا انتظام چلا رہی ہے جس میں دوسری قوم و مذاہب کے انسان اس کے عملہ سرکاری میں داخل ہیں جن کے متعلق وہ یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ وہ سب اس کے پورے وفادار اور امین حکومت و رعایا ہیں۔ اسی طرح وہ آسمانی خدائے واحد کی جائز اور ضرورت حقہ کی آرزو کو قبول کرے۔ اور صوبہ پنجاب سے اس کا کام شروع کر دے۔ جہاں میرا تعلق ہندوستان میں صرف موجودہ گورنر پنجاب اور گورنر جنرل ہند سے ہوگا۔ اور تمام درمیانی وسائل سے میں بالاتر اور الگ چلوں گا میرے اور ان ہر دو حکام اعلیٰ کے مابین تعلق خط وکتابت ومیل ملاپ اور انتظامات محکمہ کی سرانجام دہی کے لئے حسب ضرورت ایک عملہ اعلیٰ ایسا ہوگا جو اردو و انگریزی خواں مسلمان یا انگریز ہو لیکن اس کا تقرر میری سفارش کے ساتھ مجوزہ حلف وفاداری کے ساتھ گورنر صوبہ اور گورنر جنرل ہند فرماویں گے جس تمام انتظام کی منظوری حکومت ہند کو بادشاہ سلامت سلطنت برطانیہ سے حاصل کرنی ہے جس میں میرا تقرر محکمہ اصلاحات خصوصی کے افسر اعلیٰ کی حیثیت میں بھی حکومت کے منفرد مخصوص ہاتھ میں رہے گا جس کے چارج میں ایک مقررہ سالانہ بجٹ ہوگا اور جس کے تمام قواعد وحسابات اور عملہ ماتحت میرے اختیار کلی میں کام کرے گا اور کسی دوسرے محکمہ حکومت اور اس کے عملہ وغیرہ کا اس میں کسی قسم کا عمل دخل نہ ہوگا لیکن میرے محکمہ خصوصی اصلاحات کو تمام حکومت کے محکموں اور ملک کی ماتحت رعایا کے اندر دخل دینے کا پورا حق اور اختیار خصوصی حاصل ہوگا جس کے لئے تمام مشترکہ واحد انتظام عملہ وغیرہ میں مجوزہ حلف وفاداری ساتھ اپنے آخری فیصلہ سے

تمام قوموں کے اندر سرانجام دونگا اور ہر سال اس کا نتیجہ حساب خزانہ اور دیگر کارگذاری بوساطت گورنر صوبہ پنجاب ہندوستان کے گورنر جنرل کی خدمت میں بھیجی جایا کرے گی جس کی تمام کاروائی میرے اختتامی نوٹ و دستخط کے ماتحت حکومت کی منظور شدہ کاروائی سمجھی جائے گی۔ جس کے کسی حصہ پر حکومت اعتراض کرنے کی مجاز نہ ہوں۔ ہاں تشریح کرانے اور آئندہ کے لئے مشورہ دینے کی مجاز ہوگی۔ اور اگر وہ دو سال ابتدائی کے بعد اس سے متفق نہ ہو یا اپنا کسی قسم کا نقصان سمجھے تو اس بات کی پوری مجاز ہوگی کہ اپنے تمام انتظام مجھ سے واپس لے لے۔

اور اگر میری کوئی ذاتی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ انتظام حکومت کے دوران موجود پائے تو اسے بحق حکومت ضبط کر لے میرے پاس نہ اس وقت اس قسم کی کوئی جائداد ہے اور نہ موت تک کوئی ایسی جائداد کھڑی ہوگی کیونکہ میں اپنے آقائے نامدار حضرت نبی کریم صلعم کا کامل بروز اور حضور محمد ﷺ کا غلام ہوں، مجھے یہی سبق اسلام نے پڑھایا ہوا ہے۔

حکومت برطانیہ کو مجھے ہر سال کے لئے کم از کم پانچ لاکھ اور زیادہ سے زیادہ دس لاکھ روپیہ کی آمدنی و خرچ کا بجٹ اپنے مشترکہ خزانہ ہند سے دینا ہوگا جس پر ہر قسم کے خرچ کا مجھے کلی اختیار حاصل ہوگا۔ لیکن تمام اخراجات کی تفاصیل بمعہ رسیدات کے مکمل حساب رکھنے اپنے محکمانہ انتظام کے اندر میں پابند ہوں گا جس حساب کا مقابلہ گورنر صوبہ پنجاب یا گورنر جنرل ہند اپنے محکمہ کے اڈیٹر سے بھی حسب ضرورت ہر سال کے بعد کرانے کے مجاز ہوں گے اور میرے تمام محکمہ کے عملہ کی تنخواہیں اور ہر قسم کے اخراجات اسی رقم کے بجٹ سے خرچ ہوں گے جس مین میری تنخواہ اور افسران اعلی سرکاری کی تنخواہ بھی شامل ہوگی جن سب کی تنخواہوں و گریڈوں کے کل فیصلہ جات اور قواعد متعلقہ کا انتظام میرے سپرد ہوگا۔ اگر دو سال کے کاروبار کے نتائج کے بعد گورنمنٹ ہند کو اس سے اتفاق نہ ہوا تو وہ محکمانہ طور پر اس محکمہ کو توڑ دینے اور آئندہ اپنے ہر قسم کے امدادی ہاتھ کو بند کر لینے کی مجاز ہوگی۔ لیکن

میرے آسمانی اور خلافتی کام کو اپنی حکومت کے اندر نہیں توڑ سکے گی اور میں اس صورت میں پابند ہوں گا کہ دو سال میں حکومت برطانیہ نے جس قدر بجٹ نقد میرے محکمہ میں خرچ کیا ہوا سے گورنمنٹ کا قرضی حسنہ شمار کروں اور اپنے اسلامی خلافتی کاروبار کی آمدنی سے حسب گنجائش گورنمنٹ کو رقم باقساط واپس کرتا رہوں جس کے حکومت مجھے یک دم تنگ نہ کر سکے گی۔ بلکہ اپنی رقم کی واپسی میری سہولت پر چھوڑ رکھے گی لیکن جو مدد اپنے مشترکہ محکمہ پولیس فوج وغیرہ مجھے دے گی ان کے اخراجات نہ میرے بجٹ میں ڈالے جائیں گے اور نہ ہی بعد میں ان کوئی رقم میں ادا کرنے کا ذمہ دار ہونگا۔ جس میں سے ایک سپیشل تھانہ اور عدالت میرے کام کے لئے حکومت کو وقف کرنی پڑے گی یہ تمام حد بندیاں اور تشریحات صرف فہم معاملہ اور صفائی حساب کے لئے ہیں ورنہ میں یقین رکھتا ہوں کہ میں نے بہت تھوڑا ہاتھ ہی ابھی خزانہ حکومت کو لگایا ہوگا کہ میرے اپنے آسمانی وزمینی خزانوں کے انبار میرے پاس لگے ہوں گے کیونکہ میں اسلام کے اس خدائے واحد کا مظہر اور اس کے انسان کامل (مرزا) کا بروز ہوں جو علم وروح کی کامل طاقت اور حرف کن سے آپ زمین وآسمان بنا سکتے ہیں۔

اور جو دوسروں کو حکومتوں اور خزانوں سے مالا مال کر کے دکھا سکتے ہیں مجھے بھی ایسا ہی کرنا ہے صرف ایک تھوڑا سا حکومت برطانیہ کا امتحان اور عملی قدم ہے جس کے اٹھنے کے بعد وہ دیکھ لے گی کہ میں اور میرا مذہب کیا چیز ہیں اور کس علم وعمل کے کامل اتحاد اور وحدت کا نام ہیں اور ان سے کس قدر انسانی قومی اور ملکی مذہبی اور حکومتی اصلاح سلطنت برطانیہ کے اندر ظہور میں آتی ہے جس کو ان کے کروڑوں پونڈ اور صدیوں کے علوم اور ہمتیں ہرگز ہرگز پورا کر کے نہیں دکھا سکتیں جس کے لئے مجھے تمام کام قرآن شریف کی کامل تابعداری کے اندر سرانجام دینا ہوگا کیونکہ اسی کی برتریوں، برکتوں، خوبیوں اور اعلی عملی نتائج کا مجھے اظہار دکھلانا ہے جس میں حکومت وقت بجے ان تمام حصوں سے مجھے اتحاد رہے گا جو اسلامی اصولوں کے مطابق

کھڑے ہیں ۔اور مخالف حصہ قوانین حکومت کی تبدیلی کی تکمیل تک میرے کام کا دائرہ خالص قرآن شریف کی آسمانی کتاب قوانین کے اندر ہی رہے گا اور میرے تمام اصلاحی معاملات انہی کی حدود کے اندر نہایت عدل و انصاف سے طے پائیں گے ۔ مجھے حکومت کو یہ خوش خبری دینی ہے

کہ میرے جد امجد حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کا روحانی وجسمانی اس قدر خزانہ آسمان وزمین پر موجود ہے جن کو کوئی حکومت گن نہیں سکتی ۔جن سب کا قانونی چارج بطور ورثہ مجھے لے کر اپنے محکمہ اصلاح میں خزانہ حکومت میں شامل کرنا اور ایک بالکل تازہ اور کثیر خزانہ میرے روحانی باپ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کی چھوڑی ہوئی ہے جس کو بہت جلد میں نے اپنے قانونی ورثہ میں شامل کر کے خزانہ حکومت میں داخل کرنا ہے ۔اور یہ تمام خزانے اور جائدادیں میری ہر قسم کی قرآنی احکامات وحکومت وقت کے قوانین کی محکم گرفت میں موجود ہیں ، جن کا صرف فیصلہ حکومت کے بعد مجھے عدل کے ساتھ چارج لے کر دکھلا دینا ہے کیونکہ ان تمام کثیر اموال اور جائدادوں کے منتظم خائن اور مکار و چور اور سخت نا اہل واقع ہو چکے ہیں جو اس قابل نہیں رہے کہ کوئی آسمانی یا زمینی کام ان کے ہاتھ میں باقی رکھا جائے ، جن سب کی اصلاح کے لئے مجھے خدائے واحد نے بھیجا ہے تا کہ ان سب کو معطل کر کے مناسب سزائیں دے کر کام کو بہترین امین ہاتھوں کے سپرد کر دیا جائے ، کن کے ماتحت قومیں سخت کمزور اور بے وقوف ہو چکی ہیں جن کے جتھوں کی قوت پر وہ سب دنیا میں اصلاح اور نیکی پھیلانے کی بجائے جرم اور خیانت وجھوٹ پھیلا رہے ہیں..الخ۔

(نمبر ہفتم ص۵۲تا۵۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم تو اس سکیم کے بالکل موید ہیں مگر دیکھئے انگریزی حکومت اس پر کیا توجہ کرتی ہے۔ بہر حال سکیم اچھی ہے۔ غالباً شیخ صاحب موصوف اپنی اس رفعت شان میں اخبار اہل حدیث کے سٹاف کو نہ بھولیں گے ۔غور فرمائیں کہ آپ کے سگے اور

سوتیلے بھائیوں (پیغامیوں اور قادیانیوں) کے کسی اخبار نے آپ کی سکیم پر ایک حرف بھی نہیں لکھا لیکن اہل حدیث نے اسکو اصل الفاظ میں شائع کیا۔ اس لئے بوقت خاص اسخدمت کا معاوضہ ملنے کی امید ہے ورنہ کہا جائے گا

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم بہر وفا کچھ تو ادھر بھی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۲ ص ۴۔۶)

بہائی دعوی ۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں اس سلسلہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ بہاء اللہ کون ہیں اور بہائی کون ہیں اور وہ کیا کہتے ہیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایران میں ایک شخص مرزا حسین علی انیسویں صدی عیسوی کے شروع میں پیدا ہوا تھا جو کہ اپنے دعوی کے بعد شیخ بہاء اللہ کے نام سے موسوم ہوا ان کے اتباع ان کو موعود کل انبیاء بتاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات ان کے حق میں پیش کرتے ہیں جس مضمون پر گذشتہ نمبر میں توجہ ہوئی تھی اس میں یہی ذکر ہے کہ کتب سابقہ اور قرآن مجید کا موعود شیخ بہاء اللہ ہے۔ آج دوسرا نمبر درج ہے:

بہائی میگزین کے الفاظ یہ ہیں:

نور موعود کے ظاہر ہونے کا مقام: معلوم ہے کہ سب سے اول اعلان امر حضرت بہاء اللہ نے بغداد میں کیا تھا بغداد کا دوسرا نام اسلامی تاریخ اور عرف میں دار السلام ہے اسی کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے واللہ یدعوکم الی دار السلام و یھدی من یشاء الی صراط مستقیم خدا تعالی تمہیں دار السلام کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے

حضرت بہاء اللہ کے قیام دار السلام بغداد کے زمانہ میں خداوند عالم نے اس

پیش گوئی کے ظہور کا اعلان فرمایا اور آج بھی بغداد میں اہل بہاء کا ایک نقدس مذہبی مقام بیت مبارک حضرت بہاء اللہ موجود ہے۔ جو اہل بہاء کے لئے زیارت گاہ ہے جسکا معاملہ لیگ آف نیشنز میں عرصہ سے پیش ہو رہا ہے۔ (بہاء میگزین بابت نومبر ۱۹۳۴ء ص ۱۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: کیا اچھا ترجمہ ہے اور کیا اچھی تفسیر ہے اسی طرح باقی آیات میں بھی ناظرین ملاحظہ کریں گے۔

اس کی مثال: ہمارا اٹل دعوی ہے کہ قادیانی رسالت، بہائی رسالت کی متبع ہے۔ اسلئے اسکی مثالیں قادیانی تفسیرات میں بکثرت ملتی ہیں منجملہ ایک درج ذیل ہے

الی ربك یو مئذ ن المستقر۔

اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھکانا ہوگا یعنی سوائے خدا کی پناہ کے اور کوئی پناہ نہ ہوگی ایک یہ بھی مطلب ہے کہ نجات مسلمان ہو کر مل سکے گی یہ سب باتیں قیامت پر آنحضرت ﷺ کے زمانہ پر اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کے زمانہ پر لگتی ہیں

الی ربك یو مئذ ن المستقر

مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں اس طرح کہ ۱۹۰۵ء میں جب بڑی کثرت سے طاعون پھیلی تو پے در پے لوگوں کی بیعت کے خطوط شروع ہو گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر مامور (مرزا قادیانی) کو مان لو تب بچ سکتے ہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (الفضل ۹ اگست ۱۹۱۴ء)

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: کیا اچھا ترجمہ اور کیا اچھی تفسیر ہے

ایک واقعہ: نواب محسن الملک مرحوم ثانی سکرٹری علی گڈھ کالج نے سر سید احمد خان کی تفسیر بالرائے دیکھ کر سر سید مرحوم کو ایک خط لکھا تھا جو چھپ شکا ہے جس میں ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ:

آپ کو قرآن کے معنی وہ سوجھتے ہیں جو خدا کو بھی علوم نہیں

میں کہتا ہوں نواب صاحب مرحوم آج زندہ ہوتے تو اسی قسم کا خط اہل بہا اور اہل قادیان کو بھی لکھتے کہ آپ قرآن میں وہ معنی ٹھونستے ہیں کہ خود خدا نے داخل نہیں کیئے۔

خیر یہ تو ان دونوں خاندانوں کا اتحاد عمل ہے جو ہونا چاہیے ہمیں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ہم نے جو اپنے رسالہ بہاء اللہ اور مرزا میں ان دونوں بزرگوں میں اصل و فرع کو نسبت بتائی ہے وہ صحیح ہے ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تھی کیا اس وقت اس کے یہی معنی تھے کہ اللہ تمہیں بغداد کی طرف بلاتا ہے

کیا خوب حالانکہ اس وقت بغداد کا نام دارالسلام بھی نہ تھا بلکہ بغداد ہی تھا جو بغ (بت) اور داد (بادشاہ کے نام) سے مرکب ہے جیسے بعلبک۔اسی بنا کر مرزا صاحب قادیانی لکھا ہے کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ قرآن میں قادیان کا نام لکھا ہے تو میں نے کہا قرآن میں تین شہروں کے نام ہیں مکہ مدینہ قادیان۔(ازالہ) جس پر قادیان کے ایک شاعر نے لکھا تھا

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا
در شمار مکہ چوں ناید شمار قادیان

اصل معنی آیت کے سمجھنے کیے لئے قرآن کی اصطلاح کا سمجھنا ضروری ہے کہ دارالسلام جنت کا نام ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے

لهم دار السلام عند ربهم و هووليهم بما كانوا يعملون

(الانعام:۱۲۷) ان نیک لوگوں کے لئے دارالسلام (جنت) ہے وہ خدا ان کا والی ہے بسبب ان کے اعمال صالحہ کے

حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو خاندان بہائی اور قادیانی قرآن مجید کو مطلب براری کا ایک ذریعہ جان کر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں ورنہ یہ کوئی کہنے یا سننے کی بات ہے کہ دارالسلام کی طرف خدا بلاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ کہ نزول قرآن کے بارہ سو سال بعد جب بہاءاللہ بغداد میں قید ہوگا، تو اس وقت خدا لوگوں کو بغداد کی طرف بلائے گا بھلا جناب پیر بغدادیؒ کا کوی راسخ مرید اگر اس آیت کو حضرت شیخ عبدالقادر بغدادی کے حق میں لگائے تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے، حالانکہ بہائیوں می نسبت بہت زیادہ لوگ پیر صاحب کے مرقد کی زیارت کو جاتے ہیں میرا خیال ہے اس وقت قرآن مجید آپ دونوں کے ہاتھوں شکایت کرتا ہوا کہے گا

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا

اور سنئے : لکھا ہے

مکان قریب: قرآن مجید میں آتا ہے

واستمع یو م یناد المناد من مکا ن من مکا ن قر یب۔ یو م یسمعو ن الصیحة الحق ذلك یو م الخرو ج ۔(ق:۴۱۔۴۲) متوجہ ہوکر سننا جب کہ مکان قریب سے پکارنے والا پکارے گا جس دن لوگ آواز حق سنیں گے وہی زمانہ ظہور ہوگا

مکان قریب، ایک جامع لفظ ہے عرب جہاں کلام مجید نازل ہورہا ہے وہاں سے عراق عرب (بغداد) بھی مکان قریب ہے اور ملک شام بھی قریب ہے چنانچہ مفسرین نے مکان قریب سے ملک شام ہی سمجھا ہے اور شام میں حضرت بہاء اللہ کی ندائے حق سال ہا سال بلند رہی اور بالآخر وہیں مرکز بہائی بن گیا ہے حضرت عبدالبہاء بھی عکہ اور حیفا (ملک شام) میں رہے آج کل بھی وہیں حضرت ولی امر اللہ تشریف رکھتے ہیں انہیں مقامات پر کوہ کرمل واقع ہے جس کا ذکر ظہور موعود کے سلسلہ میں بائیبل نے بے شمار بار کیا ہے خود عکہ کے متعلق صاف صاف لکھا ہے کہ عکہ دنیا کیلئے امید کا دروازہ ہوگا اور خدا کے طالب یہاں آئیں گے (یسیعاہ باب ۶۵)

(رسالہ مذکور ص ۱۹،۲۰)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں ؛ صحیح معنی میں یہی قرآن دشمنی ہے اور یہی انکار قرآن ہے کہ اس کے ایسے معنی میں لیا جائے جو معنی نہ متکلم کے مراد ہوں نہ مخاطب کے بلکہ اس شعر کے مصداق ہوں

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

اس کی مثال : قادیان بھلا اپنے اسلاف سے کم کیونکر رہنے لگا قادیانی ترجمہ قرآن میں لکھا ہے کہ

وبا لآ خرة هم یو قنون متقی وہ لوگ ہیں جو آخری وحی پر جو مرزا قادیانی پر نازل ہوئی ہے ایمان رکھتے ہیں۔

نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب متوفی پر ایمان لانا... بلکہ داخل ایمان ہے اس کے بغیر انسان متقی نہیں بلکہ مومن ہی نہیں ہوسکتا..

زبان نہیں رکتی

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر اعتراض ہوا کہ حدیث نزول مسیح موعود میں مقام نزول دمشق ہے آپ قادیان میں کیسے مسیح موعود بن گئے آپ نے کس انداز اور کس شان سے جواب دیا کہ

> دمشق سے مراد قادیان ہے کیونکہ دمشق یزیدیوں کا تخت گاہ ہے اور قادیان میں بھی یزیدی الطبع لوگ رہتے ہیں۔ نیز قادیان سے خط کھینچیں تو سیدھا دمشق پر جاتا ہے۔ (ازالہ اوہام)

معترض بھی بلا کے پرکالے ہوتے ہیں جواب میں کہا گیا کہ ہاں صاحب قادیان سے خط کھینچیں تو سیدھا جہنم تک بھی جاسکتا ہے کیونکہ حکیم اقلیدس نے لکھا ہے کہ ہم ہر دو نقطوں میں خط ملا سکتے ہیں۔

بہائی صاحب! آپ نے جو آیت زیر بحث لکھی ہے وہ مکی ہے اور مدینۃ الرسول مکہ شریف سے بغداد کی نسبت اقرب ہے پھر اگر کوئی شخص یہ معنی کرے کہ عنقریب مدینۃ النبی سے اسلام کی اذان جاری ہوگی اسے تم کان لگا کر سننا اور اس کی خلاف ورزی نہ کرنا اسی دن اسلام کا کمال ظہور ہوگا چنانچہ ہوا تو آپ (بہائی) کیا جواب دیں گے ہم حیران ہیں کہ اس قسم کے استدلال کرنے والوں کے حق میں ہم کیا رائے قائم کریں بجز اسکے کہ

پیر من خس است و اعتقاد من بس ست

نوٹ: کتاب یسعیاہ باب ۶۵ سے جو عکہ کے متعلق آپ نے عبارت نقل کی ہے ہم کو نہیں ملی نہ اردو بائیبل میں نہ عربی میں فاضل اڈیٹر بہائی میگزین مہربانی کرکے اس حوالے کی تصحیح کریں ورنہ کہا جائے گا

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہاء دگر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۳ ص ۳۔۴)

مستری ثناء اللہ کی مرزائیت سے توبہ

(مرزائی، ثناء اللہ کے نام سے تھراتے ہیں)

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ہمارے ملاقاتیوں میں ایک صاحب علی محمد اہل قرآن ہیں جو گوجرانوالی اہل قرآن کے ہم مشرب ہیں۔ ان کے خسر مستری نصیر الدین گوجرانوالی پکے احمدی ہیں جن کے صاحبزادے مستری ثناء اللہ صاحب آج کل امرت سر میں تشریف فرما ہیں۔اب کی دفعہ قادیانی جلسہ پر بھی گئے تھے۔

میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے حسب عادت انہیں تبلیغ حق کی اور مرزا صاحب کی چند تحریرات مشتمل بر تعصب وخود غرضی و مغالطات و کذبات دکھائیں انہوں نے بچشم خود کتب مرزا سے پیش کردہ حوالہ جات کو بغور ملاحظہ کر کے صاف اقرار کیا کہ واقعی ان تحریرات کی رو سے مرزا صاحب مسیح موعود وغیرہ نہیں کہے جا سکتے۔ اسی دوران، آخری فیصلہ پر گفتگو چل پڑی، تو کہنے لگے کہ اب کی دفعہ قادیان میں مولوی سلیم نے اسی مسئلہ پر ایک لمبی تقریر کی تھی جس سے صاف عیاں ہے کہ اس امر میں مولوی ثناء اللہ صاحب حق بجانب نہیں۔ خاکسار نے آخری فیصلہ کے متعلق جملہ عذرات مرزائیہ کو گن کر سنایا پھر ہر ایک عذر کا معقول و مدلل جواب دیا اور مرزا صاحب کی متعدد تحریرات سے ثابت کر دیا کہ یہ مباہلہ نہیں محض دعا ہے جس کی منظوری بھی بقول مرزا صاحب، خدا تعالی کی طرف سے ہو چکی تھی۔

الحمد للہ اس کا وہی اثر ہوا جس کی توقع تھی یعنی وہ اصل حقیقت کو پا گئے۔اس کے بعد خاکسار نے چند تالیفات ثنائیہ متعلقہ قادیانی مشن مثلاً الہامات مرزا وغیرہ انہیں دیں اب بفضل خدا وہ احمدیت سے پورے طور پر بے زار ہو چکے ہیں۔ آج انہوں نے ایک عجیب داستان سنائی کہ:

> میرا نام چونکہ ثناء اللہ ہے اس لئے احمدی دوستوں کو سخت شاق گذرتا رہا ہے۔ بارہا انہوں نے میرا نام تبدیل کرنے کوشش کی کبھی نعمت اللہ رکھتے

کبھی کچھ کبھی کچھ۔ اب کی دفعہ قادیان جلسہ پر بھی اکثر احمدی اس نام کی وجہ سے میرا مضحکہ اڑاتے رہے کہ یہ، ثناء اللہ امرتسری، ہے مطلب یہ کہ نام بدل دو۔ مولوی غلام رسول آف راجیکی نے ازراہ تمسخر کہا کہ کیا ہوا ان کا نام ثناء اللہ ہے لوہا ہی لوہے کو کاٹتا ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے صاف عیاں ہے کہ احمدی حضرات گو بظاہر کتنی بھی سرکشی دکھائیں مگر یہ بات اب مہر نیم روز کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ ثناء اللہ کا نام جملہ مرزائیوں کے قلب و روح پر چھا چکا ہے جس طرح گیارھویں صدی عیسوی میں یورپ کے قلب پر صلاح الدین چھا گیا تھا جس کی یاد بھی انہیں تڑپا دیتی ہے اور ان مرزائیوں پر کیا منحصر ہے خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی مولانا ثناء اللہ کے ہاتھوں تنگ آکر بایں الفاظ چیختے چلاتے چل بسے کہ اے ثناء اللہ:

میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اگر میں کذاب ہوں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔

پھر اسی پر بس نہیں میں یقین محکم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ گو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہاتھوں شکست کھائے ۲۶ سال کے قریب گذر چکے ہیں تاہم کشفی آنکھ سے دیکھنے والے کو آج بھی یہی نظر آئے گا کہ عالم بالا میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری آتشی کوڑا ہاتھوں میں لئے ہوئے اہل زیغ کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔ ذلك فضل الله ۔ له الحمد

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ اپنے ادارتی نوٹ میں فرماتے ہیں:

اہل منطق نے دلالت کی ایک قسم التزامی بتائی ہے جیسے حاتم کو سخاوت، شیر کو بہادری، ثناء اللہ نام میں دلالت التزامی کذب مرزا داخل ہے جو بغیر کسی بحث و تمحیص کے ذہن میں آتی ہے کیونکہ منطق کا قاعدہ ہے لا هجر فى التصور خیال کو روک نہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ کسی کے عزیز کو کوئی قتل کر دے تو باوجود مدت دراز گذر جانے بلکہ معافی ہو جانے کے بعد بھی وہ جب اسے دیکھے گا تو اسے اپنے عزیز کا قتل یاد آنے پر صدمہ ہوگا۔ یہ ایک فطرتی بات۔ چونکہ مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ ہم (مرزا قادیانی و ثناء اللہ) میں سے جو پہلے مرے گا وہ عنداللہ جھوٹا اور زندہ رہنے والا

سچا ہوگا، اس فیصلہ مرزا قادیانی کا کا تصورامت مرزا کو سخت ستا تا ہے۔اس لئے:

وہ بگڑتے ہیں کہ کوئی انہیں کیوں یاد آیا

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۳ ص ۵)

لاہوری مرزائیوں کی شرمناک شکست

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب ؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

لاہوری مرزائیوں نے اپنے سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء میں مدثر شاہ احمدی کی تقریر،

حضرت مسیح موعود (مرزا) کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا افتراء ہے،

پر سوال و جواب کے لئے وقت رکھا، مگر صرف آدھ گھنٹہ۔ حالانکہ یہ مسئلہ قریباً بیس برس سے قادیانی اور لاہوری احمدیوں میں بے طرح الجھ رہا ہے جس پر صدہا صفحات کی کتابیں لکھی گئیں۔ اتنے بڑے معرکتہ الآراء مسئلے پر سوال و جواب کے لئے اتنا قلیل وقت رکھنا ظاہر کر رہا ہے کہ:

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

بہر حال انجمن اہل حدیث لاہور نے بد را بدر باید رسانید، پر عمل کرنے کے لئے اسی قلیل وقت کو منظور کر لیا مگر مرزائی اور عہد کی پابندی؟ اجتماع ضدین کا معاملہ ہے۔ جب ہم وقت پر ان کے جلسہ میں گئے تو انہوں نے اپنے پیش رو کی سنت موکدہ:

کیا وعدہ ہمیں کر کے مکرنا نہیں آتا؟

کی تقلید میں صاف جواب دے دیا کہ ہم آپ کو صرف پانچ منٹ دے سکتے ہیں۔

آہ! اس وقت کا سماں بھی قابل دید تھا، جب کہ ایک مدعی تہذیب مدعی دیانت و امانت جماعت کو ان کے شائع کردہ پروگرام اور ان کی دستخطی مرسلہ چھٹی کے مندرجہ عہد، ڈھائی بجے سے تین تک تقریر پر سوال و جواب، کی رو سے ان کی اس انوکھی دیانت کا خاکہ اڑا رہے تھے۔ آخر دام میں آئے ہوئے صاحب علم مریدوں کا رنگ دگرگوں دیکھ کر انہیں وقت دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ موعودہ وقت کو بحساب ۵،

۵ منٹ تقسیم کر کے تین تین تقریروں کی اجازت دی گئی۔

مگر بعد میں جب کہ ابھی ہماری دو ہی تقریریں ۵۔۵ منٹ کی ہوئی تھیں اور وقت موعود سے دس منٹ باقی تھے کہ صدر جلسہ مرزائی نے اپنے مناظر کی انتہائی کمزوری اور اہل حدیث مناظر کی واضح فتح اور بین ونمایاں غلبہ اور پبلک کی بدلتی ہوئی حالت کا نقشہ ملاحظہ کر کے قبل از وقت ہی مناظرہ بند کر دیا۔

ہم نے بار بار انہیں توجہ دلائی کہ آپ وعدہ شکنی نہ کریں۔ آپ کا یہ فعل نہ صرف خلاف قرآن وحدیث ہی ہے، بلکہ تہذیب و دیانت علم وعقل واخلاق سے بھی بعید ہے۔ مگر انہوں نے عملاً یہی کہا کہ، ہماری تہذیب و دیانت ہمارا مرزائی مشن ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ہم آپ سے وعدہ وفائی نہ کریں، کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے مجدد و مسیح موعود کی یہی سنت ہے چنانچہ ۱۹۰۲ء میں ہمارے مجدد (مرزا قادیانی) نے مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کو قادیان میں آنے اور آکر پیش گوئیوں پر گفتگو کرنے کی دعوت دی مگر جب مولانا صاحب بلائے ناگہانی کی طرح سر پر جادھمکے تو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ :

ہمیں آپ لوگوں سے گفتگو کرنے سے خدا نے روک رکھا ہے۔

بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے

ناظرین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ آخر یہ لاہوری مرزائی باوجود صدہا ڈینگیں مارنے کہ ہم نے یہ کیا وہ کیا، یورپ میں اسلام پھیلایا، برلن میں اڈا جمایا، قرآن میں تحریف کر کے اسے انگریزی کا جامہ پہنایا، وغیرہ ذالک، مگر نبوت مرزا پر گفتگو کرنے سے کیوں جی چراتے، پیٹھ دکھاتے، سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جاتے ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ ان کے اکابر سب کے سب مرزا جی پر دل سے معتقد نہیں۔

اب ہم مختصر طور پر اپنے دلائل اور مرزائی نقل کرتے ہیں۔

تقریر معماری نمبرا

ہم نے آیت خاتم النبیین اور فرمان نبوی

سیکون فی امتی ثلا ثو ن.. الحدیث (آنحضرتﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے اشخاص ہوں گے جو نبوت کا دعوی کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین

ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا)

تلاوت کر کے کہا کہ چونکہ حسب فرمان قرآن وحدیث، بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، اور مدعی نبوت دجال وکذاب ہوگا، بدیں وجہ لاہوری مرزائی کوشاں ہیں کہ مرزا جی کے دعوی نبوت کو ملیا میٹ کر کے انہیں اسلام کا سچا خادم ظاہر کر کے ان کی مریدی کی آڑ میں کام کریں۔ حالانکہ اگر ایک طرف مرزا جی نے مدعی نبوت کو ملعون، خسر الدنیا و الآخرۃ ، مسیلمہ کذاب کا بھائی وغیرہ کہا (انجام آتھم) تو دوسری طرف انہوں نے کھلم کھلا نبوت کا دعوی کیا ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

پہلی دلیل: مرزا جی کا تمسک آیت لو تقوّل علینا بعض الاقاویل .. الآیہ (محمد ﷺ ہم پر جھوٹ باندھتے تو ہم ان کی قطع وتین کر دیتے) ہر ایک جھوٹا مدعی، بہت جلد، موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے (شہادۃ الملہمین وانجام آتھم وغیرہ)۔

دوسری جگہ انہوں نے یہ شرط بڑھائی ہے کہ ایسا شخص مدعی نبوت ہونا چاہیے۔ بلکہ مدعی نبوت کے علاوہ کسی دیگر مدعی الہام کی صداقت پر اس آیت سے تمسک کرنے والے کو مرزا صاحب قادیانی نے بے ایمان وغیرہ کہا ہے۔

پھر خود مرزا جی نے اپنے دعوی پر اسی آیت سے تمسک کر کے کہا ہے کہ میں صادق ہوں کیونکہ میں مارا نہیں گیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

میں نے اپنے رسالہ اربعین میں شائع کیا ہے کہ مجھ کو کاذب کہنے والے سوچیں کہ یہ ہر ایک پہلو سے فضل خدا کا جو مجھ پر ہے ممکن نہیں کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر ہو سکے ..

خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی محمد ﷺ ہے اس کو... تیئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں تک پیمانہ ہے۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۴)

۲۔ خدا تعالی کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل پر یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعوی کیا، یا روشن دین جالندھری نے دعوی کیا ... اور وہ ہلاک نہ ہوئے۔ یہ

دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے ۔ یہ دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے ..تو پہلے ان لوگوں کی تحریر سے ان کا دعوی ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی کہ میں خدا کا رسول ہوں ۔اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہییں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے ...غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ کون سا کلام الٰہی اس نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعوی کیا ہے ..

جب تک ایسا ثبوت نہ ہوتب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالی پر بھی ایمان نہیں صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں ۔ (ضمیمہ قادیانی اربعین نمبر۳۔۴ ص ۱۱)

یہ تحریر صاف شاہد ہے کہ آیت لو تقول سے استدلال صرف مدعی نبوت کے حق میں ہوسکتا ہے کسی دوسرے ملہم کے متعلق اس سے استدلال کرنا بے ایمان بلکہ دہریہ کا کام ہے۔ اور خود مرزا جی نے اس آیت سے اپنی نبوت اور نبوت بھی کوئی گھٹیا نہیں، بلکہ اسلامی اصطلاحی مذکورہ قرآن نبوت پر دلیل پکڑی ہے لہذا یا تو آج آپ لوگ تسلیم کریں کہ مرزا صاحب دعوی نبوت تھا یا یہ کہ مرزا صاحب بے ایمان دہریے تھے کہ انہوں نے غیر نبی ہو کر اس آیت سے تمسک کیا جو مدعیان نبوت کے متعلق ہے ۔

دوسری دلیل :

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک مرید سے پوچھا گیا کہ کیا مرزا جی مدعی رسالت ہیں اس نے جواب دیا کہ مرزا صاحب قادیانی کا یہ شعر ہے :

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

یہ واقعہ اس شخص نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے گوش گذار کیا تو مرزا صاحب قادیانی نے کہا :

اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو۔ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے۔ جبھی تو

لا یخافون لومة لائم کے مصداق ہوئے۔

ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالی جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو، اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں، اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں (مگر یہ) نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوی کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔

بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کون سا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے ...آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مزہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندؤوں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرتے ...آخر کوئی امتیاز بھی تو ہونا چاہیے ... معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے ...اس لئے ہم نبی ہیں۔

(اخبار بدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ص۲)

منشی معمار فرماتے ہیں کہ ہماری اس تقریر کا مرزائی مناظر نے کوئی معقول

جواب نہ دیا۔ صرف نامعقول یہ عذر کیا کہ اخبار بدر والی تحریر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ڈائری ہے جو مستند نہیں ہو سکتی ۔ مرزا جی کا دعوی ظلی بروزی مجازی وغیرہ نبوت کا تھا، چنانچہ اس قسم کی چند تحریرات مرزا قادیانی پڑھ کر سنائیں۔

تقریر معماری نمبر۲

جواباً ہم نے اپنی دوسری تقریر میں عرض کیا کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب نے دوسری تحریرات میں اپنی نبوت کو مجازی وغیرہ کہا ہے تو ہم اس کے جواب دہ نہیں ۔ یہ مرزا صاحب قادیانی سے پوچھئے گا کہ آپ کی تحریرات میں اختلاف کیوں ہے؟ کہیں حضور دماغی مرض میں مبتلا تو نہ تھے؟

صاحب من! اگر مرزا جی نے اپنی نبوت کو محض مجازی بطور استعارہ وغیرہ قرار دیا ہے تو ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ:

بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ ص۴)

الغرض اس قسم کے بیسیوں اختلافات ان کے کلام میں موجود ہیں جن کے جواب دہ بھی آپ ہیں ہمارا فرض یہ تھا کہ حسب دعوی خود مرزا جی کے اقوال سے ان کا دعوی نبوت دکھا دیں جو ہم نے دکھا دیا ہے۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ ڈائری مستند نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ڈائری آپ کے اس کو کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی مجلس احباب میں جو وقتاً فوقتاً گفتگو کیا کرتے تھے جسے ان کے راسخ مرید جو بقول مرزا صاحب صحابہ، صحابہ رسول میں داخل ہیں (معاذ اللہ۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک) ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۱ خطبہ الہامیہ، اسی وقت قلم بند کر لیتے پھر اخباروں میں شائع کر دیتے۔

پس میں بلکہ جملہ اہل علم مومن آپ کے اس عذر کی علت سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ ڈائری کیوں غیر مستند قرار دی گئی ۔ کیا مرزا جی کے مرید کوئی منافق تھے کہ وہ عمداً غلط باتیں مرزا جی کے نام سے منسوب کر کے انہیں شائع کر دیتے تھے ۔ پھر کیا کبھی مرزا جی نے اس ڈائری کے متعلق کوئی اعتراض اٹھایا ہے؟ اگر ان باتوں سے کوئی

نہیں تو پھر انکار کیوں ؟ کیا آنحضرت ﷺ کی احادیث جن کو آپ بلکہ جملہ اہل اسلام مستند نبویہ مانتے ہیں، حضور نے خود تحریر کی ہیں ۔نہیں وہ صحابہ کی روایات سے ہی مسلّم و مقبول ومعمول بہاء ہیں ۔ (مرزا کا شعر ہے:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو)

پس کوئی وجہ نہیں کہ آپ احادیث مرزا کو (جو ومابنطق عن الھوی.. الآیہ کا مدعی تھا (اربعین نمبر۳ ص ۴۳) غیر مستند کہیں ۔ یہ سب عذر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، کے مصداق ہیں ۔ پھر ہم نے تو مرزا جی کی خودنوشت تحریر اربعین سے بھی ان کا دعوی نبوت ثابت کر دیا جس کا کوئی جواب آپ نے نہیں دیا ۔اور ہم اس قسم کی بیسیوں تحریریں پیش کر سکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ نے وقت ہی نہیں رکھا۔

ہاں یہ جو آپ نے کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت محض ظلی تھی سو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا جی نبوت دوطرح کی مانتے تھے۔ایک کتاب وشریعت والی جس کا نام ان کی اصطلاح میں، حقیقی نبوت ، اور، مستقل نبوت ، وغیرہ تھا۔ دوسری بغیر شریعت کے نبوت جو رسول صاحب شریعت کی اتباع سے حاصل ہو۔قادیانی مرزا جی کا دعوی سوائے چند تحریرات کے اسی نبوت کا تھا جسے وہ ظلی کہتے تھے حاصل یہ کہ ظلی نبوت با صطلاح مرزا قادیانی یہ ہے کہ جو صاحب شریعت رسول کے فیض سے حاصل ہو۔ (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی ۔ص ۲۸)

اور یہ نبوت کوئی گھٹیا یا ناقص نہیں بلکہ بقول مرزا صاحب قادیانی یہ نبوت بعینہ ایسی ہے جیسی انبیاء بنی اسرائیل کی جن کے متعلق قرآن کریم میں لکھا ہے

انا انز لنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیو ن ..ا لآ یہ

ہم نے تورات اتاری جس میں نور اور ہدایت تھی جس پر نبی حکم کرتے رہے

چنانچہ اخبار الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب کا فرمان مسطور ہے:

حضرت موسی کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔

پس یہ جواب تمہارا محض ضد پر مبنی ہے۔

حاصل یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسی قسم کی نبوت کے مدعی تھے جو بنی اسرائیل کے ہزار ہا انبیاء کو ملی تھی ۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت

بموجب حدیث شریف دجال وکذاب ہے۔

حضرات! یہ ہیں ہمارے وہ مختصر دلائل جو ہم نے جلسہ مرزائیہ لاہور میں پیش کیئے جس کا کوئی تسلی بخش جواب مرزائی مناظر نہ دے سکا اور نہ ہی دے سکتے ہیں ولوکان بعضھم بعض ظھیرا۔ چنانچہ اس کمزوری کو محسوس کر کے صدر جلسہ نے قبل از وقت مناظرہ بند کر دیا۔ فللہ الحمد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

ہم تو اس مناظرہ کی کامیابی، پیغام صلح کے ایک فقرے سے سمجھ گئے تھے کہ:

ایک جاہل اہل حدیث مناظرہ کو آیا۔

بالکل سچ ہے جو مرزا جی کو نہ مانے وہ عالم کیسے ہوسکتا ہے

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۳ ص ۶۔۸)

بہائی دعوی نمبر ۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ دو پرچوں میں یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اس سلسلہ سے ہماری غرض یہ ہے کہ ناظرین معلوم کر سکیں کہ غلط راہ چلنے والے اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کتنی کوششیں کرتے ہیں۔ حکماء نے یہ بات بالکل سچ کہی ہے کہ ایک جھوٹ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ آج کے مضمون کی قسط پہلی دو قسطوں سے بھی زیادہ پر لطف ہے۔ اس میں شیخ بہاء کے ظہور کا وقت بتایا ہے پس ناظرین بغور پڑھیں۔

وقت ظہور کی کیفیت:

وقت ظہور موعود کی کیفیت کتب مقدسہ اور قرآن مجید میں جا بجا بیان کی گئی ہے مثلاً ایک جگہ فرماتا ہے

یو م یدع الدّاع الی شیء نکر۔ خشّعاً ابصا ر ھم یخرجو ن من ا لا جدا ث کا نّھم جراد منتشر ۔ مھطعین الی الدّاع یقو ل

الکافرو ن ھذا یو م عسِر۔(القمر : ۵۔۸)۔

ترجمہ: جب داعی الٰہی ایک انوکھی چیز کی طرف بلائے گا لوگوں کی نظریں حیرت زدہ ہوں گی لوگ اپنی پستی کے گڑھوں سے نکل کر ٹڈی کی طرح پھیل جائیں گے وہ داعی الٰہی کی طرف ہمکتے ہوں گے اہل حجاب منکر کہیں گے یہ سخت دن ہیں۔ (بہائی میگزین ص ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ناظرین اسلامی طریق پر آیت مرقومہ کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے:

(قیامت اس روز ہوگی) جس روز لوگ ایک غیر معروف چیز کی طرف بلائے جائیں گے ان کی آنکھیں نیچے کی طرف جھکی ہوں گی قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹڈی دل (کی طرح) پھیلے ہوں گے وہ بلانے والے کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کافر اس روز کہیں گے کہ یہ دن بہت سخت ہے۔

اس آیت کا سیاق سباق کہہ رہا ہے کہ اس میں قیامت کا ذکر ہے مگر بہائی لوگ اس کو شیخ بہاء اللہ پر جس طرح چسپاں کرتے ہیں وہ سننے کے لائق ہے۔ ناظرین غور سے سنیں۔

آج داعی الٰہی حضرت بہاء اللہ جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں وہ نئی اور عجیب چیز ہے جسے قبول کرنے میں لوگوں کو اچنبا سا معلوم ہوتا ہے۔ پرانی شریعت کا دورہ ختم ہو جانا اور نئی شریعت کا آجانا لوگوں کی سمجھ میں مشکل سے آتا ہے۔ اس تبدیلی سے آسمان زمین بدل جاتے ہیں اور حقیقۃ انسان ایک نئے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ جبھی تو عقلیں حیران اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ ایک طرف تو یہ حال ہے دوسری طرف تمام اقوام عالم میں ہلچل ہے۔ ہزاروں سال کی مردہ قوموں کے قالب میں بھی حرکت پیدا ہو رہی ہے پست سے پست جماعت بھی اپنے ذلت و پستی کے قعر ہلاکت سے اٹھ رہی ہے تمدن کی رفتار زوروں پر ہے تمام ممالک میں پرے باندھ باندھ کر مزدور اور زندگی کی جدو جہد میں شامل ہونے والے نکل رہے ہیں یہ سب کچھ ظہور جلوہ قدرت کے آثار و اثرات ہیں (رسالہ مذکور ص ۲۰۔۲۱)

اس ساری تقریر کا جواب خود قرآن شریف کی دوسری آیت دے رہی ہے جس میں ارشاد ہے

یو مئذ یتبعون الداعی لا عو ج له (طٰہٰ:۱۰۸)

اس روز سب لوگ اس داعی کی آواز کو قبول کریں گے اس میں ذرہ کجی نہ ہوگی۔

اگر داعی سے مراد شیخ بہاء اللہ ہیں تو بتایئے اس کی آواز کو سب لوگوں نے قبول کرلیا۔ کیا اس آواز کے قبول کرنے میں کسی کو غلطی نہیں لگی؟ آج دنیا کے سب لوگ بہائی آواز کے پیچھے جا رہے ہیں؟ اگر جا رہے ہیں تو پھر اس مضمون نگاری کی ضرورت ہی کیا ہے؟ (آہ! کیسی جی خوش کرنے کی بات ہے)

اس کی مثال: مرزا صاحب غلام احمد قادیانی دعوی کیا تھا کہ شیطان سب نبیوں کے زمانہ میں ادھر ادھر پھدکتا پھرتا رہا، مگر میرے زمانے میں قتل ہو گیا کیونکہ میرے زمانے میں اس کا قتل ہونا مقدر تھا (مقولہ مرزا مندرجہ الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۳۵ء ص ۴)

کیا ہی اچھا شاعرانہ تخیل ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ پھر دنیا میں گمراہی کیوں ہے؟ جواب ٹاں ٹاں فش

ہم نہیں سمجھتے کہ فاضل بہائی اڈیٹر نے یہ کیا لکھ دیا ہے کہ، تمدن کی رفتار زوروں پر ہے۔،

آج کل کے تمدن کو بغور دیکھنے والا سمجھ دار طبقہ مسلمان ہو، یا ہندو، انگریز ہو، یا فرنچ، رو رہا ہے اور اس تمدن کو تباہی اور بربادی جانتا ہے۔ یہ کیا تمدن ہے کہ عورتیں اور مرد کیا منکوحہ کیا غیر منکوحہ سب کے سب یکجا پھریں۔ مہذب طبقہ کے مرد غیر منکوحہ عورتوں کے گلے میں ہاتھ ڈال کر منہ سے منہ ملا کر ناچ کریں۔ بیبا کانہ ایک دوسرے سے ملیں۔ ہوٹلوں میں ہر قسم کے سامان عیش مہیا ہوں۔ حتی کہ مسافروں کے سامنے جوان لڑکیاں برہنہ کھڑی ہو جائیں جن کو وہ پسند کریں (آئینہ سکندری مصنفہ بابو امّا شنکر)۔ ربڑ کی مکشوفات عام طور پر فروخت ہوں مجردات کے لئے ربڑ کے آلات مہیا ہوں۔ غرض مولانا حالی مرحوم کی اس رباعی کا پورا مظاہرہ ہو

پوچھا جو کل انجام ترقی بشر
یاروں سے کہا پیر مغاں نے ہنس کر

باقی نہ رہے گا کوئی انساں میں عیب
ہو جائیں گے چھل چھلا کے سب عیب ہنر

کیا یہ تمدن باعث شرم ہے یا موجب مسرت؟ ہاں ایک مذہبی مبلغ ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض یہ تھا کہ آپ دنیا کی مذہبی اور اخلاقی ترقی دکھاتے نہ کہ یورپ کے مخرب اخلاق تمدن اور خلاف مذہب چال چلن کو بطور مثال پیش کرتے۔ سچ تو یہ ہے کہ موجودہ تمدن اگر شیخ بہاء اللہ کی صداقت کی دلیل ہے تو ان کی تکذیب کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔

فاضل بہائی اڈیٹر صاحب نے حسب عادت اپنے دعوی پر ایک حوالہ بائیبل سے بھی دیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

تم اگلی چیزوں کو یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو سوچتے نہ رہو، دیکھ میں ایک نئی چیز پیدا کروں گا اور اب وہ نمود ہوگی (یسعیاہ باب ۴۳)

اس حوالے کا جواب خود اس مقام کی ساری عبارت ہے جو اس طرح مرقوم ہے:

تم اگلی چیزوں کو یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو سوچتے نہ رہو۔ دیکھ میں ایک نئی چیز پیدا کروں گا اب وہ نمود ہوگی۔ کیا تم اس پر ملاحظہ نہ کرو گے۔ ہاں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤں گا۔ دشت کے بہیمے، گیدڑ اور شتر مرغ مری تعظیم کریں گے کہ میں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود کروں گا کہ وے میرے لوگوں کو میرے برگزیدوں کو پینے کے لئے ہوویں میں نے ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا وے میری ستائش کریں گے

(یسیعاہ۔ باب ۴۳)

ناظرین بغور دیکھئے کہ اس عبارت کو شیخ بہاء اللہ کی آمد سے کچھ دور کا تعلق بھی نہیں۔ بتایئے کہ شیخ بہاء اللہ ایرانی کی آمد سے کس بیابان اور صحرا میں ندیاں جاری ہوئیں۔ وہ بے چارہ تو جہاں گیا، قید و بند ہی میں گزارتا رہا۔ یہاں تک کہ قید ہی میں انتقال کر گیا۔

ہاں ہم بتاتے ہیں کہ یہ پیش گوئی صحرائے عرب میں بزمانہ خلیفہ ہارون رشید نہر زبیدہ وغیرہ بننے سے پوری ہوگئی جس نہر سے سارا صحرائے عرب تر و تازہ ہو

گیا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔لہ الحمد

(ہفت روزہ اہل حدیث یکم فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۵۳ھ ص ۳-۴)

آخری فیصلہ پیش گوئی تھا

(ہے کوئی جو سامنے آئے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہمارا بہت پرانا دعوی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا آخری فیصلہ پیش گوئی تھا۔ پیش گوئی کیا ہوتی ہے ؟ یہی نا کہ آئندہ زمانے میں فلاں کام ہوگا۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۴ء میں اس کا ذکر آیا تھا۔جس پر قادیانی اخبار فاروق کے ایک نامہ نگار نے اعتراض کیا ہے۔جسکے الفاظ یہ ہیں:

'اخبار اہل حدیث ۲ نومبر ۱۹۳۴ء میرے سامنے ہے اس میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے لکھا ہے مرزا صاحب قادیانی نے اپنی وفات سے پہلے میرے مرنے کی پیشگوئی کی تھی۔مگر بحکم خدا آج ۲۶ سال ان کو انتقال کئے ہوئے ہوگئے اور خادم آج تک باذنہ تعالی زندہ ہے۔(ص ۳ کالم ۳)۔

کیا یہ صریح غلط بیانی اور جھوٹ نہیں۔ اگر مولوی ثناءاللہ صاحب میں دم خم ہے اور واقعی انہوں نے سچ بولا ہے اور لوگوں کو دھوکہ نہیں دیا تو وہ بتلائیں اور اپنی اخبار میں جلی حروف میں شائع کریں کہ وہ پیش گوئی کہاں ہے۔ اور کس کتاب یا کس اشتہار وغیرہ میں درج ہے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ قرآن مجید میں ایک انعام ان کے لئے مقرر ہے جو لعنة الله على الكاذبين کے الفاظ میں درج ہے۔اور وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر وہ اس (مزعومہ) پیش گوئی کو تلاش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی یہ پیش گوئی ان کو کسی جگہ سے نہیں مل سکتی ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً'

(فاروق قادیان ۱۴۔جنوری ۱۹۳۵ء ص ۵)۔

(حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں) سب سے پہلے اعلان مرزا

صاحب قادیانی کو دیکھنا چاہیے۔اس میں یہ فقرہ ہے

’اگر میں کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولوی ثناء اللہ) اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا‘ (اشتہار آخری فیصلہ)۔

بتایئے یہ جملہ شرطیہ ہے یا نہیں؟

اور جملہ شرطیہ، جملہ خبریہ کی قسم ہے یا نہیں ؟

یقیناً ہے۔ اور یہ ہے میری ایک دلیل۔

پھر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان خود لکھتے ہیں:

’جب حضرت اقدس (مرزا صاحب قادیانی) نے ثناء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالی نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو یہ ایک وعید کی پیشگوئی ہو گئی‘۔(مقولہ محمود در رسالہ تشحیذ الاذہان جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

یہ ہے میرے اس دعوے کی دوسری دلیل کہ اشتہار آخری فیصلہ ایک پیش گوئی تھی جو بالکل سچی نکلی۔

ہمارے خیال میں یہی ایک پیش گوئی ہے جو حرف بحرف پوری ہوئی ورنہ دوسری پیش گوئیاں تو ایسی ہیں کہ ان پر مخالفوں کے اعتراضات کی ایسی بھرمار ہے کہ احمدیوں کو سر کھجانے کی فرصت نہیں۔

کیا ہے کوئی! جو دلیل کے ساتھ ہمارے دلائل کا جواب دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۴ ص ۴۔۵)

بہائی دعوی نمبر ۴

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچوں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ بہائی لوگوں کا غلو در بارہ شیخ بہاء اللہ بتانے کے لئے یہ جوابی سلسلہ شروع ہوا ہے۔ہم بہائیوں یا مرزائیوں کو اس سے منع نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے اپنے مطبوع کے کمالات اور عجائبات لوگوں کو سنا کر اپنی طرف

ترغیب نہ دیں، مگر جب یہ لوگ قرآن مجید کی آیات اور معانی پر نا جائز قبضہ کرتے ہیں تو مجبور ہو کر ہم بھی اس کو نا جائز تصرف جان کر مزاحمت کرتے ہیں۔

گذشتہ پرچوں سے ہم بہائیوں اور مرزائیوں کے غلو کی مثالیں بتاتے آئے ہیں، آج ہم سلسلہ ہذا کا چوتھا نمبر ہدیہ ناظرین کر کے اسے بغور پڑھنے کی سفارش کرتے ہیں۔

روح کا ظہور:

خداوند نے فرمایا: میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا۔

اور فرمایا: میں اپنی روح سارے بشر پر ڈالوں گا۔

انجیل میں فرمایا: جب وہ روح حق آئے گا تو وہ تمہیں سب باتیں بتائے گا۔

ان آیات میں اسی موعود محبوب کو روح ، یا روح حق ، کہا گیا ہے جسے بہاء اللہ کہا گیا ہے۔

روح ، کے لفظ سے قرآن مجید میں بھی ظہور موعود کی خبر دی گئی ہے سورۃ النباء میں فرمایا

یوم یقوم الروح و الملائکۃ صفّا لا یتکلّمون الّا من اذن له الرّحمن قال صوابا۔ (النبا:۳۸)

جب روح کا قیام وظہور ہو گا اور ملائکہ بر پا ہوں گے ملائکہ میں سے کوئی اذن رحمٰن کے بغیر کلام نہیں کرے گا اور کلام کرے گا تو درست کرے گا

انجیل میں ہے:

میری اور بھی باتیں ہیں مگر تم ابھی ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح الحق آئے گا تو تمہیں تمام باتیں بتائے گا وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہ کہے گا اور تمہیں خبر دے گا۔ (یوحنا باب ۱۶)

پس تورات انجیل قرآن میں جو روح الحق کے ظہور کی بشارت دی گئی تھی آج حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے پوری ہوئی اور اعلان ہو چکا ہے

قد جاء روح الحق لیرشدکم الی جمیع الحق (کتاب مبین)

روح الحق آ گیا ہے تا کہ وہ تمام حق کی طرف تمہیں راہ دکھائے

اب تمام طالبان حقیقت کا فرض ہے کہ اپنے محبوب موعود کو شناخت کریں اور روح حق سے نئی زندگی حاصل کریں (بہائی میگزین نومبر ۱۹۳۴ء ص ۲۲۔۲۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قرآن مجید کے سیاق سباق کو سامنے رکھ کر اس آیت کے معنی کئے جائیں تو بقول نواب محسن الملک مرحوم یہ کہنا پڑے گا کہ جو تشریح بہائی صاحب نے کی ہے وہ خدا کے علم میں بھی نہیں۔ سیاق وسباق سمجھنے کے لئے ہم آیات ذیل نقل کرتے ہیں

یو م یقو م الرّوح و الملا ئکۃ صفّا لا یتکلّمو ن ا لّا من اذن له الرّ حمن و قال صوا با ۔ ذلك الیو م الحقّ فمن شاء اتّخذ الی ربّه مآبا۔ انّا انذ ر نا کم عذا با قریباً یو م ینظر المرء ما قدّ مت یداه و یقو ل الکا فر یا لیتنی کنت ترابا۔(النبا:۳۸۔۴۰)

جب کہ جبریل اور (اور) فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے کسی کے منہ سے بات تو نکلنے ہی کی نہیں مگر جسکو (خدائے) رحمٰن اجازت دے اور وہ بات بھی معقول کہے یہ (وہ) دن (ہے جس کا ہونا) برحق ہے تو جو چاہے اپنے پروردگار کے پاس اپنا ٹھکانہ بنا رکھے (لوگو) ہم نے تم کو (قیامت کے) عذاب سے ڈرایا ہے جو عنقریب آنے والا) ہے کہ اس دن آدمی ان اعمال کو دیکھے گا جو اس نے اپنے ہاتھوں (گویا زاد آخرت بنا کر) بھیجے ہیں، اور (اس دن) کافر چلا اٹھے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔

اس سارے اقتباس میں (یو م) دو دفعہ مذکور ہے۔ کچھ شک نہیں کہ نحوی قاعدے کی رو سے دوسرا یو م پہلے سے بدل ہے۔ پہلا یو م اگر (انّ للمتقین مفازا) کے ربط سے متعلق ہے تو دوسرا بھی اسی سے ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جس روز نیک لوگوں کو اعمال صالحہ کا بدلہ ملے گا اس روز روح اور فرشتے سب کھڑے ہوں گے اس روز کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

یہ مضمون ایسا صاف ہے کہ قرآن شریف کی دوسری کئی ایک آیات اس پر شہادت دیتی ہیں اور اگر یوم اول (لا یتکلمو ن) کے متعلق ہے تو دوسرا بھی چونکہ بدل ہے وہ مع اپنے مضاف الیہ کے سب اسی کے ساتھ لگ جائیں گے۔ پس معنی یہ ہوں

گے کہ جس روز روح اور فرشتے کھڑے ہوں گے یعنی جس روز ہر آدمی اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کا بدلہ دیکھے گا اور کافر کہے گا ہائے میں مر کر مٹی ہو گیا ہوتا اس روز فرشتے مع روح بغیر اذن خدا کے کلام نہ کر سکیں گے۔

دونوں صورتوں میں مضمون صاف ہے کہ یہاں یوم سے مراد یوم الحشر و النشر ہے جسکا دوسرا نام یوم القیامت ہے

پس بعد توضیح کے ہم پوچھتے ہیں کیا آج بلکہ آج سے بیاسی (۸۲) سال قبل بروز: یوم ظہور اللہ، دنیا کے نیک و بد لوگوں نے اپنے اپنے اعمال نیک و بد کا بدلہ پا لیا تھا؟ غالباً کوئی نہ کہے گا پھر آیات قرآنیہ متعلقہ قیامت کو بہاء اللہ کے ظہور سے ملانا بالکل اس تاویل کے مشابہ ہے جو مرزا صاحب قادیانی نے کی ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں

له الحمد فی الاولی و الآخرة اس (اللہ) کی حمد ہے اول اور آخر اس میں اشارہ ہے دو احمدوں کی طرف اول ان میں کا احمد مصطفیٰ ہے دوسرا احمد آخر الزمان ہے جو مسیح اور مہدی خدا کی طرف سے آیا ہے (یعنی مرزا) یہ نکتہ، رب العالمین، سے مستنبط ہوتا ہے۔ (اعجاز المسیح ۱۳۴۔۱۳۵)

کیا کوئی ہے کہ قرآن میں ایسی نکتہ آفرینی کر سکے جیسی یہ دونوں گروہ کر رہے ہیں۔ ایسی نکتہ آفرینی پر ہم ان دونوں گروہوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ کوئی نیا قرآن بنائیں جس میں ایسے باریک نکتے درج ہوں۔ مہربانی کر کے پرانے قرآن پر ہاتھ صاف نہ کریں تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔ اور اگر اس پرانے قرآن کو مان کر اس میں ایسی نکتہ آفرینی کریں گے تو ہم مجبوراً مندرجہ ذیل شعر آپ کی نذر کریں گے

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا ناخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

مدیر بہائی میگزین نے انجیل کی جس عبارت کو پیش کیا ہے ہم وہ عبارت آگے پیچھے سے ملا کر ساری پیش کرتے ہیں (بقول یوحنا) حضرت مسیح فرماتے ہیں:

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں

نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وے مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے، عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بزرگی کرے گی۔ (یوحنا۔ باب ١٦)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: اس ساری عبارت کی جان ایک ہی لفظ عدالت ہے جسکا مضمون صاف ہے کہ وہ موعود روح منصب عدالت پر فائز ہو گی یعنی وہ دنیا میں حکومت کرے گی۔

اس تشریح کے بعد ہمیں دیکھنا ہے کہ دو روحوں (عربی اور ایرانی) میں سے کون سی روح دنیا میں تخت حکومت پر پہنچی ہے۔ ہم اس کا جواب وہی دیں گے جس پر نہ صرف دنیا کے کل مورخین اور عقلاء بلکہ صبیان بھی متفق ہیں کہ وہی روح تخت حکومت پر پہنچی جسکے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جاتا ہے فداہ ابی و امی

اس کے مقابلے میں دوسری روح (بہاء اللہ ایرانی) نہ صرف ماتحت رہی بلکہ مقہور بلکہ ہمیشہ کیلئے محبوس رہی یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

نوٹ: عیسائی اس روح سے مراد وہ روح لیتے ہیں جو مسیح کے حواریوں پر اتری جس نے ان کو الہام کیا اور انہوں نے الہامی ہو کر اناجیل لکھیں۔ بے شک وہ ایسا اعتقاد رکھیں، ہمیں اس سے کیا؟ مگر جناب مسیح کے الفاظ کو نہ بگاڑیں کہ:

وہ روح عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گی۔

ناظرین کرام! شیرخوار بچے کے سامنے بھی تین عورتیں کھڑی کی جائیں ایک اس کی ماں اور دو دوسری، وہ بچہ اپنی ماں کو پہچان کر اسی کی طرف جائے گا۔ کس دلیل سے؟ وہ جانتا ہے اور صحیح جانتا ہے ٹھیک اسی طرح ہمارے سامنے تین روحیں

کھڑی ہوں ۔۱۔روح حواریان ۔۲۔روح محمدی ۔ ۳۔ روح بہاءاللہ ایرانی
ہم حضرت مسیح کی تعلیمی روشنی میں ساف سمجھ لیں گے کہ اس سے مراد روح محمدی ہے کیونکہ ان تینوں میں سے علاوہ نبوت کے عدالت کرنے والی وہی روح ہے ۔کیا سچ ہے

میرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۵ ص ۵۔۷)

جدید نبی کا اعلان : قادیانی اور لاہوری خبردار!

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

بڑوں کی باتوں میں چھوٹوں کو دخل دینا مناسب نہیں ایک طرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جن کا ارشاد ہے:

آدمم نیز احمدِ مختار در برم جامہ ہمہ ابرار

دوسری طرف مولوی فضل خان ساکن چنگا بنگیاں ضلع راولپنڈی (پنجاب) ہیں، جو مرزا غلام احمد صاحب کے مرید خاص ہونے کے علاوہ منصب نبوت پر بھی فائز ہیں ۔آپ نے فرمایا ہے کہ میں (فضل خاں) اور مرزا صاحب دونوں یتیم ہیں۔

یہ راز ہم ادنی درجے کے لوگوں کی فہم سے بہت بلند ہے ۔ناظرن حیران نہ ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی تو پوتوں پڑوتوں والے تھے، اور مولوی فضل خان بھی اسّی (۸۰) سالہ بزرگ ہیں، یہ دونوں یتیم کیسے ہو گئے ۔اس حیرانی کا جواب ہم آگے چل کر دیں گے ۔ جب مولوی فضل خان صاحب کی اصل عبارت پڑھ لیں گے۔

مولوی فضل خان (جدید نبی) نے کئی ایک انکشافات کیئے ہیں جو خاص انہی کا کام ہے۔ان کے سوا کسی دوسرے کا نہیں۔ مثلاً قادیان میں جو بہشتی مقبرہ بنا ہے، اس کے نیچے ہم دونوں یتیموں (مرزا اور فضل خان) کا خزانہ مدفون ہے جس کا ذکر سورہ کہف میں ہے جس کا ترجمہ تیرہ سو سال سے آج تک برابر غلط ہوتا ہوتا چلا آیا ہے۔ بہرحال

یہ چند انکشافات ہیں جو سب سے پہلے سننے کے لائق ہیں پھر آپ کے اعلان کا صحیح مطلب ذہن نشین ہو سکے گا۔

۱۔مرزا صاحب متوفی یتیم تھے

۲۔ میں (فضل خان) ان کا بھائی انہیں کی طرح یتیم ہوں

۳۔بہشتی مقبرہ قادیان کے نیچے ہمارا خزانہ موجود ہے

۴۔خلیفہ محمود غاصب کشتی بادشاہ ہے جو ہمارا خزانہ کھا رہا ہے

۵۔سورہ کہف میں جس موسی اور اس کے ساتھی کا کسی بستی میں پہنچنے کا ذکر ہے ان سے مراد مثیل موسی (مرزا) اور نبی ﷺ ہیں

۶۔بستی سے مراد قادیان ہے

۷۔ ان بستی والوں کا دعوت وغیرہ سے انکار کرنا گویا قادیان والوں کا دعوت اسلام قبول نہ کرنا ہے

۸۔قادیانی علماء کو چیلنج کہ میرے (فضل خان) کے مقابلہ پر آئیں۔وغیرہ

اب سنئیے مولوی فضل خان جدید نبی کی اصل عبارت:

تفاسیر تراجم القرآن میں تیرہ سو سال کی اغلاط کی اصلاح:

میں خدا تعالی کو حاضر ناظر جان کر حلفاً باللہ یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں عرصہ ۴۷ سال سے قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر سیکھنے میں خدا تعالی کا شاگرد رشید ہوں۔اس نے مجھے تراجم القرآن کی اصلاح کے لئے نبی کریم کے توسط میں مامور فرمایا ہے۔مندرجہ ذیل باتیں سب خدا تعالی کی طرف سے ہیں؛ وہ فرماتا ہے

۱۔حقیقت محمد یہ وکعبہ بول رہی ہے

۲۔ تیرہ سو سال میں قرآن کے جو تراجم لکھے گئے ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں ہے۔

۳۔ وہ جاہلوں کے مجموعہ کے خیالات ہیں

۴۔غلط فہمیوں کا سمندر موج زن ہے اصلاح کرو

۵۔ جماعت جو کچھ کرتی وہ سب غلطیوں کے ارتکاب ہیں
۶۔ یہ چشمہ محمد کے اندر سے جاری ہوا ہے
۷۔ اس کمال کو جو پہنچتا ہے وہ اصلاح کرسکتا ہے اصول ہدایت بھول گئے ہیں اصول ہدایت قائم کرو
۸۔ محمد پر قرآن کریم کے علوم نازل ہورہے ہیں
۹۔قرآن ہدایت نامہ ہے تاریخ نامہ نہیں
۱۰۔ کلام مسیح قادیانی:
وہ لغو دیں ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں ان سے رہیں الگ جو سعیدالصفات ہیں۔

سورہ کہف کی چند آیات کا ترجمہ

اہل قادیان کا مظہر موسی (مرزا) و نبی کریم محمد ﷺ کی مہمان نوازی سے انکار، اور مومن و منافق کے درمیان تمیز کرنے والی دیوار یعنی بہشتی مقبرہ کے شرائط کو اہل قادیان کے توڑنے اور نبی کریم کا آ کر اس کو قائم کرنے کی پیش گوئی کا ذکر فا نطلقا حتی اذا اتیا اھل قریة استطعما فا بوا ان یضیفو ھما (کھف :۷۷) پس موسی کا مظہر مسیح مقادیانی اور نبی کریم جب قادیان کے گاؤں والوں کے پاس آ کر ضیافت یعنی ادائے شہادت حقہ وادائے دین (قرض) واجب طلب کریں گے تو وہ ان کی ضیافت سے انکار کردیں گے۔

نوٹ: انبیاء کی صداقت کی شہادت کو ادا کرنا ان کی مہمان نوازی کی منزلت پر ہے۔

مدینہ کے جنت الفرقد و جنت البقیع کو نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ قائم کرنے کی پیش گوئی کا ذکر خیر

فا قا مه قا ل لو شئت لاتّخذت علیه اجراً

پس مدینہ میں نبی کریم دوبارہ اس دیوار کو قائم فرمائیں گے موسی ثانی کہے گا

اگر حضور چاہیں تو اس دیوار یعنی مقبرہ بہشتی کے کام پر مثل سابق کارکنوں کو تنخواہ واجرت پر لگا دینے کا حکم فرماویں

قال هذا فراق بيني و بينك ۔

نبی کریم ﷺ فرمائیں گے میں آپ کی اس بات سے متفق نہیں ہوں ۔مقبرہ بہشتی میں یتیموں کا خزانہ ہے جب تک یتیم جوان نہ ہولیں ان کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف جائز نہیں ۔اس اجرت گیری کے کام نے پہلی دیوار کی شرائط کو توڑ دیا ہے جنہوں نے ایسا کام کیا ہے وہ مجرم ہیں لہذا ایام مکہ کے جمع شدہ سارے لشکر کو مجھ سے آپ جدا کر دیں ۔ان میں غلطیوں کے طومار ہیں جو عذاب الٰہی سے بچنا چاہیں وہ محمود احمد و محمد علی سے الگ ہوکر مدینہ میں میرے ساتھ تعارف پیدا کریں ۔

۲۔محمد سے تعارف اچھا ہے

۳ جو بچنا چاہیں وہ محمد کے اندر آ جائیں

امّا السّفينة فكا نت لمسا كين يعملو ن فى البحر فا ردتّ ان اعيبها ۔

مسیح کی بیعت کی کشتی مساکین کے لئے بنائی گئی تھی کہ وہ اسلام کے توحید کے دریا میں کام کریں گے لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس کشتی کو ڈوب دوں

و كان وراء هم ملك يأخذ كل سفينة غصباً

کیونکہ مساکین کی کشتی پر ایک سیاسی بادشاہ طالب جاہ وجلال مرزا محمود احمد صاحب کی نظر طمع ہے۔وہ ایام مدینہ کی میری اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کی کل کشتیوں کو ہم سے چھین کر مکی و مدنی ایام کی قرآنی شریعت کو خلط ملط کرنا چاہتا ہے

مدینہ کے دو یتیموں کی دیوار (مقبرہ بہشتی) وخزانہ کی پیش گوئی کا ذکر خیر

و اماالجدار فكان لغلا مين يتيمين فى المد ينة و كا ن تحته كنز لهما۔

ترجمہ: اور وہ دیوار (مقبرہ بہشتی) مدینہ کے رہنے والے دو یتیموں کی ہے۔ اور اس کے ماتحت ان دونوں کا خزانہ ہے وہ دیوار قریب الانہدام ہے اور خزانہ غیر محفوظ ہو کر کام بگڑ رہا ہے

وکان ابوھما صالحاً

اور ان دونوں کا باپ نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ بگڑے ہوئے کاموں کو سنوارنے والا ہے

فاراد ربّك ان يّبلغا اشدّھما و يستخرجا کنزھما رحمة من ربّك

لہذا پروردگار کی رحمت کا تقاضا ہوا کہ وہ دونوں یتیم جب اپنے روحانی کمال کو پہنچ جائیں تو اپنا خزانہ نکال لیں

و ما فعلته من امری ذلك تاويل ما لم تستطع عليه صبراً (کہف:۸۲) اور یہ کام میں نے اپنے اختیاری امر سے نہیں کیا۔ یہ ان کاموں کا انجام ونتیجہ ہے جن پر آپ صبر نہیں کر سکتے۔

دیوار اور خزانے والے دو یتیم وارثوں کا پتہ:

یتیموں کے خزانہ پر شاہ مکہ حضرت مرزا محمود صاحب قابض ہو کر مع ارکان سلطنت اس کو یتیموں اور خدا کی مرضی کے برخلاف صرف کر رہے ہیں اور یتیم چیخ رہے ہیں۔ خدا تعالی فرماتا ہے

ا۔ تمہاری بہن رنجیدہ ہے اٹھ بھانجا کے کان میں یہ سخن ڈال

نوٹ: بہن سے مراد ہمارے بڑے بھائی مسیح موعود (مرزا) کی بیوی ہے اور بھانجا سے مراد حضرت مرزا محمود احمد صاحب شاہ مکہ ہیں اور ان دو یتیموں سے مراد مسیح قادیانی اور خاکسار راقم فضل چنگوی ہے۔

اب ہم ہر دو بھائی روحانی جوانی کے کمال کو پہنچ کر اپنا خزانہ مقبرہ بہشتی کے اموال شاہ محمد سے مدت دراز سے تفسیر القرآن کی اشاعت کے لئے خدا تعالی کے امر سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ ابھی ہم کو اس بات کا کوئی جواب ہاں

یا نہ کا نہیں آیا۔ خدا کرے بادشاہ سلامت کا دل نرم ہو جاوے اور ہماری حالت یتیمانہ پر غور فرمائیے

بادشاہ محمود کشور کشا
اے والیء مکہ سنو سخن ما
جہاں آفریں تا جہاں آفرید
بمثلم یتیمے نہ کردہ پدید
آگاہ شو ز نالہ و درد یتیم
کو ہا بتر قند چو لہ نالہ یتیم
احوالِ برادر من تو شنو
خدا گفت ثنایش تو از من شنو

تفصیل احوال دیوار و خزانہ اور یتیموں کا پتہ:

دیوار و خزانہ کے مالک ہم ہیں
مدینہ کے رہنے والے ہم ہیں
جنت البقیع ہے دیوار ہماری
اٹھاؤ قبضہ دیوار ہے ہماری
اس دیوار سے باہر منافق
غاصب جو ہوں وہ بھی منافق
کنز ہمارا وصایا ہماری
مقبرہ بہشت دیوار ہماری
مسیح اور فضلا دو یتیم ہیں
جوانی پہ آئے پرانے یتیم ہیں
نبی محمد باپ ہے ہمارا
کہتا ہے وید و خزانہ ہمارا

یاد رکھو کہ ہماری متفقہ اجازت کے بغیر مقبرہ بہشتی کے اموال کو صرف کرنا جائز نہیں

گر نہ دو گے خزانہ ہمارا
ناراض ہو تم سے باپ ہمارا
محمد جس سے ناراض ہو جائے
دین اور دنیا اس کی جائے

جملہ علمائے کرام قادیان وممبران صدر انجمن میری عرض داشت توجہ سے سنیں:

آپ صاحبان اگر میرے مزکورہ بالا ترجمہ القرآن والہامات کو افتراء علی اللہ جانتے ہیں تو مفتری علی اللہ انسان از روئے قرآن وحدیث مقبرہ بہشتی میں داخل نہیں ہوسکتا لہذا میری وصیت کے اموال مجھے بھیج دیں۔ مسیح موعود کے مطالبات بڑے طویل ہیں عنقریب انشاء اللہ تعالی آتے ہیں۔

اس ترجمۃ القرآن میں میرے ساتھ کوئی مناظرہ کرنا چاہے تو مطابق شرائط مندرجہ رسالہ نمبر۵ ونمبر۱۱ مجریہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۴ء مجھ سے طلب فرما کر مقابلہ کرے۔ راقم، خاکسار المسمی فی الناس۔

مولوی محمد فضل خان احمدی محمدی چنگا بنگیال براستہ گوجر خان پنجاب۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین کرام! آپ میں سے کوئی صاحب ان باتوں پر حیران ہوں گے تو سب سے زیادہ مرزا صاحب اور مولوی فضل خان کے یتیم پر ہوں گے سو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں بلکہ عارفانہ اصطلاحات ہیں

سرّ مستاں منطق الطیر ست جامی لب ببند
جز سلیمانے نہ بائد فہم ایں گفتار را

ہمارا خیال بلکہ یقین ہے کہ قادیانی احمدی مولوی فضل خان کو مخبوط الحواس کہہ دیں گے جیسا کہ گذشتہ ہفتے اخبار فاروق نے جدید نبی ساکن قادیان احمد نور کابلی کو ماؤف الدماغ کہہ کر اس کی بات کو ردّ کر دیا ہے۔ ہم ایسا کہنے سے ان کو منع نہیں کر سکتے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ آپ کی پیروی میں مخالفین مرزا صاحب کو بھی ماؤف الدماغ کہنا شروع کر دیں گے پھر آپ کو ناگوار تو نہ گذرے گا:

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

ہم منتظر ہیں کہ اہل قادیان اور اہل لاہور (میاں محمود اور مولوی محمد علی) جدید نبی کے اس اعلان کا کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ آج قادیان لاہور اور راولپنڈی سے جتنے مدعی ظہو پذیر ہو رہے ہیں ان سب کا یہی دعوی ہے کہ ہم فیوض مرزا صاحب سے فیض یاب ہیں۔ ادھر ہم بھی یہی کہیں گے:

اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۵ ص ۵۔۷)

ایک غلطی کا ازالہ

جناب مولوی محمد داؤد ارشد مدرسہ مرکز یہ اہل حدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

قارئین اہل حدیث۔ السلام علیکم۔

مدت سے میں مرزائیوں کے اخلاق پسندیدہ دیکھنے کا منتظر تھا اتفاقاً میں رمضان المبارک کے مہینے میں منٹگمری کی طرف آ رہا تھا جب گاڑی رائے ونڈ اور پتو کی کے درمیان میں آئی تو جس ڈبہ میں میں سوار تھا وہاں سات آٹھ مرزائی حقہ پی رہے تھے جب بات چیت ہوئی میں نے عرض کیا کہ رمضان کا مہینہ ہے کم از کم اس میں تو حقہ نہ پئیا کریں جواب ملا کہ (ماں کی مرائے ایسی تیسی رمضان کا مہینہ) واللہ خدا کو حاظر جان کر سچ کہتا ہوں کہ ایک شخص نے ان میں سے جو قادیان جا رہے تھے صاف لفظوں میں ایسی بکواس کی کہ جس طرح جاٹ لوگ ایک دوسرے کو ماں کی گالیاں دیا کرتے ہیں میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یاالٰہی یہ تجدید اسلام ہے جس کے لئے مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔

ناظرین کرام! یہاں تک ہی نہیں بلکہ یہ لفظ سن کر میں نے کہا کہ خدا سے ڈرو ایک دن آنے والا ہے جس دن تمام اعضائے انسانی گواہی دیں گے جس کی شاہد یہ آیت ہے ان السمع و البصر و الفواد کل اولئك كا ن عنه مسئو لا جواب ملا کہ کون سی قیامت، کوئی دن آنے والا نہیں ہے۔

حضرات! آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے لوگوں اور مشرکین مکہ میں کیا فرق ہے وہ بھی کہتے تھے کہ أأذا متنا و کنا ترا باً و عظا ماً أأنالمبعو ثو ن کہ کون سی قیامت کا دن، کوئی دن آنے والا نہیں ہے۔ میں محو حیرت تھا کہ اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو ان کے معتقد ایسے ہی ہوتے؟

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ادارتی نوٹ لکھتے ہیں:

راقم مضمون کی حیرت رفع کرنے کو اتنا کافی ہے کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی اپنے مریدوں کے اخلاق سے نالاں ہیں۔ فرماتے ہیں:

بعض ایسے کمینہ ہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں پر لڑتے ہیں ان میں بعض بڑے متکبر ہیں وغیرہ۔ (اشتہار ملحقہ بشہادۃ القرآن مصنفہ مرزا قادیانی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۵ ص ۷)

لاہوریوں کا چیلنج قادیانیوں کو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

پنجابی زبان میں ایک مثل ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

اگر کنویں میں بیل گر پڑے تو وہیں اس کو خصی کر دیا جائے۔ کیونکہ باہر آنے کے بعد وہ قابو نہ آئے گا۔

اس مثل کے ماتحت لاہوری جماعت نے قادیانیوں کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر چیلنج مباحثہ کا ایک پوسٹر شائع کیا ہے جو درج ذیل ہے:

قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل

خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کے عقاید نے آج اسلام میں ایک عظیم الشان فتنہ پیدا کر رکھا ہے غور کر کے دیکھ لیں کہ جو آگ آج احرار نے حضرت مسیح موعود کے خلاف بھڑکائی ہے اسکا ایندھن قادیان کے غلو نے مہیا کیا ہے ابتداء میں مخالف علماء نے آپ کے خلاف لوگوں کو اکسایا تو دعوی نبوت کو ہی آڑ بنایا اب اس ایک ہتھیار کے

بجائے آپ نے خود وہ ہتھیار ایک نبوت کا دعوی اور دوسرا مسلمانوں کی تکفیر ان کے ہاتھوں میں دے رکھے ہیں۔

فیصلہ کی سہل صورت: پیش کرتے ہیں۔ دونوں جماعتوں کے لیڈر میدان میں نکلیں اور ان دونوں مسائل پر کہ

۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے دعوی نبوت کیا؟

۲۔ کیا حضرت مسیح نے سوائے اپنی بیعت کرنے والوں کے کل دنیا کے مسلمانوں کا کافر کہا ہے۔

تحریری بحث: لاہور کے مرکزی مقام میں کریں اور اس بحث میں علاوہ سامعین کی مقررہ تعداد کے بارہ ثالث حسب ذیل طریق پر منتخب کئے جائیں

۱۔ چار ثالث ممبران احمدی انجمن اشاعت اسلام لاہور سے جن کا انتخاب جناب میاں (محمود احمد) صاحب کریں۔

۲۔ چار ثالث مریدین میاں محمود احمد صاحب جن کا انتخاب امیر جماعت احمدیہ لاہور کریں۔

۳۔ چار ثالث دوسرے مسلمانوں میں سے جن میں سے دو کا انتخاب جناب میاں صاحب کریں اور دو کا انتخاب امیر جماعت احمدیہ لاہور کریں اگر یہ بارہ (۱۲) ثالث کثرت رائے سے کوئی فیصلہ کر دیں تو اس فیصلہ کے ساتھ مناظرہ کی کاروائی کو ہردوفریق شائع کر دیں اور اگر ثالث کثرت رائے سے کوئی فیصلہ نہ کرسکیں تو صرف مناظرہ کی کاروائی کو شائع کر دیا جائے۔

الملتمسین: صدرالدین بی اے بی ٹی ۔۲۔ خان صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین ریٹارڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر ۔۳۔ خاں صاحب محمد منظور الٰہی ۔ ۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ایل ایم ایس ۔۵۔ یعقوب خاں بی اے بی ٹی اڈیٹر لائٹ ۶۔ سید غلام مصطفیٰ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور۔ ۷۔ محمد دین جان بی اے ایل بی۔ ۸۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین اسسٹنٹ

کیمیکل اگزامینر ۔۹۔ عزیز بخش بی اے گورنمنٹ پنشنر۔۱۰۔ڈاکٹر غلام محمد ایم بی بی ایس ۔ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ ایک نوع کی دوصنفوں کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔مگر لاہوری جماعت نے جوصورت فیصلہ پیش کی ہے دنیا میں کوئی مہذب جماعت پیش نہ کرے گی، نہ مانی جائے گی۔

لاہور جیسے علمی مرکز سے ایسی آواز اٹھے تو سخت حیرت کا مقام ہے کیونکہ دنیا میں کہیں بھی یہ نہیں سنا گیا کہ منصفوں کا پنچ جفت ہو، کیونکہ درصورت مساوات فیصلہ نہیں ہوسکتا۔اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ بفرض تخفیف فریقین میں سے دو دو اشخاص منتخب کئے جائیں۔ان کے علاوہ ہائی کورٹ کا کوئی جج یا لاہوری سروں میں سے کوئی سر لے لیا جائے ۔ یہ پانچ اصحاب بالاتفاق یا بالاکثریت جو فیصلہ دیں وہ دونوں جماعتوں کو مسلّم ہو

نوٹ نمبرا

اس میدان مقابلہ میں اہل حدیث سٹاف اوراہل حدیث جماعت فریقین کی خدمت کے لئے حاضر ہو جائیں گے۔

نوٹ نمبر۲

ہماری طرف سے بھی دعوت ہے کہ اس فیصلے کے بعد مرزا صاحب کے اعلان (مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ) پر ہمارے ساتھ اسی طرح فیصلہ کرایا جائے جس میں دو ممبر ہمارے اور دو فریق ثانی کے۔ان کے علاوہ ایک کوئی جج یا سر مسلمہ فریقین بھی ہونا چاہیے تا کہ آئے دن کی چھیڑ خانی ختم ہو جائے:

مٹا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۶ ص ۴۔۵)

جماعت احمدیہ کے اصول

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

لاہوری اخبار پیغام صلح نے جماعت احمدیہ (لاہوریہ) کے چند اصول لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں:

احمدیت کے اصول جن پر دونوں فریق متفق ہیں، یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء سے ہم کلام ہوتا ہے۔

۲۔ ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰؑ دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔

۴۔ وہ مسیح جس کے اس امت میں آنے کی پیش گوئی ہے وہ اس امت کا ایک مجدد ہے

۵۔ کوئی ایسا مہدی نہیں آ سکتا جو تلوار سے دین اسلام کو پھیلائے لا اکراہ فی الدین

۶۔ آنے والا مسیح ہی مہدی معہود ہے۔

۷۔ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ تا قیامت ہو سکتی ہے

۸۔ قرآن شریف کا حکم جہاد منسوخ نہیں لیکن موجودہ وقت میں اس ملک میں شرائط جہاد نہیں پائے جاتے۔

۹۔ اس زمانہ کا جہاد تبلیغ اسلام ہے

۱۰۔ دجال اور یاجوج ماجوج کی پیش گوئیوں کی مصداق مغربی اقوام ہیں

ان اصول کے ماتحت ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں (پیغام صلح ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء ص ۴)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ارے بھئی! ایک اصول ہمارا بھی ان میں داخل کر لیجئے تا کہ ہم بھی تم دونوں میں تیسرے اقنوم کی حیثیت سے مل کر صحیح معنی میں تثلیث بنا دیں۔ دیکھئے وہ ایسا اصول ہے کہ اس سے انکار کرنے والے کی ساری دنیا میں جگ ہنسائی ہوئی۔ پس سنیئے وہ سنہرا اصول یہ ہے کہ:

۱۱۔ مسیح موعود کو راست گو خصوصاً خدائی الہام میں صادق ہونا ضروری ہے۔
آؤ ہم سب اس مذکورہ اسول کے ماتحت مرزا صاحب کو جانچیں:
تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۶ ص ۵)

ویرووال میں مرزائیوں سے مناظرہ:

قصبہ ویرووال ضلع امرتسر میں مرزائیوں کی تردید کے لئے انجمن اہل حدیث کے طلب کرنے پر خاکسار وہاں گیا۔ ایک جلسہ کر کے مرزائیت کی حقیقت کو الم نشرح کیا گیا۔ اور دوسرے دن مرزائیوں کی خواہش پر ان کے مکان میں ہی قریباً دو گھنٹے صدق و کذب مرزا پر مناظرہ ہوا جس میں وہ بہت ذلیل و خوار ہوئے اور تمام لوگوں پر ان کی قلعی کھل گئی۔ راقم: محمد عبداللہ معمار۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۶ ص ۲)

ایک پمفلٹ کی ضبطی

حکومت پنجاب نے ایک پمفلٹ، مرزا قادیانی کا نکاح آسمانی، بحق ملک معظم ضبط کر لیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۷ ص ۲)

بہائی دعوی نمبر ۵

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۵ء میں اس سلسلہ کا نمبر ۴ درج ہوا ہے جس میں بحث روح حق مندرجہ انجیل تک پہنچی تھی۔ ہم نے بشہادت الفاظ انجیلیہ ثابت کر دیا تھا کہ روح حق سے مراد سید الانبیاء علیهم السلا م ہیں۔ اس محقق بات کو فاضل اڈیٹر بہائی میگزین محض زبانی بات سے ٹلاتے ہوئے لکھتے ہیں

لفظی جھگڑے اور وہمی مباحثے بے کار ہیں دنیا کی کوئی طاقت اس روح اقدس (بہاء اللہ) کو اپنا اثر پھیلانے سے نہیں روک سکی بلکہ بڑی بڑی سلطنتیں پسپا ہوگئیں اور یہ روح اقدس اپنے دائرہ اثر کو وسیع کرنے میں مصروف ہے

مبارک ہیں وہ نفوس جو روح حق سے نئی زندگی پاتے ہیں۔

(بہائی میگزین نومبر ۱۹۳۴ء ص ۲۳۔۲۴)

بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مثل دیگر تحریکات جون پوری قادیانی وغیرہ کے تحریک بہائی بھی نہیں رکی۔ لیکن تحریک کا نہ رکنا اگر اس کی صحت کی علامت ہوتا تو ہمیں اس کی تسلیم سے چارہ نہ ہوتا وہاں (انجیل میں) جو علامات مذکور ہیں ان میں بڑی علامت عدالت ہے وہ نہ شیخ بہاء اللہ ایرانی میں ملتی ہے نہ قادیان میں۔ وہ ملتی ہے تو اسی میں جسے کل دنیا جانتی ہے کہ جس نے مجرموں کو عدالت سے تقصیروار ٹھہرایا صلی اللہ علیہ و سلم

اس کے بعد بہائی اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:

روح حق کے مقابل روح باطل: یوم ظہور میں ایک طرف روح حق اپنے تاثرات سے عالم کو نئی زندگی اور نئے ہوش عطا کرنے میں مصروف ہے تو دوسری طرف روح باطل اپنے کام میں مشغول ہے روح باطل کو وہی پرانا سانپ یا ابلیس کہتے ہیں۔ اسی کا نام دجال اور اسی کے حصوں کا نام یاجوج وماجوج ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو روح باطل کے مظہر ہیں۔

(رسالہ مذکور۔ص ۲۴)

یہ فقرات دلیل نہیں ہیں، بلکہ قائل کا محض خیال ہے۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ قادیانی نبی بھی یہی کہا کرتے تھے بلکہ انہوں نے اس سے بھی ترقی کر کے دجال اور یاجوج ماجوج کے نام بھی بتا دیئے کہ اول الذکر پادری لوگ ہیں اور موخر الذکر برطانیہ اور روس ہیں۔ (کتاب ازالہ اوہام۔ اور حمامۃ البشری)

آگے چلئے۔

اسی بات کو قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے کہ وہ ساعت موعود لوگوں پر اچانک آجائے گی و ھم لا یشعرو ن۔ اور اس وقت ان کا شعور نا کارہ ہوگا سورہ الحج میں زلز لۃ الساعۃ یعنی وقت موعود کے انقلا ب و اضطراب کا نقشہ یوں کھینچتا ہے

و تری الناس سکاری وما ھم بسکاری و لکن عذا ب اللہ

شدید ۔ (سورہ حج) (اے دیکھنے والے تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش ہوں گے اور حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن بات یہ ہے کہ وہ خدا کے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے) ۔

یہ عذاب کیا ہے حق سے محرومیت ۔ حقیقی زندگی سے محرومی ، جہالت تعصب عداوت جنگ وخون ریزی میں سرمست ہونا ، مادی مزوں میں مگن ہونا ۔

(رسالہ مذکور ۔ ص ۲۴ ۔ ۲۵)

مولانا امرتسری فرماتے ہیں : ہم خوب جانتے ہیں کہ بہائی گروہ قرآن مجید کو اسلیئے مانتا ہے کہ اس کی بعض آیات کی تفسیر بالرائے سے دعوی بہاء کو تقویت پہنچائی جائے ورنہ حقیقت میں قرآن مجید ان کے نزدیک بے کار کتاب ہے الله اعلم ما فی صدور العالمین

تعجب ہے ۔ اس تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاضل اڈیٹر میگزین نے سبب اور مسبب علت اور معلوم میں فرق نہیں کیا ۔ کیا ہم گمان کریں کہ ان کو ان دو میں فرق اور امتیاز کی تمیز نہیں ؟

ضرور ہے ، لیکن اپنی بات کو قوت پہنچانے کیلیئے ان کو ایسا کرنا پڑا ۔

کیا وہ نہیں جانتے کہ :

جہالت تعصب عداوت وغیرہ موجب عذاب اسباب ہیں نہ کہ خود عذاب اگر کسی الہامی نوشتے میں ان افعال قبیحہ پر عذاب کا لفظ آیا ہو تو وہ مجاز ہوگا حقیقت نہیں ہوگی ۔

پس آج جو لوگ (بقول آپ کے) حق پسندی سے محروم ہیں وہ عذاب میں مبتلاء نہیں بلکہ عذاب کے سبب میں ہیں جس کا نتیجہ بعد الموت ہے ۔

آپ نے اپنے دعوی پر یسیعاہ کا قول پیش کیا ہے کہ :

ٹھہر جاؤ اور تعجب کرو عیش وعشرت کرو اور اندھے ہو جاؤ ۔ وہ مست ہیں پر مئے سے نہیں ۔ وہ لڑکھڑاتے ہیں پر نشے سے نہیں کہ خداوند نے تم پر اونگھنے والی روح کو ڈہالا ہے ۔ (یسیعاہ ۔ باب ۲۹ ۔ ص ۲۵)

یہ سارا اقتباس مثل مشہور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے ماتحت تو بے شک کام آسکتا ہے ، مگر اصل دعوی میں کہاں تک مفید ہے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں ۔

ہاں اس اقتباس میں یسیعاہ باب ۳۲ میں جو بیابان میں عدل بسے گا، آیا ہے بس یہی اس بحث کا خاتمہ ہے مہربانی کر کے عدل، کے وسیع معنی کو ملحوظ رکھ کر شیخ بہاء اللہ کے زمانے میں اسکا کھوج لگائیں۔ نہ ملے تو زمانہ محمدی میں جا پہنچیں۔ وہاں سے نیچے اتر کر آج ان پرانے حجازی کھنڈرات کو حکومت نجد یہ سعودیہ میں تلاش کریں تو آپ کو ماننا پڑے گا

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۷ ص ۳۔۴)

مسلمان اور مسیح قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جس سج دھج سے آئے تھے اور جو کچھ انہوں نے اپنی سکیم اور مقصود بتایا تھا، سچ تو یہ ہے کہ وہ ایسا خوش شکل اور حسن المنظر تھا کہ دیکھ اور سن کر دل کو کشش ہوتی تھی۔ ناظرین ان کی سکیم ملاحظہ کریں کیا ہی دلکش ہے کہ:

میں مسلمانوں کو اصلی معنی میں متقی بنانے آیا ہوں۔

یہ ہے وہ دل کش سکیم جو نہایت ہی خوش منظر ہے۔ اب ذرہ واقعات پر نظر ڈالیئے۔ ممکن ہے امت مرزائیہ یا احمدی پریس ہماری نظر کو دوربین نہ تسلیم کریں، اس لئے انہیں کی نظر پر انہیں کا چشمہ لگا کر پڑھیئے جو یہ کہ:

قادیان کا سرکاری اخبار ریویو آف ریلی جنز نے مسلمانوں کی خستہ حالی کا ذکر لکھا ہے کیا خوب اور کیا سچ لکھتا ہے کہ:

ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے نفاق اور بدعقیدگی کی کون سی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کرسکتا ہو اور وہ مسلمانوں میں موجود نہ ہو۔

اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی

تعلیمات تک سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقاید پر جمے ہوئے ہیں وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک کی علانیہ تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں وہ بھی ہیں جو اسلامی عقاید اور شعار کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں وہ بھی ہیں جو علانیہ مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے حاصل کئے ہوئے تخیلات وافکار کو ترجیح دیتے ہیں وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے قانون پر جاہلیت کے رسوم یا کفار کے قوانین کو مقدم رکھتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے شعائر اسلام کی توہین کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں جو اسلام کے مقابلہ میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی مدد کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں کہ اس کی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کرسکیں راسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسق العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے

یہ تو ایمان کا حال۔ اب سمع و طاعت کا حال دیکھئے۔ آپ مسلمانوں کی بستی میں چلے جایئے آپ کو عجیب نقشہ نظر آئے گا۔ اذان ہوتی ہے مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس نہیں کرتے کہ موذن کس کو بلا رہا ہے اور کس چیز کے لئے بلا رہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کاروبار لہو ولعب کو یاد خدا کے لئے نہیں چھوڑتا۔

رمضان کا زمانہ آتا ہے، تو بعض مسلمانوں کے گھروں میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانیہ کھاتے پیتے ہیں اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برابر نہیں شرماتے۔ بلکہ بس چلتا ہے تو الٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی

ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں ۔ ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے کوئی صحت کے لئے مفید سمجھ کر رکھ لیتا ہے اور کوئی روزہ رکھ کر وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے خدا اور رسول نے منع کیا ہے۔ زکوۃ اور حج کی پابندی اس سے بھی کم تر ہے۔ حلال اور حرام پاک اور ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اٹھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جس کو خدا اور رسول نے منع کیا ہو اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں وہ کون سی حد تک جو خدا اور رسول نے مقرر کی ہو اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں ۔ وہ کون سا ضابطہ ہے جو خدا اور رسول نے قائم کیا ہو اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان کروڑوں ہیں مگر ان کروڑوں میں دیکھئے کہ کتنے فی صدی نہیں، کتنے فی ہزار بلکہ کتنے فی لاکھ خدا اور رسول کے احکام کو ماننے والے اور اسلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں ۔

جس قوم میں منافقت اور ضعف اعتقاد کا مرض عام ہو جائے جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے جس قوم سے سمع و طاعت اور ضابطہ کی پابندی اٹھ جائے اسکا انجام جو کچھ ہونا چاہیے ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہوا ہے ۔ آج مسلمان قوم دنیا میں محکوم ومغلوب ہیں جہاں ان کی اپنی حکومت موجود ہ وہاں بھی وہ غیروں کے اخلاقی ذہنی اور مادی تسلط سے آزاد نہیں ہیں ۔ جہالت مفلسی اور خستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں اخلاقی پستی نے ان کو حددرجہ ذلیل کر دیا ہے۔ امانت صداقت اور وفائے عہد کی صفات جن کے لئے وہ کبھی دنیا میں ممتاز تھے، اب ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہو چکی ہیں اور ان کی جگہ خیانت جھوٹ دغا اور بد معاملگی نے لے لی ہے ۔ تقوی پرہیز گاری اور پاکیز گی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں۔ قومی غیرت وحمیت روز بروز ان سے مفقود ہوتی جاتی ہے کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا آپس میں ان کے دل پھٹتے چلے جاتے ہیں ۔ اور کسی مشترک غرض کے لئے مل کر کام کرنے کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے وہ

غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں قوموں پر سے ان کا اعتماد اٹھ گیا ہے اور اٹھتا جا رہا ہے ان کی قومی طاقت اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے ان کی قومی تہذیب و شائستگی فنا ہوتی چلی جا رہی ہے اور اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے گریجویٹ اور پوسٹ گریجوایٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے بنگلوں میں رہنے والے موٹروں پر چڑھنے والے سوٹ پہننے والے بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے، بڑی سرکاروں میں سرفرازیاں پانے والے، ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، اپنی ہمسایہ قوموں پر ان جو ساکھ اور دھاک پہلے تھی وہ اب نہیں ہے۔ جو عزت وہ پہلے رکھتے تھے وہ اب نہیں رکھتے جو اجتماعی قوت وطاقت ان میں پہلے تھی وہ اب نہیں ہے اور آئندہ اس سے بھی زیادہ خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔

(ریویو آف ریلی جنز۔ فروری ۱۹۳۵ء ص ۳۵۔۳۷)

ناظرین کرام! اس عام حالت اسلامیہ کو ملحوظ رکھیں جو بالکل صحیح ہے بلکہ ہم کہیں گے کہ مسلمانوں کی حالت کا یہ نقشہ بھی اجمالی ہے تفصیلی نہیں۔ تاہم اجمالی صورت میں صحیح ہے اب اس کے مقابل میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سکیم انہی کے الفاظ میں سنئیے۔ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ:

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی چاہتا ہے۔ (الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۰)،

احمدی ممبرو! خدا کو حاظر ناظر جان کر بتاؤ کہ مرزا صاحب قادیانی جس غرض سے آئے تھے وہ پوری ہوگئی؟ اگر پوری ہوگئی تو تمہارے رسالہ ریویو آف ریلی جنز میں مسلمانوں کی بداخلاقی یا بداطواری کا ذکر کیوں ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟ کیا مسلمان واقعی ایسے بداطوار نہیں بلکہ پکے ایمان دار متقی پرہیز گار ہیں؟ اللہ سے ڈر کر مرزا کے کلام کو واقعات سے جانچو:

ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۷ ص ۴-۵)

قادیانی اور لاہوری مرزائیوں میں اشتہار بازی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

۵ فروری ۱۹۳۵ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ہم نے جس لاہوری اشتہار متضمن چیلنج کا خلاصہ بتایا ہے اور مباحثہ فریقین میں اپنی خدمات بھی پیش کی ہیں، اس اشتہار کا جواب قادیانی پارٹی کی طرف سے نکلا ہے جسے لاہوریوں نے بہت ناپسند کیا۔ ناظرین جانتے ہیں کہ بڑا مسئلہ متنازعہ فیہ ان دونوں صنفوں میں نبوت مرزا ہے۔ قادیانی گروہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو حقیقی نبی مانتا ہے لیکن لاہوری گروہ حقیقی کی نفی کر کے مرزا صاحب کو مجازی نبی کہتا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو ان کے جھگڑے کی ایک مثال بتاتے ہیں چاہیے کہ ہمیشہ یاد رکھیں تاکہ مرزائیوں کی ان دونوں جماعتوں کے متعلق آگاہی رہے۔

مثال: ایک شخص نے کہا کہ میں نے شیر دیکھا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے اتباع میں اس فقرے کی بابت اختلاف رونما ہوا۔ ایک جماعت اس امر کی قائل ہوئی کہ ہمارے بزرگ نے واقعی اصل شیر دیکھا تھا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اصل شیر نہیں دیکھا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک بہادر آدمی یعنی مجازی شیر دیکھا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے حق میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ امت محمدیہ میں یہ لقب میرے سوا کسی کو نہیں ملا۔ فریقین (قادیانی اور لاہوری) مانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے حق میں نبی اور رسول وغیرہ کے الفاظ بولے ہیں۔ مگر ان الفاظ کو مرزا صاحب قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے قادیانی گروہ اصلی معنی میں مانتا ہے اور لاہوری گروہ ان سے مجازی رسول (یعنی شیر سے بہادر) مراد لیتا ہے۔ پس یہ ہے ان میں اصل نزاع۔

قادیانیوں نے لاہوری چیلنج مناظرہ کے جواب میں بڑی ہوشیاری سے کام

لیا۔ یعنی لاہوری پارٹی کے ارکان کے سابقہ اقوال جو انہوں نے اختلاف ہذا پذیر ہونے سے پہلے کبھی کہے ہوئے ہیں ایک طویل اشتہار میں نقل کر کے لاہوری ارکان ہی کے نام نیچے لکھ دیئے۔ مثلاً

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ فریق لاہور فرماتے ہیں:

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں

حضرت مرزا صاحب نبی آخرالزمان، پیغمبر آخرالزمان ہیں، وغیرہ

اسی طرح دوسرے لاہری جماعت کے ممبران کے اقوال بھی مع حوالہ نقل کئے ہیں بلکہ اشتہار کا نام ہی یہ رکھا ہے کہ:

احمدی فریق لاہوری کے صحیح عقاید۔

اس اشتہار کے جواب میں لاہوری پارٹی بہت سیخ پا ہوئی ہے جس کا ثبوت اس کے جوابی اشتہار کی سرخی ہی سے معلوم ہوتا ہے جو یہ ہے:

قادیانی دجل

اس سرخی کے نیچے لکھا ہے کہ:

تحریری بحث سے بچنے کے لئے عیارانہ چالیں۔

اس اشتہار میں لاہوری گروہ نے قادیانیوں کو برا بھلا تو بہت کہا مگر ان کے پیش کردہ حوالہ جات کا جواب نہیں دیا۔

انصاف: گو سلب نبوت مرزا میں لاہوری گروہ ہم سے قریب ہے مگر انصاف ان سے بھی قریب تر ہے پس ہم بحکم و اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربی (الانعام: ۱۵۲) اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ لاہوری جماعت کے جواب میں ان حوالہ جات کا جواب ہونا چاہیے تھا یعنی ان کی بابت مرزا صاحب کی طرح صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ:

ہم نے یہ باتیں سادہ لوحی سے رسمی طور پر کہی تھیں اب ہم ان کو صحیح نہیں سمجھتے

جیسے مرزا غلام احمد صاحب نے دور اول میں حضرت مسیح کی حیات کو تسلیم کیا تھا (براہین احمدیہ ص۔ ۴۹۸۔۴۹۹) دور ثانی میں یعنی جب آپ وفات مسیح کے قائل ہوئے اور مخالفین کی طرف سے وہ حوالہ پیش ہوا تو آپ نے صاف لفظوں میں اپنی کم عقلی اور

بے سمجھی کا اعتراف کیا۔ یعنی صاف لکھا کہ میں نے حیات مسیح کا اعتراف سادہ لوحی (بے وقوفی یا بے علمی؟) سے کیا تھا۔ (اعجاز احمدی)

پس لاہوری جماعت کا فرض ہے کہ محل نزاع (مبحث) کو صاف کرنے کے لئے اپنے سابقہ عقائد سے رجوع کریں اور صاف لکھیں کہ ہم نے ان سے رجوع کر لیا ہے اب ہم ان باتوں کے قائل نہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو گو کتنے ہی لمبے چوڑے اشتہار دیں پبلک سمجھے گی کہ لاہوری جماعت عقیدہ مرزائیت سے پھسل گئی ہے۔

یعنی یہ جماعت دل میں رونبوت مرزا کی قائل ہے مگر ظاہری طور پر انکاری ہے جس کی تصویر اس مصرعہ میں ہے:

منکرے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۴ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۸ ص ۸)

لاہوری احمدی مصلح موعود کا نیک ارادہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء کے اہل حدیث میں شیخ غلام محمد صاحب مصلح موعود، بشیر الدولہ، روحانی فرزندار جمند مسیح موعود، مہدی مسعود سلطان القلم وغیرہ کا ایک مضمون بابت سکیم حکومت ہند شائع کیا گیا ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے ایک خط میں اشاعت مضمون کا شکریہ ادا کر کے لکھا ہے کہ:

مجھے میری قوم (احمدی) کے دوست کہتے رہتے ہیں کہ مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب یا ظفر علی خان کے مقابلہ کی طرف توجہ کر کے زور لگانا چاہیے تاکہ میری مصلح موعودی کا حق ادا ہو۔ میں انہیں یہی جواب دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب دجال اور پادری ازم کو ہلاک اور تباہ کرنے آئے تھے لیکن مسلمانوں کی توقعات کے خلاف سلطنت برطانیہ کی حکومت کے حصہ کو خدا کی رحمت قرار دے کر تعریفیں کیں اسی طرح آج میں اپنے کام کے لئے ان مولوی صاحبان کی حکومت کی موجودگی کو اپنے لئے رحمت سمجھتا ہوں انہیں

اپنا کام کرنے دیں وہ تمہارے علاج کے لئے ہیں میں نے احمدی پادریوں اور دجالوں کو ہلاک کر کے مغلوب بنانا ہے مدینہ میں بیٹھ کر اس کے منافقوں اور مکہ کے احمدی بت پرستوں کو مجھے پورے اور سچے مسلمان بنانا ہے اس کام میں ہمارے اسلامی غلطی خوردہ بھائی خود صحیح ہو جائیں گے سخت سے سخت دشمن جب تجربات پر پڑتا ہے تو وہ دوستوں سے زیادہ ہوشیار خبردار اور واقف راز ہو جاتا ہے۔

غلام محمد از احمدیہ بلڈنگس لاہور

آپ نے جو لکھا ہے قرآن مجید میں اس کی تائید ملتی ہے ارشاد ہے

عسی اللّٰہ ان یّجعل بینکم و بین الّذین عا دیتم منهم مو دّۃ ۔ و اللّٰہ قدیر، و اللہ غفور ر حیم (الممتحنۃ : ۷) بہت جلد خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے گا اللہ قادر ہے اور اللہ غفور رحیم ہے)

پس آپ اسی نیت سے بقول خود احمدی پادریوں اور دجالوں کو ہلاک کرنے میں لگے رہیں خدا آپ کی مدد کرے گا انشاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۴ ذی قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۸ ص ۹)

مرزائیوں کا مناظرہ سے فرار

شہر لاہور اندرون یکی دروازہ کٹرہ لالہ نریندر ناتھ میں مرزائیوں سے ختم نبوت پر مناظرہ کے لئے گفتگو ہوتی رہی چنانچہ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو منشی عبداللہ معمار کو بلایا گیا فریق ثانی کی طرف سے ملک عبد الرحمٰن خادم مناظر تھے مگر وہ نقص امن کا خطرہ ظاہر کرتے ہوئے مناظرہ سے گریز کر گئے ۔منشی عبداللہ صاحب ختم نبوت اور کذب مرزا پر نہائت مدلل تقریر کی جس سے حاضرین پر حق واضح ہو گیا۔

راقم : مستری غلا احمد ہوشیار پوری از لاہور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۹ ص ۱۴)

چوہدری خدا بخش مرزائی کو یاددہانی

چوہدری خدا بخش مرزائی کو صداقت مرزا کے لئے پہلے بھی دو مرتبہ مباہلہ کے لئے چیلنج کر چکا ہوں ۔مگر وہ آج تک لیت ولعل کرتے رہے اور سامنے نہیں آئے ۔

اب آخری بار اتمام حجت کے لئے پھر تیسری بار چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ مرزا صاحب کو صادق سمجھتے ہیں تو مرد میدان بنیں اور میرے ساتھ مباہلہ کرلیں۔

راقم: غلام احمد اہل حدیث سکنہ میانوالی مہاراں ڈاک خانہ بدملہی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۔ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۹ ص ۱۴)

لاہوری اور قادیانی جنگ میں ہمارا منصفانہ حصہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

آج کل ایام بیکاری میں لاہوریوں کی تحریک پر قادیانی لاہوری جنگ چھڑ رہی ہے۔ لاہوریوں نے اشتہار مباحثہ دیا جس کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء میں ہوا ہے۔ اس کا ایک جواب شخصی طور پر قادیان سے ایک شخص نے دیا، جو دراصل معارضہ بالمثل تھا۔ جس کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر یکم مارچ ۱۹۳۵ء میں ہوا ہے۔ اس کے بعد قادیان کے خاص چیدہ علماء نے اس کا جواب دیا جو الفضل ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کی بنا بھی دراصل اسی مبنی پر ہے جس پر پہلے اشتہار کی ہے۔ مگر ایک دو باتیں اس دوسرے اشتہار میں خوب مزیدار ہیں جن کا سمجھنا ہمارا ہی حصہ ہے لکھا ہے کہ:

> ا۔ پہلے ایک دفعہ اسی مسئلہ (رسالت مرزا اور کفر منکرین) پر ہم دونوں پارٹیوں میں بمقام شملہ بحث ہوئی تھی جس کے منصف مسٹر محمد عمر وکیل مسلمہ فریقین مقرر ہوئے۔
>
> وکیل موصوف نے باوجود غیر احمدی ہونے کے فیصلہ قادیانیوں کے حق میں دیا تھا۔ اس فیصلے کی آپ (لاہوریوں) نے کیا قدر کی تھی۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں: ہم اس سے دو نتیجے استخراج کرتے ہیں:

الف: مسائل دینے میں منصف ماننا تم دونوں پارٹیوں کے نزدیک جائز ہے۔ قارئین اسے نوٹ کرلیں۔

ب۔ بعینہ انہیں الفاظ کے ساتھ اہل حدیث بھی قادیانیوں کو کہہ سکتا ہے کہ ماہ اپریل

۱۹۱۲ء میں بمقام لوھیانہ آپ نے دو منصفوں اور ایک غیر مسلم سر پنچ کے ماتحت آخری فیصلہ پر مباحثہ کیا تھا جس کا فیصلہ بحق اہل حدیث ہوا تھا۔ آپ لوگوں نے اس کی کیا قدر کی تھی جس کی آپ سے امید رکھی جائے:

برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

۲۔ دوسری بات جو قادیانی محبوں نے کہی ہے اور کیا خوب کہی ہے کہ لاہوری بھائیو! اب تو تم ہم سے بچھڑے ہوئے ہو اس لئے کل کی باتیں چھوڑ دو۔ اس جدائی سے پہلے جب ہم اور تم ایک مرکز میں بیٹھ کر ایک خیال رکھتے تھے آؤ اس زمانے کی باتوں پر ہم متفق ہو جائیں۔

اس کے بعد لاہوری سرکردہ اصحاب کے اقوال بحق مرزا صاحب اشتہار زیر تبصرہ میں نقل کئے گئے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس جواب کی بھی ہم قدر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کچھ نتیجہ بھی اس جواب سے اخذ کرتے ہیں، جو درج ذیل ہے:

ہر دو صنف احمدی دوستو!

موجودہ اختلاف سے پہلے جب آپ اور ہم بلکہ تمہارا مجدد (بالفاظ دیگر نبی) بھی ہم سے متفق تھا، آؤ اس زمانہ کی آواز پر ہم سب (محمدی اور احمدی) متفق ہو جائیں جس کی صورت یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب قادیانی:

مسیح موعود جب دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو پھر ان کی برکت سے اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۴۹۹۔۵۰۰)

پس اس جدید نزاع کو چھوڑیئے اور مرزا صاحب قادیانی کے مسلمہ عقیدہ کو اختیار کیجئے۔ اگر دیر کرو گے تو مجبوری ہم یہ شعر آپ کو پہنچائیں گے

جنگ کردی آشتی کن زآنکہ نزد عاقلاں
ایں مثل مشہور اول جنگ آخر آشتی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۹ ص ۸)

طلوع بہاء اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہم بار ہا ثابت کر چکے ہیں کہ بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی ایک ہی اصول کے پابند ہیں، بلکہ پچھلا حصہ پہلے سے مستفیض ہے۔

بہائی میگزین سے دعوی بہاء اللہ کے متعلق سلسلہ ختم کیا تھا کہ ایک نیا سلسلہ مضمون معنون ،طلوع بہاء اللہ، رسالہ بہائی میگزین میں ملا۔ جسکو ناظرین تک پہنچانا ہم ضروری جانتے ہیں۔

مثال: اصل رسالت اور مدعیان رسالت کی مثال ہمیں یہ ملتی ہے کہ حکیم اجمل خان صاحب مرحوم جیسے ماہر طبیب کی شہرت ان کے علمی کمال اور نتیجہ افعال سے مخفی نہیں اس کے مقابل اشتہاری حکیم خاص کر ٹرینوں میں ساتھ چل کر دوائیں بیچنے والے بڑ یہ فروش کتنی فصیح و بلیغ تقریریں کرتے ہیں کہ ان کی سحر بیانی سے سننے والوں میں سے اگر سارے کے سارے مسحور نہ ہوں کچھ تو ہو جاتے ہیں۔

رسالت حقہ محمد یہ نے دنیا کو اپنے کمال اور نتیجہ افعال سے مفتوح کیا دنیا نے دیکھا کہ جس قوم میں آفتاب محمدی طلوع ہوا اس قوم نے اس سے کیا کیا روشنی پائی، مولانا حالی مرحوم کا قول بالکل صحیح ہے

وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا

مثال فرض کیجئے کہ ایک کوٹھڑی میں سخت اندھیرا ہے جہاں اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا چپکے سے بجلی کا بٹن دبا دینے سے ایسی روشنی ہوئی کہ چوہوں کے بل کیا چیونٹوں چلتی بھی نظر آنے لگی وہ قوم جسے کوئی بادشاہ رعیت بنانا بھی پسند نہ کرتا تھا وہ دنیا کی بادشاہ ہوئی لطف یہ کہ دین داری راست بازی امانت داری اور تہذیب اخلاق کے ساتھ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ یگانے بیگانے سب جانتے ہیں اس لئے اس کی تفصیل کی حاجت نہیں

شیخ بہاء اللہ ایرانی مدعی ہوئے کہ ہم نبوت محمدیہ کو تسلیم کرتے ہیں مگر ہماری رائے سے وہ منسوخ ہوگئی ۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم کیونکہ ہم سب نبیوں کے موعود ہیں چنانچہ بہائی میگزین کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت بہاء اللہ جلوہ گر ہوئے ہزارہا ارواح پاک نے قبول کیا ہر نئے طلوع آفتاب کے ساتھ اہل بہاء کی تعداد بڑھتی جاتی ہے خورشید بہائی روز افزوں قوت کے ساتھ بلند ہوتا جا رہا ہے عنقریب دنیا اسے نصف النہار پر دیکھے گی حضرت بہاء اللہ کا ظہور وہ جامع وکامل ظہور ہے جو ہر نقطہ نظر سے قابل تسلیم ہے (حاشیہ: بقول سب کا پاؤں ہاتھی کے پاؤں میں، مجموعہ کمالات محمدیہ میں دیکھئے جہاں آپ کو دین داری کے ساتھ دنیاوی رفعت بھی اعلیٰ درجہ کی ملے گی نہ کہ ساری عمر مغلوب مقہور رہ کر باوجود ہزار کمالات کے نہ خود آزاد ہوئے نہ قوم کو آزاد کرایا باوجود اس کے بہائی بھائی کمالات بہائیہ کا دعویٰ کریں تو ہم اس کے سوا کیا کہیں

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو)

یہ ظہور تمام مقدس کتابوں کا موعود ہے از آدم تا خاتم سب پیغمبروں نے اس ظہور اعظم کی بشارت دی تھی (مرزا صاحب قادیانی کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ میرے لئے ہر نبی نے خوش خبری دی ہوئی ہے (تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲) اس لئے ہم دونوں جماعتوں کے ذمہ دار اصحاب کو مشورہ دیتے ہیں کہ اپنے اپنے متبوع کے متعلق انبیا سابقین کی پیشگوئیاں مستقل رسالہ کی صورت میں شائع کردیں تاکہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے) سب قوموں کو اس کا انتظار تھا اور اگر پیش گوئی سے قطع نظر کر کے خود نفس ظہور کو دیکھیں تو بھی ماننا پڑتا ہے کہ کوئی پیش گوئی نہ بھی ہو تو بھی اس ظہور اعظم کی حقانیت روز روشن کی مانند آشکار ہے ۔ آفتاب نکل آیا ہے اس کی تابش واثرات کی خبر کسی جنتری میں نہ بھی ہو تو آفتاب کا انکار نہیں کیا جا سکتا

آفتاب آمد دلیل آفتاب
اگر دلیلت باید از وے رومتاب

دنیا نے آج تک اگر کسی ظہور حق کو مانا اور پہچانا ہے تو حضرت بہاء اللہ کے

ظہور کو شناخت کرنا بھی اس کے لئے آسان ہے جو علامات ظہور حق میں ہوتی ہیں وہ سب نہایت روشن تر پہلو سے اس ظہور میں نمودار ہوئیں

(اہل بہاء نے آج تک بہاء اللہ کے حق میں دعوی معین نہیں کیا کہ وہ کیا تھے؟ نبی تھے یا رسول؟ ولی تھے؟ یا ملہم؟ لیکن اس اقتباس میں ان کو سابقہ ظہورات میں داخل کیا جاتا ہے حالانکہ سابقہ ظہورات قطعاً انبیاء کرام تھے۔

مسلمانوں کا جواب یہ ہے کہ سابقہ انبیاء کرام کو ہم نے بشہادت رسالت محمدیہ مانا ہے اور رسالت محمدیہ کو اعلی کامیابی سے پہچانا ہے بس اس علامت سے بہاء اللہ کی شناخت کرا دو مرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں۔ کمر پتلی صراحی دار گردن)

امر مرسل من اللہ اور مبعوث من عند اللہ کی حیثیت میں اس ظہور مقدس کو دیکھا جائے تو ہر پیغمبر پر ایمان لانے والے کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ آج ظہور بہاء اللہ پر صدق دل سے ایمان لائے

(کیوں؟ بس یہی ایک تنقیح ہے جس کا ثبوت بذمہ قائل ہے)

اگر معلم اخلاق کی حیثیت میں اس ظہور کو دیکھیں تو بھی اس کی تمام تعلیمات کو ہم بہترین اخلاقی جواہرات پاتے ہیں

(اس موقع پر فاضل راقم کو چاہیے تھا کہ چند مثالیں تعلیم بہاء اللہ کی دیتے جو اسلامی تعلیم سے اچھی ہوتیں ہم ان کی کتاب اقدس کو دیکھتے ہیں تو وہ اکثر مقامات میں اسلامی تعلیم ہی پیش کرتے ہیں جہاں اسلامی تعلیم چھوڑتے ہیں وہ سراسر معقولیت سے خالی ہوتی ہے مثلاً

قد رفع حکم الجماعۃ الا فی صلوۃ المیت ۔ ص ۵ ۔ نماز با جماعت پڑھنے کا حکم اٹھایا گیا صرف جنازہ کی نماز میں رہ گیا

کیا یہ معقول ہے یا اسلامی حکم با جماعت معقول ہے؟

۲ ۔ قد کتب علی السارق النفی والحبس و فی الثالث فاجعلوا فی جبینہ علامۃ یعرف بہا لئلا تقبلہ مدن اللہ

چور کے حق میں لکھا گیا ہے کہ جلا وطن کیا جائے اور قید کیا جائے تیسری مرتبہ اس کے ماتھے میں کوئی پختہ نشانہ لگاؤ تا کہ اسے دوسرے شہروں میں رہنے نہ دیں

ہم اس حکم کو سمجھے نہیں تو اس حکم کی معقولیت کیا سمجھیں ۔ نفی (جلاوطنی) کے بعد قید؟ چہ خوش یا

قید کے بعد نشان پھر جلاوطنی اس پر طرہ یہ کہ غرض یہ کہ اس کو کہیں جگہ نہ ملے اس سے تو بہتر ہے کہ اسے قتل کی سزا دی جائے

من احرق بیتا متعمدا فاحرقوه ۔ص ۱۸۔

جو کوئی کسی کا گھر دانستہ جلا دے تو اسے جلا دو

گھر جلانا بے شک برا بلکہ بہت برا ہے لیکن اس کی سزا میں اسے جلا دو، یہ معقولیت نہ ہماری سمجھ میں آئی نہ کونسل یا قانون ساز اسمبلی کے کسی ممبر کی سمجھ میں آئی گے

۴۔ والذی تملك مأة مثقال من الذهب فلتسفه عشر مثقال للهص ۲۷۔

جو کوئی سو مثقال سونا کا مالک ہے اس سے انیس مثقال اللہ کے کے لئے ہیں

قریباً پانچواں حصہ زکوۃ میں دینا بمقابلہ چالیسویں حصے کے جو اسلام نے مقرر کیا ہے جو معقولیت رکھتا ہے وہ ظاہر ہے یہ چند مثالیں ہم نے سبقت کر کے بتائی ہیں ورنہ حق یہ ہے کہ ہم اس وقت بولتے جب بہائی مضمون نگار اپنے دعوی معقولیت کا ثبوت دے لیتے تو ہم کچھ کہتے ۔مگر چونکہ نامہ نگار اپنے فرض سے غفلت کرتے ہوئے گذر گئے اس لئے ہم نے ان کو توجہ دلان ے کو چند مثالیں پیش کی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار)

اگر عقلیت کے پہلو سے نظر ڈالیں تب بھی اس روشن ظہور کو قبول کرنا ضروری ٹھہرتا ہے کہ تمام تعلیمات سراسر عقلی روشنی سے بھری ہوئی ہیں یہاں تک کہ حضرت بہاء اللہ نے صاف فرما دیا کہ دین عقل و علم کے مطابق ہونا چاہیے آج دین و عقل کا اتحاد کلی ہو گیا ہے مذہب اور سائنس دونوں بغل گیر ہیں ۔ علوم و معارف کی تحصیل آج فرائض دینی میں سے ایک اہم فریضہ ہے فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین جو کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا۔

ارباب علم وصنعت کی قدر و منزلت فرض ہے تقلید اور شخصیت پرستی کے لئے نہیں بلکہ ترقی و روشنی حاصل کرنے اور پھیلانے کے لئے اہل علم واہل ہنر کی عزت کرنا لازم ہے صنعت و دستکاری عبادت ہے ہر ایک اس شخص کے لئے جو کاروبار کے لئے صداقت سے کھڑا ہوتا ہے تائید غیبی کا وعدہ ہے حضرت بہاء اللہ کے ظہور کو اگر ہم عشق و محبت کی نظر سے دیکھیں تو ہمیں یہ ظہور اس پہلو سے بھی بے نظیر نظر آتا ہے خود حضرت بہاء اللہ نے عشق الہی

اور محبت خلق میں جان و مال عزت وشوکت فدا کر دی دنیا کی اصلاح اور بہبودی کے لئے تمام عمر مصائب برداشت کئے اور خوش رہے خدا کی راہ میں قید و بند کو آزادی پر ترجیح دی وہ وہ تکالیف اٹھائیں کہ انسان سن کر حیران رہ جاتا ہے نہ ایک دفعہ یا ایک سال بلکہ سال ہاسال مسلسل تکالیف کا سلسلہ بندھا رہا اور حضرت بہاء اللہ میدان عشق الٰہی میں شہسوار ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے تمام مصائب کے کڑوے گھونٹ کو شہد شیریں سمجھتے تھے آرزو کرتے تھے کہ کاش محبت الٰہی کی راہ میں جتنی مصیبتیں عاشقان جمال الٰہی پر وارد ہو سکتی ہیں وہ سب اکٹھی مجھ پر وارد ہو جائیں عشق و محبت حق کے دعاوی کو آپ کے عزم اور صبر و استقلال کے واقعات نے ثابت و آشکار کر دکھایا نہ صرف یہ کہ آپ کی روح مبارک ہی عشق سے سرشار تھی بلکہ جو جو آپ کے پاس گے وہ سرمست محبت ہو گیا حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ ہم محبت کی راہ میں فدا ہونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور حکم دیا کہ تم اس محبوب لایزال کی محبت و رضا میں قتل کر دیئے جاؤ تو بھی کسی کو قتل نہ کرنا پروانگان محبت نے اس حکم کی ایسی تعمیل کی کہ دنیا میں لاثانی نظیر قائم کر دی بیس ہزار مقدس نفوس نے جانیں فدا کر دیں گردنیں دے دیں مگر اف بھی نہ کیا اموال و اولاد عزت و آبرو راہ محبت میں برباد ہو گئی مگر عاشقان الٰہی میدان وفا اور مشہد فدا میں خندہ پیشانی کے ساتھ قدم آگے ہی بڑھاتے رہے اور یوں نعرے لگاتے رہے

ما بہاء درخون بہاء را یافتم ۔ جانب جان باختن بشتافتیم (مثنوی معنوی)

اے پاک روحو! جو وفا کا جوہر اپنے اندر رکھتی ہو دیکھو تمہارے لئے اس مقدس ہستی نے اپنی تمام جاہ وحشمت کو قربان کر دیا ساری عمر تمہاری بھلائی کے لئے مصیبتیں اٹھائیں کیا تمہاری وفا شعاری تمہیں مجبور نہیں کرتی کہ تم بھی راہ محبت میں جاں نثاری و فداکاری کرو اور اس محبت کرنے والی ہستی کی آواز پر لبیک کہہ کر استقامت کی شان دکھاؤ۔

اے پروانگان بے پروا بشتابید و بر آتش زنید۔ دوڑو اور محبت کی آگ میں کود

پڑو۔ اٹھو محبوب کی راہ میں فدا ہو جاؤ زندگی چندروزہ ہے جان تو بہرحال جائے گی بہتر ہے کہ راہ جاناں میں جائے۔ حضرت بہاء اللہ جس تجلی نورانی کی طرف تمہیں بلا رہے ہیں وہی سب کی مطلوب و محبوب ہے بعض لوگ اسے شناخت کر چکے ہیں اور بعض ابھی تک پہچان نہیں سکے ہیں سب اسی کی تلاش میں

جانہا بلب است دلہا بہ تب است
کل در طلب روئے تو بود

(بہائی میگزین فروری ۱۹۳۵ء ص ۱۷۔۱۹)

مولانا امرتسری لکھتے ہیں: سارا زور مضمون نگار نے اس پر لگایا ہے کہ بہائی تحریک کے ماننے والے پروانوں کی طرح جان دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں مضمون نگار کو دنیا کے حالات کی شائد خبر نہیں۔ اسلامی دائرے کے اندر دیکھنا ہو، تو قادیانی اور آغا خانی سب سے بڑھ کر قربانی کے مدعی ہیں بیرون اسلام آریہ اور رادھا سوامی مت والوں کو دیکھئے کس قدر جان و مال فدا کر رہے ہیں۔ تو کیا اس قربانی سے ان کا مذہب سچا ہو گیا؟ نہیں۔ ہاں ہم یہ ماننے کو تیار ہیں کہ ایسا کرنے والے پکے راسخ العقیدہ ہیں بہائی دین قادیانی مذہب اس صورت میں سچے ہو سکتے ہیں جب ان کے بانی اپنے دعوے میں سچے ہوں و دونہ خرط القتاد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۹۔ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۰ ص ۳۔۵)

مسیح قادیانی کا مبلغ علم اور جاہلانہ فتوی

قابل توجہ میاں محمود اور مولوی محمد علی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

آپ دونوں صاحب مرزا صاحب قادیانی کو مجدد مہدی مسیح موعود وغیرہ مانتے ہیں۔ ان سب عہدوں کے لئے موصوف کو علم شریعت میں جتنا کچھ حصہ وافر

ہونے کی ضرورت ہے اظہر من الشّمس ہے مرزا صاحب کے علم وفضل کے مخالف تو کبھی قائل نہیں ہوئے مگر آپ لوگ ان کی نسبت بہت کچھ بلند خیالات رکھتے ہیں اس لئے ان کا ایک فتوی جدید الطبع پیش کر کے آپ دونوں سے ہم سوال کریں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ کوئی حافظ صاحب، مرید مرزا صاحب قادیانی تھے جن کو یہ خبط تھا کہ جو کوئی اپنے آپ کو گنہگار سمجھے اور گناہ گار کہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہ مسئلہ مرزا صاحب کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا:

> حافظ صاحب سچ کہتے ہیں جب کوئی اقراری مجرم ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ (الفضل ۳ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۵)

سوال: کیا آپ دونوں صاحبان اور قادیان و لاہور کے علماء کرام نے آنحضرت ﷺ کی دعا میں یہ الفاظ نہیں پڑھے:

و اعترفت بذنبی (الحدیث)۔

قرآن مجید میں حضرت آدم کی دعا نہیں پڑھی ہوگی ربناظلمنا انفسنا (اے خدا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے)۔

حضرت ایوب کی دعا بھی نہیں سنی؟

لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین

حدیث شریف میں یہ دعا بھی نہیں پڑھی ہوگی:

اللهم انت الله لا اله انت خلقتنی انا عبدك انا علی عهدك و وعدك ما استطعت ابوء لك بنعمتك علیّ و ابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت (الحدیث)

ان دعاؤں میں اعتراف بالذنوب ہے تو کیا ان دعاؤں کے قائلوں (حضرات انبیاء) کے پیچھے بھی اقتداء جائز نہیں؟ آج جو مسلمان ان دعاؤں کا ورد کرے اس کے پیچھے بھی جائز نہیں؟

اس کے بعد اس سوال کا جواب بھی آپ کے ذمہ ہے کہ مجدد مہدی اور مسیح موعود کے لئے اتنا ہی علم کافی ہے کہ معمولی احادیث پر بھی اس کی نظر نہ ہو یا اس سے کچھ زیادہ کی ضرورت ہے؟ اس کے بعد شیخ سعدی کے اس شعر کے معنی بھی مہربانی

کر کے بتا دیجئے گا:

ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش
نہ آمیختہ چوں شکر شیر باش

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۹۔ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۰ ص ۷)

کھلی چٹھی بنام حاجی سیٹھ عبداللہ الہ دین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

حاجی صاحب! آپ نے یا آپ کی طرف سے احباب نے بڑی بلند آواز سے انعامی اشتہار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اگر مرزا صاحب کی تکذیب اور اپنے عقاید پر حلف اٹھائیں تو آپ دس ہزار روپیہ ان کو انعام دیں گے۔

یہ انعامی سلسلہ آپ کا ۱۹۲۳ء سے چلا ہے جن دنوں میں حیدر آباد دکن میں احمدی تحریک کی خدمت کر رہا تھا۔ حیدر آبادی اشتہارات اور جوابات کا مجموعہ تو سکندر آباد کی انجمن اہل حدیث نے بصورت رسالہ شائع کر دیا تھا جس کا نام ہے،

قادیانی حلف کی حقیقت،

اس کے بعد آپ نے پنجاب میں ایک اعلان شائع کرایا جس میں انعامی رقم دس ہزار سے اکیس ہزار تک بڑھا دی۔

اس کا جواب میری طرف سے پہلے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء کو دیا گیا کہ انعامی رقم سکندر آباد کے امپیریئل بنک میں جمع کرا کر مجھے رسید بھیج دیں، میں حلف کا اشتہار دوں گا، مگر آپ نے کروٹ نہ لی۔

اس کے بعد بطور یاد دہانی ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کو میں نے مکرر اشتہار دیا جو آپ کو بصیغہ رجسٹری بھیجا گیا اور حیدر آباد میں بکثرت شائع ہوا تاہم آپ ایسے خاموش رہے کہ واقفان حال کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا:

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔

لیکن میرا یہ گمان نہیں۔ میں آپ کو ابھی تک زندہ جانتا ہوں اس لئے اشتہار

مذکورسہ کرر درج کر کے اخبار بھیجتا ہوں اور بفحوائے کلام اللہ انّ العھد کان مسؤلاً آپ سے ایفاء عہد کا سوال کرتا ہوں۔ اشتہار مذکور یہ ہے: (چونکہ یہ اشتہار پہلے بھی اسی جلد میں نقل ہو چکا ہے اس لئے اس مقام پر اسے باریک فونٹ میں درج کیا جا رہا ہے۔ بہاء

میں کذب مرزا پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں:

بجواب انعامی اشتہار سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن

سیٹھ عبداللہ! آپ جانتے ہونگے کہ میں مرزا صاحب قادیانی کا منکر محض سنے سنائے یا کسی کی تقلید سے نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت ہوں۔ خدا کو معلوم ہے مجھے ان سے کوئی ذاتی پرخاش ہے، نہ کوئی عداوت، نہ خاندانی شراکت، نہ نزاع وراثت۔ ہاں میں ان کے دعاوی کو غلط جانتا ہوں کہ نہ آپ مسیح موعود ہیں، نہ مہدی، نہ مامور من اللہ، نہ ملہم الٰہی۔ میں نے مرزا صاحب قادیانی کے متعلق اپنے عقیدے کا ثبوت متعدد کتابوں میں دیا ہے جو پبلک میں شائع ہو چکی ہیں۔ کتب مصنفہ کے علاوہ اہل انصاف کے لئے قابل توجہ خاص یہ امر ہے کہ مدعی نبوت اور صاحب وحی ورسالت مرزا صاحب قادیانی نے میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اعلان کیا جس میں مجھے اپنے ساتھ رکھ کر خدا سے دعا کی تھی کہ:

اے خدائے قدوس! میری تیری رحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ جو تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔

اس دعا کا نتیجہ بھی کسی فرد انسانی سے عموماً اور آپ جیسے واقف کاروں سے خصوصاً مخفی نہیں کہ مرزا صاحب موصوف کو فوت ہوئے آج ربع صدی سے زیادہ یعنی ۲۶ سال کا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ خادم آج بھی یہ چند سطور لکھ رہا ہے۔ الحمد للہ

اس کے بعد جماعت احمدیہ کی درخواست سے اس خاص امر پر انعامی مباحثہ مقرر ہوا جو منصفوں کے سپرد کیا گیا جس کا فیصلہ اپریل ۱۹۱۲ء میں میرے حق میں ہوا اور میں نے مبلغ سہ صد روپیہ انعام وصول کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ خدا کا خوف کر کے خدائی فیصلہ پر یقین کیا جاتا مگر قادیانی جماعت نے اس قدرتی اور پنچائتی فیصلے سے اعراض کر کے ایک مصنوعی طریق فیصلہ میرے سامنے پیش کیا وہ یہ کہ میں مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب وغیرہ پر حلف اٹھاؤں۔

یہ درخواست سب سے پہلے خود قادیان میں بموقع جلسہ اسلامیہ جس میں میں بھی شریک تھا، قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہوئی جس پر مبلغ دوسو روپیہ انعام بھی تجویز ہوا۔ مگر میں نے دوسو روپیہ لئے بغیر اسی جلسہ میں حلف اٹھائی جس کا ذکر قادیان کے اخبار الفضل مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں مرقوم ہے۔

اس کے بعد یہی تقاضا جاری رہا یہاں تک کہ جب میں جنوری ۱۹۲۳ء میں سکندرآباد حیدرآباد دکن پہنچا تو آپ (سیٹھ عبداللہ الہ دین) نے بھی مجھ سے تقاضا حلف کیا، میں نے وہاں بھی ایک معمولی شرط کے ساتھ حلف اٹھانے پر آمادگی کا اظہار

کیا مگر آپ سامنے نہ آئے (ملاحظہ ہو ٹریکٹ، قادیانی حلف کی حقیقت، شائع کردہ انجمن اہل حدیث سکندر آباد) اس کے بعد میں نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۹۲۶ء میں حلفیہ مضمون لکھا جو بعد اس کے بصورت اشتہار شائع کیا۔ باوجود ان واقعات کے مجھ سے مطالبہ حلف جاری رہا۔ اس طریق پر مطالبہ رہا کہ جو الفاظ قسم کے ہم (قادیانی) پیش کریں ان پر حلف اٹھاؤ۔ میں حیران تھا کہ حلف کے لئے شرع شریف نے خود الفاظ مقرر کر رکھے ہیں پھر کسی ایرے غیرے کا اس میں کیا دخل ہے یہاں تک کہ آپ (سیٹھ عبداللہ) کی طرف سے پھر ایک بلکہ کئی ایک اشتہار نکلے جن میں اکیس ہزار تک انعام دینے کا آپ نے اعلان کیا ۔ میں اپنے خیال میں تصنیف کے علاوہ حلف کا فرض بھی پورا کر چکا تھا اس لئے خاموش رہا۔ اتنے میں خدائے مسبب الاسباب نے میرے اور آپ کے نزاع میں فیصلہ ہو جانے کی صورت پیدا کر دی۔

سیٹھ صاحب! مجھے آپ سے محبت ہے خدا کرے آپ کسی طرح غلطی سے باہر آ جائیں۔ اب جو صورت پیدا ہوئی ہے امید آپ بھی میری طرح اس کو نمونہ بنا کر سامنے آئیں گے۔ آپ نے اخبار الفضل قادیان میں خلیفہ قادیانی کا حلفیہ بیان پڑھا ہوگا جس کی ضرورت اور حلفیہ بیان کے الفاظ خود الفضل ہی سے نقل کرتا ہوں:

> میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت ساکن قادیان ولد مرزا غلام احمد صاحب مدعی ماموریت اللہ تعالیٰ قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو روحانی اور جسمانی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور نا قابل برداشت عذابوں میں مبتلا کرتا ہے کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے یقین اور ایمان کے مطابق بلا شک وشبہ مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے اور آنحضرت ﷺ سے مستفیض ہو کر مقام نبوت پر فائز ہوئے تھے اگر میں اس دعوی میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا وہ وعید جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہے مجھ پر نازل ہو۔
>
> (الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

سیٹھ صاحب! قرآن مجید میں مطففین کا ذکر برائی کے ساتھ ہوا ہے جو لیتے کسی ہاتھ سے ہیں دیتے کسی دوسرے سے ہیں۔ یہ بد عادت اگر آپ کو اور آپ کی جماعت کو ناپسند ہو تو بس میرا اور آپ کا اختلاف مٹنے والا ہے۔ میں انہیں الفاظ سے حلف اٹھانے کو تیار ہوں جن سے آپ کے خلیفہ میاں محمود صاحب قادیانی نے اپنے والد کی صداقت پر حلف اٹھایا ہے۔ فرق اتنا ہوگا کہ جہاں انہوں نے اثبات کیا ہے میں نفی کرونگا۔ یعنی انہوں نے کہا میرے یقین میں وہ مسیح موعود تھے میں اسکی جگہ کہوں گا میرے یقین میں وہ مسیح موعود نہ تھے۔ علی ہذا القیاس۔ ساری عبارت ہو بہو نقل کر کے مثبت کو منفی کرونگا۔ پس آپ اگر مطففین کی عادت کو واقعی قبیح جانتے ہیں تو میری اس تجویز کو منظور کریں جس کا ثبوت یہ ہے کہ:

انعامی رقم بنک میں جمع کراؤ۔ انعامی رقم امپیرئل بنک حیدآباد میں جمع کرا کر اس مضمون کی رسید مجھے بھیج دیں کہ جس روز میں عبارت مذکورہ میں قسم کا مطبوعہ اشتہار حیدرآباد بھیج دوں مینیجر بنک انعامی رقم میرے نام منتقل کر دے۔ بس اب کوئی بات باقی نہیں رہی۔ آخر میں میں اعلان کرتا ہوں کہ:

میں مرزا صاحب کو ان کے الہامی دعووں میں جھوٹا جانتا ہوں و اللہ علی ما اقول شھید ۔

جواب باصواب کا منتظر: خاکسار ابوالوفا ثناء اللہ از امرتسر پنجاب

اب بھی اگر آپ نے رقم (اکیس ہزار) داخل بنک کرا کر مجھے اطلاع نہ دی تو مجبوراً میں بھی واقفان حال کے مذکورہ مقولہ کا مصدق ہو جاؤں گا ۔ پھر آپ کو یا آپ کے کسی ہم خیال کو یہ ڈینگ مارنے کا حق نہ ہوگا کہ ہم انعام دیتے ہیں اور وہ لیتا نہیں ۔ گو میں خوب جانتا ہوں کہ آپ کو دینے کا حوصلہ نہیں ۔ یہ حوصلہ خدا نے منشی قاسم علی سہ صدی کو بخشا تھا جو تین سو روپیہ ہتھیلی پر رکھ کر ۱۵ ۔ اپریل ۱۹۱۲ء جو بمقام لدھیانہ پہنچ گئے ۔ گو ہار گئے تاہم یہ کہنے کا ان کو حق حاصل ہو گیا:

شکست و فتح مقدر سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۹ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۰ ص ۷۔۹)

اصولی بحث سے کون منہ پھیرتا ہے؟

مولوی محمد علی یا اڈیٹر اہلحدیث

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہے کہ اصولی بحث وہ ہوتی ہے فروعات جس کے ماتحت آجائیں ۔ بلکہ یوں کہیے کہ اصولی بحث وہ ہوتی ہے جس کے بعد فروعات کی ضرورت باقی نہ رہے ۔ مثلاً اسلام کی اصولی بحث ہے رسالت محمدیہ یا صداقت قرآن ۔ ان میں جو بات بھی ثابت ہو جائے باقی فروعات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ رہے گی ۔ اسی طرح قادیانی مباحث میں اصولی بحث وہ امر ہے جس کے بعد کسی اور امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہ ہو ۔ اس قسم کی اصولی بحث کی تعیین میں فریقین (قائل اور منکر) مختلف ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً منکر کہے کہ فلاں پیش گوئی اگر سچی ہو جائے تو میں آپ کو سچا مان لوں گا ۔ مگر دوسرا فریق اس کو معمولی سمجھ کر اس کو قابل توجہ نہ جانے ۔ اسی طرح ہر امر میں دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ممکن ہے ۔ لیکن اگر صاحب مذہب خود

کسی امر کو اصولی بحث قرار دے اور وہ فی الواقع ایسا ہی ہو تو فریقین کو اسے اصولی ماننے میں چون و چرا نہ کرنا چاہیے۔

پس ہم ہر دو فریق (قائل اور منکر مرزا) میں اصولی بحث آخری فیصلہ ہے جسکو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود اصل الاصول قرار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

یستنبئونك احق ھو۔ قل ای و ربی انہ لحق ۔

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی

سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اوران کی جماعت کوخوش کردے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پرنہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین ۔میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذرگئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے ۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ۔

ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود

با انصاف ناظرین ! آپ لوگ للہ غور کریں کہ یہ امر (آخری فیصلہ) اصل الاصول پر پوری توجہ کریں ۔مگر آپ کس قدر حیرت سے سنیں گے کہ جب کبھی امت مرزائیہ کے ان دونوں (قادیانی اور لاہوری) بلکہ کل اصناف کو اس اصل الاصول پر بحث کرنے کی دعوت دی گئی تو حیل وحجت کرکے اس کو ٹال دیا گیا۔ان ٹلانے والوں میں مولوی محمد علی لاہوری احمدی نے جس طرح اس کو ٹالا وہ بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پندرہ سولہ مسائل (وفات مسیح ۔ حقیقت دجال وغیرہ) پر پہلے بحث ہو جائے

پھر ضرورت ہو تو آخری فیصلہ پر بھی سہی۔ یا للعجب

باوجود اس کے بے محل اور بے موقع خطبہ جمعہ میں ممبر رسول پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ

'مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی ہم نے کہا تھا کہ احمدیت کی اصولی باتوں کے متعلق اسی طریق پر بحث کر لیں لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ کیونکہ ان کے دل میں چور ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۱۹ فروری ۱۹۳۵ء ص ۴)

(مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ) قرآن شریف میں دل کے چوروں کی علامت ان الفاظ میں بتائی گئی ہے

ان یروا سبیل الرشد لا یتّخذوہ سبیلا

(یعنی ایسے لوگ سیدھا راستہ دیکھ کر اسے قبول نہیں کرتے)۔

آخری فیصلہ کو بڑے میاں (مرزا غلام احمد) نے اپنا معیار بنا کر شائع کیا۔ اپنا صدق و کذب اس پر موقوف رکھا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس کے طے ہونے سے تمام مباحث کا طے ہونا بانی جماعت احمدیہ نے تسلیم کیا ہے۔ تاہم دل کے چور زبان اور ایمان کے کمزور اس سے جی چراتے ہیں۔ پھر ان کو کیوں نہ کہا جائے کہ آیت موصوفہ میں جملہ لا یتخذوہ سبیلاً ان کے حق میں وارد ہے۔

مرزائی دوستو! دنیا میں کوئی ایسا مسلمان تم کو ملا یا مل سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے کسی آخری فیصلے کو فیصلہ نہ جانے۔ یا کوئی ایسا عیسائی آپ کو ملا، یا مل سکتا ہے جو حضرت مسیح کے فیصلے کو موجب فیصلہ نہ مانے۔ کم سے کم کوئی آریہ ہی بتاؤ جو اپنے گورو سوامی دیانند کے طریق فیصلہ سے منہ پھیرتا ہو۔ اگر ایسا شخص کوئی نہیں تو تم لوگوں نے یہ نیا طریق کیوں اختیار کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۱۶ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۱ ص ۳۔۴)

ظفر اللہ کی تقریر متعلق احمدیت محض ملمع ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

یوں تو احمدیہ (مرزائیہ) جماعت کا عام دستور ہے کہ تبلیغ کرتے ہیں مرزائیت

کی اور نام رکھتے ہیں تبلیغ اسلام کیونکہ ان کے نزدیک اسلام وہی معتبر ہے جو احمدیت کی صورت میں ہو مگر چودھری ظفر اللہ خان جیسے قانونی آدمی سے یہ امید نہ تھی کہ وہ خاص کر لاہور جیسے مرکز علم اور واقف حال شہر میں ایسی تقریر کریں گے آپ نے اپنے لیکچر کی تمہید میں کہا کہ:

احمدیت کیا ہے؟ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدیت کوئی نیا پیغام لے کے دنیا میں نہیں آئی، اس کے مقابل ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ تحریک اسلام میں ایک تغیر پیدا کرنے والی تحریک ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے مٹا دیں۔ اس عقدہ کو سمجھانے کے لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دراصل دونوں خیالات درست نہیں۔ میں ایک مثال دے کر احمدیت کی پوزیشن واضح کرتا ہوں۔ اسلام کی مثال ایک سمندر کی سی ہے جس میں بالکل سکون تھا اس میں ایک زبردست لہر اٹھی جس نے سمندر میں تموج پیدا کر دیا۔ یہ لہر احمدیت کی لہر ہے۔ اس لہر کو سمندر سے الگ نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی اس لحاظ سے کہ وہ سمندر کے پانی کا ایک جزو ہے اس کی اہمیت کو کم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس لہر نے سکون میں حرکت پیدا کر دی ہے اسلام اور احمدیت دو مترادف لفظ ہیں احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

(الفضل قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۵)

اس عبارت کو ہم منطقیانہ نظر سے دیکھتے ہیں تو یقین نہیں ہوتا کہ یہ کلام کسی ایسے شخص کا ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے صیغہ تعلیم کے ایک بڑے عہدہ پر فائز رہا ہو کیونکہ سمندر اور لہر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت اور اسلام میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں، اسلام اور احمدیت دو مترادف لفظ ہیں، مترادف لفظوں میں مساوات ہوتی ہے مساوات عموم خصوص سے مغائر ہوتی ہے ممکن ہے منطقی اصطلاحات سے چودھری ظفر اللہ صاحب وقف نہ ہوں کیونکہ ان کے نبی مرزا غلام احمد صاحب متوفی بھی ان اصطلاحات سے بے خبر تھے ایک خط میں حکیم نور الدین (خلیفہ اول قادیان) کو لکھتے ہیں؛

قضیہ ضروریہ مطلقہ اور دائمہ میں کیا نسبت ہے مجھے ان اصطلاحات میں

توغل نہیں۔ (خطوط بنام حکیم نورالدین)

مگر اصل مضمون لیکچر سے تو چودھری صاحب کو ناواقف نہ ہونا چاہیے پس آپ غور سے سنیں۔ اسلام تو یہ ہے:

بنی الاسلام علی خمس (حدیث) اسلام کے پانچ ارکان ہیں
لا اله الا الله محمد رسول الله۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ۔

بتایئے احمدیت بھی اسی قدر ہے یا اس کے علاوہ بھی اس میں کوئی چیز ہے۔ اگر یہی ہے تو آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) منکرین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کافر کیوں کہتے ہیں (انوار خلافت)

پس اگر نبوت مرزا کی تسلیم بھی احمدیت میں داخل ہے تو پھر آپ احمدیت اور اسلام کو مترادف کیوں کہتے ہیں۔ اور اگر داخل احمدیت نہیں تو داخل اسلام بھی نہ ہوئی بہر حال چودھری صاحب نے باوجود قانون دان ہونے کے تنقیح طلب امر کو نظر انداز کر دیا جو کسی اہل علم کے شایان شان نہیں۔

صدر جلسہ کا ریمارک:

بروایت الفضل قادیان، صدر جلسہ پروفیسر عبدالقادر صاحب نے چودھری صاحب کی تقریر پر فرمایا:

حضرات میں نے عرض کیا تھا کہ چودھری صاحب ایک بہت بڑے عالم دین ہیں ان کی تقریر سے میرے اس قول کی تائید ہوگئی۔۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کو جس خوبی سے پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ جماعت احمدیہ آج کل سخت مشکلات میں سے گذر رہی ہے میں افسوس سے اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ناانصافی کی جارہی ہے۔

(الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۶)

ہمیں بھی افسوس ہے کہ ہم اس امر کے اظہار کرنے میں مجبور ہیں کہ پروفیسر صاحب کو عالم شناسی کا علم نہیں دیا یا انہوں نے صدارت کا شکریہ ادا کرنے کو ایسی باتیں کہہ دیں ہم پروفیسر صاحب کو کہتے ہیں کہ عالم دین کی شان تو بہت بلند ہوتی ہے کسی ادنی طالبعلم سے پوچھیں کہ اسد اور لیث دو مترادف لفظ ہیں۔ یہ حقیقت میں متحد ہیں یا

مختلف؟ وہ فوراً کہے گا کہ متحد اگر مختلف ہوں تو مترادف کیسے؟

مگر آپ کے عالم دین چودھری صاحب اسلام اور احمدیت کو مترادف بھی کہتے ہیں اور مختلف بھی مانتے ہیں۔ اس حال میں آپ ان کو عالم دین بھی کہتے ہیں اور مخالفوں کو بے انصاف کا لقب بھی دیتے ہیں حالانکہ آپ عہدہ صدارت (محل انصاف) پر متمکن ہیں۔ کیا سچ ہے؟

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
حیف ہے وہ بھی تیرا چاہنے والا نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ ذی الحج ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۲ ص ۴۔۵)

شیخ چلی کی یادگار قادیان میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

کہتے ہیں شیخ چلی نے تھوڑے سے سرمائے سے ایک دکان جاری کی جس میں شیشیوں کا سامان رکھا۔ جب سارا سامان لگایا گیا تو شیخ صاحب سوچ میں پڑ گئے ذہن مبارک اس نکتے کی طرف متوجہ ہوگیا کہ اس دکان سے دگنا نفع حاصل ہوگا۔ اس نفع سے ہم شادی کریں گے اس سے اولاد پیدا ہوگی بچے آئیں گے پیسہ مانگیں گے ہم ایک دفعہ ان کو دیں گے۔ وہ پھر مانگیں گے، پھر دیں گے۔ جب وہ تیسری مرتبہ مانگیں گے تو ہم اس طرح زور سے ان کو ٹانگ ماریں گے۔ اتفاق یہ ہوا کہ شیخ صاحب کی ٹانگ سامنے شیشیوں کے سامان پر جا لگی۔ وہ سارا سامان چکنا چور ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش رہ گئے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہی مثال قادیان میں ہم کو ملتی ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کو جب کبھی مشکلات پیش آئیں تو وہ اپنے اتباع کو تسلی دیتے کہ عنقریب تمہاری فتح ہوگی بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (البشریٰ۔ ج ۲ ص ۲۳)

آج قریباً ستائیس سال آپ کو انتقال کئے ہو گئے مگر ابھی تک وہ مشکلات

بحال بلکہ اپنے عروج پر ہیں، لیکن وعدہ ترقی اس سے بھی زیادہ پر جوش ہے ۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے بتقریب مقدمہ مولوی عطا اللہ شاہ بمقام گورداسپور اپنے مجمع میں بتاریخ ۲۵ مارچ ایک تقریر کی ہے جس میں مریدین کو بڑی خوبی سے تسلی دی ہے کہ ان مشکلات کی وجہ سے تم کو آخرت میں اتنے بڑے درجے ملیں گے کہ تم اپنی تکلیفوں اور قربانیوں کو ہیچ سمجھو گے۔ بلکہ عنقریب اس دنیا میں تم دیکھو گے کہ حکومتیں تمہاری ہوں گی۔ بادشاہ تمہارے ہوں گے۔ چنانچہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے الفاظ یہ ہیں:

مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت ترقی کرے گی اور اکناف عالم تک اپنی شاخوں کو پھیلا دے گی۔ تو اس وقت خدا تعالی خوش ہو کر کہے گا بتاؤ تو کوئی شخص ہے جو اسے ہلا سکتا ہو۔ تب وہی آندھیاں جو پہلے اسے جھکا دیتیں، ہلا دیتیں، اور خطرات میں مبتلا کر دیتیں تھیں، آئیں گی اور یوں گزر جائیں گی کہ پتہ بھی نہیں ملے گا۔

گویا اس کی مثال اس بیل کی سی ہو گی جس کے متعلق لوگوں نے یہ بات بنائی ہوئی ہے کہ اس کے سینگ پر ایک دفعہ کوئی مچھر بیٹھا، تو تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد کہنے لگا، اگر تم تھک گئے ہو تو میں اڑ جاؤں۔ بیل نے کہا مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں کہ تم بیٹھے کب تھے، اڑنے کے متعلق میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

تو اللہ تعالی احمدیت کو ایک دن ایسا مضبوط کرے گا کہ حوادثات زمانہ کا اسے پتہ ہی نہیں لگے گا۔ بے شک وہ ترقی کا زمانہ ہو گا۔ بے شک وہ دنیوی کامیابی کا زمانہ ہو گا۔ بیشک وہ آراموں اور سکھوں کا زمانہ ہو گا۔

مگر اے عزیزو! میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ آج کے دکھوں سے بڑھ کر وہ برکت والا زمانہ نہیں ہو گا۔ اگر آج ایک مومن کو کھڑا کر کے دکھایا جائے کہ ان مصائب کے بدلہ میں جنت میں اس کے لئے کتنے بلند مدارج مقرر کئے گئے ہیں، کتنی عظیم الشان اخروی ترقیات کا ابدی انعام اسے دیا جانے والا ہے، کتنی عزت اور رفعت کا اسے مالک بنایا جانے والا ہے، اور پھر اسے دکھایا جائے کہ دنیا میں احمدیت کس طرح ترقی کرے گی، اسے نظر آئے کہ کس طرح حکومتیں احمدی ہیں، بادشاہ احمدی ہیں، اور لوگ ہاتھ جوڑ جوڑ کر

انہیں سلام کر رہے ہیں، کس طرح احمدیت لوگوں کے قلوب کو فتح کر چکی ہے۔غرض اس زمانہ کے لوگوں کی دنیوی شان دکھا کر اگر وہ اخروی جزا دکھائی جائے جو موجودہ زمانہ کے مصائب کا نتیجہ ہے، اور پھر پوچھا جائے تم دنیا میں حکومت کے تخت پر بیٹھو گے یا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لئے ماریں اور گالیاں کھاؤ گے، تو یقیناً وہ حقارت کے ساتھ دنیا کی حکومتوں کو ٹھکرا دے گا۔ اور کہے گا:

اے میرے خدا مجھے ماریں کھانا اور تیری عزت اور جلال کے لئے تکالیف برداشت کرنا دنیوی انعاموں سے بہت محبوب ہے۔

(الفضل قادیان ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ ایک ہوشیار جرنیل جب فوج کو کمزور پاتا ہے، تو بڑی بڑی امنگیں دلا کر ان کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ نپولین بوناپارٹ کہا کرتا تھا کہ:

اے میرے سپاہیو! دنیا تمہیں دیکھ رہی ہے عنقریب تم فتح پاؤ گے آگے بڑھتے چلو۔

اسی طرح خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) اپنے اتباع کو قابو رکھتا ہے۔ جو بحیثیت ایک قائد کے ایک اچھا کام کرتا ہے۔مگر اس میں مذہبی اور روحانی طور پر جتنا حصہ ہے وہ محض خواب وخیال ہے۔جس طرح بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کے وعدے بحکم :ما مواعید ھا الا الا باطیل محض خواب وخیال ثابت ہوئے

خواب مرزا:

منجملہ خواب ہائے مرزا قادیانی ایک خواب جو حقیقتاً بیداری میں تھا، مگر واقعہ میں خواب وخیال ہی تھا، یہ ہے:

ایک روز مرزا صاحب اور حکیم نورالدین صاحب نماز جمعہ کے وقت شریک جماعت تھے خطبہ جمعہ مولوی محمد احسن امروہی نے پڑھا۔ خطبہ میں (بموجودگی مرزا صاحب) کہا:

اگر اس نبی (مرزا قادیانی) کی طاعت لوگ نہ کریں گے تو انکے ساتھ وہی ہوگا

جو عادیوں اور فرعونیوں کے ساتھ ہوا۔ (اخبار بدر ۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۵)

آپ! اس خواب پریشاں کی تعبیر کیسی الٹی ظاہر ہوئی۔ بقول مولوی محمد احسن وبتصدیق مرزا صاحب قادیانی، فرعونی اور عادی تو آج تک دندنا رہے ہیں مگر مصنوعی موسیٰ اور ہود خود ہی چل دیا۔ شعر ہذا کے یہی معنی ہیں:

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق یکم محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۳ ص ۴۔۵)

چندوسی میں مباحثہ

چندوسی میں مرزائیوں نے حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کو چیلنج دیا۔ چنانچہ ایک معزز مسلمان کے مکان پر مولوی ابومسعود قمر بنارسی نے حیات مسیح کو زبردست دلائل سے ثابت کر دیا۔ مرزائیوں کو سخت ندامت ہوئی۔ بعدہ چار روز مسلسل تردید مرزائیت پر تقریریں ہوتی رہیں۔ ممتاز احمد از چندوسی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق یکم محرم ۱۳۵۴ھ ص ۲)

قصبہ ویرووال میں مناظرہ

ویرووال ضلع امرتسر میں مرزائیوں کی تردید کے لئے انجمن اہل حدیث کے طلب کرنے پر خاکسار وہاں گیا۔ ایک جلسہ کر کے مرزائیت کی حقیقت کو الم نشرح کیا گیا۔ اور دوسرے دن مرزائیوں کی خواہش پر ان کے مکان میں ہی قریباً دو گھنٹے صدق و کذب مرزا پر مناظرہ ہوا جس میں وہ بہت ذلیل وخوار ہوئے اور تمام لوگوں پر ان کی قلعی کھل گئی۔ راقم: محمد عبداللہ معمار۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق یکم محرم ۱۳۵۴ھ ص ۲)

آخری فیصلے پر میرٹھ میں مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

۱۲ مارچ (۱۹۳۵ء) کو بتقریب جلسہ دارالعلوم عربیہ جامع مسجد شہر میرٹھ میں آخری فیصلہ مرزا پر مباحثہ ہوا۔ مقابلے میں اس روز مرزائیوں کی لاہوری جماعت

کے مولوی اختر حسین مبلغ پیش ہوئے۔لیکن ان کے مشیر مولوی عمر الدین جالندھری معروف شملوی رہے۔

ہم نے سمجھا تھا کہ شملوی صاحب مرزائی لٹریچر کے بڑے ماہر ہیں۔اور کئی دفعہ اس مضمون پر بحث کرنے کی آرزو کر چکے ہیں۔ شائد انعامی مباحثہ لودہانہ کے بعد کوئی مزید معلومات آپ نے حاصل کئے ہوں کیونکہ لودہانہ کی انعامی رقم تین سو میں مبلغ پچاس روپئے آپ کے بھی شامل تھے۔مگر دوران مباحثہ ہمارا خیال غلط ثابت ہوا۔کیونکہ مباحثہ میں اس طرف کوئی جدت ہم نے نہیں پائی۔ بلکہ وہی باتیں سنیں جو ۱۹۰۸ء سے آج تک جماعت مرزائیہ پیش کرتی آئی ہے۔اگر واقعہ کو ملحوظ رکھ کر رائے قائم کریں تو انصاف یہی ہے کہ امت مرزائیہ کو معذور قرار دیا جائے۔آخر وہ کریں تو کیا کریں۔ایک بت کو کھڑا کر کے اس کی پوجا کرا رہے ہیں۔اب ان کو کہا جاتا ہے فاسئلوهم ان كانوا ينطقون اس کے جواب میں وہ اس سے زیادہ کیا کہیں گے لقد علمت ما هاء لاء ينطقون

مرزا صاحب متوفی کے اعلان کا ملخص مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب مدت سے آپ کے پرچہ میں میری تکذیب کا سلسلہ جاری ہے اگر مین خدا کی طرف سے نہیں ہوں تو آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔اگر آپ میری تکذیب میں حق پر نہیں تو مکذبین کی سزا سے آپ نہیں بچیں گے۔اے خدا میں تیرے تقدس کا دامن پکڑ کر عرض کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہلاک کر۔آمین۔

مرزا غلام احمد مسیح موعود۔۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء

اس فیصلے کی قطعیت پر مرزا صاحب نے اعلان کے شروع ہی میں قسم کھائی ہوئی ہے۔پھر یہ فیصلہ بصورت واقعہ کیوں ظہور پذیر نہ ہوتا۔ بہر حال مباحثہ میرٹھ میں جو کچھ فریق ثانی سے بن آیا وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔جس کو مولوی عمر دین مذکور نے اپنے اخبار (پیغام صلح لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۶) میں شائع کرایا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

’ ہم نے بتایا کہ دراصل مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مدتوں سے یہ جھگڑا چلا آرہا تھا کہ وہ مباہلہ کرکے فیصلہ کرلیں۔ مگر مولوی صاحب حیلہ و بہانہ سے اس تلخ پیالہ کو ٹالتے رہے۔۔۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے ۱۹۰۷ء کے شروع میں مباہلہ پر ذرا سی آمادگی ظاہر کی تو فوراً ان کو مباہلہ کے شکنجہ میں جکڑنے کے لئے ان کا چیلنج منظور کرلیا گیا۔ مگر ان کو کہا گیا کہ چونکہ کتاب حقیقت الوحی قریباً چھپ چکی ہے اس لئے ہم اس کتاب کے ہمراہ اپنی طرف سے مباہلہ کا اشتہار شائع کردیں گے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتاب بھیج دی جائے گی۔ پھر مولوی صاحب کتاب کو اچھی طرح پڑھ لیں اور اگر پھر بھی ان کی تسلی نہ ہو اور وہ مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو ہمارے اشتہار مباہلہ کے بالمقابل مباہلہ کا اشتہار دیکر آخری فیصلہ کرلیں۔ مگر اس اعلان کو مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے فرار کے مترادف قرار دے کر شور مچایا کہ لو کرشن قادیانی وہ بھاگا وغیرہ وغیرہ۔ تب اس ظلم کو دیکھ کر حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کے ہمراہ اشتہار شائع کرنے کی بجائے ایک علیحدہ اشتہار مباہلہ آخری فیصلہ کی غرض سے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کردیا۔ ‘

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ شملوی صاحب کی اس عبارت کے سات فقرے حسب ذیل ہیں:

۱۔ ۱۹۰۷ء میں میں (ثناء اللہ) نے مباہلہ پر زور دیا

۲۔ مرزا صاحب نے میرا چیلنج منظور کرلیا۔

۳۔ میرے چیلنج کی منظوری دے کر مباہلہ کرنا (مرزا صاحب نے اپنی کتاب) کتاب حقیقۃ الوحی کے شائع ہونے تک ملتوی رکھا

۴۔ حقیقۃ الوحی کے ساتھ اپنی (مرزا صاحب کی) طرف سے ایک اشتہار مباہلہ دینے کا وعدہ کیا۔

۵ کتاب حقیقۃ الوحی پڑھ لینے کے بعد میرے (ثناء اللہ کے) جوابی اشتہار کا انتظار کرنا بھی ضروری قرار دیا۔

۶ میں (ثناءاللہ) نے مرزا صاحب کی اس تحریر کو فرار قرار دیا۔

۷۔ مرزا صاحب نے جو اشتہار حقیقۃ الوحی کے ساتھ بغرض مباہلہ دینا تھا میرے ایسا کرنے پر وہی اشتہار بعنوان ' مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ ' ۱۵ اپریل (۱۹۰۷ء) کو شائع کر دیا۔

ان سب فقرات سے (شملوی صاحب کو) یہ نتیجہ نکالنا منظور ہے کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اعلان آخری فیصلہ کے مقابلے پر منظوری کا اشتہار نہیں دیا تھا لہذا یہ مباہلہ منعقد نہیں تو دلیل بھی نہ ہوا۔

مجھے ان لوگوں پر رحم آتا ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحب کے فیصلہ حقہ کو بماتحت آئت کریمہ ليدحضوا به الحق مکدر کرنے کے لئے بڑی جد و جہد کرتے رہے ہیں لیکن غور نہیں کرتے کہ جس خدا نے مجھے مئی ۱۹۰۸ء میں بروز انتقال مرزا صاحب اور اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لودہانہ بین فتح دی آج بھی وہی میرا حافظ و ناصر ہے ۔ و هو يتولى الصالحين ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی عمر الدین مذکور کا یہ بیان سراسر غلط ہے۔ نہ مرزا صاحب نے ایسا لکھا جو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ نہ میں نے ایسا لکھا جو میری طرف منسوب کیا گیا۔ مزید لطف یہ ہے کہ میرٹھ میں بوقت مباحثہ (شملوی صاحب یا مولوی اختر حسین نے) ایسا کہا بھی نہیں۔ تقاضائے صداقت تو یہ تھا کہ شملوی صاحب اس واقعہ کے متعلق مرزا صاحب کی اصل عبارت ان کے الفاظ میں نقل کرتے۔ پھر بطور نتیجہ جو کچھ چاہتے اس سے اخذ کرتے۔ مگر آپ نے ایسا نہ کیا۔ اس لئے ہم اصل الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ بانصاف ناظرین کو صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔

اخبار الحکم میں یہ سرخی دی گئی تھی کہ

' مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا '

اس سرخی کے نیچے اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کی عبارت نقل کر کے لکھا تھا

' حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ یہ مباہلہ (مولوی ثناء اللہ کے ساتھ) چند روز کے بعد ہو جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے۔ اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ کتاب شائع ہو جائے گی (۱۵۔

مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی) اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں ۔ اور دو سو سے سوا اس میں نشانات بھی لکھے گئے ہیں ۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جائے گی اور وہ اس کو اول سے آخر تک پڑھ لے ۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جس میں ہم ظاہر کر دیں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب (حقیقۃ الوحی) میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین '

(اخبار الحکم قادیان ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء ۔ ص ۱۹) ۔

اس عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے حقیقۃ الوحی کے ساتھ جو اشتہار دینا تجویز کیا ہے اس کا مضمون بھی بتا دیا ہے جو یہ ہے کہ

' ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب (حقیقۃ الوحی) میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افتراء ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین '

اب سنو ۔ اشتہار آخری فیصلہ اگر اس مضمون کی عکسی تصویر ہے تو اس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی قسم اور کتاب حقیقۃ الوحی کا نام اور الہامات کا ذکر دکھا دیں ۔

منشی عمر الدین شملوی صاحب نے اس غلط بیانی سے بڑھ کر ایک اور غلط بیانی کی ہے ۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

' مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا ایک یہ عذر تھا کہ میں لدھیانہ میں ۳۰۰ روپئے انعام اس آخری مباحثہ میں جیت چکا ہوں ۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ سنت صدیق اکبر کے موافق ہم مال کو بڑھا کر پھر انعامی مباحثہ کرتے ہیں ۔ کیا آپ تیار ہیں؟ دس آدمی مسلمانوں میں سے ہم چن کر ثالث بنائیں گے اور دس احمدیوں میں سے آپ چن لیں ۔ اور ۵ آدمی

غیر جانبدار مسلمہ فریقین ہوں گے ۔ ان کا فیصلہ جو کثرت رائے سے ہو قبول کرلیا جائے ۔ مال جس قدر چاہو بڑھالو ۔ نصف ہماری جماعت کا اور نصف آپ کی جماعت کی طرف سے ہوگا (ہماری جماعت سے کیوں؟ کیا صدیق اکبر نے کفار کو ایسا کرنے کو کہا تھا؟) مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے اس کو ہوا قرار دے کر ردّ کر دیا اور کہا کہ میں تو مولانا محمد علی صاحب سے ہی یہ مباحثہ کرونگا ۔ دوسرے لفظوں میں مولوی صاحب نے بہانہ سے ہمارے ساتھ انعامی مباحثہ کرنے سے انکار کردیا ۔ لیکن ہم بذریعہ اخبار پھر مولوی صاحب کو مباحثہ کی دعوت دیتے ہیں ۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ مولوی صاحب حسب عادت اس تلخ پیالہ کو خاموشی سے یا بہانہ سے ٹال دیں گے '

(پیغام صلح لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

(مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں) واقعہ یوں ہے کہ میں نے جواب میں کہا تھا کہ اعیان جماعت احمدیہ سے پہلے بمقام لودہانہ مباحثہ ہوکر فیصلہ ہو چکا ہے ۔ اب اگر ہو تو دونوں گروہوں کے سرداروں میں سے کسی کے ساتھ ہو ۔ کیونکہ یہ معاملہ دراصل میرا اور مرزا صاحب متوفی کا ہے ۔ میں تو بفضلہٖ تعالی بنفس نفیس موجود ہوں مرزا صاحب انتقال کر گئے ہیں ۔ اب ان کی جگہ جو گدی نشین ہے مرزا صاحب کی نیابت میں وہی میرے سامنے آنا چاہیے ۔ میری اس دلیل کو حاضرین جلسہ نے بہت معقول سمجھا ۔

ہاں اگر مولوی محمد علی لاہوری یا میاں محمود احمد خلیفہ قادیان سامنے نہیں آسکتے یا نہیں آتے ، اور مولوی عمر الدین یا مولوی اختر حسین وغیرہ کو شوق مباحثہ ہے تو ہم آسان تجویز پیش کرتے ہیں کہ انعامی رقم صرف پانچ سو روپیہ آپ کی طرف سے منظور ہوں گے ۔ منصف بھی پانچ پانچ اور تین غیر جانبدار کل تیرہ اشخاص ہوں گے ۔ آپ مسلمانوں میں سے جو ہمارے منصف چنیں گے وہ اعیان اہل حدیث سے ہوں گے اور ہم جو چنیں گے وہ جماعت احمدیہ سے ہوں گے ۔ تین غیر جانبدار لاہور کے سروں اور مسلم پروفیسروں میں سے ہوں گے ۔ مناظر ہماری طرف سے منشی محمد عبداللہ ثالث معمار امرتسری ہوں گے ۔ بس اب تو کوئی حجت باقی نہیں رہی ۔ مقام مباحثہ امرتسر یا

لاہور ہوگا۔ پس ہمت ہے تو آؤ ورنہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرح منہ چھپا کر یہ کہتے ہوئے سو جاؤ:

سودا کی جو بالیں پہ ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۸۔ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۴ ص ۴۔۷)

پادری غلط پنڈت صحیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

سید عطاء اللہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری امیر جماعت احمدیہ لاہور کی شہادت بھی ہوئی جس کی سرخی اخبار زمین دار اور احسان میں، پادری محمد علی، لکھی گئی۔ ہم نے اس بارے میں بہت غور کیا کہ کوئی وجہ مل جائے جس سے ایک مولوی کو پادری کہا جائے۔ باوجود بہت غور و فکر کے کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی ہاں یہ بات ذہن میں آئی کہ پادری کی بجائے پنڈت محمد علی لکھتے تو ایک مسلمہ نقلی دلیل ہوسکتی تھی وہ یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب متوفی کی زندگی میں ایک رسالہ منظومہ ہندی قادیان میں چھپا تھا جس کا نام تھا، کرشن اوتار،۔ اس میں مرزا صاحب کے وفادار اصحاب کا ذکر تھا جس میں سب سے اول یار غار کے حق میں یہ شعر تھا:

پہلے پریم پنتھ جو رانچے نوردین پنڈت وا ہو سانچے

(پہلے جس نے بیعت کی وہ پنڈت نوردین ہیں)

اس شعر میں حکیم نورالدین کو پنڈت کہا گیا ہے مولوی محمد علی لاہوری چونکہ حکیم نورالدین کے شاگرد ہیں اس اصول اور تعلق سے ان کو پنڈت لکھا جاتا تو قادیانی اصطلاح میں جائز ہوتا

پنڈت کی وجہ تو مل گئی لیکن پادری کی وجہ نہیں ملی معاصر زمین دار اور احسان کوئی وجہ رکھتے ہوں تو بیان کریں پبلک مشکور ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۵ ص ۴)

الفضل کا اڈیٹر ثقہ راوی نہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء میں چودھری ظفر اللہ کی تقریر کی تغلیط کرتے ہوئے صدر جلسہ (پروفیسر عبدالقادر) کے الفاظ منقولہ از الفضل قادیان کی تردید بھی کی گئی تھی۔ صدر جلسہ کے الفاظ بروایت الفضل یہ تھے:

چودہری صاحب ایک بہت بڑے عالم دین ہیں، وغیرہ

اس کے متعلق پروفیسر صاحب موصوف کا ایک عنایت نامہ آیا ہے جو آپ کے حسب منشاء درج کیا جاتا ہے:

مخدومی ومکرمی اسلام علیکم

الفضل میں میری صدارتی تقریر کا جو ملخص شائع ہوا ہے وہ کئی لحاظ سے ناقص بلکہ غلط ہے میں نے چودھری ظفر اللہ خان کو عالم دین نہیں کہا۔ میں نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے جن میں ہر مذہب وملت کے لوگ شامل تھے، یہ کہا تھا کہ اس وقت چودھری صاحب ایک اچھے قانون دان، ایک اچھے قانون ساز اور ایک اچھے آئین ساز کی حیثیت سے ہمارے سامنے تھے لیکن آج وہ ایک اچھے عالم کی حیثیت سے ہمارے سامنے جلوہ گر ہو رہے ہیں

مجھے امید ہے کہ آپ یہ چند سطور اہل حدیث میں شائع فرمادیں گے۔

(سید عبدالقادر اسلامیہ کالج لاہور)

نتیجہ صاف ہے کہ اڈیٹر الفضل اور اس کا مخبر راوی نہیں ہیں بلکہ باصطلاح محدثین جابر جعفی ہیں۔ باوجود اسکے ہم مانتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کے پکے مرید اور پورے متبع ہیں کیونکہ ممدوح بھی ادائے روایت میں ایسے ہی تھے کہ ان کی روایت شاذ و نادر صحیح ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ سنئیے:

مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علی گڈھی کے حق میں مرزا غلام

احمد صاحب متوفی نے لکھا ہے کہ

ان دونوں علماء نے دعا کی تھی ہم (علمائے دین اور مرزا) میں سے جھوٹا پہلے مرے ۔آخر اپنی دعا فیصلہ کے مطابق مجھ سے پہلے مر کر جھوٹے ثابت ہوئے۔ (قادیانی اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ ص ۷)

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ ان دونوں اہل علم حضرات نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ اگر کوئی احمدی (قادیانی یا لاہوری) یہ دونوں حوالے مرزا صاحب کے الفاظ میں دکھا دے تو بعد فیصلہ پروفیسر عبدالقادر صاحب مبلغ پانچ پانچ روپیہ انعام کے مستحق ہوگا۔

نتیجہ: ہم نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کی ہر طرح جانچ پڑتال کی الہامات میں تو محض خالی پایا، فن تصنیف میں حسب رائے سرسید احمد خان مرحوم خام پایا (آئینہ کمالات اسلام۔ از مرزا قادیانی۔ص ۱۱۹)۔فن روایت میں غیر ثقہ پایا جس کی تفصیل ہماری کتاب علم کلام مرزا میں ملتی ہے۔اس لئے جس احمدی کی بابت ہم کذب بیانی کی شکایت سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ یہ متبع سنت مرزا ہے بقول:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۵ ص ۴۔۵)

عورت کی علامت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان راوی ہے کہ مولوی عنایت اللہ آف قادیان نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ آج تک مرزائیوں کا عورتوں سے معاملہ رہا، مردوں سے اب ہوا ہے (مراد مردوں سے احراری ہیں)۔

فاضل اڈیٹر الفضل اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو احراری عورت جانتے ہیں کیونکہ احرار سے پہلے مولوی صاحب ہی سے ہمارا مقابلہ رہا ہے۔

(الفضل قادیان ۱۵۔اپریل ۱۹۳۵ء ص ۳)

ہمارے خیال میں اڈیٹر الفضل نے مولوی عنایت اللہ صاحب کے کلام کا صحیح مطلب نہیں سمجھا مولوی صاحب موصوف نے عورتوں سے، مقابلہ نہیں کہا بلکہ، معاملہ، کہا ہے مطلب آپ کا یہ ہوگا کہ آج تک مرزائی لوگ اقتداء اور اتباع کا معاملہ ایسے شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) سے کرتے رہے جو، حیض (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۱۴۳)، آنے کی وجہ سے دراصل عورت تھا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۵ ص ۵)

مرہم عیسی سے ثبوت مسیحیت

شیخ قاسم علی اورسیئر پنشنر لدھانوی، بہاولپور سے لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث سے تضیع اوقات کی معافی کا طالب ہو کر عرض پرداز ہوں کہ میرے ایک مرزائی دوست نے استدعا کی کہ میں مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کیا کروں۔ کتابیں وہ دیں گے۔

چنانچہ ایک کتاب موسومہ: مسیح ہندوستان میں، مجھ کو دی۔ مطالعہ کیا جس میں بحوالہ کتب سیر وطب وکتب بدھ مذہب ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں جن سے مراد کشمیری وافغانی اقوام ہیں وطن مالوف سے صعوبت سفر برداشت کر کے سری نگر کشمیر پہنچے۔ چنانچہ ایک حدیث کے موافق ۱۲۵ برس عمر پاکر اسی جگہ مدفون ہوئے۔ نیز پنجاب میں بھی تشریف لائے گوتم بدھ سے ملے۔

کہیں یہ لکھا کہ بدھ مسیح سے ۵۰۰ برس پیشتر ہوئے اور مسیح نے تصانیف بدھ سے فائدہ اٹھایا۔ انجیل کی تعلیم مشابہ بدھ ازم ہے۔ اور کہیں یہ لکھا کہ بدھ نے صحبت مسیح سے فائدہ اٹھایا حالانکہ دونوں کا بعد زمانہ ۵۰۰ برس ہے۔

اور یہ بھی لکھا کہ بے پدر پیدائش میں بدھ مشابہ مسیح ہے۔ بدھ کا باپ بھی مثل یوسف نجار موجود تھا وغیرہ۔ المختصر

اس پر چند سوالات میں مرزائیوں سے کرتا ہوں۔ شافی جواب ملنے پر بحیثیت خود قدرے قلیل انعام بھی پیش کرسکتا ہوں۔ سوالات یہ ہیں:

ممکن ہے کشمیری اور افاغنہ بموجب تحقیق مورخین بنی اسرائیل سے ہوں لیکن مسیح نے اپنی وطنی قومی تبلیغ کو ادھورا چھوڑ کر کیوں سفر کشمیر اختیار کیا اور اپنی غیر حاضری میں کس حواری کو تبلیغ جاری رکھنے کا کام سپرد کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ نے اپنے برادر ہارون کو سفر کوہ طور میں پیچھے چھوڑا تھا۔

اول قومی تبلیغ مسیح نے مکمل نہ کی اور نہ اس کے اجرا کا کام کسی کے سپرد کیا۔

کشمیری اور افغانی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش کی فکر پڑ گئی۔ اس سے مسیح پر عدم تعمیل فرض وطنی تبلیغ کا الزام عاید ہوتا ہے۔ کیا بوقت سفر مسیح نے قوم کو اپنے سفر کا کوئی نوٹس بھی دیا تھا، یا اندھیری رات میں بھاگ نکلے۔ نعوذ باللہ۔

مسیح کی ۱۲۵ سال عمر والی حدیث کو علماء نے موضوع بتایا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ مسیح کی بے پدر پیدائش میں گوتم بدھ اور مسیح میں مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے جناب مسیح پنجاب میں بھی تشریف لائے۔

اس کی نسبت اسی قدر لکھنا کفایت کرتا ہے کہ حضرت مریم کو فرشتہ نے بشارت فرزندی دی تھی۔ کیا والدہ بدھ کے پاس بھی کوئی فرشتہ بشارت لایا تھا؟

ثبوت بذمہ مرزائیاں

۳۔ بعد صلیب حیات مسیح کے ثبوت میں لکھا ہے کہ طب کی متعدد کتابوں میں نسخہ مرہم عیسیٰ ملتا ہے۔ یہ نسخہ مسیح کو الہام ہوا اس سے صلیبی زخم مندمل ہوئے تھے

اس نسخہ کے الہامی الفاظ بزبان مسیح کیا ہیں؟ کوئی مرزائی اطلاع دے۔

اے حضرات! مرہم عیسیٰ کی وجہ تسمیہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسیح کی بابت مشہور ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے، لہذا اعجاز مسیحائی کے خیال سے کسی حکیم نے نسخہ تجویز کر کے مرہم عیسیٰ نام رکھ دیا۔ لیجئے اخبار اہل حدیث ۴ جنوری ۱۹۳۵ء میں اشتہار ہے، مسیحائی معجون چھوہارا عنبری۔ کوئی عقل مند بتلا دے کہ یہ نسخہ بھی مسیح نے الہام پا کر تجویز کیا تھا؟

واللہ! مرزائی دلائل پر ہنسی آتی ہے۔ مرہم عیسیٰ مجوزہ حکیم واقعی تریاق کا اثر اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے مرہم عیسیٰ نام رکھا گیا، معمولی بات ہے (عیسیٰ ایک حکیم مجوز مرہم کا نام ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

بالآخر مدعا کتاب کی تصنیف کا یہ ہے کہ مسیح فوت ہو چکے۔ قبر کشمیر میں موجود ہے لہذا آپ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کو خدا نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے تا کہ کسر صلیب کریں۔

افسوس نتیجہ خلاف واقعہ ہے۔ تثلیث پرستی، زنا، شراب بدستور بلکہ ترقی پر ہے محمدی بیگم نکاح میں نہ آئی اور نہ ہی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور ڈپٹی عبداللہ آتھم مدت مقررہ میں فوت ہوئے۔ لہذا کہنا پڑتا ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ اس لئے کسی حوصلہ مند نے یہ بھی لکھ دیا

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۴ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۵ ص ۵۔۶)

مولوی محمد علی کی شہادت میں قادیانیوں کی رعایت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے بمقدمہ مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری گواہی میں جو کچھ کہا اس میں چند فقرات قابل غور ہیں۔ ہم ان فقرات کو پیغام صلح سے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ بعد نبوت محمدیہ مدعی نبوت کو (خواہ وہ کسی نوع کی ہو) کذاب یا کافر کہنا جائز ہے۔
۲۔ مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے غلطی پر ہیں۔
۳۔ قادیانی جو مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں غلطی پر ہیں۔

ان تینوں فقروں پر ہماری نظر ہے۔ مدعی نبوت کیوں کافر اور کذاب ہے بقول مولوی صاحب موصوف آیت صریحہ خاتم النبیین کی تکذیب کرتا ہے، بالکل صحیح ہے۔ لیکن جو شخص (بخیال خود) کسی مدعی نبوت کو نبی مانتا ہے وہ مدعی کی نسبت ڈبل مجرم ہے۔ ایک تو اس نے اجراء نبوت کا اعتقاد رکھا۔

دوم اس نے ایک کاذب و کافر کو صادق مصدّق نبی مانا۔ تو کیا اس نے

آیت خاتم النبیین کی ڈبل تکذیب نہ کی؟ ضرور تکذیب کی۔ پھر قادیانی کیوں کافر نہ ہوئے؟ حالانکہ آپ ان کو محض غلطی کہہ کر منکر مرزا اور قائل نبوت مرزا کو محض غلطی پر یکساں قرار دیتے ہیں حالانکہ منکر مرزا کے پاس اگر کوئی دلیل انکار نہ ہو اتنی بات تو ضرور ہیکہ مسیح موعود کے نزول کے لئے جو مقامات بزبان رسالت محمدیہ (دمشق وغیرہ) مقرر ہوئے ہیں ان میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہیں آئے لہذا اتنا ہی عذر منکر مرزا کے لئے کافی ہے مگر قائل نبوت مرزا کے لئے رکیک عذر بھی نہیں کیونکہ وہ آیت صریحہ ختم نبوت کے خلاف ہے نیز بقول آپ کے بعد نبوت محمدیہ دعوی یا اعتقاد نبوت توہین رسالت محمدیہ ہے۔

قادیانیوں سے سوال:

تمہارے خلیفہ نے انوار خلافت میں لکھا ہے کہ منکر مرزا کافر ہے کیونکہ وہ ایک رسول کی رسالت کا منکر ہے۔ لاہوری افراد نبوت مرزا کے قطعاً منکر ہیں بلکہ مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں۔ پھر یہ کافر ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

لاہوریوں سے خطاب:

قادیانی ایک غیر نبی کو نبی مانتے ہیں اور اجراء نبوت کے دعوی دار ہیں۔ بتایئے یہ لوگ کافر ہیں یا نہیں؟ بغیر لحاظ کے ایمان سے بتانا:

ایمان کی بتاؤ ایمان ہے تو سب کچھ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۶ ص ۷)

قادیانی خلیفہ باپ کی جگہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بڑے مرزا صاحب متوفی نے درثمین کے ایک شعر میں اپنا مقام بتایا ہے:

کربلائیست سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم

(یعنی میں ہر وقت کربلا کی سیر کر رہا ہوں یعنی سخت مصائب میں ہوں۔ امام حسین جیسے سو

میرے جیب میں ہیں)

اس شعر میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کربلا میں دکھایا ہے۔ ہم حیران تھے کہ والد ماجد تو کربلا میں زندگی بسر کرتا ہے، مگر ولد (خلیفہ) قصر خلافت میں رہتے ہیں۔ ایں چہ بو العجبی است۔ حسن اتفاق سے احرار کی تحریک شروع ہوئی جس کا نتیجہ فوجداری مقدمہ ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک امور اہل قادیان کے حق میں تکلیف دہ ظہور پذیر ہوئے تو ایک روز خلیفہ قادیان نے کھلے لفظوں میں کہہ دیا کہ

احرار نے قادیان کو ہمارے لئے کربلا بنا رکھا ہے۔

(الفضل قادیان ۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء)

ہم اس مشابہت ولد اور والد پر اہل قادیان کو مبارک باد کہتے ہیں۔ پھر ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ احرار کا شکریہ ادا کریں جن کی وجہ سے ولد کو والد اور امت کو نبی جیسا رتبہ ملا ہے

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

ہمارا گلہ بجا ہے کہ بقول خلیفہ صاحب قادیان کربلا ہو جانے کی وجہ سے اب دارالامن والامان نہ رہا جس کی بابر اخبار الحکم قادیان میں لکھا جاتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی و شفا بینی غرض دار الاماں بینی

اب تو بقول خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) کی حالت مبدل ہو کر اس شعر کی مصداق ہو گئی ہے:

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۵ء ۲۱ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۶ ص ۷)

جلسہ انجمن حمایت اسلام میں قادیانی برکت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ ہمیشہ امن وامان سے ہوتا تھا کیونکہ اس میں اسلام کے امور عامہ پر تقریریں ہوتی تھیں۔ مگر اس دفعہ پروگرام میں خلاف معمول مضامین مخصوصہ پر تقریریں بھی درج تھیں، مثلاً ختم نبوت وغیرہ۔

ہم جانتے ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت بھی اسلام کے امور عامہ میں سے ہے مگر چونکہ پنجاب میں فرقہ قادیانیہ ختم نبوت کا قائل نہیں اس لئے لازم تھا کہ تقریر میں اس فریق کا ذکر یا اشارہ ہوتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خیر یہ تو ایک معمولی بات تھی جو آئی گئی ہوگئی۔ خاص قابل ذکر بات جو ہوئی وہ یہ ہوئی ہے کہ امت قادیانیہ کے جلانے سے جلے ہوئے مسلمانوں نے آوازے کسنے شروع کر دیئے کہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں چودھری ظفر اللہ احمدی کے ممبر ہونے کے خلاف جلسہ انجمن میں ریزولیوشن پاس کیا جائے لیکن کارکنان انجمن مذکور اپنے اصول کے ماتحت اس سے انکاری رہے حاضرین جلسہ (مسلمانوں) کا جم غفیر اس پر مصر تھا۔ ۲۲۔ اپریل کو بعد دوپہر مغرب تک جلسے میں شور محشر رہا آخر کار وہی ہوا کہ ظفر علی خاں صاحب سٹیج پر آئے ان سے تقریر.. ریزولیوشن پاس کرا لیا۔ کیا۔ یہ ریزولیوشن انجمن کا ہوگا یا پبلک کا؟ اس کی فیصلہ انجمن کی روئیداد کرے گی۔ یہ تو ہے ایک واقعہ جس پر ہم کو تین طرح سے افسوس ہے:

۱۔ ایک یہ کہ انجمن حمایت اسلام نے اس دفعہ بیرون پنجاب سے بڑے بڑے معزز ین کو بلایا تھا ان کے سامنے ایسی بدمزگی موجب دل شکنی اور بے رعبی بلکہ بدنامی کا موجب ہے۔

۲۔ اس ہڑبونگ میں لازم ہے کہ چندہ میں بھی کمی ہوئی ہو۔

۳۔ تیسری بڑی بھاری وجہ افسوس کی یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی ایک پیش گوئی غلط ہوگئی جس کے الفاظ مع تشریح یہ ہیں:

لا نبقی لك من المخزیات شیئاً (الوصیت)

(خدا فرماتا ہے (اے مرزا) تیری برائی اور مذمت کرنے والی چیزیں ہم اس طرح محو کر دیں گے کہ ان میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی)

ہم حیران ہیں کہ چودھری ظفر اللہ خاں اس اعلیٰ عہدے پر پہنچے ہیں جس کی بابت ان کے حامی کہتے ہیں کہ وہ اپنی لیاقت سے اس عہدہ کے مستحق ہیں مگر مسلمان ان کو اس عہدے پر دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ مرزا صاحب کے راسخ مرید ہیں بالفاظ دیگر مرزا صاحب کی مخزیات یہاں تک متعدی ہیں کہ ان سے گذر کر چودھری ظفر اللہ خان تک بھی پہنچ رہی ہیں۔ ایک شئے یہاں تو بہت سی اشیاء ہیں جن کا اثر موجود ہے حالانکہ مرزا صاحب کو دنیا چھوڑے ہوئے ۲۷ سال ہونے کو ہیں مگر یہ پیش گوئی ہنوز معلق ہے جس طرح آسمانی منکوحہ کے نکاح والی پیش گوئی ہنوز انتظاری کمرے میں جس کی یاد میں مرزا صاحب یہ شعر پڑھتے چلے گئے:

وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن
ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسمان صیاد

بہرحال قومی حیثیت سے یہ واقعہ موجب افسوس ہے۔ لیکن:

اب پچھتاوے کیا ہووت۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۷ ص ۷۔۸)

کیا مرزائی عیسائی ہیں؟

(ایک مخفی راز کا انکشاف)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

رسالہ المائدہ (مسیحی) نے ایک راز کا انکشاف کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

اس کی کیا وجہ ہے کہ اہل اسلام مرزائیت کو مسیحیت، اس کے اماموں کو پادری اور پیروؤں کو عیسائی اور تمام جماعت احمدیہ (لاہوری وقادیانی دونوں فریقوں) کو مسیحی امت کہتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ آج تک مسلمان یہ مانتے رہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے صلیب نہیں دی، مگر مرزا جی کہتے ہیں کہ ان کو یہودیوں نے مصلوب کیا اور یہ سمجھ کر دفن بھی کر دیا کہ وہ مر گئے مگر دراصل صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ مردہ سا ہو گئے تھے۔ یعنی مسیحیوں کا سارا عقیدہ مان گئے۔ صرف ،سا، کی کسر رہ گئی۔ اب ہمیں مسلمانوں کو یہ منوانا سہل ہو گیا کہ حضرت مسیح مصلوب ہو گئے۔

اور اسی پر تمام دین مسیحی کا دار و مدار ہے کیونکہ پولوس رسول فرماتے ہیں کہ؛ اگر مسیح مصلوب نہیں ہوا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے،،

۴۰ کروڑ مسلمانان عالم کو مسیح کی مصلوبیت منوانے والے، پنجابی نبی، خدا جانے کس منہ سے کہتے پھرے کہ میرے دم سے عیسائیت کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ (المائدہ لاہور مارچ ۱۹۳۵ء ص ۴)

۱۹۔ اپریل کے اہل حدیث میں مولوی محمد علی لاہوری کے لئے بجائے پادری کے پنڈت کا ثبوت دیا تو المائدہ کے اڈیٹر صاحب نے ایک خط کے ذریعہ ہم پر اظہار خفگی فرمایا اور لکھا ہے کہ:

ہم ہیں اصلی مسیح کے ماننے والے اصلی مسیحی۔ اور الفضلی، اور پیغامی ہیں نقلی وجعلی مسیح موعود کے پیرو یعنی نقلی وفرضی مسیحی۔ ہم اپنے اماموں کو پادری کہتے ہیں اس لئے ماری مناسبت سے انہیں بھی پادری کہنا اور پادری کہلانا ضروری ہے۔ خدا جانے آپ کو مسیحیوں سے کیا ضد ہے کہ ان کے اماموں کو پنڈت بنا کر آریہ دھرم پر احسان کرنا چاہتے ہیں (ایم کے خان مدیر المائدہ۔ لاہور)

جناب من! ہم کون ہیں کہ دو قریبیوں میں جدائی ڈالیں۔ مگر آپ کو معلوم بھی ہے کہ مرزائی مسیحیوں سے کیا رشتہ گانٹھتے ہیں۔ وہ رشتہ بہت قابل لحاظ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ، محمدی بیگم، جس سے مرزا صاحب قادیانی کا آسمان پر نکاح ہوا تھا اس سے مراد عیسائی قوم ہے جو مرزا صاحب کے دلائل قاہرہ کے سامنے مغلوب ہو کر محمدی مذہب (اسلام) میں داخل ہو کر محمدی بیگم بن چکی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد کے لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بڑا زور اس آسمانی نکاح پر دیا ہے۔ تو ظاہر ہے

کہ ہمارے ان پیش نظر الہامات کی بنا پر تو تھا نہیں۔اس کے علاوہ کچھ اور د کھایا گیا ہوگا۔سو ظاہر ہے کہ وہ آسمانی نکاح کسی شخصیت کے ساتھ نہ تھا بلکہ اس حقیقت کے ساتھ تھا جو محمدی بیگم کے نام کے اندر مضمر تھی اور مامور من اللہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کا نکاح آسمان پر اگر کسی سے ہوگا تو وہ روحانی ہوگا اور کسی امت یا قوم سے ہوگا،ایک معمولی عورت سے نہیں ہوسکتا۔صحیح تعبیر کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہ ہوا تو نہ ہو۔آج واقعات حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ہم ہر روز اسی دولہا کی برات کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں ایسی اعلی شان کی محمدی بیگم کی تزوتج جس خوش قسمت کے ساتھ ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ فلاں عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا (حالانکہ وہ مشروط بشرائط تھا۔ثناء اللہ امرتسری) ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے اور لوگ اس سے مطالبہ کریں کہ تم نے تو کہا تھا ہمیں ایک گھوڑا ملے گا وہ تو نہ ملا حالانکہ اس بڑے انعام کے سامنے ادنی انعامات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں۔

پس محمدی بیگم سے مراد وہی حقیقت ہے جو اس نام میں مضمر ہے اور یہ آسمانی نکاح ازل سے مقدر تھا جس کا اشارہ قرآن کریم میں تھا جس کی پیش گوئی حدیث میں تھی اور جس کے متعلق خود حضرت مسیح موعود (مرزا) فرماتے ہیں:

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

اور یہی وہ محمدی بیگم ہے جس سے ینزو ج و یو لد له کے ماتحت معلوم ہوتا ہے کہ عالم کباب نے پیدا ہونا ہے یعنی مسیحی قوموں میں سے جو لوگ مسلمان ہوں گے،ان میں فیضان محمدی اور تعلق روحانی مسیح موعود سے اللہ تعالی کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرے گا..الخ

(پیغام صلح لاہور۔۲ جولائی ۱۹۲۴ء ص ۳۔۴)

ہم تو اس رشتے سے خوش ہیں اور اس خوشی میں فریقین کو خصوصاً دلہن والوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔عیسائیو! مرزا کی دامادی کی

نسبت کیا کہتے ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۷ ص ۸)

مرزا جی کا کھیت پک رہا ہے

جناب مولوی عبداللہ صاحبؒ ثانی لکھتے ہیں:

دنیا میں ہر شخص جو بیج بوئے برا ہو یا بھلا، اس کا ثمرہ اسے ضرور ملتا ہے۔ مرزا جی قادیانی نے دنیا میں آ کر سب سے بڑی اسلامی خدمت یہ کی کہ اسلامی گلزار میں دھتورے کا بیج کثرت سے بولا۔ یعنی جھوٹی نبوت کے زینے کا دروازہ کھول گئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہو گا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔

(ضرورۃ الامام۔ ص ۵)

آج اس بیج کے پودے جا بجا ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر قادیان میں کابلی صاحب مدعی ہیں، تو ابراہیم نامی ضلع بلگام میں دعوے دار ہے۔ گنا چور میں مرزا جی کی نبوت کا ظہور ہے، تو ایک طرف چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی میں مولوی فضل صاحب نبوت کے مدارج طے کر رہا ہے۔ سر دست ہمارے سامنے فضل صاحب کے نوشتہ رسائل پیغام حق نمبر ۴، ۵، ۸، ۱۱ ہیں اس کا دعوی ہے کہ خدا نے اس غریب بندہ (فضل) کو مکالمہ کا شرف بخشا ہے۔ (پیغام حق۔ ص ۳ نمبر ۸)

اس میں ہمارے قول کی تائید بھی ہے کہ اس خراب بیج کو بونے والے مرزا صاحب آنجہانی تھے۔ چنانچہ فضل صاحب نے مرزا جی کی الہامی عبارت نقل کی ہے:

تم خدا کے ہاتھ کا بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔

(پیغام حق نمبر ۵ ص ۸)

مدعی مذکور مرزا صاحب آنجہانی کی طرح قرآنی آیات میں بھی تصرف کرتا

ہے چنانچہ لکھتا ہے:

و لقد آتینا داؤد منا فضلاً ہم نے اپنے ازلی علم میں اپنی طرف سے داؤد ثانی مہدی قادیانی کو اس کی باقی عمروں کے خزانے جمع رکھنے کے لئے ایک بڑھی ہوئی اونچی شاخ مسمی فضل عطا کرنا مقدر کر رکھا ہے۔

(پیغام حق نمبر ۸ ص ۵)

آج سے قبل قرآن کے ترجمے سب غلط ہیں:

مدعی مذکور کا دعوی ہے کہ خدا تعالی میری طرف الہام کرتا ہے:

ہم تجھ کو لوگوں کا معلم بنا کر لائے ہیں تیرہ سو سال میں جو ترجمے لکھے گئے ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں ان میں سے کوئی بھی قابل اعتبار نہیں یہی حال تفسیر بیان القرآن مولفہ مولوی محمد علی لاہوری کیے اور ہماری قادیانی جماعت احمدیہ کے ترجمان القرآن انگریزی زیر طبع کے بارہ میں خدا کا حکم یہ ہے: خدا نے فرمایا وہ خدا کی کتاب کو بگاڑ کر لوگوں کے آگے پیش کرنا چاہتے تھے۔ ان کو حکم نہیں تھا کہ تفسیر لکھیں۔ (پیغام حق نمبر ۱۱ ص ۴)

آخر میں مدعی نے خدا سے الہام پا کر لکھا ہے:

انجمن احمدیہ کے ممبر ہوشیار ہو جائیں۔ (ص ۵ نمبر مذکور)

بھاگے بھاگے آئے ہیں خدا خیر کرے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۷۔ ص ۸۔۹)

مولوی عطاء اللہ شاہ کے مقدمہ کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آخر وہ دن آگیا کہ ہم یہ لکھنے لگے ہیں کہ اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا جو سرکار کی طرف سے مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری پر اس تقریر کی وجہ سے چلایا گیا تھا جو انہوں نے احرار کانفرنس قادیان کی صدارت کے موقع پر کی تھی۔

حکومت نے اس تقریر پر دفعہ ۱۵۳۔ الف کے ماتحت مقدمہ چلایا جس کا

خاتمہ ملزم کی چھ ماہ سزایابی پر ہوا۔

ناظرین حیران ہوں گے کہ اتنی دیر اس مقدمہ میں کیوں لگی۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ بہت جلد ختم ہوا، کیونکہ ایسے مقدمات اپنے اندر بہت الجھنیں رکھا کرتے ہیں ۱۹۰۴ء میں مولوی کرم الدین جہلمی اور مرزا صاحب قادیانی کے مابین ایک مقدمہ اسی ضلع گورداسپور میں چلا تھا جس میں عربی زبان کے چار لفظوں کے معنی بتانے کے لئے میری شہادت ہوئی تھی۔ صرف اتنے کام کے لئے قریباً ایک سال تک مجھ پر جرح ہوتی رہی تھی۔ جرح کرنے والے دو زبردست وکیل خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی حال امیر جماعت احمدیہ لاہور تھے۔

شاہ صاحب پر جس دفعہ کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں:

> جو شخص بذریعہ الفاظ جو بولے گئے یا لکھے گئے ہوں یا بذریعہ اشارت یا نقل محسوسات العین کے یا اور طرح پر خیالات نفاق یا نفرت کے رعایا کی مختلف جماعتوں میں بڑھائے یا بڑھانے کا اقدام کرے اس کو سزا قید کی ہو جس کی میعاد دو سال تک ہوسکتی ہے (دفعہ ۱۵۳۔ الف۔ تعزیرات ہند)

اس دفعہ کو مع دوسری دفعات کے گہری نظر اور اصول معدلت کے ماتحت دیکھا جائے تو اس کے معنی یہ سمجھ میں آتے ہیں کہ جو کوئی اپنی طرف سے کوئی بات افتراء کر کے کسی فریق کے ذمہ لگائے جس سے دو گروہوں میں نفرت پھیلے، اس سے یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص کسی مصنف یا اخبار کے اڈیٹر کے شائع کردہ غلط خیالات کو رفاہ عام کے لئے ظاہر کرے جن کے سننے سے لوگ اس سے اور اس کے حامیوں سے نفرت کریں تو وہ بھی اس دفعہ کے نیچے آجائیں مثال کے طور پر ہم دو تین واقعات پیش کرتے ہیں ۔.. نے کتاب رنگیلا رسول لکھی تھی جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی عیسائیوں نے کتاب امہات المومنین لکھی جس سے مسلمان رنجیدہ ہوئے۔ مرزا صاحب قادیانی نے ناول نیوگ لکھی جس پر آریوں نے اظہار رنج کیا۔ ان مصنفوں اور اوران کے حامیوں سے دوسری قوم کے دل دکھے ان میں نفرت پیدا ہوئی اور بڑھی۔ اور اس نفرت کا اظہار تقریروں اور تحریروں میں کیا گیا۔ اب قانونی نقطہ نگاہ سے یہ دیکھنا ہے کہ دفعہ ۱۵۳۔ الف کے تحت کون آسکتا ہے اصل مصنف رنج پیدا کرنے والا

یا اس رنج پر چیخ و پکار کرنے والا۔

دوسری طرح سے: ایک شخص کے ہاں چور آ جائے کہ مال لے جائے یا اس کو اٹھائے مالک مکان شور مچائے اس پر چور اپنی ہتک عزت کا دعوی کرے تو چل سکتا ہے ؟ قانون کی نگاہ اول فعل پر ہوتی ہے۔ چور نے خود کام کیا۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ مالک مکان اپنی حفاظت کے لئے چیخ پکار کرے۔ نہ صرف ہماری بلکہ ہر ایک اعلی وادنی معدلت سے واقف کار کی یہی رائے ہوگی کہ چور کا دعوی ہتک عزت بالکل اس کے مشابہ ہے جو شارع عام میں الف ننگا جا رہا ہے لوگ اس پر ہنستے ہیں اور اس کو پاگل کہتے ہیں وہ دفعہ ۴۹۹ کے ماتحت اس کو لائیبل کیس بناتا ہے۔

اس موقع پر دفعہ (۴۹۹) کا مستثنی نمبر ۶ کا ذکر کرنا بھی ہمارے نزدیک تشریح کرنے میں مفید ہوگا دفعہ ۴۹۹ ہتک عزت کی تعریف میں ہے مگر اس میں چند مستثنیات ہیں جن پر ہتک عزت کا مقدمہ نہیں چل سکتا۔

مستثنی نمبر ۶۔ نیک نیتی سے کسی رائے کا اظہار کرنا کسی عمل کے حسن و قبح کی نسبت جسکو کسی عمل کرنے والے نے عامہ خلائق کی رائے پر چھوڑا ہو یا عمل کرنے والی کی عادات وصفات کی نسبت جہاں تک کہ وہ عادات وصفات اس عمل سے ظاہر ہوتی ہوں نہ اس سے زیادہ۔ ازالہ حیثیت عرفی نہیں۔

اس کی مثال: کوئی مصنف کتاب لکھے اس کی نسبت محض تصنیف کے دائرے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے دھوکہ دیا فریب کیا جھوٹ بولا وغیرہ۔ یا کوئی پیر یا رہبر اپنی طرف بلائے تو پبلک کے فائدے کیلئے اس کی ہر حرکت وسکون پر جو اس کی پارسائی سے تعلق رکھتی ہوں ہم جرح قدح کر سکتے ہیں واقعات سے اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں آریوں کے گورو سوامی دیانند کی سوانح عمریاں دیوسماجیوں اور جین دھرم والوں نے جو لکھی ہیں ان کو دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے کہ کوئی برائی دنیا کی نہیں جو سوامی جی میں ثابت نہ کی ہو یہاں تک کہ ان کے حسب نسب کی بھی بری طرح چھا بین کی ہے۔ کیا حکومت نے ان مصنفوں پر مقدمات چلائے ؟ نہیں۔ کیوں ؟ اس لئے کہ وہ ایک ریفارمر پر نکتہ چینی تھی جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتا تھا اس لئے پبلک کا حق تھا کہ اس کی ہر حرکت وسکون کو جانچے۔

مزید تشریح۔ مرزا صاحب قادیانی نے اس استثنا کو اتنا وسیع کیا تھا کہ ایک ایسے بزرگ پر لعن طعن کرتے رہے جو نہ ان کے سامنے تھا نہ اس نے ان کو اپنی طرف بلایا تھا یعنی حضرت مسیح کے حق میں لکھا تھا:

مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیؤ شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار۔ خود بین خدائی کا دوسی کرنے والا (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۲۔۲۴)

ان وجوہات سے دفعہ ۱۵۳۔ الف کی تشریح یہ ہوتی ہے کہ بادشاہ کی رعایا میں سے دو گروہوں میں بے وجہ اور بے ثبوت منافرت پھیلانے والے کے لئے یہ سزا ہے

اس کی مثال: ایک شخص وعظ کہے کہ وہابیوں کا خدا جھوٹ بولتا ہے وہابی انبیاء و اولیاء کی توہین کرتے ہیں، پھوپھی سے نکاح جائز مانتے ہیں، وغیرہ جس سے سننے والوں میں وہابیوں کے حق میں نفرت پیدا ہو۔ لیکن جو شخص ایسی بات کہے جو اس فرقے کے علماء نے لکھی ہو تو پھر وہ واعظ اس دفعہ کے ماتحت نہیں آنا چاہیے۔

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر کو ہم نے جہاں تک اخباروں میں دیکھا ہے ہمارے خیال میں قسم دوم میں شامل ہے۔ چنانچہ مسل میں اور وکیل کی بحث میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حکومت کی پوزیشن بھی اس مقدمہ میں عجیب قابل رحم ہے۔ ہر فریق حکومت کا شاکی ہے۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا تھا کہ مقدمہ میں تکلیف مخالفین مرزائیہ کو ہوئی اس لئے احمدیہ جماعت حکومت کی شکر گزار ہوگی کہ شاہ صاحب کو سزا دے کر ان کا بدلہ لیا گیا ہے مگر، واقعہ، اس کی تردید کرتا ہے کیونکہ اخبار الفضل قادیان نے صاف صاف لکھ دیا کہ:

ہم مقدمہ کی ابتداء سے ہی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ مقدمہ عطاء اللہ شاہ کے خلاف نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کیخلاف چلایا گیا۔

(الفضل قادیان ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱)

دوسرا احرار کا آرگن، زمین دار، (۲۸۔ اپریل ۱۹۳۵ء) لکھتا ہے:

عطاء اللہ شاہ صاحب کی سزایابی نے حکومت ہند کی مرزائیت نوازی کا ایک تازہ ثبوت دیا ہے۔

حکومت دونوں سنتی ہے اور واقعات کی رفتار کو بھی بڑے غور سے دیکھ رہی ہے وہ یہ بھی اندازہ کر رہی ہو گی کہ مولوی عطاء اللہ شاہ کی تقریر سے جو نفرت بین الفریقین پیدا ہوئی ہے وہ اس نفرت سے بہت کم ہے جو مقدمہ کے اجراء سے ہوئی ہے جس کی مرتکب خود حکومت ہے اس لئے اس کا علاج بھی وہ سوچ رہی ہو گی جس کے ظہور کا زمانہ شاید جلد ہی آ جائے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۷ ص ۱۵۔۱۶)

حرامزادے کی رسی دراز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

دو باتوں کو ہم برابر متوازی دیکھتے ہیں۔ مرزائیوں کا پروپیگنڈہ اور ہمارے مسلمان بھائیوں کا نسیان۔ یہ بھول جاتے ہیں اور وہ اپنا کام کئے جاتے ہیں۔

عرصہ ہوا بڑے مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو جب اعلان کیا تھا، مولی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔ یہ فیصلہ بذریعہ دعا خدا سے چاہا تھا کہ ہم (مرزا قادیانی و ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔

جب وہ اس دعا کے مطابق انتقال کر گئے، تو مرزائیوں نے بجائے تو بہ کرنے کے یہ مشہور کیا کہ مولوی ثناء اللہ نے خود لکھا تھا کہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے، چنانچہ اس قول کے مطابق وہ زندہ رہا۔

مرزائیوں کے پھندے میں پھنس کر ایک شیعہ نے بھی اس فقرہ کو شائع کر کے نتیجہ مکذوبہ نکالا۔ حسب مصلحت وقت میں نے اس پر فوجداری استغاثہ دائر کیا۔ سنا کہ وہ قادیان گیا مگر اس فقرے کی تلاش میں کامیاب نہ ہوا آخر اس نے معافی مانگی جو حسب مصلحت دی گئی۔ مگر اس پر بھی مرزائیوں کا پروپیگنڈہ جاری رہا۔ آخر کار ادھر سے بھی اس فقرہ کا سختی سے مطالبہ ہوا، تو قادیان کے جلسہ سالانہ میں ان کو کہنا پڑا،

حرامزادے کی رسی دراز والا اشتہار مولوی ثناء اللہ کا نہ تھا۔

یہ اعلان قادیان کے سرکاری گزٹ اخبار الفضل مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۱ء میں

درج ہے۔ چاہیے یہ تھا کہ اب کوئی مرزائی اس کا نام نہ لیتا لیکن مرزائی اور خاموشی :
ضدا ن مفتر قا ن ای تفر ق ۔

مرزائی اپنے پروپیگنڈہ میں لگے رہے ۔ہم اس امر میں اوراس جیسے دوسرے امور میں مرزائیوں کو پختہ کارپاتے ہیں مگر اپنے دوستوں کو کمزور۔ اور اسکا ثبوت بھی ایک حدیث میں ملتا ہے المو من غر کر یم و المنافق خب لئیم ۔

ہمارے دوست بجائے اس کے کہ ان مرزائیوں کو جو ہماری نسبت یہ کلمہ منسوب کرتے ہیں اس کا ثبوت پوچھیں ہم سے اس کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ نے ایسا (نامہذب) فقرہ کہا تھا؟

آج کا نوٹ ایسے دوستوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ وہ یقین کریں کہ ایسا بازاری فقرہ میرے قلم سے نہ نکلا ،نہ نکل سکتا ہے ۔الفضل کی تاریخ یاد رکھیں وقت پر دشمن کو قائل کیا کریں:

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ٦ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸ ص ۴۔۵)

مولانا ثناءاللہ صاحب گھبرا گئے

(مرزائی میدان میں کودے)

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحبؒ ثانی امرتسری لکھتے ہیں:

مرزائی امت کے افراد اپنی مدح سرائی میں سرگرم رہتے ہیں ان کو اسلامی خدمت کے پردہ میں اپنی سرگرمی ملحوظ رکھتے ہیں اور بس۔

۳۰۔۳۱ مارچ یکم اپریل ۱۹۳۵ء کو بدوملہی میں آریہ اور عیسائیوں کے جلسے ہوئے جس میں دوتین مناظرے بھی ہوئے۔

پیغام صلح لاہوری جماعت کا آرگن وہاں کی کیفیت شائع کرتا ہے جس سے ہمارے دعوی بالا کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ لکھتا ہے:

دوسرا مباحثہ نجات پر ہوا۔اصل میں یہ مباحثہ مولوی ثناءاللہ امرتسری سے

ہونا تھا جو یہاں آریوں سے مباحثہ کرنے آئے ہوئے تھے اور پادری سلطان محمد کا بیان ہے کہ ان سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن آخر کار مباحثہ کے لئے نہ نکل سکے۔ لوگ عموماً یہ خیال کرتے ہیں کہ پادری سلطان محمد سے مسئلہ نجات پر مباحثہ کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب گھبراتے ہیں و اللہ اعلم بالصواب بہر حال ہم میدان میں پہنچ گئے۔ (پیغام صلح ۱۱۔اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱)

اس عبارت میں راقم کا مقصود یہ دکھانا ہے کہ ہم (امت مرزا) میدان میں پہنچے اور مولوی ثناء اللہ گھبرا کر نہ آئے۔ یہی بات اگر کوئی اور لکھتا تو ہم کسی اور نوعیت سے جواب دیتے اور واقعات پر بحث کرتے مگر امت مرزائیہ کے نزدیک مولانا کی گھبراہٹ چونکہ مسلّمہ ہے اور وہ ایسا گھبرایا کرتے ہیں کہ گھبراہٹ میں قادیان پہنچ کر دم لیا کرتے ہیں۔

چنانچہ قادیان میں خود مجدد زمان مسیح موعود کے وقت ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایسا ہی ہوا (بقول مرزا ابوجہل بصورت ثناء اللہ) قصر عالی کے باہر محاصرہ کئے ہوئے تھا اور آنجناب (مسیح موعود) صاحب اندر سے ہی ثناء اللہ کی گھبراہٹ کا ثبوت دے رہے تھے اور میدان میں نہ آکر بہادری کے کرشمے دکھا رہے تھے

ناظرین گھبرائیں نہیں کہ مولانا ثناء اللہ صاحب (بقول مرزائی) گھبرا گئے اس گھبراہٹ سے وہ مراد نہیں جو ہر کمزور دل کیا کرتا ہے جب کہ امت مرزائیہ کے نزدیک قادیان سے مراد دمشق ہوسکتا ہے تو گھبراہٹ سے جرأت مراد ہونا کچھ بعید نہیں۔

اب سنئیے! مرزائی بہادر کی بہادری جو امت محمدیہ میں سے کوئی نہ دکھا سکے اس لئے وہ خاصہ مرزائیہ سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ ایک حدیث کا (بزعم خود) صحیح مطلب مرزائی مناظر نے بمقابلہ پادری صاحب کے یوں بیان کیا جس کو پڑھ کر ان کی خدمت دین کا سب ناظرین اعتراف کریں گے۔

پادری صاحب نے حدیث یضع الرب قدمه پر اعتراض کیا جس کا جواب مرزائی مناظر کی طرف سے جو دیا گیا وہ بالفاظہ درج ذیل ہے

اس حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ انسانی خواہشات ایک جہنم کی طرح بھڑک

رہی ہیں اور ھل من مزید کا نعرہ لگا رہی ہیں جب تک خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہو انسان کے دل میں خدا کا قدم داخل ہو تو اسے اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ (پیغام صلح لاہور ۱۱۔ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱)

سبحان اللہ! اگر کوئی شخص یوں کہے کہ قدم سے مراد فاتح قادیان ہے اور جہنم سے مراد قادیانی تحریک تو مطلب صاف ہے کہ قادیانی تحریک ھل من مزید کا نعرہ لگا رہی ہے۔ دنیا کو گمراہی کے گڑھے میں لے جا کر رہے گی جب تک خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہو اور انسان کے دل میں خدا کا قدم یعنی ثنائی تبلیغ اور ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ انسان کے دل میں داخل نہ ہو تو اطمینان حاصل نہیں ہوتا یعنی سچا مسلمان اور منکر مرزا نہیں ہوسکتا جب تک خدائی قدم (ثناء اللہ کی محبت) کو اپنے قلب پر غالب نہ کرے کہیے اس مطلب اور مرزائی مناظر کے تراشیدہ مطلب میں کیا فرق ہے؟

یہ کیوں غلط ہے اور وہ کیوں صحیح ہے۔ کوئی ہے جو فرق بتائے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ٦ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸ ص ۴۔۵)

مسیح پھر زمین پر

مولوی محمد شفیع صاحبؒ قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

جناب رسالت مآب ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمین پر نازل ہونے کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ نقلاً سب اہل اسلام بلکہ نصاریٰ (اہل صلیب) کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ باقی رہا عقلاً تو اس بارے میں بہت سے لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں بلکہ ایک طرح سے تو روایات در بارہ نزول مسیح کو ایسا موڑا توڑا ہے کہ انہیں تحریف کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ یا اسفی

یہ فقیر اس مختصر مضمون میں روایات کو نقل کر کے ان کی شرح ایسی طرز پر کرنا چاہتا ہے جو کہ ان کے اصل معانی کو واضح کر دے گی کہ انشاء اللہ سلیم طبائع کو کسی قسم کا خلجان باقی نہ رہے گا۔ و باللہ التوفیق

سب سے پہلے وہ حدیثیں لیتا ہوں جن میں حضرت عیسیٰ کے زمین پر نازل

ہو کر اہم کام سرانجام دینے کا ذکر ہے اور وہ یہ ہیں:

۱۔ عن ابی هریره قال قال رسول الله و الذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عادلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیها ثم یقول ابو هریره فاقرؤا ان شئتم: و ان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته ..الآیه : (مشکوۃ ص۴۷۱)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ خوش حالی کا وہ مبارک زمانہ قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حکم اور عادل ہو کر نازل ہوں گے سولی تو توڑ دیں گے خنزیروں کو قتل کریں گے اور جزیہ یعنی ٹیکسوں کو اڑا دیں گے اور لوگوں میں مال بانٹیں گے حتی کہ اسے کوئی نہیں لے گا کیونکہ لوگوں کی ایسی اچھی حالت ہوگی کہ انہیں ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال و دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اگر تم قرآن سے سند چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ترجمہ: اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لائے گا ساتھ اس (عیسی) کے پہلے موت اس (عیسی) کی کے۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث۲۔ و عنه قال قال رسول الله ﷺ و الله لینزلن ابن مریم حکماً عادلاً فلیکسر الصلیب و لیقتلن الخنزیر و لیضعن الجزیة و لیترکن القلاص فلا یسعی علیها و لتذهبن الشحناء و التباغض و التحاسد و لیدعونّ الی المال فلا یقبله احد رواه مسلم وفی روایة لهما قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ (مشکوۃ ص۴۷۱۔۴۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم ضرور ابن مریم حکم اور عادل ہو کر نازل ہوں گے پس وہ سولی کو توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے اور ٹیکس ختم کر دیں گے اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی ان پر سوار نہیں ہوا جائے گا دشمنی کینہ حسد لوگوں میں سے جاتا رہے گا اور عیسی لوگوں کو مال کی طرف بلائیں گے لیکن اسے کوئی نہیں ملے گا۔ اسے

مسلم نے روایت کیا۔

اور بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے مسلمانوں تمہاری اس وقت کیا ہی اچھی حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور اس وقت ایک امام مہدی بھی تم میں سے ہوں گے یعنی وہ بزرگ اعلیٰ پائے کے تم میں تمہاری ہدایت کے لئے موجود ہوں گے۔

اب سب سے پہلے کسر صلیب کی شرح کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر ایک بات کی شرح کی جائے گی۔ کسر صلیب کی شرح کو ذرا غور سے مطالعہ کریں کیونکہ سب سے اہم یہی ہے جس کی شرح میں لوگوں نے اکثر ٹھوکریں کھائی ہیں اور صحیح شرح سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں اور روایات در بارہ نزول مسیح کو صحیح مانتے ہوئے تحریف کے درجے تک پہنچا دیا ہے اللہ ہمیں تحریف سے بچائے

کسر صلیب

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو احادیث میں آیا ہے کہ فیکسر الصلیب یا فلیکسر ن الصلیب اس کے متعلق شارحین حدیث اس طرف گئے ہیں کہ فیبطل النصرانیة بعض نے صرف اشارہ سے کام لیا ہے اور بعض نے ذرا تفصیل سے کام لیا ہے غرض کسی نے کم تشریح کی اور کسی نے زیادہ کی بہر حال ان حضرات نے تاویل سے کام لیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس جگہ تاویل کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟

پہلے زمانہ اور موجودہ زمانہ (جب سے دنیا کے اکثر حصہ پر نصاریٰ کا تسلط ہوا ہے) کے شارحین میں ایک نمایاں فرق ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس حدیث کے اصل الفاظ کو اصلی معنوں میں بیان کرنے سے پہلے اسے واضح کر دیا جائے۔

انسانی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ جب تک کسی چیز کو آنکھوں سے نہ دیکھ لے بہت کم اعتبار کرتی ہے اور تاویل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اس اصول کے ماتحت پہلے زمانے کے شارحین کو تاویل کرنے کی اس لئے ضرورت پڑی کیونکہ اس زمانہ میں قریباً تمام دنیا پر اسلامی تسلط تھا اور نصاریٰ کمزور تھے

لیکن آج کل کے شارحین پر تعجب ہے کہانہوں نے اس کی تاویل کی زحمت اٹھائی جیسا کہ آگے چل کر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی۔

اگر پہلے زمانے والوں نے تاویل کی تو اس کی وجہ ضرورتھی اور وہ معذور اور آج کل والوں نے جوتاویل سے کام لیا تو اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہاں یا تو تقلید اعمی کا کرشمہ ہے یا موجودہ فلسفہ کے رنگ نے مجبور کیا کہ اس کی تاویل کی جائے الی اللہ المشتکی

فیکسر الصلیب کے معنی بالکل صاف ہیں کہ عیسی سولی کوتوڑ دیں گے بلکہ مسند احمد میں یمح الصیب یعنی صلیب کا نام ونشان مٹا دیں گے اور ابو داؤد میں فید ق الصلیب یعنی صلیب کو چکنا چور کر دیں گے۔ یہ سب معانی بالکل صاف ہیں اور حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کسی تاویل وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں مزید توضیح کے لئے اس کی شرح عرض کی جاتی ہے۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عیسائیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسی سولی پر چڑھائے گئے اور مارے گئے مگر تین دن کے بعد زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گئے۔ چنانچہ اسی بنا پر تمام عیسائی لوگ خاص کران کے مذہبی پیشواؤں نے سولی کو عیسائی ہونے کی علامت قرار دے رکھا ہے۔ جس عیسائی کو خاص کر پادریوں کو دیکھو تو سولی لٹکائے پھرتے ہیں۔ عیسائیوں کے گرجوں پر دیکھو، تو سولی کا نشان موجود ہے۔ غرض اس کے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عیسائی لوگ سولی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسی نے صلیب پر چڑھ کر جان دی، اور وہ ہمارے لئے کفارہ بنے۔ دوسرے صلاح الدین ایوبی سے جو صلیبی لڑائیاں ہوئیں اس بات پر شاہد ہیں۔

اب جو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیؑ صلیب کو توڑ دیں گے، بالکل واضح ہو جاتا ہے

آج کل دنیا کے اکثر حصے پر عیسائیوں کی حکومت ہے اور وہ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیؑ سولی پر چڑھ کر ان کے لئے کفارہ ہوئے تو عیسی جن کی نسبت سولی پر چڑھائے جانے کا غلط خیال عیسائیوں کے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے، اور صلیب کو ایک مذہبی نشان بنائے بیٹھے ہیں، وہ خود آکر اس سولی کو توڑ دیں گے کیوں کہ اس وقت تمام

اہل کتاب بحسب آیت

و ان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل مو تہ

اور بحسب حدیث

یھلك الله فی زما نہ الملل کلھا ا لا ا لاسلا م تملأ الار ض من المسلم (اللہ عیسی کے دور ثانی میں تمام مذاہب کو نابود کر دے گا مگر صرف اسلام ہی کو باقی رکھے گا) مسلمان ہو جائیں گے۔

اب بعض سطحی نگاہ والے شاید یہ اعتراض کر بیٹھیں کہ عیسی کو خود توڑنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ کیونکہ وہ عیسائی جو اس وقت مسلمان ہو جائیں گے خود توڑ دیں گے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے صدہا نسلوں سے اسے ایک مذہبی نجات دلانے والی چیز خیال کیا ہوا ہے مشکل ہے کہ اب وہ اپنے ہاتھوں سے توڑے۔ چنانچہ طائف کے بنی ثقیف کے لوگ جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ہم اپنے بتوں کو خود توڑ نہیں سکتے کیونکہ ہمیں صدمہ ہوتا ہے کہ اتنی مدت ان کی پوجا کی اور پھر خود اپنے ہاتھوں سے توڑیں۔ سو ایسا ہی اس وقت عیسائیوں سے تبدیل شدہ مسلمانوں کو دشوار ہوگا۔ پھر دیکھو کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کے بتوں کو خود اپنے دست مبارک سے توڑا۔ پس عیسی کا اپنے ہاتھوں سے صلیب کو توڑنا کوئی عجیب اور نرالا کام نہیں ہے کہ جس سے حیرانی اور پریشانی ہو بلکہ خدا کے پیغمبر ایسا ہی کیا کرتے ہیں

اس کے بعد ایک اور نکتہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مثل ا لاسلا م مثل المطر لا یدری او لھا خیر ام آ خر ھا

(مشکوۃ ۵۷۵) باب ثواب ھذا الامۃ

یہ نہیں کہا جا سکتا اسلام کا زاول زیادہ شاندار ہے یا آخر۔ سو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے اول جس طرح لوگ فوج در فوج داخل اسلام ہوتے جاتے تھے۔ کما قال اللہ: ید خلو ن فی دین الله افوا جاً ایسے ہی آخر زمانہ میں جب عیسی کا نزول ہوگا تو لوگ پہلے کی طرح داخل اسلام ہوں گے اسلام کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں تمام عرب مسلمان ہو گیا تھا اور خلفائے عظام کے

عہد میں دوسرے ملکوں میں اسلام پھیل گیا تھا ویسے ہی دوبارہ عیسیٰ کے نزول کے وقت تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی اور اسلام کے سوا کوئی مذہب نہیں رہے گا جیسا کہ اس سے پہلے قرآن شریف اور حدیث شریف سے تصریح کی جا چکی ہے اور دوسرے رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا اول زیادہ شاندار ہے یا آخر، سو تمام دنیا کے مسلمان ہو جانے سے اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اسلام کا آخر زیادہ شاندار ہوگا۔

تاویل کرنے والوں سے اتنی عرض ہے کہ اگر انہیں ضرور اس جگہ تاویل ہی کرنی ہے، تو آیئے سمجھائے دیتا ہوں کہ اس طرح تاویل کرنی چاہیے تھی کہ کم از کم دوسری آیتوں اور حدیثوں پر تو زد نہ پڑتی۔ اور وہ اسطرح ہو سکتی ہے کہ عیسائیوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ صلیب پر چڑھا کر مار دیئے گئے، عیسیٰ بنفس نفیس خود تشریف لا کر اس عقیدہ باطل کو توڑیں گے جیسا کہ قرآن نے صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی کی ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو اصلی معنی لیتے ہوئے اس تاویل کی مطلق ضرورت نہیں رہتی بلکہ یہ اصلی معنوں میں شامل ہے کیونکہ جب عیسیٰ اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کے مسلمان ہونے پر صلیب توڑیں گے تو ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی عیسائیوں کو چھوڑنا پڑے گا کیونکہ اگر عقیدہ قائم رہے تو پھر صلیب توڑنا بے معنی ہو جاتا ہے۔ عیسیٰ نے تو انہیں وہی بتانا ہے جو قرآن اور حدیث بتاتی ہے اور قرآن اور حدیث میں صلیب پر چڑھائے جانے کی بالکل نفی ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے کاموں سے فیکسر الصلیب اس لئے ہے کیونکہ ان ہی کے متعلق یہ الزام ہے اسلئے اس الزام کو وہ خود ہی آ کر توڑیں گے بلکہ صلیب صلیب کو بھی توڑ ڈالیں گے تا کہ اس کے بعد پھر کسی کو خلجان نہ رہے جب اس الزام اور صلیب کی نفی اپنی زبان سے کریں گے تو عیسائی سب کے سب نشھد ان لا اله الا الله و نشھد ان محمداً عبده ورسو له پکار اٹھیں گے اور پکے مسلمان ہو کر داخل اسلام ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ عیسائیوں کی مقدس صلیب کو توڑ کر چکنا چور کر دیں گے۔ رہی یہ بات کہ عیسیٰ اس کام کے لئے خود کیوں تشریف لائیں گے، سو یہ اس لئے ہے کہ جس شخص کے متعلق لوگوں میں اختلاف پڑ جائے بہتر یہی ہے کہ وہ خود آ کر اس

اختلاف کو دور کرے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اختلاف مٹ جائے تاکہ پھر کسی کو غلط بیانی کی جرأت نہ ہو۔

عیسائیوں نے کفارہ کی بنیاد اسی صلیب کے واقعہ پر رکھی ہے کہ عیسی صلیب پر چڑھ کر ہمارے لئے کفارہ ہو گئے اور اسی کفارہ کی وجہ سے وہ نماز اور دیگر احکام الٰہی چھوڑ بیٹھے ہیں شائد کوئی ایک آدھ عیسائی ہوگا جو انجیل کے احکام کے مطابق نماز روزہ وغیرہ بجالاتا ہو۔

حضرت عیسیٰؑ کا صلیب کو توڑنا اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ عیسائیوں نے جو اس کی وجہ سے احکام الٰہی کو پس پشت ڈال رکھا ہے اس کے احکام کی پابندی پر زور دیا جائے نہ بانس ہو نہ بانسری بجے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے نزدیک یعنی آخر زمانے میں سوائے تھوڑے سے علاقہ کے تمام دنیا پر عیسائیوں کی حکومت ہوگی اس وقت امام مہدی کا ظہور اور عیسی کا نزول ہوگا اور وہ دونوں حضرات تمام دنیا کو اسلام سے بھر دیں گے تمام دنیا ان کے عہد میں مسلمان ہو جائے گی۔

قرآن مجید کی آیت یا عیسی انی متوفیك و رافعك الیّ و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے نزدیک عیسائی اقوام کی بادشاہت قریباً تمام دنیا پر چھائی ہوگی اور عیسی کو جو ان کے متبعین کے عروج کا وعدہ اور بشارت دی گئی ہے خود آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور جس ضلالت میں عیسائی پڑے ہوئے ہیں اس سے نکال کر انہیں صراط مستقیم پر چلائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۶ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸ ص ۶۔۸)

قادیان سے کفر کا فتوی نکلا

اور ارکان انجمن احمدیہ لاہور پر لگا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین اس سرخی سے متعجب ہوں گے کہ یہ کیسا فتوی ہے جو خاص احمدیہ لاہور پر لگا رہے ہیں۔ ہم اس حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہیں کہ یہ فتوی آج کل کے خلیفہ قادیان کا نہیں بلکہ خود بانی فرقہ مجدد، ومہدی، ومسیح موعود وغیرہ کا ہے۔ اس لئے انجمن احمدیہ لاہور کو کسی سرتابی کی گنجائش نہیں۔ اگر چون چرا کریں گے تو پھر یہ بتانا ان کا فرض ہوگا کہ قائل مرزا قادیانی اور منکر مرزا قادیانی میں کیا فرق ہے۔

ناظرین جانتے ہوں گے کہ لاہوری احمدیہ جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بزرگ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ کی تصریحات اس مسئلے میں بکثرت ہیں کہ حضرت مسیح بے باپ مولود نہ تھے بلکہ ان کا باپ تھا، مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر وغیرہ میں یہ ذکر مفصل ملتا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے تو اس مضمون پر ایک رسالہ بھی شائع کیا ہے غرض یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں کسی طرح کا خفا یا فریق ثانی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اس تمہید کے بعد بڑے مرزا مرزا صاحب کا فتوی سنیئے:

ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح بن باپ تھے اللہ تعالی کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ غلطی پر ہیں ایسے لوگوں کا خدا مردہ ہے۔ ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کسی کو بے باپ پیدا نہیں کرسکتا، ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں (مقولہ مرزا قادیانی، در اخبار الحکم قادیان ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۵ء)

لاہوری دوستو!

تمہارے حال پر ہمیں کیا ہر سننے والے کو رحم آتا ہے ایسے ہی واقعات سے یہ مثل صادق آتی ہے: نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اب تم قادیان کے بہشتی مقبرے میں جا کر یہ شعر پڑھو:

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۹ ص ۶)

میرزائیت

مولوی ابوسعید عبدالعزیز لدھیانویؒ لکھتے ہیں:

آج ہر ایک مذہب صداقت کا حامی ہے۔ خاص کر مسلمان تو فرقہ بازی کو راہ نجات تصور کرتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ اس کا خاتمہ کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے تھے کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک طرف یہودی صداقت کے حامی تھے دوسری طرف نصاری تیسری طرف کفار مکہ۔ بہرحال ہر ایک اپنے مذہب کی صداقت پر ابراہیمؑ کے طریقہ کو پیش کرتا تھا اور نسبت ابراہیمی کو بنظر فخر دیکھتا تھا جب جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نبی مبعوث ہوئے تو باری تعالی نے اس عقدہ کو حل فرمایا کہ

ما کان ابرا هیم یهو دیاً و لا نصرا نیاً و لکن کا ن حنیفاً مسلماً و ما کا ن من المشر کین ۔

نہ ابراہیم یہودی تھے نہ نصاری کیونکہ یہودیت ونصرانیت تو اس وقت سے شروع ہوئی جب توراۃ وانجیل نازل ہوئی اور ان کا نزول حضرت ابراہیم کے بعد ہوا لیکن وہ ایک طرف تھا۔ سب بتوں کے پجاریوں سے خاص خدا کی پوجا کرنے والا، نہ تھا وہ مشرکوں سے۔

معلوم ہوا کہ نہ یہودیوں کا قول درست، نہ نصاری کا کہنا صحیح، نہ مشرکین مکہ کی نسبت درست، بلکہ ابراہیمی تو ایک گروہ ہیں جس کی تشریح یہ آیت کرتی ہے

انّ او لی النا س با برا هیم للذین اتبعوه و هذا النبی و الذین آ منوا معه

ابراہیم کے قریب جو اس کے تابعدار اور یہ نبی ﷺ اور اس کے تابعدار، دگر ہیچ

تنبیہ: اس آیت میں جہاں فرقہ بازی کی تردید کی اور محمدی گروہ میں شمولیت کا حکم دیا ساتھ ساتھ نئی نبوتوں کا خاتمہ بھی کر دیا اس کی تائید یہ آیت بھی ہے

الیو م اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و ر ضیت لکم الاسلا م دیناً

میں نے آج دین کو کامل کر دیا اور نبوت کو ختم کر دیا اور اسلام کو پسند کیا

مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج مدعی نبوت پنجاب (مرزا غلام احمد قادیانی) میں پیدا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے

آنچہ داد ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

یعنی ہر نبی کو نبوت کی پیالی ملی ان تمام کو جمع کر کے یعنی بڑا جام مجھے دیا گیا۔

اور سنئیے! درثمین کے صفحہ ۱۰۰ پر فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

پھر جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت کس قدر زبان درازی کرتا ہے۔

ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۰

اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوش میں نہ آ جاویں تو میرا یہی مذہب ہے جس کو میں دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست و فہم آپ کے یعنی نبی کریم ﷺ کی فہم و فراست کے برابر نہیں مگر پھر بھی بعض پیش گوئیوں کی نسبت خود حضور نے اقرار کیا کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی، (نعوذ باللہ من ذلك)

اس سے زیادہ زبان درازی کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ کتاب مذکورہ صفحہ ۶۲۹:

ایک بادشاہ کو چار سو نبیوں نے بموجب الہام فتح کی پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اس میدان میں مر گیا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ الہام دراصل شیطان کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہ تھا اور ان چار سو نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی سمجھ لیا

لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم سبحانك هذا بهتان عظيم۔

یہ ہیں آج کل کے نئے نبیوں کے خیالات۔ کیا اب بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا اعلان کرنے والو صداقت کا اعلان کرو گے۔ اگر تم اب بھی نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔

اور سنئیے: معجزات کی نسبت کیا فرماتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰؑ کے معجزہ کی

نسبت ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ۳۰۹۔

مجھ کو الہام ہوا هذا هو الرب الذى لا يعلمون ۔

عیسیٰ کا مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ یہ جادوگری ہے لوگ بسبب جہالت کے معجزہ تصور کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل (یعنی مردوں کو زندہ کرنا) ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس کو مکروہ و قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل و کرم سے ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

میں امت مرزائیہ سے پوچھتا ہوں کہ ہر مرزائی، قادیانی ہو یا لاہوری، کیا تمہارا یہی عقیدہ ہے۔ اگر نہیں تو تم کیوں ایسے شخص کو نبی یا مجدد کہتے ہو جس کا کام ہی یہی ہو کہ انبیاء کرام کی توہین کرنا، بزرگوں کی بنظر حقارت دیکھنا، پھر جماعت مرزائیہ اس کے کارناموں کو پوشیدہ کرتی ہے۔

چند دن ہوئے جب کانفرنس لدھیانہ میں منعقد ہوئی تو اس وقت سکرٹری جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اس میں مرزا صاحب قادیانی کی تعریف کے طومار جمع کئے گئے ہیں۔ نا معلوم ان لوگوں کو موصوف کی تعلیم کا پتہ نہیں یا جان بوجھ کر اس کے قولوں پر پردہ کرنے کی عادت ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۹ ص ۷)

مرزا نمبر: ابتداء اور انتہا مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا تھا۔ قادیانی گروہ نے اس روز کو یادگار مرزا کا تہوار بنا لیا ہے۔ لہذا ہم بھی حسب اعلان مرزا نمبر شائع کرتے ہیں کیونکہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی سے ایک گونہ ہمارا بھی تاریخی تعلق شدید لاینفک ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی تحریر اور حکیم نور الدین کی تصدیق کے

مطابق ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں ساری حسرتیں لے کر بعمر ۶۹ سال فوت ہو گئے (رسالہ نور الدین از حکیم نور الدین بجواب ترک اسلام از دھرم پال۔ص ۱۷۰)

ان حسرتوں میں سے دو حسرتیں خاص قابل ذکر ہیں:

ایک آسمانی منکوحہ کے نکاح کی۔

دوم اپنے اعلان آخری فیصلہ کے مطابق مولوی ثناء اللہ کی موت کی خبر سننے کی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کے حق میں پندرہ ماہ میں موت اور پنڈت لیکھ رام کے حق میں چھ سال میں خرق عادت عذاب کی اور آسمانی منکوحہ کے حق میں نکاح میں آنے کی پیش گوئی کا ذکر کر کے لکھا ہے:

یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کے تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس..کا عاجز سے نکاح ہو جاوے۔...

واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔(شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ص ۸۱)

کس لطف سے اجزاء کلام بنا رہے ہیں اور مزے سے اندر ہی اندر خوش ہو رہے ہیں اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں:

کشش ہے جذب الفت میں تو کھینچ کر آ ہی جاؤ گے
ہمیں پرواہ نہیں گر ہم سے کچھ تم تن کے بیٹھے ہو

اس کا انجام جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ شعر پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے

وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن
ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسمان صیاد

دوسری حسرت نے تو درحقیقت مرزا صاحب ہی کو حسرت زدہ نہیں کیا بلکہ ساری جماعت احمدیہ بھرے لہجہ میں کہہ رہی ہے:

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

اس اجمال کی تفصیل بتانے کے لئے ایک تمہید کی ضرورت ہے

آج عرصہ چالیس سال ہونے کو ہیں کہ میں میدان مناظرہ مرزائیہ میں داخل ہوا۔ میں نے غور کیا کہ یہ گروہ قرآن سے نہیں ڈرتا، حدیث سے نہیں دبتا ۔حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے کے ایک جدید گروہ کے حق میں فرمایا تھا یہ لوگ قرآن کی تاویلات کر جاتے ہیں ان کے سامنے قرآن نہ پیش کیا کرو بلکہ فار موھم بالسنۃ احادیث سے ان کا مقابلہ کیا کرو کیونکہ وہ اپنا مضمون بتانے میں زیادہ واضح ہے ۔مگر قادیانی گروہ نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ نہ قرآن سے خاموش ہوتے ہیں نہ حدیث سے کتنی بڑی واضح بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی موضع قادیان (پنجاب) میں پیدا ہوئے اسی جگہ ان پر وحی آئے مسیح موعود ہوئے آخر اسی زمین میں دفن ہوئے حالانکہ حدیث شریف میں صاف الفاظ میں ہے کہ، مسیح موعود دمشق میں اترے گا۔ اگر حدیث ان کے لئے مسلک ہوتی تو اس حدیث کے ہوتے ہوئے کوئی مرحلہ باقی نہ رہتا۔ مگر مرزا صاحب نے اس حدیث کو یوں پھیرا کہ دمشق سے مراد قادیان ہے کیونکہ جس طرح دمشق میں یزیدیوں کا غلبہ تھا میری بعثت سے پہلے بھی یہاں یزیدیوں یعنی بے دینوں کا غلبہ تھا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود حج کرے گا۔ مرزا صاحب کہتے گئے کہ میں دجالوں (پادریوں) کو مسلمان بنا کر ساتھ لے کر حج کرونگا جب بغیر حج کئے مر گئے تو اب کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنا حج بدل کرا دیا تھا، جس کا ثبوت بھی نہیں (سیرۃ المہدی میں لکھا ہے کہ مرزا کی بیوی نے ان کی وفات کے بعد حج بدل کرا دیا۔ بہاء)

اس قسم کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں جن میں اس گروہ کے بانی اور اس گروہ نے قرآن کے بعد احادیث پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے۔

میں جب اس میدان میں آیا تو مجھے خیال ہوا کہ اس گروہ سے مقابلہ کس ہتھیار سے کیا جائے اس وقت دو مقدس بزرگ روحانی طور پر میرے سامنے آئے ایک طرف تو شیخ سعدی نے سمجھانا شروع کیا:

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(قرآن وحدیث جس کو اثر نہیں کرتے اس کو جواب نہ دے)

دوسری طرف حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جیسے جلیل القدر بزرگ نصیحت کرنے لگے کہ:

جو عالم اہل کفر اور اہل بدعت کا رد نہ کرے وہ عالم نہیں (کتاب العقل)

اس لئے میں نے بعد غور وفکر قادیانی مدعی کے لئے تیسرا راستہ اختیار کیا۔ یعنی قرآن وحدیث پیش کرنے کی بجائے اس کے ذاتی کمالات الہامات وغیرہ کی تنقید کر کے دکھایا کہ اس شکل کا صغری بالکل غلط ہے۔ چنانچہ پہلا رسالہ الہامات مرزا میں نے بڑی محنت سے لکھا۔ جو اتنا مقبول ہوا کہ بڑے بڑے مصنفوں نے اس کی عبارات اپنی تصنیفات میں کیں۔ پنجاب کے پیر صاحب گولڑہ (سیف چشتیائی میں) اور حیدر آباد دکن کے مولانا انوار اللہ مرحوم نے (افادۃ الافہام) تصنیفات میں الہامات مرزا سے فائدہ حاصل کیا۔ اس کے بعد میں اسی راستے کو وسیع کرنے میں لگ گیا اور پبلک کو اس راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔ جس کا نتیجہ بحمد اللہ یہ ہوا کہ آج جہاں کہیں اس گروہ سے اہل حق کا مباحثہ ہوتا ہے ایک مضمون صداقت مرزا کا ضرور زیر بحث ہوتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ ہر جگہ وفات مسیح کو لے بیٹھتے تھے جس پر مطلب براری کے لئے آیات اور احادیث پیش کر کے اپنا اثر ڈالتے تھے۔ میرا یہ طریق مرزا صاحب قادیانی کو ایسا ہوا کہ انہوں نے بحکم تنگ آمد بجنگ آمد مندرجہ ذیل اشتہار دیا

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ یستنبئونک احق ہو ۔ قل

ای و ربی انه لحق ۔ بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے ۔ آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناءاللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر ۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے ۔ آمین یا رب العالمین ۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے ۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک به علم پر بھی عمل نہیں کیا ۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے ۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا ۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس

عمارت کومنہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين ۔ آمین ۔
بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاه الله و ايد۔

ناظرین کرام اس اشتہار کو بنظر غور دیکھیں تو اس میں درج ذیل پانچ امور صاف ملیں گے

۱۔ وجہ اشاعت اشتہار ھذا میری طرف سے سخت تحریرات کا نکلنا ۔
۲ ۔سارے اشتہار میں مرزا نے مباہلہ کا لفظ نہیں بولا بلکہ محض اپنی دعا سے فیصلہ چاہا
۳ ۔سارے اشتہار میں میرے ذمہ کوئی کام نہیں رکھا ۔ بلکہ صرف اپنی دعا کو کافی سمجھا
۴ ۔اس مضمون کو سچا اور ضروری الوقوع بتانے کو شروع میں بالفاظ قرآن مجید قل ای و ربّی انّه الحق مئوکد بہ حلف بتایا ہے ۔
۵ ۔سب سے اخیر میں لکھا ہے کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب جو چاہیں لکھیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔یعنی میرے اقرار یا انکار کا کوئی اثر نہیں ۔

(پس اس اشتہار کی اندرونی شہادت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس دعا کے متعلق میرا (یعنی ثناء اللہ کا) کچھ کام نہیں ۔ نہ میرا اقرار قبولیت کے لئے شرط ہے ۔ نہ انکار باعث رد۔ بلکہ جو کچھ ہے وہ مرزا صاحب کی دعا ہے اور بس) ۔

ان امور خمسہ کے بعد مرزا صاحب کی اس دعا کے متعلق دوسرا اعلان بھی قابل غور ہے جس میں ذکر ہے کہ میں نے ثناء اللہ کی بابت دعا کی تو الہام ہوا اجیب دعوة الداع (اخبار بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء) ۔

یہ تو ہے مرزا صاحب کا اپنا قول جو سب جماعت احمدیہ پر حجت ہے ۔اب مزید تائید بھی سنیئے ۔مرزا صاحب کے بعد امت مرزا دو گروہوں میں منقسم ہوگئی ۔ پہلا گروہ قادیانی ہے جس کا سرگروہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ہے ۔دوسرا گروہ لاہوری ہے اس کا سرگروہ مولوی محمد علی ایم اے امیر جماعت ہے ۔ان دونوں نے اس دعاء

مرزا کی بابت جو رائے لکھی ہے وہ بہت صاف اور فیصلہ کن ہے ۔

یہ دونوں بیان قریب وفات مرزا صاحب کے ہیں جب دونوں فریقوں میں ضد اور تعصب ابھی غالب نہیں ہوا تھا۔ خلیفہ (محمود) صاحب کا قول ہے کہ:

جب حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ثناء اللہ کی بابت دعا کی اور خدا تعالی نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک وعید کی پیشگوئی ہوگئی '

(تشحیذ الاذہان ۔ مولفہ میاں محمود احمد ۔ بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۹۷)

اس عبارت سے مطلع بالکل صاف ہو گیا ہے کیونکہ دعا جملہ انشائیہ ہے اور پیشگوئی جملہ خبریہ ہے۔ جملہ خبریہ صادقہ کا تحقق ضروری ہے ۔مرزا صاحب نے آئت قرآنیہ کے الفاظ میں قسم کھا کر اس مضمون کو جملہ خبریہ کی صورت میں دکھایا ہے ۔اس لئے باپ بیٹا دونوں اس پر متفق ہیں کہ اشتہار جملہ خبریہ ہے جس کا وقوع ضروری ہے۔ ایک اور بات بڑی ضروری یہ ثابت ہوئی کہ مرزا صاحب کا الہام مندرجہ اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اجیب دعوۃ الداع اسی دعا کے متعلق ہے نہ کسی اور کے ۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے ۔خدا نے اس دعا کی منظوری کا الہام کیا۔اسکے بعد یہ دعا پیش گوئی کے رنگ میں آ گئی ۔ پھر کیا ہوا :

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

لاہوری گروہ کے سربراہ چونکہ انگریزی میں ایم اے ہیں لہذا انگریزیت ان پر غالب ہے اسلئے وہ اشتہار کے دعا ہونے کا اور اس کی قبولیت کا اعتراف بھی کرتے ہیں مگر انگریزی طریق پر جس میں بجائے صفائی کے تکدر غالب ہو۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے الفاظ یہ ہیں

' ہم تو اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی بد دعا اس (ثناء اللہ) کے حق میں منظور ہوئی اور وہ اس کا نتیجہ بھی انشاء اللہ دیکھ لے گا '

(مقولہ محمد علی لاہوری در رسالہ ریویو قادیان بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۹۸)

ناظرین یہ ہے پیر پرستی کا اثر کہ ایک طرف حق صریح ہے دوسری طرف ایک بناوٹی بت ہے جس کی حفاظت کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اس لئے حق غلبہ کر کے زبان

قلم سے نکلنا چاہتا ہے بلکہ بزور نکل گیا ہے مگر بے سمجھوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کو یہ پخ لگا دی گئی ہے کہ 'نتیجہ دیکھ لیگا'۔

احمدی دوستو! نتیجہ سوائے موت کاذب اور حیات صادق کے اور کیا ہے جس کو بزمانہ مستقبل دیکھنے سے ڈرایا جاتا ہے۔ کیا اللہ سے ڈرنے والے راست گو ؤں راستی پسندوں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں: ما هكذا يا سعد نورد الابل

مولوی محمد علی صاحب:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

نوٹ: یہ مضمون مباحث قادیان کا فیصلہ کن ہے اس لئے میں نے اس کے متعلق مستقل رسالہ فیصلہ مرزا اردو عربی اور انگریزی میں شائع کیا ہوا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۳۔۶)

جھوٹا اور پیر پرست کون؟

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین مندرجہ ذیل مضمون سے اس سوال کا جواب حاصل کریں۔

اخبار پیغام صلح لاہور میں مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کا خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے جس میں مولوی صاحب نے کذب گوئی و پیر پرستی کی بہت مذمت کی ہے جو نہایت عمدہ بات ہے واقعی جو بولنے والے اشخاص حق کی تبلیغ میں کبھی کوشاں نہیں ہو سکتے ان کی تمام لفاظی لسانی محض دنیا طلبی اور زر پرستی کے لئے ہوتی ہے۔

مگر اس کا کیا جواب کہ خود مولوی صاحب کا طرز عمل آج تک یہی رہا ہے کہ انہوں نے نہ صرف خود اپنی تمام عمر پیر پرستی میں بسر کی ہے بلکہ دیگر لوگوں کو ایک جھوٹے بت کی پرستش کے لئے بشد و مد دعوت دیتے اور دے رہے ہیں مولوی صاحب کو یہ مضمون لکھنے کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ بقول ان کے اخبار زمیندار و احسان نے ان کے ایک بیان کو جو بمقدمہ مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری عدالت میں دیا غلط

چھاپا ہے اور باوجود مولوی صاحب کے انکار کے بھی اس کی تردید نہیں کی۔

حالانکہ اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو بھی ملکی اخبارات اس بات پر، خدائی مامور، نہیں کہ وہ ہر بات کی چھان بین بطریق محدثین کریں اور نہ ہی وہ قادیانی جماعت کے تنخواہ خور ہیں کہ ان کی خاطر اپنے قیمتی اخبارات کے صفحات سیاہ کریں ایک نامہ نگار کی اطلاع پا کر انھوں نے بیان کر دیا آپ کے نزدیک اس میں غلطی تھی آپ نے اس کی تردید کر دی قصہ ختم۔

مولوی صاحب! آپ کو زمین دار اور احسان پر تو بہت غصہ آیا مگر آپ کے پیر، نہیں نہیں مسیح موعود حضرت مجدد زمان نے جو صدہا خلاف واقعہ امور اپنی تصنیفات میں لکھے ہیں ان پر آپ نے آج تک نوٹس کیوں نہیں لیا؟

حالانکہ بارہا آپ کے روبرو ان واقعات کو پیش کر کے جواب طلب کیا بلکہ پانچ پانچ سو روپیہ انعام کا لالچ بھی دیا گیا مگر آپ نے محض پیر کے لحاظ سے آج تک نہ ان کی تصحیح کی اور نہ ہی پیر پرستی سے منہ موڑا اگر آپ کو یاد نہ رہا ہو تو ہم آپ کی یاد تازہ کرانے کو ایک مثال پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو آپ کے حضرت مسیح موعود راقم ہیں:

> مولوی غلام دستگیر (قصوری) نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ (مرزا) اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۱)

اس مضمون کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۲، ۱۴ و نمبر ۴ صفحہ ۱۳ و ضمیمہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ و کتاب نزول المسیح صفحہ ۱۳۱ و اعجاز احمدی وغیرہ کتب میں بھی لکھا ہے حالانکہ یہ صریح خلاف واقعہ ہے۔ ان ہر دو علماء نے اپنی تالیفات میں ہرگز یہ بات نہیں لکھی۔

مولوی صاحب: کیا اس قسم کی صریح غلط بیانیاں کرنے والے شخص کو مسیح موعود وغیرہ ماننے والے اشخاص کا یہ منہ بھی ہے کہ وہ لوگوں پر پیر پرستی و کذب بیانی سے اجتناب کا وعظ کریں لم تقولون ما لا تفعلون

مولوی صاحب! اگر آپ فی الواقع پیر پرست نہیں ہیں تو آؤ تین ججوں کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کر کے ان سے فیصلہ کرا لیں کیا آپ اس پر آمادہ ہوں گے؟ نہیں کیونکہ پیر پرستی ایک خوفناک اور نہ ہٹنے والی بیماری ہے۔ آگے چلئے آپ نے اسی ضمن میں یہ بھی لکھا ہے کہ

> حضرت مسیح موعود (مرزا) کی زندگی کی طرف دیکھو آپ ہمیشہ صداقت پر قائم رہے مقدمات کے دوران آپ کو ایسے مواقع بھی پیش آئے کہ سچ بولنے میں قید کا خطرہ تھا لیکن آپ نے خطرہ کی مطلق پرواہ نہ کی۔

(پیغام صلح لاہور ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۵)

حالانکہ حقیقت اس کے سراسر خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے مقدمات کے دوران اپنے بچاؤ کی خاطر اسی قدر جائز و ناجائز کوشش کی جتنی کہ ایک دنیا دار شخص سے ممکن ہے۔ ثبوت سنئیے،

جن لوگوں نے حکیم محمد حسین قریشی مرزائی کا رسالہ خطوط امام بنام غلام، اور مرزا صاحب کی کتب جن میں مرزا جی نے بڑے فخر سے لاکھوں روپیہ کی اپنی آمد بتائی ہے، دیکھی ہیں ان پر واضح ہے کہ مرزا جی نے مریدوں کے مال سے خوب گل چھرے اڑائے ہیں۔ آمد و خرچ کا حساب کتاب اسی لئے مرزا جی نے کوئی نہ رکھا تھا کہ جو چاہوں کروں جس طرح چاہوں عیش اڑاؤں۔

اس بات کو مرزا جی کے بعض دنیا طلب معزز مرید بھی بھانپ رہے تھے مگر یارائے دم زدن نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ بعض من چلے مریدوں نے باہم مشورہ کر کے ایک مرید سے کہلوا ہی دیا (مولوی صاحب! یہ مرید آپ ہی تو نہ تھے؟ معمار) کہ حضور! غریب و نادار مریدوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی یوں بے دردی سے مت اڑائیے۔ باقاعدہ حساب کتاب ایک کمیٹی کے سپرد کریں۔ پھر کیا تھا مرزا صاحب بہت لال پیلے ہوئے اور قائل کو خوب سنائیں ساتھ ہی کمال شان مسیحائی سے کہا کہ:

> میں تاجر نہیں کہ حساب کتاب رکھوں میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض اپنے دل میں رکھتا ہے

اس پر حرام ہے کہ کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔

(اخبار الحکم قادیان ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء)

حاصل یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مریدوں کے مال سے خوب من مانی موجیں اڑائی ہیں ۔اس کا مزید ثبوت سننا چاہو تو حضرت خلیفۃ المسیح یعنی مولوی نورالدین صاحب کی شہادت ملاحظہ فرمائیں جوانہوں نے بمقدمہ ٹیکس متعلقہ مرزا صاحب روبروئے تحصیل دار صاحب دی ہے کہ:

لوگ مرزا صاحب کو ان کے خرچ کے لئے بطور ہدیہ کے پیری مریدی کے طور پر دیا کرتے ہیں۔ (روداد مقدمات قادیانی ۔ص ۷۴)

مگر جناب مرزا صاحب ، ہاں قادیانی مسیح موعود، ہاں ہاں حضرت مجدد زمان کی راست گوئی ملاحظہ ہو کہ آپ نے اسی مقدمہ انکم ٹیکس میں جو بیان دیا ہے وہ بالفاظ تحصیل دار صاحب یہ ہے:

مریدوں سے سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپئہ کے ہوتی ہے اور (مرزا) کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان دیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کے لئے کافی ہے اس کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ مریدوں کا روپئہ ذاتی خرچ میں لاوے۔

(ضرورت الامام ۔ص ۴۵)

مولوی محمد علی صاحب ! انکم ٹیکس سے ڈر کر حکومت کی حق تلفی کرنے کو اس طرح غلط بیانی کرنا آپ کے نزدیک کذب نہیں؟ انصاف

مثال نمبر۲۔ قادیانی مرزا جی نے اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے آمدنی چندہ کو بظاہر پانچ مدات پر تقسیم کر رکھا تھا (جن کا حساب کتاب کوئی نہ تھا جیسا کہ گذر چکا)وہ پانچ مدات مندرجہ ذیل ہیں:

اول مہمان خانہ، دوم مطبع ، سوم مدرسہ چہارم سالانہ اور دیگر جلسہ جات، پنجم خط و کتابت۔ (رپورٹ تحصیل دار مندرجہ ضرورۃ الامام ص ۴۳۔۴۴)

ان سب مدات کے لئے جس قدر آمد خرچ ہوتا وہ سب بدست مرزا صاحب ہوتا تھا کسی غیر شخص کا اس میں دخل نہ تھا مولوی نورالدین شاہد ہیں کہ:

بعض صورتوں میں مرزا صاحب کو لوگوں سے ہدایت ہوتی ہے کہ ان کا روپیہ مہمان نوازی میں خرچ ہو اور بعض میں ایسی ہدایت نہیں ہوتی ..مرزا صاحب کو اختیار ہے کہ وہ پانچ مدوں میں سے جس مد میں چاہیں خرچ کریں..میں (نورالدین) بھی مرزا صاحب کو اپنی گرہ سے روپیہ دیا کرتا ہوں لیکن تخصیص نہیں ہوتی کہ وہ ان پانچ مدوں میں سے فلاں مد میں خرچ کریں۔ (روداد مقدمات قادیانی ص ۴۷)

اسی بیان کی تائید منشی تاج الدین تحصیل دار پرگنہ بٹالہ کی رپورٹ مندرجہ صفحہ ۴۴ ضرورۃ الامام سے بھی ہوتی ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ جملہ مدات پر جس قدر خرچ وغیرہ ہوتا یا آمد ہوتی بلا دخل غیرے بدست مرزا جی ہوتی۔مگر مرزا جی نے مقدمہ انکم ٹیکس میں روبروئے تحصیل دار صاحب یہ بیان دیا کہ:

جو آمدنی مدرسہ کی مد پر آتی ہے وہ اس آمدنی کے علاوہ ہے اور اسکا خرچ بھی علاوہ ہے میں نے انتظاماً وہ کام مولوی نورالدین صاحب کے سپرد کر رکھا ہے وہی حساب کتاب رکھتے ہیں اور بذریعہ اشتہار چندہ دہندگان کو اطلاع دی گئی ہے کہ اس کا روپیہ براہ راست مولوی نورالدین صاحب کے نام ارسال کریں ۔(ص ۷۲ روئداد مقدمہ۔ تائید ص ۴۳ ضرورۃ الامام)

اس بیان میں مرزا صاحب نے یہ صاف غلط بیانی کی ہے کہ مدرسہ کی آمد و خرچ کا حساب کتاب مولوی نورالدین کے سپرد ہے حالانکہ ہم او پر خود مولوی نور الدین کے بیان سے ثابت کر آئے ہیں کہ انہیں ان امور میں دخل نہ تھا وہ خود بھی اپنا چندہ مرزا صاحب کو دیا کرتے تھے۔اس کی مزید تائید مولوی صاحب مذکور کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں نے مقدمہ حکم فضل الدین بنام مولوی کرم الدین جہلمی عدالت رائے گنگا رام مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور میں دیا کہ :

مدرسہ کا کام مرزا صاحب نے میری ذمہ نہیں ڈالا ہوا مدرسہ کے چندہ کا کام جب سے مدرسہ ہوا ہے کبھی میرے سپرد نہیں ہوا چندہ میرے نام کبھی نہیں آتا ۔(بیان مورخہ ۲۵ جون ۱۹۰۳ء روداد مقدمہ ص ۱۲۰)

مولوی محمد علی صاحب ! قادیانی مرزا جی کی مذکورہ بالا غلط گوئی کے متعلق

آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

مثال نمبر۳۔ ایسا ہی مقدمہ مذکورہ بالا میں حکیم مولوی نورالدین کا یہ بیان ہے کہ:

قادیان میں میرے خیال میں شاید تین چار مطبع ہیں حضرت صاحب کا اپنا مطبع کوئی نہیں (رویداد مقدمات۔ص۱۲۲۔۱۲۳)

خود مرزا صاحب نے بھی مقدمہ حکیم فضل دین بنام مولوی کرم الدین ۱۹ اگست ۱۹۰۳ء کو بطور شاہد لکھایا کہ:

مطبع ضیاء الاسلام میرے خیال میں ۱۸۹۸ء سے جاری ہوا میں نے جاری نہیں کیا حکیم فضل دین اس کا مالک تھا آج تک وہی مالک ہے نفع نقصان کا وہی ذمہ دار ہے (رودادمقدمات۔ص ۱۴۸)

تحریرات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ مرزا جی کا اپنا مطبع کوئی نہ تھا، لہذا مرزا جی کا مقدمہ انکم ٹیکس میں سرکاری ٹیکس سے بچاؤ کی خاطر قریباً ۵۰۰ روپیہ مطبع کا خرچ لکھانا مرزا جی کے صادق ہونے پر دلیل ہے یا غیر صادق پر۔ ملاحظہ ہو بیان مرزا صاحب:

خرچ مطبع اس سال تخمیناً ایک ہزار روپیہ ہوا ہے جس کا حساب کوئی نہیں اس میں مدات ذیل ہیں ...کل کش، پریس مین ۔۔؟ اسفنجیا ...، رولیا ... سنگ ساز ۔۔ وغیرہ ۔۔ کاغذ ماہوار . کل خرچ ..؟ ..آمدنی مطبع کی حسب ذیل اس سال ہوئی: آمدنی فروخت کتب چارسو اٹھاسی روپیہ دس آنہ اس حساب سے خرچ مطبع آمدنی سے تخمیناً پانچ سو روپیہ کے قریب زیادہ آتا ہے ۔ یہ خرچ دوسری مدات سے دیا جاتا ہے۔ (رودادمقدمہ ص۷۳)

اس بیان کی مجمل تائید ضرورت الامام کی منقولہ سابق تحریرات سے بھی ملتی ہے کہ مرزاجہ نے آمدنی چندہ از مریدین کے خرچ کے لئے مدات بیان کیں جن میں مطبع کی مد بھی ہے۔ الحاصل ان بیانات میں صدق مقال کو ملحوظ نہیں رکھا۔

مثال نمبر۴۔ مذکورہ بالا غلط بیانی پر انتہائی غلط آمیز کاروائی اور سنیئے کہ جب مرزا صاحب نے مقدمہ فضل دین میں اپنا مطبع ہونے سے انکار کیا (جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا) تو مخالف جو ایک دور اندیش ہے (یعنی مولوی الدین صاحب جہلمی) نے فوراً مقدمہ انکم

ٹیکس والا بیان عدالت کے رو برو پیش کر دیا کہ یہ حضرت اس زمانے میں مطبع کو اپنا ذاتی قرار دے کر خرچ رولیا، اسفجیا، پریس مین وغیرہ بھی لکھا چکے ہیں پھر کیا تھا مرزا جی کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے بقول مرزا صاحب ایک جھوٹ نباہنے کو سو جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مرزا جی نے اسی پر عمل کر کے یوں جواب دیا:

جو بیان میرا رو بروئے تحصیل دار صاحب بٹالہ بمقدمہ عذرداری انکم ٹیکس (آر ۱۶) میں نے پڑھا ہے اس میں جو مطبع کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مطبع میں جو کتابیں چھپوائی جاتی ہیں (روداد مقدمہ ص ۱۴۸) (یعنی مطبع مراد نہیں بلکہ طباعت مراد ہے)

احمدی بھائیو! اپنے مسیح موعود کی اس مقدس راست گوئی پر شرمندہ نہ ہو جانا کہہ دو:

سچ مچ حضرت مسیح موعود کا یہی مطلب تھا اور اگر کوئی مخالف انکم ٹیکس والے بیان سے رولیا، اسفنجیا، سنگ ساز، پریس مین وغیر دکھاوے تو کہہ دینا کہ رولیا سے مراد براہین احمدیہ کی سلائی کٹائی تہہ بندی اور اسفنجیا سے حقیقۃ الوحی کی کٹائی اور سنگ ساز و پریس مین سے مراد میر عباس علی لدھیانوی ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کی اشاعت میں انتہائی سعی کی تھی۔ مرزا صاحب نے کیا سچ کہا ہے:

جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے، کون اس کو روکتا ہے۔

(اعجاز احمدی۔ص ۳)

مثال نمبر ۵۔ مرزا صاحب نے بمقدمہ یعقوب علی تراب حسب ضرورت خود مصلحت وقت ایک طرف تو بیان دیا کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے خود مجھے ایک خط لکھا تھا مگر دوسری طرف عندالحاجت یوں کہا کہ وہ خط مولوی کرم الدین کے لفافہ میں مجھ کو ملا تھا چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ درج ذیل ہیں:

کارڈ پی نمبر ۵ وہ کارڈ ہے جو مولوی کرم الدین کے خط میں مجھ کو ملا جو ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء کو لکھا ہے۔ (روداد۔ص ۱۳۷)

احمدیو! تمہارے حضرت مسیح موعود نے مقدمہ حکیم فضل الدین بنام کرم الدین میں مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۰۳ء کو کہا تھا کہ:

عین الیقین اور حق الیقین عدالت کے ذریعہ میسر آتے ہیں۔

(روداد مقدمہ ص ۱۴۶۔۱۴۷)

اس جگہ ملاحظہ کرو کہ خود عدالت نے مرزا جی کی کذب بیانی پر دستخط کئے ہیں: بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مولوی محمد علی صاحب! آپ کا دعوی تھا کہ مرزا جی نے مقامات کے دوران کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ خاکسار نے منجملہ کئی ایک امثلہ کے پانچ مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں دیکھئے آپ کیا کہتے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کا یہ فرمان بالکل حق ہے کہ:

آج اسلام اور قرآن پر ایمان لانے والے ایسے لوگ بھی ہیں کہ ان کے ہاتھ میں ہر وقت تسبیح اور زبان پر ذکر الٰہی لیکن جب جھوٹ بولنے پر اتر آتے ہیں تو اس قدر جھوٹ بولتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا کذاب اور دہریہ بھی شاید نہ بول سکے بڑی بڑی مقدس شکلوں اور حیثیتوں والے لوگ عدالت میں حلف اٹھا کر کذب بیانیاں کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔

(پیغام صلح لاہور ۱۹۔اپریل ۱۹۳۵ء)

کیا میں امید رکھوں کہ آپ میرے پیش کردہ کذبات کا کوئی صحیح جواب دیں گے یا مرزا صاحب کو چھوڑ کر صادق رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا حلقہ اپنے لئے کافی سمجھیں گے اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میں آپ کو پیر پرست کہنے میں حق گو ہوں گا یا غلط گو۔ خیر میں آپ کے اس قول کی دل سے تائید کرتا ہوں کہ:

پیر پرستی ایک بری بیماری ہے کوئی بیماری شاید اس سے زیادہ بری نہیں اس بیماری سے غور و فکر کا مادہ تو بالکل فنا ہو جاتا ہے

مکرم مولوی صاحب!

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۶۔۸)

جسٹس سر ظفر علی ،خلیفہ قادیان کی تائید میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل اخبارات میں سر ظفر علی سابق جسٹس ہائی کورٹ پنجاب کی تحریروں کا بہت ذکر اذکار ہے کیونکہ انہوں نے آواز اٹھائی ہے کہ حکومت جماعت مرزائیہ کو مسلمانوں سے الگ اقلیت بنا دے۔ اس سے فریقین کو امن رہے گا۔ قادیانی اخبار اور قادیانی خلیفہ اس سے سیخ پا ہو رہے ہیں۔ غیظ وغضب میں کچھ بے معنی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں۔ ہم نے اس موضوع پر کئی دنوں تک غور کیا تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قادیانی جماعت اور خلیفہ قادیان کو سر ظفر علی صاحب کا مشکور ہونا چاہیے آج ہم اس معمے کو حل کرتے ہیں جس سے دونوں فریقوں میں مفاہمت ہو کر غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ اس کے بعد دونوں فریق مل کر ہمارے شکر گزار ہوں گے۔ انشاء اللہ

۱۹۲۴ء؟ میں خلیفہ قادیان نے سفر انگلستان کا تہیہ کیا تو انجمن احمدیہ قادیان سے دس ہزار روپیہ منظور کرایا۔ پٹیالہ سے درزی بلائے گئے جنہوں نے تمام پارٹی کی وردی ایک ہی شان کی تیار کی۔ بڑی شان کے ساتھ یہ کہہ کر سفر یورپ کو روانہ ہوئے کہ وہاں اسلام کی اشاعت کے ذرائع پر غور کریں گے وہاں پہنچ کر ایسی بے دردی سے روپیہ اڑایا کہ بجائے دس ہزار کے اسّی (۸۰) ہزار خرچ ہوا۔ اس سفر میں کام کیا کیا؟ وزیر ہند سے ملے اپنی وفاداری جتا کر درخواست کی کہ:

کونسلوں اور اسمبلی میں ہماری نمائندگی الگ کر دی جائے۔

وزیر ہند نے خدمات کا اعتراف کیا مگر نمائندگی علیحدہ کرنے میں اپنی مشکلات پیش کر کے انکار کر دیا۔

ہم نے اس واقعہ کو معتبر ذریعہ سے اطلاع پا کر اسی زمانہ میں اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کر دیا تھا اور یہ بھی لکھ دیا تھا اور اب بھی لکھتے ہیں کہ خلیفہ صاحب قادیان اگر انکار کریں تو حلف موکد بعذاب اٹھائیں جو وہ دوسرے منکروں سے حلف طلب کیا کرتے ہیں۔

اس واقعہ سے ثابت ہے کہ علیحدہ نمائندگی اہل قادیان کا عین مدعا ہے۔ یہ تو واضح بات ہے کہ نمائندگی میں امتیاز جماعتی امتیاز پر موقوف ہے۔ پس آج جو سر ظفر علی نے مرزائی جماعت کو علیحدہ کرنے کی تحریک کی ہے۔ یہ دراصل قادیانی تحریک کی تائید ہے۔ اس لئے قادیانی جماعت کو سر موصوف کا شکر گذار ہونا چاہیے اور دونوں کو ہمارا شکر یہ بھی ادا کرنا چاہئے کیونکہ ہم نے پرانا ریکارڈ پیش کر کے ان دونوں میں مصالحت یا کم سے کم مفاہمت کرادی۔

قادیانی ممبرو!

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰صفر۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۱۵)

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔ و الحمد لله ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بہاء الدین